۳۴۲ کتابوں کے ایک ہزار حوالہ جات سے مزیّن تقریباً ۱۱۰ آیات کریمہ اور ۲۹۰ احادیث طیبہ اور آثار کی مدد
سے مقبولانِ بارگاہ ایزدی کی تعظیم پر اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور پہلی اور حسین کتاب

لُطفُ المنّان
فِی
تعظیمِ سیّدِ الاِنسِ والجانّ
المعروف
تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم
خادم العلم والعلماء
ابوالغنی فرید حسین رضوی عفی عنہ
ایم ایس سی فزکس + ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)
بی۔ ایڈ، الشہادۃ العالیہ

پروگریسو بکس

اللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

اللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِ مُحَمَّدٍ

كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى آلِ إِبْرَاهِيْمَ

إِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ

Marfat.com

۲۴۳ کتابوں کے ایک ہزار حوالہ جات سے مزین تقریباً ۱۱۰ آیات کریمہ اور ۲۹۰ احادیث طیبہ اور آثار کی مدد
سے مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کی تعظیم پر اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور پہلی اور حسین کتاب

لُطفُ المنّان
فی
تعظیمِ سیّدِ الانسِ والجانّ

المعروف

تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم
خادم العلم والعلماء
ابو الغنی فرید حسین رضوی عفی عنہ
ایم ایس سی فزکس + ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)
بی۔ ایڈ، الشھادۃ العالیہ

پروگریسو بکس لاہور
یوسف مارکیٹ ٥ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ٥ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

لطف المنان
فی
تعظیم سید الانس والجان
المعروف
تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم
جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

از قلم
خادم العلم والعلماء
ابوالغنی فریاد حسین رضوی عفی عنہ
ایم ایس سی فزکس + ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)
بی۔ ایڈ، الشہادۃ العالیہ

بار اول .... نومبر 2016ء
پرنٹرز .... آصف صدیق، پرنٹرز
تعداد 1100/-
ناشر .... چوہدری غلام رسول۔ میاں جواد رسول
میاں شہزاد رسول
قیمت .... 1000/= روپے

297-43
145298

ملنے کے پتے

ملت پبلی کیشنز
فیصل مسجد اسلام آباد Ph: 051-2254111
E-mail: millat_publication@yahoo.com

اسلام بک ڈپو
۱۲۔ گنج بخش روڈ لاہور فون 042-37112941
0323-8836776

شوروم ملت پبلی کیشنز دوکان نمبر 5- مکہ سنٹر نیو اردو بازار لاہور 0321-4146464
Ph: 042-37239201 Fax: 042-37239200

پروگریسو بکس
یوسف مارکیٹ ۔ غزنی سٹریٹ
اردو بازار ۔ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

Marfat.com

حسن ترتیب

عنوان	صفحہ نمبر
اظہارِ تشکر	23
شرف انتساب	25
خطبہ الکتاب	26
عقیدۂ تعظیم	27
مقدمہ	31
فصل اوّل	33
فصل ثانی	43
مخلوق کی تقسیم	43
خلاصہ بحث	50
باب اوّل: عقیدہ تعظیم قرآنِ مجید کی روشنی میں	53
پہلی آیت: یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا ــــــــ	56
دوسری آیت: مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ ــــــــ	60
تیسری آیت: اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ــــــــ	61

Marfat.com

چوتھی آیت: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ	64
پانچویں آیت: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ	73
تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز سے مقدم	74
چھٹی آیت: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ	80
ساتویں آیت: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَاجَیْتُمُ الرَّسُوْلَ	83
آٹھویں آیت: اِنَّآ اَرْسَلْنٰکَ شَاھِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِیْرًا	85
آیت سے ماخوذ تین فائدے	86
نویں آیت: اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ	90
حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک	93
دسویں آیت: وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰہُ مِیْثَاقَ بَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ	94
عقیدہ تعظیم کے لحاظ سے چار بنیادی فائدے	95
گیارہویں آیت: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَیْنَ یَدَیِ اللّٰہِ	96
بارہویں اور تیرہویں آیت: یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَکُمْ	100
بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آواز اونچی کرنا منع ہے	102
بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بلند آواز سے بولنے کی جائز صورتیں؟	105
حضرت ثابت بن قیس کا جذبہ تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	106
چودہویں اور پندرہویں آیت: اِنَّ الَّذِیْنَ یُنَادُوْنَکَ مِنْ وَّرَآءِ الْحُجُرٰتِ	109
سولہویں آیت: وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ	114

Marfat.com

پیشانی آدم میں نور مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر تھا	116
سجدہ تعظیمی کا حکم	119
سترھویں آیت: اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ	122
شعائر اللہ سے کیا مراد ہے؟	123
اٹھارہویں آیت: وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ	125
انیسویں آیت: وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ	127
بیسویں آیت: قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ	129
شیروں نے موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا	131
اکیسویں آیت: آثار موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم	133
بائیسویں آیت: چیونٹی کا سلیمان علیہ السلام کا ادب کرنا	135
تیسویں آیت: مقاماتِ مقدسہ میں جوتے اُتار کر جانا	139
چوبیسویں آیت: اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ	142
یوسف علیہ السلام کی قمیض منبع برکات	142
پچیسویں آیت: اصحاب کہف کا قصہ واقعہ	144
کتنے نے اولیاء اللہ کا ادب کیا	147
خلاصہ کلام	150
باب ثانی: عقیدہ تعظیم اور احادیث مبارکہ	153
بڑوں کی عزت	155

Marfat.com

تعظیم کا صلہ	157
تعظیم اکابر جنت میں قربِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ	158
کعبہ کی تعظیم	163
کعبہ کی طرف تھوکنے والے کو امامت سے روک دیا	165
لمحۂ فکریہ	167
گستاخ و بدمذہب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی	168
پرندے کعبہ کا احترام کرتے ہیں	169
دو سو سالہ گنہگار بخشا گیا	170
انگوٹھے چومنے کا مسئلہ	172
انگوٹھے چومنے پر بشارتیں	174
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مبارک عمل	175
الحاصل	176
چند اہم گزارشات	178
نام محمد ﷺ کی تعظیم	186
اچھے ناموں کی برکت	189
نام محمد ﷺ کی برکتیں	191
ناموں کی تاثیر	192
مسئلہ قیام تعظیمی	194

Marfat.com

احادیث سے قیامِ تعظیمی کا ثبوت	198
محدثین اور فقہاء کی تصریحات	201
ضروری بحث	205
گواہوں کی تعظیم	209
بکری کی عزت کرو	210
کھجور کی عزت	211
والدین کی تعظیم	211
روٹی کا احترام	218
درخت اور تعظیمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	220
علماء و اساتذہ کی تعظیم	222
بدمذہب اساتذہ کی تعظیم کرنا کیسا؟	226
باب ثالث: خلفاء راشدین کا عقیدۂ تعظیم	229
حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	231
سفرِ ہجرت میں تعظیمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	231
نماز میں تعظیمِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	238
نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مفسد نماز نہیں	242
بعد وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بوسہ دینا	245
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آواز اونچی نہ کرتے	246

Marfat.com

248	کمالِ درجہ تعظیم
249	نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر انگوٹھے چومے
249	فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے
251	الحاصل
252	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
252	مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام
253	تھانوی کی وضاحت
254	آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم
255	محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم
256	نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم
257	پرنالہ دوبارہ وہیں لگوایا
258	نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم
265	حجرِ اسود کے بوسے کی برکت
266	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر چوم لیا
267	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کا بوسہ لیا
267	دشمن احمد پہ شدت کیجئے
270	فرشتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب کرتے ہیں
273	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے بغیر طواف نہیں کیا	273
دستِ عثمان دستِ مصطفیٰ ﷺ ہے	275
سرِ انور کا بوسہ	276
دایاں ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا	276
فرشتوں نے نمازِ جنازہ پڑھی	277
حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	279
مولا علی رضی اللہ عنہ نے واری تیری نیند پر نماز	279
بعد از وصال تعظیم	283
دُعاءِ رسول ﷺ کی تعظیم	283
حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں چومے	284
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متفرق واقعات	286
نسبت رسول ﷺ کی تعظیم	286
مسند مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم	288
تعظیماً سواری سے اُتر جاتے	289
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور شیر خدا رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کی عزت کی	289
خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی پیروی لازم	290
باب رابع: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدۂ تعظیم	293
صحابہ رضی اللہ عنہم کے عقیدے کو ذکر کرنے کی وجہ	295

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا عقیدۂ تعظیم	297
نماز میں تعظیم	297
استاد کا احترام	299
قرآن پاک کا ادب	300
حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	301
موئے مبارک سے تبرک	301
باکمال رومال	302
آگ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب کرتی ہے	304
بعد وفات تعظیمِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	306
حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	307
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا آدب	308
مدینے کے ہرن کا احترام	309
نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم	310
حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	311
قبر رسول کی تعظیم	313
تو زندہ ہے واللہ	315
جس کے حضور ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا	317
حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	318

Marfat.com

320	نبی کریم ﷺ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے
321	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
321	نماز میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم
323	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
323	مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں
325	شبیہہ رسول ﷺ کی تعظیم
326	حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
326	شام سے مدینہ پہنچے
328	ماخوذ فوائد
330	حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدۂ تعظیم
330	تعظیمِ اکابر
332	نسبت رسول ﷺ کی تعظیم
334	آثارِ رسول ﷺ کی تعظیم
337	دستِ پرنور کا بوسہ
338	حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
339	کوئی تجھ سے ہوا ہے نہ ہوگا شہا
343	حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم
343	مہرِ نبوت سے منہ لگانا

Marfat.com

آثارِ نبوی ﷺ کی تعظیم	343
حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	346
موئے مبارک کی تعظیم	347
حضرت اسلع بن شریک رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	348
حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	350
رسول اللہ ﷺ کی چادر کو چوم لیا	350
نسبت رسول ﷺ کی تعظیم	352
حضرت جریر کی اولاد معزز ہوگئی	352
حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم	353
بادشاہوں کے القاب	353
تعظیمِ مکتوب رسول ﷺ	353
میں رسول اللہ ﷺ کے نعلین اٹھاتا	355
حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم	356
قبرِ رسول کا احترام	357
رسول اللہ ﷺ کے دست کرم کو چومتیں	358
اہل قیامت عزت کریں گے	358
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم	359
نیند مبارک کی تعظیم	360

Marfat.com

قبرانور کا توسل	362
بعد از وصالِ تعظیم	363
حضرت اُم حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم	364
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر ے کا ادب	364
مزار پرانور پر کمرہ	366
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم	367
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر ے کوسنبھال کر رکھنا	367
محبت کا نرالا انداز	368
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عطا کردہ عمامہ	369
مدینے کے بچوں کا عقیدۂ تبرک	369
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم منبر کو ہاتھ لگاتے	370
اُم سلیم پسینہ اکٹھا کرتیں	370
بال مبارک کی تعظیم	372
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نماز کی جگہ کی تعظیم	372
چارپائی مبارک سے تبرک	376
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا عطا کردہ ہار	377
چادر مبارک کفن نبی	378
صاحبزادی کے لئے تہبند دیا	380

Marfat.com

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کو قمیض پہنائی	380
قبر میں تبرکات رکھنے کا طریقہ	384
کفن کی دو دعائیں	385
پیالہ مبارکہ سنبھال کر رکھا	385
صحابیہ نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا	386
تبرکاتِ نبوی ﷺ سے شفا	388
قمیض مبارک کے ٹکڑے سے شفا	388
جبہ مبارکہ سے شفا	389
موئے مبارک سے شفاء	390
بے ہوش ٹھیک ہو گئے	393
ایک غلطی اور اس کا ازالہ	394
صلح حدیبیہ اور تعظیمِ رسول اللہ ﷺ کے روح پرور مناظر	396
تبرکات کی تعظیم اللہ و رسول ﷺ کی محبت کی دلیل	403
تبرک خود صحابہ کو عطا کیا	404
صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جسم نبوی ﷺ کا بوسہ	407
پیٹ مبارک کا بوسہ	407
پہلو مبارک کا بوسہ	410
دست اقدس اور قدم مبارک کا بوسہ	411

Marfat.com

414	صحابہ ہاتھ مبارک کو چہرے اور سینے پر ملتے
417	مجلسِ نبوی ﷺ کی تعظیم
423	نیند مبارک سے نہیں جگایا
424	نسبت رسول ﷺ کی تعظیم
426	سواری مبارک کی تعظیم
428	سلف صالحین اور تقبیل
431	یا نبی دیکھا ہے رتبہ آپ کی نعلین کا
433	خون مبارک کا احترام
436	صحابیہ نے بول مبارک پیا
438	فضلاتِ مبارکہ پاک ہیں
439	مہمانِ رسول ﷺ کی تعظیم
441	**باب خامس: آئمۃ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم کا عقیدۂ تعظیم**
443	حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم
443	بشارتِ نبوی کے مصداق
444	اساتذہ وتلامذہ
445	عبادت وریاضت
445	علمی شان وشوکت
446	فقہ حنفی کی تدوین

Marfat.com

وصال	447
ہر لحاظ سے لائقِ تعظیم ہیں	447
نماز میں تعظیم حضورِ قلب سے ہو	448
حاضری کے وقت چہرہ رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو	448
مدینہ پاک کا احترام	453
استاد محترم کی عزت	453
حضرت امام مالک رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم	454
سب سے بڑے عالم	454
بعد از وصال تعظیم	455
آثارِ نبوی ﷺ کی تعظیم	459
حدیثِ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم	460
حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	464
رسول اللہ ﷺ کی تعظیم	465
نماز میں تعظیم لازم	466
نسبت رسول ﷺ کی تعظیم	467
امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری	468
حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	470
تبرکاتِ نبوی ﷺ کی تعظیم	471

Marfat.com

475	نسبت رسول کی تعظیم
476	راہِ حق میں تکالیف
477	موئے مبارک کی برکت
477	صبر کا پھل
478	فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے
480	باب سادس: اکابرین اہل سنت رحمۃ اللہ علیہم کا عقیدۂ تعظیم
484	اکابرین کے ذکر کی وجہ
485	امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم
485	نسبتِ رسول ﷺ کی تعظیم
487	حدیث رسول کی تعظیم
487	آپ کے والد گرامی کا عقیدۂ تعظیم
488	حضرت عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم
489	تبرکات کی تعظیم
492	نسبتِ رسول ﷺ کی تعظیم
494	دستاویزِ مصطفیٰ ﷺ چوم لی
495	امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم
496	حضرت آدم کی تعظیم کا صلہ
500	امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

وہم کا ازالہ	501
امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم	502
حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم	502
بخاری شریف کے بارگاہِ رسالت میں مقبولیت	504
آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم	505
نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب	506
تو ہو جا کملی والے دا پھر ساری خدائی تیری اے	507
امام مسلم امام بخاری کے قدم چومتے	509
قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم	509
بعد از وصال تعظیم	510
نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم	511
سیدی عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم	512
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام	512
ہاتھ مبارک کو چوما	514
شیخ کا احترام	515
مشائخ غوث پاک کا ادب کرنا	515
امام یحییٰ بن شرف نووی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم	516
شیخ کی تعظیم	516

Marfat.com

نسبت رسول ﷺ کی تعظیم	516
کی محمد ﷺ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں	517
حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	519
حضرت ابوالفضل جوہری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	519
حضرت قتادہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	520
حضرت اعمش رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	520
حضرت سعید بن مسیب رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	521
حضرت بشر حافی نے اللہ کے نام کا ادب کیا	521
محبت ولی بخشش کا سبب	523
مقدس کاغذات کی تعظیم ضروری ہے	523
حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	524
کیا منطق کے اوراق سے استنجا جائز ہے؟	525
ایک کڑوی حقیقت	527
سیاہی کے نقطے کا ادب	529
جانور بھی اللہ کے پیاروں کا ادب کرتے ہیں	530
امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم	535
مختصر تعارف	535
رسول اللہ ﷺ کا احترام	539

Marfat.com

مجلس میلاد میں بیٹھنے کا انداز	551
دینی کتابوں کی تعظیم	552
اعلیٰ حضرت اور نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم	552
بارگاہِ غوثیت کا ادب	558
کلامِ رضا اور تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم	559
متفرق واقعات	568
مرشد کامل کی چار شرائط	576
خاتمہ	579
وصال شریف کے بعد بھی تعظیم لازم	582
قبرِ انور کی زیارت	589
حدیث لَا تُشَدُّ الرِّجَالُ کی وضاحت	591
فرشتے بھی بارگاہِ اقدس کا ادب کرتے ہیں	595
اختتامی دُعا	599
مآخذ و مراجع	600

Marfat.com

اظہارِ تشکر

الحمدللہ!

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ احسان ہے کہ اس نے فقیر کو اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان رفیع میں قلم چلا کر عظمت مِحبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چمک دار موتیوں کو زینتِ قرطاس کرنے کی سعادت عطا فرمائی۔

یہ اس کی توفیق کے بغیر ممکن نہ تھا اور کرم بالا کرم یہ کیا کہ اپنی بارگاہ کے مقبول بندوں کی تعظیم و تکریم کے اہم عنوان پر لکھنے کی توفیق دی کہ جس کے بارے میں لکھنا پل صراط پر چلنے کے مترادف ہیں کہ چھوٹی سی غلطی بھی گمراہی اور طغیان کی وادی میں ڈال سکتی ہے لیکن جو کچھ لکھا ہے اس سے مقبولانِ بارگاہ ایزدی خصوصاً شہنشاہ خوش خصال، پیکرِ حسن جمال، صاحب جود نوال، رسول بے مثل و بے مثال، صاحب شیریں مقال، نبی باکمال، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال، جناب احمد مختار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کے تمام پہلوں کا حق ادا نہیں کیا۔

یہ تو صرف اپنی بخشش کرانے کا ذریعہ ہے تاکہ کل قیامت کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نعت خوانوں کی فہرست مرتب ہو تو اس گنہگار کا نام بھی فہرست میں آجائے کیونکہ:

زار بار بشویم دہن زمشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

اگر ہزار بار بھی اپنے منہ کو مشک اور گلاب سے دھولوں پھر بھی میرا منہ اس قابل نہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے سکوں۔

اور

Marfat.com

ما ان مدحت محمدا بمقالتی
ولکن مدحت مقالتی بمحمد

میں نے اپنی گفتگو کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف نہیں کی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم گرامی لینے سے میری گفتگو کو برکت مل گئی ہے۔

بہرحال جو کچھ اس کتاب میں آپ کو کمال نظر آیا میرے بزرگ اساتذہ امام مدرسین شیخ الحدیث والتفسیر، استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا غلام محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ اور کنز العلماء مفکر اسلام، بحر العلوم حضرت علامہ ڈاکٹر مفتی محمد اشرف آصف جلالی (بانی ادارہ صراطِ مستقیم) کی برکت ہے کہ ہم جن کے علمی دستر خوان کے خوشہ چین بنے رہے اور خصوصاً جامع المعقول والمنقول، استاذی الکریم حضرت علامہ مولانا حافظ عبدالرازق دامت برکاتہم العالیہ کی شفقت و دعا کا نتیجہ ہے کہ جنہوں نے دورانِ طالب علمی تعلیم کے ساتھ ساتھ ہر نشیب و فراز پر تربیت فرمائی اور جو اس کتاب میں کمی یا کوتاہی ہے وہ میری طرف سے ہے۔

قارئین کرام! اگر اس کتاب میں کوئی لفظی غلطی یا کوتاہی پائیں تو میری اصلاح فرمائیں ان شاء اللہ آپ مجھے شکریہ کے ساتھ رجوع کرنے والا پائیں گے۔ آخر میں میاں جواد الرسول اور میاں شہزاد رسول کا احسان مند ہوں کہ جنہوں نے کتاب کی طباعت میں میری مدد فرما کر شکریہ کا موقع دیا۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔

خادم العلم والعلماء

ابو الغنی فریاد حسین رضوی عفی عنہ

Marfat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

شرفِ انتساب

فقیر اپنی اس حقیری سعی نا تمام کو

خاتم الحفاظ، عمدۃ المحدثین، قدوۃ العلماء العاملین، جلال الملت والدین،

حضرت سیدنا و مولانا الامام الحافظ

عبد الرحمٰن بن ابی بکر

المعروف

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

کی ذاتِ گرامی سے منسوب کرنے میں فخر محسوس کر رہا ہے کہ جن کو ۷۵ مرتبہ جاگتے ہوئے رسولِ مکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف حاصل ہوا اور ان کی یہی سعادت مندی سن کر فقیر کو بھی یونیورسٹی کے آلودہ ماحول سے نکل کر درسِ نظامی کرنے کی سعادت میسر آئی۔ اللہ تعالیٰ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے ہم سب کی آنکھیں بھی دیدارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نعمت سے ٹھنڈی فرمائے۔ (آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وسلم)

خادم العلم والعلماء

ابو الغنی فریاد حسین رضوی عفی عنہ

Marfat.com

خطبۃ الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ مَنَّ عَلَیْنَا بِرَسُوْلِہٖ وَھَدَانَا بِہٖ اِلٰی سَوَآءِ سَبِیْلِہٖ وَاَمَرَنَا بِتَعْظِیْمِہٖ وَتَوْقِیْرِہٖ وَتَکْرِیْمِہٖ وَتَجْبِیْلِہٖ وَفَرَضَ عَلٰی کُلِّ مُؤْمِنٍ اَنْ یَّکُوْنَ اَحَبَّ اِلَیْہِ مِنْ نَفْسِہٖ وَاَبَوَیْہِ وَخَلِیْلِہٖ وَجَعَلَ اِتِّبَاعَہٗ سَبَبًا لِّمَحَبَّۃِ اللّٰہِ وَتَفْضِیْلِہٖ وَنَصَبَ طَاعَتَہٗ عَاصِمَۃً مِّنْ کَیْدِ الشَّیْطٰنِ وَتَضْلِیْلِہٖ وَرَفَعَ ذِکْرَہٗ وَمَا اَثْنٰی عَلَیْہِ فِیْ مُحْکَمِ الْکِتَابِ وَتَنْزِیْلِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ صَلٰوۃً دَائِمَۃً بِدَوَامِ طُلُوْعِ النَّجْمِ وَاُفُوْلِہٖ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ

اما بعد!

وَاَسْأَلُ اللّٰہَ اَنْ یَّقْبَلَ ھٰذَا الْکِتَابَ بِجَاہِ نَبِیِّہِ الْکَرِیْمِ وَیَجْعَلَنَا الْمُحَلِّیْنَ بِحِلْیَۃِ الْاَدَبِ الْعَظِیْمِ (آمین)

Marfat.com

عقیدۂ تعظیم

تمام اُمت مسلمہ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ کی تعظیم ہر امتی پر فرضِ عین ہے۔ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰہَ فَرَضَ عَلَیْنَا تَعْزِیْزُ رَسُوْلِہٖ وَتَوْقِیْرَہٗ

"اللہ تعالیٰ نے ہم پر اپنے رسول ﷺ کی عزت و تعظیم فرض کر دی ہے۔"

(جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۶۰، دار الفکر بیروت)

نبی کریم ﷺ کی تعظیم صرف فرضِ عین ہی نہیں بلکہ تمام فرائض کی جڑ اور اصل ہے۔ اس کے بغیر کوئی فرض عبادت مقامِ قبولیت کو نہیں پہنچتی۔ یہی عقیدہ و مفہوم اللہ تعالیٰ کے اس فرمانِ عالی شان سے ماخوذ ہے۔

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ

کنز الایمان: "تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔" (پ ۲۶، سورۃ الفتح، آیت ۹)

یہ معاملہ صرف نبی دو عالم ﷺ کی ذاتِ اقدس کے ساتھ ہی خاص نہیں، ہر نبی کی تعظیم فرض ہے اور کسی بھی نبی کی ادنیٰ سی بے ادبی، توہین اور تکذیب، کفر ہے۔

امام اہلسنت مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"ہر نبی کی تحقیر مطلقاً کفر قطعی ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۱۵، صفحہ ۵۸۷)

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّہٗ قَدِ اجْتَمَعَتِ الْاُمَّۃُ عَلٰی اَنَّ الْاِسْتِخْفَافَ بِنَبِیِّنَا وَبِاَیِّ نَبِیٍّ

Marfat.com

كَانَ مِنَ الْاَنْبِيَآءِ كُفْرٌ سَوَاءٌ فَعَلَهُ فَاعِلُ ذٰلِكَ اِسْتِحْلَالًا اَوْ فَعَلَهُ مُعْتَقِدًا بِحُرْمَتِهٖ لَيْسَ بَيْنَ الْعُلَمَآءِ خِلَافٌ فِيْ ذٰلِكَ

"تو جان لے کہ امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی بھی نبی علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کفر ہے چاہے یہ بے ادبی جان بوجھ کر کرے یا بھول کر دونوں صورتوں میں کفر ہے اس میں علماء کے درمیان کوئی اختلاف نہیں بلکہ ایسے شخص کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے۔" (تفسیر روح البیان سورۃ التوبہ آیت ۱۲)

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

"اس بات پر تمام علماء امت کا اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں، خاندان میں، دین میں یا کسی خصلت میں نقص بتانے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بدگوئی کے طریقے پر کسی چیز سے تشبیہ دینے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عیب لگانے والا یا شانِ مبارک کو چھوٹی بتانے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تحقیر کرنے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر لعنت کرنے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بددعا کرنے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ایسی بات کی نسبت کرنے والا جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے منصب کے لائق نہ ہو یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے نقصان کی دعا کرنے والا یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس جناب میں کوئی ایسا کلام بولنے والا جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں کمی ہوتی ہو یا کسی آزمائش و امتحان کی باتوں سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عار دلانے والا سلطانِ اسلام کے حکم سے قتل کر دیا جائے گا اور وہ مرتد قرار دیا جائے گا اور اس کی توبہ قبول نہیں کی جائے گی اور اس مسئلہ میں علماء اور سلف صالحین کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ ایسا شخص کافر قرار دے کر قتل کر دیا جائے گا۔"

حضرت امام محمد بن سحنون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَجْمَعَ الْعُلَمَآءُ اَنَّ شَاتِمَ النَّبِيِّ صلی اللہ علیہ وسلم الْمُتَنَقِّصَ لَهٗ كَافِرٌ وَالْوَعِيْدُ جَارٍ عَلَيْهِ بِعَذَابِ اللّٰهِ لَهٗ وَحُكْمُهٗ عِنْدَ الْاُمَّةِ الْقَتْلُ وَمَنْ شَكَّ فِيْ كُفْرِهٖ

Marfat.com

وَعَذَابِهٖ كَفَرَ

"علماء کا اس بات پر اجماع ہے کہ نبی دوعالم ﷺ کی شانِ اقدس میں بدزبانی کرنے والا اور آپ ﷺ کی تنقیص کرنے والا کافر ہے اور اس پر عذابِ الٰہی کی وعید ہے اور اس کا حکم یہ ہے کہ اس کو قتل کیا جائے گا اور جو کوئی اس گستاخ کے کفر میں اور عذاب میں شک کرے وہ بھی کافر ہے۔"

(الشفاء ملخصا جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۴، دارالکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! یہ اختصار کے ساتھ ہمارا عقیدہ ہے اس کے اندر بنیادی طور پر دو اجزاء بیان ہوئے ہیں۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی تعظیم فرضِ عین ہے بلکہ تمام فرائض کی اصل ہے نیز ہر نبی علیہ السلام کی تعظیم فرض ہے۔

۲۔ نبی کرم ﷺ اور تمام انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی کفر ہے۔

ہم اپنی اس کتاب میں صرف پہلے جزو پر تفصیلاً روشنی ڈالنے کی کوشش کریں گے اور دوسرے جزو کا کہیں کہیں ضرورتاً ذکر آئے گا کیونکہ دوسرا جزو پہلے جزو سے بھی زیادہ تفصیل طلب ہے اور اس پر علماء ملت اسلامیہ نے بیش بہا ہیرے و جواہرات اپنی نوکِ قلم سے تشنگانِ علم کو عطا فرمائے ہیں۔

ہاں! پہلے جزو کو بیان کرتے ہوئے بھی اپنی ناقص فہمی اور کم علمی کی فکر ضرور دامن گیر ہے لیکن ہم کتنا کامیاب ہوئے ہیں اس کا فیصلہ آپ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم اور قبولِ حق کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

Marfat.com

مقدمہ

مقدمہ میں دو فصلیں ہیں۔

پہلی فصل میں یہ بیان ہوگا کہ عزت کا سرچشمہ تو اللہ وحدہ لاشریک کی ذاتِ اقدس ہے مگر اللہ تبارک نے اپنے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سر پر عزت کا تاج سجایا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے لاکھوں کروڑوں غلاموں کو بھی عزت والا بنایا ہے۔

دوسری فصل میں یہ بیان ہوگا کہ جس جس کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عزت دی ہے اس کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

فصل اوّل :

مسلمانوں کے لئے اللہ تعالیٰ کو احد، صمد، لاشریک لہٗ جاننا فرضِ اوّل اور مدارِ ایمان ہے کہ اللہ ایک ہے اس کا کوئی شریک نہیں، نہ ذات میں کہ لاالٰہ الا اللہ (اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں) اور نہ ہی صفات میں اس کا کوئی شریک ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (پ ۲۵، سورۃ الشوریٰ، آیت ۱۱)

ترجمہ کنزالایمان: "اس جیسا کوئی نہیں۔"

احکام میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا○ (پ ۱۵، سورۃ الکہف آیت ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: "اپنے حکم میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔"

افعال میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ (پ ۲۲، سورۃ فاطر آیت ۳)

ترجمہ کنزالایمان: "کیا اللہ کے سوا اور بھی کوئی خالق ہے۔"

سلطنت میں بھی اس کا کوئی شریک نہیں جیسا کہ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ (پ ۱۸، سورۃ الفرقان آیت ۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اور اس کی سلطنت میں کوئی ساجھی نہیں۔"

جس طرح اللہ وحدہٗ لاشریک کا ذات، صفات، احکام، افعال اور سلطنت میں کوئی شریک نہیں اسی طرح اس رب لم یزل کا اسماء میں بھی کوئی شریک نہیں جیسا کہ خود خالق کائنات ارشاد فرماتا ہے۔

هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا○ (پ ۱۶، سورۃ مریم آیت ۶۵)

ترجمہ کنزالایمان: "کیا اس کے نام کا دوسرا جانتے ہو۔"

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا نام میں بھی کوئی شریک نہیں۔ یہ ہمارا عقیدہ ہے۔

Marfat.com

اب جو قرآن مجید میں ایک ہی نام اللہ تعالیٰ کا بولا گیا ہے اور اسی نام کا اطلاق مخلوق پر بھی ہوا ہے جس طرح کہ علیم، حکیم، سمیع، بصیر، کریم وغیرہ جس پر قرآن پاک کی کافی آیتیں دلالت کر رہی ہیں تو یہ صرف لفظی موافقت ہے نہ کہ معنی شرکت یعنی حقیقی معنی میں مشابہت نہیں مثلاً اللہ تعالیٰ بھی سمیع ہے اور اس کے بندے بھی سمیع ہیں اب یہ جو ایک ہی نام کا خالق و مخلوق پر اطلاق ہو رہا ہے یہ صرف اس معنی میں مشابہت ہے دوسرے الفاظ میں علم، سمع، بصر وغیرہ جو اللہ تعالیٰ کی شان ہے وہ ذاتی ہے اور جو مخلوق میں یہ صفتیں پائی جاتی ہیں وہ اللہ کی عطا سے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک نام عزیز ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے خود بیان فرمایا ہے۔

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْغَفُورُ (پ ۲۹، سورۃ الملک آیت ۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اور وہی عزت والا بخشش والا ہے۔"

وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ○ (پ ۲۸، سورۃ الحشر آیت ۱)

ترجمہ کنزالایمان: "اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔"

اسی طرح رسولِ اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی بھی عزیز ہے تو عزیز کا معنی ہے عزت والا۔ تو اب فرق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عزت ذاتی ہے اس کو کسی نے عزت نہیں دی اس کی اپنی ہے اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی ہے لہٰذا عزت اللہ تعالیٰ کی بھی ہے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ہے اور اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے کروڑوں ایمان والوں کے سر پر بھی عزت کا تاج سجا دیا ہے۔

اس چیز کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں یوں بیان کیا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُولِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِينَ (پ ۲۸، سورۃ المنافقون آیت ۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی عزت کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيعًا (پ ۵، سورۃ النساء آیت ۱۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: "عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔"

Marfat.com

دوسری جگہ سورۂ یونس میں ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (پ۱۱، سورۂ یونس آیت ۶۵)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔"

اسی چیز کو تیسرے مقام پر یوں ذکر فرمایا ہے۔

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِیْعًا (پ ۲۲، سورۂ فاطر آیت ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: "عزت تو سب اللہ کے لئے ہے۔"

ان تینوں آیتوں میں جو بیان ہوا کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے تو کچھ خبیث الباطن لوگ یہی آیتیں پڑھ کر کہہ دیتے ہیں کہ ان آیتوں سے معلوم ہوا کہ عزت تو ساری کی ساری اللہ کی ہے تو پھر کسی نبی، ولی، غوث، قطب وغیرہ صالحین کی عزت نہیں کی جائے گی اس لئے کہ جب اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں فرمادیا کہ عزت ساری اللہ کی ہے لہٰذا کسی بندے کی عزت نہیں کرنی چاہئے۔

ان خام فکر اور بد باطن لوگوں کے مقابلے میں ہم یہ کہتے ہیں کہ عزت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے۔ ہم مانتے ہیں لیکن اس کا یہ تو مطلب نہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی کو عزت دیتا بھی نہیں وہ رب تعالیٰ تو خود فرماتا ہے۔

وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط

ترجمہ کنزالایمان: "اور جسے چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلت دے۔"

معلوم ہوا کہ عزت اور ذلت اللہ کے ہاتھ میں ہے جسے چاہے عزت کا تاج پہنائے اور جسے چاہے ذلت کی وادیوں میں پھینک دے تو اس کریم ذات عزیز جل جلالہ نے اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں انبیاء واولیاء، علماء وصالحین اور سارے مومنوں کو عزت والا بنادیا ہے۔

اب ان تینوں آیتوں میں جو فرمایا کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے اگر ان تینوں آیتوں کا ماقبل دیکھا جائے تو ہمارا نظریہ ثابت ہو جائے گا۔

چنانچہ ان تینوں آیتوں میں پہلا مقام سورۃ النساء کا ہے اس سے پچھلی آیت دیکھیں تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

بَشِّرِ الْمُنٰفِقِیْنَ بِاَنَّ لَهُمْ عَذَابًا اَلِیْمًا (پ۵، سورۃ النساء آیت ۱۳۸)

ترجمہ کنزالایمان: "خوشخبری دو منافقوں کو کہ ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

چونکہ اس آیت مبارکہ میں منافقوں کا ذکر ہے اور منافق لوگ یہ خیال کرتے تھے کہ اسلام کبھی غالب نہیں ہوگا تو وہ مدینے کے بڑے بڑے یہودی سرداروں کعب بن اشرف وغیرہ کے پاس اس لئے جاتے تھے کہ ان یہودی سرداروں کا دنیاوی ٹھاٹھ باٹھ ہے اور یہ صاحب قوت ہیں تو منافقوں کا نظریہ تھا کہ اگر ہم ان سرداروں کے پاس جائیں گے تو ہمیں عزت ملے گی تو یہ منافق جو یہودیوں سے دوستی بڑھانے اور عزت تلاش کرنے کے لئے ان یہودی سرداروں کے پاس جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان منافقوں کا رَدّ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

الَّذِیْنَ یَتَّخِذُوْنَ الْكٰفِرِیْنَ اَوْلِیَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ ؕ اَیَبْتَغُوْنَ عِنْدَهُمُ الْعِزَّةَ فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا ۝

(پ۵، سورۃ النساء آیت ۱۳۹)

ترجمہ کنزالایمان: "وہ جو مسلمانوں کو چھوڑ کر کافروں کو دوست بناتے ہیں کیا ان کے پاس عزت ڈھونڈتے ہیں تو عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔"

تو اب مطلب یہ ہوا کہ اے منافقو! تم عزت تلاش کرنے کے لئے یہودی سرداروں کے پاس جاتے ہو حالانکہ عزت تو صرف اللہ کے پاس ہے اگر عزت چاہئے تو اللہ کی بارگاہ سے ہی ملے گی۔

اسی طرح دوسرے مقام پر سورۂ یونس میں جو فرمایا کہ عزت ساری کی ساری اللہ کے لئے ہے اس کا پس منظر یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار کو اسلام کی دعوت دی تو کافروں نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف برے برے مشورے کرتے تھے تو اس طرح ان کافروں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور دعوت الی اللہ کا انکار کیا جس کی وجہ سے قلب اقدس کو رنج و ملال ہوا اور خاطر اقدس کی اذیت کا سبب بنا تو اس پر اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دل کی ڈھارس بندھانے کے لئے ارشاد فرمایا۔

وَلَا یَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ

Marfat.com

"اے محبوب ﷺ! تم ان کافروں کی باتوں کا غم نہ کرو۔"

اس لئے کہ

اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا (پ ۱۱، سورۂ یونس آیت ۶۵)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک عزت ساری اللہ کے لئے ہے۔"

تو اب مطلب یہ ہوا کہ اے محبوب ﷺ! اللہ نے آپ کو عزت کا تاج پہنایا ہے یہ کافر اگر آپ ﷺ کو جھٹلا رہے ہیں تو آپ ﷺ پریشان نہ ہوں آپ ﷺ سے پہلے نبیوں کو بھی جھٹلایا گیا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے پہلے کے نبیوں کی مدد فرمائی اسی طرح ان کفار کے مقابلے میں آپ ﷺ کی بھی مدد فرمائے گا۔

اسی طرح تیسرے مقام پر جو سورۂ فاطر میں ارشاد ہے کہ عزت ساری اللہ کے پاس ہے تو اس کا ماقبل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْعِزَّةَ

"جسے عزت کی چاہ ہو۔"

یعنی اگر کوئی یہ چاہتا ہے کہ مجھے عزت مل جائے تو اس پر ارشادِ باری تعالیٰ ہوا۔

فَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ جَمِيْعًا (پ ۲۲، سورۂ فاطر آیت ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: "تو عزت تو سب اللہ کے ہاتھ ہے۔"

مطلب یہ ہوا کہ جو بندہ بھی عزت حاصل کرنا چاہے تو وہ عزت کا سوال اللہ کی بارگاہ میں کرے اور عزت ایسی چیز نہیں جس کا ارادہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ عزت مانگی جا سکتی ہے اور یہ بھی نہیں کہ اللہ کسی کو عزت دیتا بھی نہیں اور یہ بھی نہیں کہ جو عزت کا سوال کرے اسے دھتکار دیا جائے بلکہ فرمایا جس کسی کو بھی عزت چاہیے وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دستِ سوال دراز کرے اس لئے کہ دنیا و آخرت میں عزت کا تاج پہنانے والا اللہ ہے۔

اب یہ جو قرآن پاک میں تینوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے ان میں سے دو آیتوں پر تو اِنَّ لگا کر تاکید لگائی پھر لفظ جمیعًا کے ساتھ بھی تینوں آیتوں کو موکد کیا تو

Marfat.com

اس طرح بار بار تاکید لگا کر جو فرمایا کہ عزت ساری اللہ کی ہے تو جب ان تینوں کو ما قبل سے ملا کر پڑھیں گے تو معلوم ہو جائے گا کہ اس حصر سے نفی اپنوں کی نہیں بلکہ غیروں کی ہو رہی ہے یعنی کعب بن اشرف وغیرہ سردارانِ یہود کے پاس عزت نہیں، لات و منات بتوں کے پاس عزت نہیں اور کفار و مشرکین کی عزت نہیں لیکن جہاں تک انبیاء و اولیاء وغیرہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کا معاملہ ہے تو ان کے لئے فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝

(پ ۲۸، سورۃ المنافقون آیت ۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔"

یہ آیت کریمہ روزِ روشن کی طرح واضح کر رہی ہے کہ عزت اللہ کی بھی ہے اور اس کی عطا سے اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور کروڑوں ایمان والے بھی عزت والے ہیں۔

مزید یہ کہ اس آیت مبارکہ سے دو باتیں سمجھ آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عزت کو اللہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اور ایمان والوں کے لئے بیان کرنے کے بعد ساتھ ہی فرمایا۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ

یعنی منافقوں کو پتہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی عزت ہے اور ان کے صدقے سے ان کے غلاموں کی بھی عزت ہے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک بندوں کی عزت سے انکار کو منافقت سے تعبیر فرمایا کہ جو بندہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور غلامانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت ماننے سے انکار کرے وہ منافق ہے اور یہی اس آیت مقدسہ سے ماخوذ ہے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر اللہ کے نیک بندوں کی عزت نہ مانی جائے اور پہلے کی تین آیتوں کو ما قبل سے ملا کر جو ہم نے توجیہہ عرض کی ہے اس کو تسلیم نہ کیا جائے تو پہلے کی تین آیتیں جن میں فرمایا کہ عزت ساری اللہ کی ہے اور یہ چوتھی آیت جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور مومنوں کی عزت کو بیان کیا یہ آیتیں معنی کے لحاظ سے ٹکرا جائیں گی تو اس طرح پہلی تین آیتوں کو مانیں گے تو چوتھی کا انکار اگر چوتھی کو مانیں گے تو پہلی تین کا انکار۔ اس طرح قرآن کا انکار بھی لازم آتا ہے تو لامحالہ بالضرور ہماری توجیہہ ماننا پڑے گی

Marfat.com

کہ عزت اللہ کی بھی ہے اور اس کے رسول ﷺ کی بھی اور تمام مومنوں کو بھی اللہ نے عزت والا بنایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے مقامِ عزت و شرف کو بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِھِمْ مِنْ خَیْرِ فِرَقِھِمْ وَخَیْرِ الْفَرِیْقَیْنِ ثُمَّ تَخَیَّرَ الْقَبَائِلَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ قَبِیْلَۃٍ ثُمَّ تَخَیَّرَ الْبُیُوْتَ فَجَعَلَنِیْ مِنْ خَیْرِ بُیُوْتِھِمْ فَاَنَا خَیْرُھُمْ نَفْسًا وَخَیْرُھُمْ بَیْتًا

”اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو مجھے ان میں بہتر گروہ میں رکھا پھر قبیلوں کو منتخب فرمایا تو مجھے بہتر قبیلہ میں رکھا پھر گھروں کا چناؤ فرمایا تو مجھے بہتر گھر میں رکھا پس میں سارے لوگوں میں سے ذات اور گھر کے اعتبار سے بہتر ہوں۔“

(سنن الترمذی کتاب المناقب فی فضل النبی ﷺ رقم الحدیث ۳۶۰۷، فضائل صحابہ رقم الحدیث ۱۸۰۳)

دوسری روایت میں ارشاد فرمایا۔

ثُمَّ خَلَقَ الْخَلْقَ وَاخْتَارَ مِنَ الْخَلْقِ بَنِیْ اٰدَمَ وَاخْتَارَ مِنْ بَنِیْ اٰدَمَ الْعَرَبَ وَاخْتَارَ مِنَ الْعَرَبِ مُضَرَ وَاخْتَارَ مِنْ مُضَرَ قُرَیْشًا وَاخْتَارَ مِنْ قُرَیْشٍ بَنِیْ ھَاشِمٍ وَاخْتَارَنِیْ مِنْ بَنِیْ ھَاشِمٍ فَاَنَا مِنْ خِیَارٍ اِلٰی خِیَارٍ

”پھر اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کیا اور اپنی مخلوق سے اولادِ آدم کو چنا پھر اولادِ آدم میں سے عرب کا انتخاب فرمایا اور عرب میں سے مضر کا انتخاب کیا اور مضر میں سے قریش کو چنا اور قریش سے اولادِ ہاشم کا انتخاب فرمایا اور اولادِ ہاشم سے اللہ تعالیٰ نے مجھے چنا لہٰذا میں بہتر سے بہتر کی طرف آیا ہوں۔“

(معجم الاوسط رقم الحدیث ۶۱۸۲)

اسی طرح ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کی عزت بیان ہوئی ہے۔

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنَا اَوَّلُ النَّاسِ خُرُوْجًا اِذَا بُعِثُوْا وَاَنَا خَطِیْبُھُمْ اِذَا وَفَدُوْا وَاَنَا مُبَشِّرُھُمْ اِذَا اَیِسُوْا لِوَاءُ الْحَمْدِ یَوْمَئِذٍ بِیَدِیْ وَاَنَا اَکْرَمُ وُلْدِ اٰدَمَ عَلٰی رَبِّیْ وَلَا فَخْرَ

Marfat.com

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب لوگ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو سب سے پہلے میں قبر انور سے باہر نکلوں گا اور جب اکٹھے ہو کر آئیں گے تو میں ان کا خطیب ہوں گا اور جب ناامید ہوں گے تو میں ان کو خوشخبری سناؤں گا اور لوائے حمد اس دن میرے ہاتھ میں ہو گا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اولادِ آدم میں سے سب سے زیادہ میں عزت والا ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہتا۔"

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۳۶۱۰ تفسیر روح البیان سورۃ الحجرات آیت ۵)

مزید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَنَا سَیِّدُ وُلْدِ اٰدَمَ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَبِیَدِیْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ وَمَا مِنْ نَبِیٍّ یَوْمَئِذٍ اٰدَمَ فَمَنْ سِوَاهُ اِلَّا تَحْتَ وَاَنَا اَوَّلُ مِنْ تَنْشَقُّ عَنْهُ الْاَرْضُ وَلَا فَخْرَ

"میں بروزِ قیامت اولادِ آدم کا سردار ہوں گا اور لوائے حمد میرے ہاتھ میں ہو گا اور یہ فخر سے نہیں کہتا اس دن آدم علیہ السلام اور جتنے نبی ہیں سارے میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے اور سب سے پہلے میں زمین یعنی قبر سے باہر نکلوں گا اور یہ فخر سے نہیں کہتا۔"

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۳۶۱۵)

اس کے علاوہ دوسری روایت میں ہے کہ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیٹھ کر آپس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی شانیں بیان کر رہے تھے کہ ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے خلیل بنایا، موسیٰ علیہ السلام سے کلام فرمایا، عیسیٰ علیہ السلام اللہ کا کلمہ ہیں، آدم علیہ السلام صفی اللہ ہیں اس پر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ جو تم انبیاء کرام علیہم السلام کی عظمتیں بیان کر رہے ہو وہ ٹھیک ہیں لیکن سنو:

اَنَا حَبِیْبُ اللّٰهِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا حَامِلُ لِوَاءِ الْحَمْدِ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ شَافِعٍ وَّاَوَّلُ مُشَفَّعٍ یَّوْمَ الْقِیٰمَةِ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَوَّلُ مَنْ یُّحَرِّكُ حُلَقَ

Marfat.com

الْجَنَّةِ فَيُفَتِّحُ اللّٰهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيَ فُقَرَاءُ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ وَاَنَا اَكْرَمُ الْاَوَّلِيْنَ وَالْاٰخِرِيْنَ وَلَا فَخْرَ

"میں اللہ کا حبیب ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہتا اور حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میں اٹھاؤں گا اور یہ فخر سے نہیں کہتا اور قیامت کے دن سب سے پہلے میں شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور یہ فخر سے نہیں کہتا اور سب سے پہلے میں جنت کی کنڈی کو حرکت دوں گا تو اللہ تعالیٰ میرے لئے جنت کا دروازہ کھول دے گا اور مجھے اس میں داخل فرمائے گا اور میرے ساتھ غریب ایمان والے بھی ہوں گے اور یہ فخر سے نہیں کہتا اور میں اولین وآخرین میں سب سے زیادہ عزت والا ہوں اور یہ فخر سے نہیں کہتا۔"

(سنن الترمذی کتاب المناقب باب فی فضل النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۳۶۱۶)

عرشِ حق ہے مسندِ رفعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
دیکھنی ہے حشر میں عزت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

(حدائق بخشش)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری سیرتِ طیبہ کا مطالعہ کیا جائے تو ہر ہر پہلو عزتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کر رہا ہے۔ ولادت سے پہلے انبیاء کرام علیہم السلام بشارتیں دینے کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ ولادت پر کعبہ جھک رہا ہے۔ جانور ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے ہیں۔ جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف فرما تھے تو چاند انگلی کے اشارے پر چلا کرتا تھا۔ ڈوبا ہوا سورج اشارے سے واپس آرہا ہے اور چاند کے دو ٹکڑے ہو رہے ہیں۔

سورج الٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو جائے چاک
دیکھ لے اندھے نجدی قدرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

(حدائق بخشش)

جانور، شجر و حجر سلام کر رہے ہیں۔ کفار کے پاس تشریف لے جاتے ہیں تو نہ چاہتے ہوئے بھی کافر

Marfat.com

کھڑے ہو جاتے ہیں۔ معراج کی رات آتی ہے تو جبرائیل امین علیہ السلام براق بطورِ سواری لا رہے ہیں۔ ساتھ فرشتوں کی جماعتیں ہیں۔ مسجد اقصیٰ میں سارے نبی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہیں۔ آسمان پر جاتے ہیں تو قدسی استقبال کے لئے قطاریں بنا کر کھڑے ہیں اور۔

بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

(حدائقِ بخشش)

الغرض پوری زندگی مبارکہ ہی عزت کے تاج تلے ہے اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے سے اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو جو عزت عطا فرمائی اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود بیان فرما دیا چنانچہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَطُوْفُ بِالْكَعْبَةِ وَيَقُوْلُ مَا اَطْيَبَكِ وَاَطْيَبَ رِيْحَكِ مَا اَعْظَمَكِ وَاَعْظَمَ حُرْمَتَكِ وَالَّذِيْ نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهٖ لَحُرْمَةُ الْمُؤْمِنِ اَعْظَمُ عِنْدَ اللّٰهِ حُرْمَةً مِنْكِ مَالِهٖ وَدَمِهٖ وَاَنْ نَظُنَّ بِهٖ اِلَّا خَيْرًا

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کعبہ کا طواف کرتے دیکھا اور یہ فرماتے سنا اے کعبہ! تو کتنا عمدہ ہے اور تیری خوشبو کتنی پیاری ہے، تو کتنا عظیم المرتبت ہے اور تیری حرمت کتنی زیادہ ہے؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی جان ہے، مومن کی جان و مال کی حرمت اللہ کے نزدیک تیری حرمت سے زیادہ ہے اور ہمیں مومن کے بارے میں حسن ظن ہی رکھنا چاہیے۔"

(سنن ابن ماجہ کتاب الفتن باب حرمۃ دم المومن و مالہ رقم الحدیث ۳۹۳۲، الترغیب و الترہیب جلد ۳ صفحہ ۲۰۱، رقم الحدیث ۳۶۷۹، مسند الشامین للطبرانی جلد ۲ صفحہ ۳۹۶، رقم الحدیث ۱۵۶۸)

Marfat.com

فصل ثانی:

پچھلی فصل میں رسول اللہ ﷺ کی عزت کا بیان ہوا ہے۔ اگر آپ نے اس کو بہ نظر غائر پڑھ لیا ہے اور عظمت مصطفیٰ ﷺ کے مہکتے پھولوں کی خوشبو سے آپ کے مشام دماغ معطر ہو گئے ہیں تو اب دوسری فصل پڑھیں اس سے آپ ان شاء اللہ مزید اپنے قلب و جگر میں عظمت مصطفیٰ ﷺ کی ٹھنڈک محسوس کریں گے۔

مخلوق کی تقسیم

اللہ کی مخلوق کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ پہلی قسم وہ مخلوق ہے جس کو دین کے اندر عزت و عظمت ملی ہوئی ہے اور اللہ کا قرب حاصل ہے۔

۲۔ دوسری قسم وہ مخلوق ہے جس کو دین میں عزت و عظمت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی ان کو اللہ کا قرب حاصل ہے بلکہ دوری ہی دوری ہے۔

اب قدرے تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔

پہلی قسم:

وہ جن کو دینی عظمت حاصل ہے ان کے سرورِ مطلق حضور نبی کریم ﷺ ہیں اس کے بعد تمام انبیاء کرام علیہم السلام، فرشتے، اولیاء، اہل بیت اطہار، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ ان کے علاوہ علمائ، صلحاء، اتقیاء، شہداء پھر بادشاہانِ اسلام پھر عام مومنین اس کے بھی علاوہ کتب دینیہ جیسے قرآن مجید، فقہ کی کتابیں، احادیث کی کتابیں، پھر اچھی صفات جیسے علم، ایمان، پھر اعمالِ صالحہ جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اس کے علاوہ اخلاقِ عالیہ جیسے زہد و تقویٰ، تواضع و انکساری، پھر مقدس مقامات جیسے کعبہ معظمہ، روضہ نبوی ﷺ مساجد، پھر بلادِ مقدسہ جیسے مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ وغیرہ وغیرہ ساری چیزوں کو دین میں عظمت و عزت حاصل ہے اور ان کا مقام ہے اور ان چیزوں کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل ہے جیسا کہ ہر مسلمان جانتا ہے

Marfat.com

لہٰذا یہ مخلوق کی پہلی قسم میں داخل ہیں۔

اب ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں جن کو اللہ سے قرب کا تعلق ہے تو اس تعلق کی بناء پر ان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے، ان سے محبت کرنا اللہ سے محبت کرنا ہے اور ان کا ادب اللہ تعالیٰ کا ادب ہے۔

اب اس پر دلیل رسول اللہ ﷺ کا وہ فرمان ذیشان ہے جس کو امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں درج کیا ہے چنانچہ:

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْاٰنِ غَیْرَ الْغَالِیْ فِیْہِ وَالْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامَ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اور حافظ قرآن کی تعظیم کرنا کہ نہ حد سے بڑھے اور نہ دوری رکھے اور عادل بادشاہ کی تعظیم کرنا یہ اللہ ہی کی تعظیم ہے۔"

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تنزیل الناس منازلہم رقم الحدیث، کشف الغمہ للشعرانی جلد ا صفحہ ۲۴، کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر رقم الحدیث ۱۰۹۸۶، تفسیر قرطبی مقدمہ جلد ا صفحہ ۲۲، الادب المفرد باب اجلال الکبیر رقم الحدیث ۳۵۷، صفحہ ۹۲)

اب اس حدیث مبارکہ میں جن تین ذوات کا ذکر ہوا، بوڑھا مسلمان، حافظ قرآن اور نیک و عادل بادشاہ ان تینوں کو دین میں عظمت بھی حاصل ہے اور اللہ کی بارگاہ کا قرب بھی حاصل ہے جس پر رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث مبارکہ صراحۃً دلالت کرتی ہے لہٰذا اس حدیث نے ہمارے موقف کی تائید کر دی کہ:

بوڑھے مسلمان کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

حافظ قرآن کی تعظیم کرنا اللہ کی تعظیم سے ہے۔

عادل بادشاہ کی تعظیم بھی اللہ کی تعظیم ہی ہے۔

اسی طرح ایک اور حدیث بھی ہمارے موقف کی موید ہے چنانچہ:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

Marfat.com

اَکْرِمُوا الْعُلَمَآءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِیَآءِ فَمَنْ اَکْرَمَهُمْ فَقَدْ اَکْرَمَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

"حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا علماء کی عزت کرو بے شک علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں پس جس نے بھی علماء کی تعظیم کی اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعظیم کی۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۷۵، تاریخ بغداد جلد ۵ صفحہ ۲۰۴، کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۶۵، میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۳۲۴، مسند الفردوس جلد ۱ صفحہ ۳۲، اتحاف السادۃ المتقین جلد ۱ صفحہ ۷۱، فیض القدیر جلد ۲ صفحہ ۱۱۹)

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ قرآن مجید میں بھی اسی چیز کو بیان کیا گیا ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَاِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِیْعًا (پ ۵، سورۃ النساء آیت ۱۳۲)

ترجمہ کنز الایمان: "عزت تو ساری اللہ کے لئے ہے۔"

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَا یَعْلَمُوْنَ ○

(پ ۲۸، سورۃ المنافقون آیت ۸)

ترجمہ کنز الایمان: "اور عزت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔"

میرے بھائیو! آپ نے ان دونوں آیتوں کے حوالے سے ایک بحث تو پچھلی فصل میں پڑھی ہے یہاں ہم دوسری جہت سے انہی آیتوں سے اپنا موقف ثابت کر رہے ہیں کہ دیکھو پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ عزت ساری کی ساری اللہ کی ہے اور دوسری آیت میں فرمایا کہ عزت اللہ کی بھی ہے اور اس کے محبوب ﷺ کی بھی ہے اور مومنوں کی بھی عزت ہے۔

اب آپ غور فرمائیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی عزت اور مومنوں کی عزت اللہ کی عزت سے جدا ہوتی تو عزت کے حصے ہوتے اس طرح کہ عزت کا ایک حصہ اللہ کے لئے ہے، دوسرا حصہ رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

کے لئے اور عزت کا تیسرا حصہ مومنین کے لئے ہے حالانکہ ایسی بات نہیں۔عزت کے حصے نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا ہے عزت ساری کی ساری اللہ ہی کی ہے تو پھر اس سے معلوم ہوا کہ رسولِ کریم ﷺ کی عزت اللہ ہی کی عزت ہے اور ایمان والوں کی عزت بھی اللہ ہی کی عزت ہے لہٰذا رسولِ کریم ﷺ کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم ہے اور ایمان والوں کی تعظیم کرنا اللہ ہی کی تعظیم ہے لیکن اللہ کریم نے آگے خود ہی ارشاد فرمایا۔

وَلٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ○ (پ ۲۸، سورۃ المنافقون آیت ۸)

یعنی منافقوں کو اس بات کی خبر تک نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے اور مومنوں کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

اب اگر تصویر کا دوسرا رخ دیکھیں کہ جو بندہ رسول اللہ ﷺ کی عزت اور اللہ کی عزت میں فرق کرتے ہوئے کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت اللہ کی عزت نہیں ہے تو اس کے بارے میں ہی خالق کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

وَيُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّفَرِّقُوْا بَيْنَ اللّٰهِ وَرُسُلِهٖ (پ ۶، سورۃ النساء آیت ۱۵۰)

ترجمہ کنزالایمان: "اور چاہتے ہیں کہ اللہ سے اس کے رسولوں کو جدا کر دیں۔"

تو جو اللہ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کے درمیان فرق کرنا چاہتے ہیں انہی کے بارے میں اگلی آیت میں فرمادیا۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا ۚ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ عَذَابًا مُّهِيْنًا ○

(پ ۶، سورۃ الانعام آیت ۱۵۱)

"یہی ہیں ٹھیک کافر اور ہم نے کافروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

اللہ کے رسولوں علیہم السلام کی عزت و عظمت کو اللہ کی عزت و عظمت سے جدا ماننا ہی تو اللہ اور اس کے رسولوں علیہم السلام کے درمیان فرق کرنا ہے جس کی مذمت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے هُمُ الْكٰفِرُوْنَ حَقًّا "وہ پکے کافر ہیں۔" کا فرمان سنادیا ہے۔

میرے بھائیو! یہ جو رسول اللہ ﷺ اور ایمان والوں کو اللہ کا قرب حاصل ہے اسی کی بناء پر تو

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (پ ۵، سورۃ النساء آیت ۸۰)

ترجمہ کنزالایمان: "جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا۔"

اور ارشاد فرمایا۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ

(پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۳۱)

ترجمہ کنزالایمان: "اے محبوب! تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ اللہ تمہیں دوست رکھے گا۔"

اب اس ساری بحث سے معلوم ہو گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت اور مومنین کی عزت و عظمت یہ اللہ ہی کی عزت و عظمت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اللہ ہی کی اطاعت ہے اور رسول اللہ ﷺ سے محبت اللہ سے محبت ہے۔

اب ہم منکرین عظمت مصطفیٰ ﷺ سے الزاماً پوچھتے ہیں کہ تم رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت کو دل و جان سے مانتے ہو یا نہیں؟ اگر دل سے عظمت مصطفیٰ ﷺ مان جاؤ گے تو پھر انشاء اللہ ایمان کی دولت نصیب ہو گی اور اگر تم یہ کہو کہ ہم رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت کو نہیں مانتے تو پھر گویا کہ تم اللہ تعالیٰ کی عظمت کا انکار کر رہے ہو اس لئے کہ پیچھے ثابت ہو چکا کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و عظمت اللہ ہی کی عزت و عظمت ہے تو پھر اب رسول اللہ ﷺ کی عزت و تعظیم کے انکار سے اللہ تعالیٰ کی عزت کا انکار لازم آئے گا۔

مودودی نے بھی اپنی تفسیر قرآن "تفہیم القرآن" میں سورۃ الحجرات کی آیت ۲۰ کے تحت لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا احترام اصل میں اس خدا کا احترام ہے جس نے آپ کو اپنا رسول بنا کر بھیجا ہے اور نبی کریم ﷺ کے احترام میں کمی خدا کے احترام میں کمی ہے۔

یہی بات اسی آیت کے تحت تفسیر مظہری میں بھی ہے۔

ہم اپنے مؤقف پر ایک اور تائید پیش کرتے ہیں کہ شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی نے امام ربانی

Marfat.com

حضور سیدی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں لکھا ہے کہ:

"شیخ قطب ارشاد ایں دورہ است و بر دست ولے بسیارے از گمراہاں بادیۂ صبیعت و بدعت خلاص شدہ اند تعظیم شیخ تعظیم حضرت مُدَوِّرِ ادوار و مُکَوِّنِ کائنات است و شکر نعمت فیض اوست اعظم اللہ تعالیٰ لہ الاحور"

"شیخ یعنی حضور مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اس دور کے قطب ارشاد ہیں ان کے ہاتھ پر تکبر اور بدعت کی گمراہی میں مبتلا بہت سے افراد نے ہدایت پائی شیخ یعنی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم خالق کائنات کی تعظیم ہے اور شیخ کی نعمت کا شکر اس نعمت کے عطا فرمانے والے اللہ کریم کا شکر ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں عظیم اجر عطا فرمائے۔"

(کلماتِ طیبات فصل چہارم در مکتوبات شاہ ولی اللہ دہلوی مطبع مجتبائی دہلی صفحہ ۱۶۳، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷، صفحہ ۸۵)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خاصانِ خدا خدا نباشند
لیکن ز خدا جدا نباشند

"اللہ کے نیک بندے خدا نہیں لیکن خدا سے جدا بھی نہیں۔"

خدا تو اس لئے نہیں کہ نیک بندوں کو واجب الوجود نہیں مانا جاتا اور نہ ہی ان کی عبادت کی جاتی ہے اور خدا سے جدا اس لئے نہیں کہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے اور ان سے عداوت اللہ ہی سے عداوت ہے۔

لہٰذا ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم مدارِ ایمان ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں ادنیٰ سی بے ادبی بھی کفر ہے اور جو مخلوق کی پہلی قسم بیان ہوئی ان کی تعظیم اللہ کی تعظیم ہے۔

مخلوق کی دوسری قسم:

مخلوق کی دوسری قسم وہ ہے جس کو دینی عظمت حاصل نہیں ہے اور نہ ہی اللہ سے محبت و الفت کا تعلق ہے بلکہ اللہ کی رحمت سے دور ہی دور ہیں۔ اس قسم میں کفار، مشرکین، مرتد اور گمراہ لوگ شامل ہیں۔

Marfat.com

اسی طرح بری صفات کفر اور گمراہی اور برے اعمال، زنا، جوا، شراب نوشی، چوری وغیرہ اور پھر اخلاقِ رذیلہ جیسے تکبر، ریاکاری، خود پسندی، پھر بری جگہیں جیسے کفار کے عبادت خانے، گرجا گھر، گردوارہ وغیرہ الغرض ہر وہ چیز جس کو اللہ سے علاقہ قرب حاصل نہیں ہے اس کی تعظیم نہیں کی جائے گی اس لئے کہ وہ اللہ کی رحمت سے دور ہیں۔

چنانچہ حدیث پاک میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا مَا كَانَ مِنْهَا لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب پر لعنت کی گئی ہے سوائے ان چیزوں کے جن کو اللہ تعالیٰ سے قرب حاصل ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۴۳۶، الزہد وصفۃ الزاہد لابن عربی صفحہ ۶۵، شعب الایمان رقم الحدیث ۱۰۵۱۲)

اسی مفہوم کو ابن ماجہ میں یوں بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا ذِكْرَ اللهِ وَمَا وَالَاهُ وَعَالِمًا اَوْ مُتَعَلِّمًا

"دنیا پر لعنت ہے اور دنیا میں جو کچھ ہے سب پر لعنت ہے مگر اللہ کا ذکر اور جسے اللہ کا قرب حاصل ہے اور عالم یا طالب علم دین۔"

(سنن ابن ماجہ ابواب الزہد باب مثل الدنیا، کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۲۲)

یہی مطلب مجمع الزوائد میں اس طرح بیان کیا گیا ہے۔

عَنْ اَبِي الدَّرْدَاءِ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلدُّنْيَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِيْهَا اِلَّا مَا ابْتُغِيَ بِهٖ وَجْهُ اللهِ تَعَالٰى

(مجمع الزوائد کتاب الزہد باب ماجاء فی الرجاء)

"دنیا پر لعنت ہے اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب پر لعنت ہے سوائے اس کے کہ

Marfat.com

جس سے اللہ کی رضا مطلوب ہو۔"

لہٰذا ثابت ہوا کہ جس چیز کا اللہ تعالیٰ سے محبت و الفت کا تعلق نہیں ہے اس کی کوئی عزت نہیں اور نہ ہی اس کی تعظیم کی جائے گی بلکہ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

اسی مفہوم کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے خود قرآنِ پاک میں اس طرح بیان فرمایا ہے کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يُحَآدُّوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اُولٰٓئِكَ فِى الْاَذَلِّيْنَ ○

(پ ۲۸، سورۃ المجادلہ آیت ۲۰)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک وہ جو اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتے ہیں وہ سب سے زیادہ ذلیلوں میں ہیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ گستاخِ رسول ﷺ کی تعظیم نہیں کی جائے گی بلکہ اس کی تذلیل ضروری ہے۔

دوسرے مقام پر اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِىْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ؕ اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ (پ ۳۰، سورۃ البینہ آیت ۶)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک جتنے کافر ہیں کتابی اور مشرک سب جہنم کی آگ میں ہیں ہمیشہ اسی میں رہیں گے وہی تمام مخلوق سے بدتر ہیں۔"

خلاصہ بحث:

اس پچھلی ساری گفتگو سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قسم اوّل جن میں انبیاء، اولیاء، علماء، صلحاء وغیرہ شامل ہیں ان کی تعظیم، تعظیم الٰہی عزوجل سے جدا نہیں بلکہ خدا ہی کی تعظیم ہے تو یقیناً محل تحقیر میں یعنی جہاں جہاں غیر اللہ سے یا مخلوق سے نفرت کا اظہار کیا گیا ہے یا ان کی مذمت کی گئی ہے وہاں مخلوق کی قسم اوّل مراد نہیں ہے بلکہ وہاں مخلوق کی قسم دوم مراد ہے جن کو اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں ہے اس لئے کہ انبیائ، اولیاء اور علماء وغیرہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی جن کا تعلق پہلی قسم کی مخلوق سے ہے ان کے بارے میں

Marfat.com

تو اللہ تعالیٰ نے فرمادیا۔

اُولٰٓئِكَ حِزْبُ اللّٰهِ ؕ اَلَاۤ اِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

(پ ۲۸، سورۃ المجادلہ آیت ۲۲)

ترجمہ کنزالایمان: "یہ اللہ کی جماعت ہے سنتا ہے اللہ ہی کی جماعت کامیاب ہے۔"

لہٰذا پہلی قسم کی مخلوق جن کو قربِ خداوندی حاصل ہے وہ اللہ کی پارٹی ہے اور غیر اللہ میں داخل نہیں ہے بلکہ دوسری قسم کی مخلوق غیر اللہ میں داخل ہے اور اس پر بھی دلائل موجود ہیں جس طرح کہ درمختار میں ہے۔

اَلتَّوَاضُعُ لِغَيْرِ اللّٰهِ حَرَامٌ

"غیر اللہ کے لئے تواضع حرام ہے۔" (درالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء)

اب ماں باپ کے لئے تواضع کا خود قرآن میں حکم ہے۔

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ

(پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۴)

ترجمہ کنزالایمان: "اور ان کے لئے عاجزی کا بازو بچھا نرم دلی سے۔"

اسی طرح خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے لئے تواضع کرنے کا حکم دیا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ (پ ۱۴، سورۃ الحجر آیت ۸۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اور مسلمانوں کو اپنے رحمت کے پروں میں لے لو۔"

اور فرمایا۔

وَاخْفِضْ جَنَاحَكَ لِمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ

(پ ۱۹، سورۃ الشعراء آیت ۲۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: "اور اپنی رحمت کا بازو بچھاؤ اپنے پیرو (تابع) مسلمانوں کے لئے۔"

اسی طرح حدیث پاک میں اپنے استاد کے لئے اور شاگرد کے لئے بھی تواضع کرنے کا حکم ہے چنانچہ فرمایا۔

Marfat.com

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ تَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْہُ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ یُّعَلِّمُوْنَہٗ وَلَا تَکُوْنُوْا جَبَابِرَۃَ الْعُلَمَآءِ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس سے علم سیکھتے ہو اس کے لئے بھی تواضع و عاجزی کرو اور جسے سکھاتے ہو اس کے لئے بھی عاجزی و تواضع کرو اور گردن کش عالم نہ بنو۔" (اتحاف سادۃ المتقین فضیلۃ الحلم جلد ۸ صفحہ ۲۷)

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کی تواضع حرام ہے اور جن کو قربِ خداوندی حاصل ہے وہ غیر اللہ میں داخل نہیں لہٰذا غیر اللہ سے مراد وہی لوگ ہیں جن کو قربِ خداوندی حاصل نہیں ہے اور ان کے لئے تواضع حرام ہے۔ اسی طرح پہلی قسم کی مخلوق کا غیر اللہ سے نہ ہونے پر دوسری دلیل سمجھیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ ذَبَحَ لِغَیْرِ اللّٰہِ

"جو غیر اللہ کے لئے ذبح کرے اللہ تعالیٰ کی اس پر لعنت ہے۔"

(صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم ذبح لغیر اللہ رقم الحدیث)

اب اس حدیث پاک میں غیر اللہ کے لئے جانور کو ذبح کرنے پر لعنت فرمائی گئی ہے۔ اب دوسری حدیث پاک پڑھیں خود رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ ذَبَحَ لِضَیْفِہٖ ذَبِیْحَۃً کَانَتْ فِدَائَہٗ مِنَ النَّارِ

"جس نے اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کیا وہ جانور اس کے لئے دوزخ سے فدیہ ہو جائے گا۔"

تو اب معلوم ہوا کہ مہمان کی عزت کرنا یہ مکارمِ اخلاق سے تھا اور مکارمِ اخلاق سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل ہوتی ہے تو لہٰذا مہمان کے لئے ذبح کرنا غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا نہ ہوا بلکہ اللہ ہی کے لئے جانور ذبح ہوا تو اب غیر اللہ سے کیا مراد ہے؟ واضح ہو گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے مراد نہیں بلکہ کفار و مشرکین ہیں۔ لہٰذا انبیاء و اولیاء کی تعظیم غیر اللہ کی تعظیم نہیں بلکہ اللہ ہی کی تعظیم ہے۔

Marfat.com

باب اول

عقیدۂ تعظیم قرآن کی روشنی میں

Marfat.com

Marfat.com

سارے کا سارا قرآن رسول اللہ ﷺ کی نعت وصفت سے بھرا ہوا ہے جس طرح کہ مشہور روایت ہے کہ اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کریمہ کیسے تھے تو فرمایا کیا تم نے قرآن نہیں پڑھا۔

خُلُقُهُ الْقُرْآنُ آپ ﷺ کا خلق تو قرآن ہے یہ اللہ نے قرآن مجید میں فرمایا۔ اِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ بے شک آپ کا خلاق عظیم ہے تو گویا کہ امی جان سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا یہ بتانا چاہتی ہیں کہ سارے کا سارا قرآن نبی کریم ﷺ کا اخلاق ہے تو کہیں محبوب ﷺ کی اداؤں کا ذکر ہے تو کہیں دین اسلام کی دعوت دینے کا ذکر ہے کہیں جوانی کا ذکر ہے تو کہیں ولادت سے پہلے کے چرچے ہیں کہیں اختیاراتِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر ہے تو کہیں علم شریف کا ذکر ہے کہیں زندگی مبارکہ کی اللہ قسم اٹھاتا ہے تو کہیں زلفوں اور چہرے کا ذکر کرتا ہے کہیں آپ سے محبت کا ذکر ہے تو کہیں تعظیم کا ذکر ہے۔ قصہ مختصر کہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "قرآن کی سورتیں محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت، ان کے ذکر، ان کی یاد، ان کی تعظیم اور ان کی تکریم سے گونج رہی ہیں۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵، صفحہ ۲۱۰، رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی طرح اس سلسلے میں امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی پیاری بات فرمائی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ:

وَمَنْ تَاَمَّلَ الْقُرْاٰنَ كُلَّهٗ وَجَدَهٗ طَافِعًا بِتَعْظِيْمٍ عَظِيْمٍ لِقَدْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"جو شخص بھی پورے قرآن پاک میں غور و فکر کرے وہ سارے قرآن مجید کو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے بھرپور پائے گا۔" (جواہر البحار جلد ۳ صفحہ ۲۵۱)

Marfat.com

پہلی آیت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَ قُوْلُوا انْظُرْنَا وَ اسْمَعُوْاؕ وَ لِلْكٰفِرِیْنَ عَذَابٌ اَلِیْمٌ۝ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۱۰۴)

ترجمہ کنزالایمان: "اے ایمان والو! راعنا نہ کہو اور یوں عرض کرو کہ حضور ہم پر نظر رکھیں اور پہلے ہی سے بغور سنو اور کافروں کے لئے دردناک عذاب ہے۔"

شانِ نزول:

اس آیت کا شانِ نزول یہ ہے کہ جب نبی دوعالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تعلیم وتلقین فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کبھی بات کی پوری سمجھ نہ آتی تو درمیان کلام میں ہی عرض کر دیتے۔

رَاعِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

یعنی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے حال کی رعایت فرمائیے اور کلامِ مقدس کو سمجھ لینے کا موقع عطا فرمائیے۔ اب یہ لفظ رَاعِنَا یہودیوں کی لغت میں بے ادبی کا پہلو رکھتا تھا تو اب یہودیوں نے سوچا کہ پہلے تو چھپ چھپا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی وعیب جوئی کرتے ہیں اب چونکہ مسلمان بھی یہ لفظ بول رہے ہیں لہٰذا ہمیں بھی کھلم کھلا بے ادبی کا موقع مل گیا ہے چنانچہ یہودیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اس لفظ کو بری نیت سے استعمال کرنا شروع کر دیا اور آپس میں خوش ہوتے کہ دیکھو ہم سرِعام مسلمانوں کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی گستاخی کر رہے ہیں۔

حضرت سیدنا سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ یہود کی لغت جانتے تھے۔ ایک دن آپ نے جب یہود سے یہ لفظ سنا تو فرمایا

لَئِنْ سَمِعْتُهَا مِنْ اَحَدٍ مِّنْكُمْ یَقُوْلُهَا لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَضْرِبَنَّ عُنُقَهٗ

Marfat.com

"اب اگر میں نے یہ کلمہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں کسی یہودی کی زبان سے سنا تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا۔"

آگے سے یہود نے جواب دیا کہ اے سعد! آپ ہم پر تو آگ بگولا ہو رہے ہیں جبکہ مسلمان بھی تو یہی لفظ استعمال کر رہے ہیں۔ یہودیوں کا یہ جواب سن کر حضرت سعد رضی اللہ عنہ پریشان ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے ہی تھے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرما کر اس لفظ کے بولنے سے منع فرما دیا۔ (تفسیر خازن وغیرہ تحت ھذہ الآیۃ)

اب اس آیت کریمہ سے چند باتیں معلوم ہوئیں جو کہ عقیدہ تعظیم کو بیان کر رہی ہیں۔

۱۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم و توقیر فرض ہے اور ان کی بارگاہ میں ادب والے الفاظ بولنا بھی فرض ہے۔

۲۔ جس لفظ میں بے ادبی کا ایک پہلو بھی نکلتا ہے یا بے ادبی کا شائبہ بھی ہو اس کو انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں زبان پر لانا منع ہے۔

اب دیکھیں کہ لفظ رَاعِنَا کے چند معانی ہیں۔

پہلا معنی:

یہودیوں کی لغت میں ہے کہ سنیے آپ سنائے نہ جائیں، تو اب اس معنی میں دو احتمال ہیں۔ پہلا کوئی ناگوار بات آپ کے سننے میں نہ آئے اور یہ قابل تعریف پہلو اور دوسرا آپ کو سننا نصیب نہ ہو اور یہ بے ادبی والا پہلو ہے۔

دوسرا معنی:

اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ یہودی اس لفظ کو ذرا کھینچ کر پڑھتے تو یہ رَاعِیْنَا بن جاتا جس کا مطلب ہے ہمارا چرواہا۔

تیسرا معنی:

اگر رَاعِنَا کو بابِ مفاعلہ سے مشتق بنائیں تو پھر جہاں بھی باب مفاعلہ ہوتا ہے وہاں جانبین کا ہونا

Marfat.com

ضروری ہے تو پھر اس صورت میں رَاعِنَا کا معنی یہ بنے گا کہ آپ ہماری رعایت کریں ہم آپ کی رعایت کرتے ہیں تو اس معنی میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ برابری کا پہلو نکل رہا تھا کہ آقا اور غلام برابر ہو رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے محبوب علیہ السلام کو بہت اونچی شان عطا فرمائی ہے اور اس مساوات کی نفی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس لفظ کو کہنا ناجائز قرار دے دیا تاکہ امتی کے ذہن میں یہ خیال بھی نہ جائے کہ نبی علیہ السلام میرے جیسے ہیں یا میں ان جیسا ہوں۔

میرے بھائیو! آپ دیکھیں کہ ان تین معنوں کے لحاظ سے لفظ رَاعِنَا اچھے معنی پر بھی مشتمل ہے اور برے معنی کا بھی احتمال رکھتا ہے تو اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے محبوب علیہ السلام کی بارگاہ کے آداب سکھاتے ہوئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے ہی منع فرما دیا جس میں بے ادبی کا وہم بھی ہو۔

۳۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو اس لفظ کو استعمال کرتے تو یقینا نیک نیتی سے محلِ تعظیم میں استعمال کرتے تھے لیکن اس میں چونکہ بے ادبی والے معنی کا احتمال تھا تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو یہ لفظ اچھی نیت سے بولنے سے بھی منع فرما دیا تاکہ گستاخی کا دروازہ ہی بند ہو جائے تو اب آپ دیکھیں کہ ایک لفظ کے بولنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کنایۃً بھی بے ادبی و توہین مراد نہیں لے رہے پھر بھی اس کا استعمال ناجائز ٹھہرا تو جو الفاظ صراحۃً تنقیصِ شان کا سبب ہوں ان کو استعمال کرنا کیسے روا ہو سکتا ہے؟

اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ بری نیت سے اس لفظ کو یہودیوں نے استعمال کیا ان کی گستاخیوں کو بند کرنا مقصود تھا مگر یہاں خاص مومنین کو خطاب کر کے واضح کر دیا کہ اس طرح کے بے ادبی والے پہلو کے حامل الفاظ اچھی نیت سے بھی استعمال کرنا جائز نہیں لیکن اب آیت نازل ہونے کے بعد جو شخص یہ لفظ کہے خواہ کافر ہو یا مسلمان اس کی سزا یہ ٹھہرائی گئی وہ کافر ہے اور جہنم کا ایندھن ہے۔

تفسیر خازن میں ہے کہ:

لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا اَیْ لِکَیْ لَا یَجِدَ الْیَهُوْدُ بِذَالِكَ سَبِیْلًا اِلٰی شَتْمِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"اے ایمان والو! تم راعنا نہ کہو اس لئے تاکہ اس کو یہود، رسول اللہ ﷺ کی بے

Marfat.com

ادبی کے لئے استعمال نہ کریں۔"

۴۔ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بیٹھیں تو پوری توجہ سے بات سنیں تاکہ دوبارہ سننے کے لئے عرض ہی نہ کرنی پڑے کیونکہ محبوب ﷺ کی بارگاہ کا یہ ادب ہے اور انسان کو انبیاء کرام علیہم السلام کی بارگاہ میں آداب و تعظیم کے اعلیٰ مراتب کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

۵۔ تعظیم مصطفیٰ ﷺ تمام عبادتوں سے بڑھ کر عبادت ہے اور سب سے بڑا فرض ہے اس لئے کہ قرآن پاک میں نماز، روزہ کے احکام میں سختی تو فرمائی لیکن یہاں زیادہ تاکید ہے کہ قُوْلُوْا ایک امر کے صیغہ کے بعد پھر اِسْمَعُوْا بھی فرمایا کہ خوب سن لو اور پھر اس کے بعد لِلْکٰفِرِیْنَ کہہ کر بے ادبی کرنے والوں کو کافر بھی فرمایا۔

۶۔ ایمان والوں کو رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا ادب سکھایا کہ جب میرے محبوب ﷺ کی خدمت میں کچھ عرض کرنی ہو تو اُنْظُرْنَا کہو اس کا معنی ہے اِنْتَظِرْنَا ہمارا انتظار فرمائیے اور بات سمجھ لینے کا موقع عطا فرمائیں اور ہم پر نگاہِ لطف و رحمت رکھیں گویا کہ عقیدہ اہل سنت بیان ہو رہا ہے جو ہم عرض کرتے ہیں۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا
یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ اِسْمَعْ قَالَنَا
اِنَّنَا فِیْ بَحْرِھَمٍّ مُغْرَقُوْنَ
خُذْ اَیْدِیْنَا سَھِّلْنَا اَشْکَالَنَا

اب جو آیت کریمہ میں اُنْظُرْنَا کا حکم دیا گیا ہے اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ ہمیں دیکھیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ ہم پر مہربانی فرمائیں اور نظر کرم رکھیں۔

لہٰذا یہاں یہ بات بھی خوب سمجھ لیں کہ سارے شرعی احکام مرتے ہی ختم ہو جاتے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں نظر رحمت کی درخواست کرنا یہ وہ عظیم کام ہے کہ قبر ہو یا حشر گویا کہ ہر جگہ رسول اللہ ﷺ کی نگاہِ رحمت کی ضرورت پڑے گی۔ قیامت میں بھی پہلے ہر نبی کے پاس سے ہو کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں پہنچیں گے پھر حضور ﷺ ہی شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کے کہنے پر ہی حساب

Marfat.com

کتاب شروع ہوگا اور ہم اس وقت بھی نگاہِ لطف و کرم کے ہی محتاج ہوں گے لہٰذا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اُنْظُرْ حَالَنَا کا نعرہ ہر وقت وردِ زبان رہے۔

۷۔ لِلْکٰفِرِیْنَ میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت انبیاء کرام علیہم السلام کی شان میں بے ادبی اور گستاخی کفر ہے اور ساتھ ہی عَذَابٌ اَلِیْمٌ کہہ کر وعید بھی فرمائی کہ اگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بے ادبی کرو گے اور بارگاہِ نبوت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے پہلوتہی کرو گے تو میں نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخوں کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب دل وجان سے کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔

دوسری آیت:

مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا ۢ بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ؕ وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِکُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًا ○ (پ ۵، سورۃ النساء آیت ۴۶)

ترجمہ کنزالایمان: "کچھ یہودی کلاموں کو ان کی جگہ سے پھیرتے ہیں اور کہتے ہیں ہم نے سنا اور نہ مانا اور سنیئے آپ سنائے نہ جائیں اور راعنا کہتے ہیں زبانیں پھیر کر اور دین میں طعنہ کے لئے اور اگر وہ کہتے ہم نے سنا اور مانا اور حضور ہماری بات سن لیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہم پر نظر فرمائیں تو ان کے لئے بھلائی اور راستی میں زیادہ ہوتا لیکن ان پر تو اللہ نے لعنت کی ان کے کفر کے سبب تو یقین نہیں رکھتے مگر تھوڑا۔"

پچھلی آیت کے تحت جو رَاعِنَا کا پہلا معنی بیان کیا ہے یہ آیت مبارکہ اسی کی وضاحت کر رہی ہے۔ مزید گذشتہ آیت کی طرح اس آیت میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں نظرِ رحمت کرنے کے سوال کی ترغیب دلائی گئی ہے اور اس کو بہتر بھی فرما دیا اور یہ بھی بیان ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ

Marfat.com

اقدس میں بے ادبی والے الفاظ استعمال کرنا کفر ہے اور ایسوں پر اللہ کی لعنت ہے۔ یہی مفہوم صراحۃً اس آیت سے ماخوذ ہے جس کو ہر ذی شعور سمجھتا ہے۔ الغرض تعظیم بارگاہِ رسالت ﷺ کے حوالے سے جو وضاحت پچھلی آیت میں آپ نے پڑھی ہے وہی سارا مفہوم اس آیت میں بھی بیان کیا گیا ہے بلکہ زیادہ واضح ہے۔

تیسری آیت:

اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاِذَا كَانُوْا مَعَهٗ عَلٰۤى اَمْرٍ جَامِعٍ لَّمْ یَذْهَبُوْا حَتّٰى یَسْتَاْذِنُوْهُؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَاْذِنُوْنَكَ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۚ فَاِذَا اسْتَاْذَنُوْكَ لِبَعْضِ شَاْنِهِمْ فَاْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمُ اللّٰهَؕ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ○ (پ ۱۸، سورۃ النور آیت ۶۲)

ترجمہ کنزالایمان: "ایمان والے تو وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر یقین لائے اور جب رسول کے پاس کسی ایسے کام میں حاضر ہوئے ہوں جس کے لئے جمع کئے گئے ہوں تو نہ جائیں جب تک ان سے اجازت نہ لے لیں وہ جو تم سے اجازت مانگتے ہیں وہی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتے ہیں پھر جب وہ تم سے اجازت مانگیں اپنے کسی کام کے لئے تو ان میں جسے چاہو اجازت دے دو اور ان کے لئے اللہ سے معافی مانگو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی مجلس کے آداب سکھائے ہیں۔

جب جمعہ وعید کے اجتماع کے موقع پر یا غزوہ کے لئے لوگ محبوب ﷺ کی بارگاہ میں اکٹھے ہوتے تھے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے بغیر وہاں سے اٹھ کر گھروں کو نہیں جاتے تھے جبکہ منافق لوگ بغیر اجازت کے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی یا اور کسی چیز کی آڑ لے کر چپکے سے نکل کر گھروں کو چلے جاتے تھے تو اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اندازِ ادب اور طریق تعظیم کی

Marfat.com

تعریف فرماتے ہوئے ان کے ایمان کی گواہی دی ہے اور منافقوں کے طرزِ عمل کی اگلی آیت میں مذمت کی ہے۔

تقریباً تمام مفسرین نے ہی یہ نقل فرمایا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجازت لینے کا یہ انداز ہوتا تھا کہ جب:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَعِدَ الْمِنْبَرَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَاَرَادَ الرَّجُلُ اَنْ يَّخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ لِحَاجَةٍ اَوْ عُذْرٍ لَمْ يَخْرُجْ حَتّٰى يَقُوْمَ بِحَيَالِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَيْثُ يَرَاهُ فَيَعْرِفُ اَنَّهٗ اِنَّمَا قَامَ لِيَسْتَاْذِنَ فَيَاْذِنُ لِمَنْ شَآءَ مِنْهُمْ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن جب منبر شریف پر تشریف فرما ہوتے اور کسی صحابی کو کسی مجبوری یا کام کی وجہ سے وہاں سے جانا ہوتا تو وہ صحابی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اس طرح کھڑا ہو جاتا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اسے دیکھیں تو ان کو پتہ چل جائے کہ یہ صحابی اجازت لینے کے لئے کھڑے ہیں تو پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جس کو چاہتے اجازت عطا فرما دیتے۔" (تفسیر خازن سورۃ النور تحت آیت ۶۲)

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَاْذِنُوْنَكَ المعنى تَعْظِيْمًا لَّكَ وَرِعَايَةً لِّلْاَدَبِ

یعنی اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتے ہیں اور جب جانے لگتے ہیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت مانگتے ہیں پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے باہر نکلتے ہیں۔

(تفسیر کبیر سورۃ النور تحت آیت ۶۲)

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ کو مجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جانے والا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اتنا پسند آیا کہ اس ایک آیت میں ہی دو مرتبہ اس چیز کو بیان کر دیا کہ جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے اجازت لے کر جاتے ہیں وہی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے ہیں۔

Marfat.com

اس کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے:

فَأْذَنْ لِّمَنْ شِئْتَ مِنْهُمْ

"یعنی تو ان میں سے جسے چاہو اجازت دے دو۔"

فرما کر دین میں رسول اللہ ﷺ کے اختیار کو بیان کر دیا کہ اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ کی مرضی ہے جس کے لئے اجازت ضروری سمجھو اس کو اجازت دے دو اور جس کے بارے میں یہ سمجھو کہ اس کا مجلس میں حاضر رہنا ہی ضروری ہے اور کوئی خاص کام نہیں ہے اسے اجازت نہ دو یہ سب آپ ﷺ کی مرضی ہے۔

یہاں بھی امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْاٰيَةُ تَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ سُبْحَانَهٗ فَوَّضَ اِلٰى رَسُوْلِهٖ بَعْضَ اُمُوْرِ الدِّيْنِ لِيَجْتَهِدَ فِيْهِ بِرَاْيِهٖ

"یہ آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض امورِ دین کا معاملہ رسول اللہ ﷺ کو سونپ دیا ہے تاکہ اس میں اپنی مقدس رائے سے فیصلہ فرمائیں۔"

لہٰذا اب محبوب ﷺ کی مرضی ہے جسے چاہیں اجازت دیں جسے چاہیں اجازت نہ دیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پہلے تو مجلس سے اٹھنے کی اجازت مانگتے لیکن اب یہ معمول بن گیا کہ ہر کام میں رسول اللہ ﷺ کی اجازت طلب کرتے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گھر آنے کی اجازت طلب کی تو محبوب ﷺ نے اجازت عطا فرما دی اور ساتھ ارشاد فرمایا۔

اِنْطَلِقْ فَوَاللّٰهِ مَا اَنْتَ مُنَافِقٌ

"تم چلے جاؤ اللہ کی قسم! تم منافق نہیں ہو۔" (تفسیر روح البیان تحت هذه الآیة، تفسیر کبیر سورۃ نور تحت هذه الآیة)

جہاں یہ معلوم ہوا کہ اجازت دینے کا اختیار محبوب ﷺ کو حاصل ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبانِ حق ترجمان سے قسم اٹھا کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان کی گواہی دی کہ تم منافق نہیں ہو بلکہ پکے مومن ہو۔ تو اب جو کوئی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی شان میں بکواس کرے وہ خود یقیناً پکا منافق اور شقی القلب ہے۔

Marfat.com

اسی طرح ترمذی شریف کی روایت میں ہے کہ جب سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عمرہ کرنے کے لئے مکہ جانا چاہتے تھے تو سرکار ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اجازت حاصل کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

"ہمیں اپنی دعا میں فراموش نہ کرنا۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سرکارِ مدینہ ﷺ کی یہ بات ایسی ہے کہ اگر مجھے اس کے بدلے ساری دنیا مل جاتی تو بھی میں خوش نہ ہوتا۔ (ترمذی)

چوتھی آیت:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا ط قَدْ یَعْلَمُ اللّٰہُ الَّذِیْنَ یَتَسَلَّلُوْنَ مِنْکُمْ لِوَاذًا ج فَلْیَحْذَرِ الَّذِیْنَ یُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِہٖٓ اَنْ تُصِیْبَھُمْ فِتْنَۃٌ اَوْ یُصِیْبَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ ○

(پ ۱۸، سورۃ النور آیت ۶۳)

ترجمہ کنزالایمان: "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے بے شک اللہ جانتا ہے جو تم میں چپکے نکل جاتے ہیں کسی چیز کی آڑ لے کر تو ڈریں وہ جو رسول کے حکم کے خلاف کرتے ہیں کہ انہیں کوئی فتنہ پہنچے یا ان پر دردناک عذاب پڑے۔"

یہ آیت کریمہ بھی تعظیم رسول اللہ ﷺ پر بیّن دلیل ہے۔ اس آیت کی تین تفسیریں ہیں۔ تینوں ہی تعظیم کے مضمون کی موید ہیں۔

پہلی تفسیر:

پہلی تفسیر یہ ہے جو کہ تفسیر روح البیان میں بیان کی گئی ہے کہ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ میں دعا مصدر ہے اور اپنے فاعل کی طرف مضاف ہے یعنی "الرَّسُوْلِ" دعا مصدر کا فاعل بن رہا ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہو گا کہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو اعتقاد و عمل میں اپنے جیسا نہ سمجھو یعنی رسول ﷺ

Marfat.com

تمہیں بلائیں تو ان کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے پر قیاس نہ کرو وہ اس طرح کہ جب تم میں سے کوئی دوسرے کو بلاتا ہے تو اس دوسرے کی مرضی ہے چاہے تو جواب دے چاہے تو جواب نہ دے تو رسول اللہ ﷺ کے بلانے کو ایسا نہ سمجھو کہ دل چاہا تو حاضر ہو گیا نہ دل چاہا تو نہ آیا۔ اس طرح معاملہ نہیں بلکہ جب بھی تم میں سے کسی کو رسول اللہ ﷺ کسی کام کے لئے بھی بلائیں تو فوراً جواب دینا اور بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو جانا ضروری اور فرض ہے تاخیر بھی منع ہے۔

اور ساتھ ہی فرما دیا کہ جب بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہو جاؤ تو بغیر اجازت کے چلے جانا یہ بھی حرام ہے کہ جب جمعہ وغیرہ کے اجتماع کے موقع پر لوگ بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتے اور محبوب ﷺ جمعہ کا خطبہ ارشاد فرماتے تو منافقوں پر رسول اللہ ﷺ کا خطبہ جمعہ گراں گزرتا تھا تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آڑ لے کر چپکے سے نکل جاتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ڈرایا کہ رسول اللہ ﷺ کی مخالفت نہ کریں اور جب بھی بارگاہِ نبوی ﷺ میں سے رخصت ہونا پڑے تو اجازت لے کر جائیں ورنہ ان منافقوں کو دنیا میں آفتوں کا سامنا کرنا پڑے گا اور آخرت میں ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔

اب منافق اگر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی آڑ لے کر چھپ کر نکل جائیں گے اور رسول اللہ ﷺ ان کو نہیں دیکھیں گے تو یہ ان منافقوں کی خام سوچ ہے اس لئے کہ محبوب ﷺ جانتے سب کچھ ہیں اور سب کو دیکھ رہے ہوتے ہیں۔ فرق یہ ہوتا ہے کہ کبھی بتقاضائے حکمت خاموش رہتے ہیں اور کبھی حکم خداوندی پر بولتے بھی ہیں جس طرح کہ منافقوں نے مسجد ضرار بنائی جس کا ذکر قرآن پاک کے گیارہویں پارے میں ہے۔

تو محبوب ﷺ نے مسجد کو گروا کر آگ لگوا دی اور پھر وہ منافق مسجد نبوی ﷺ میں آ گئے تو آپ ﷺ نے جمعہ کے دن بھرے مجمع میں نام لے لے کر چھتیس (۳۶) منافقوں کو مسجد سے نکال دیا۔

لہٰذا جو نبی ﷺ فرش پر بیٹھ کر عرش کو دیکھ رہے ہوں ان سے ان منافقوں کا چھپ کر نکلنا کب پوشیدہ رہ سکتا ہے؟ اس لئے منافقوں کے اس طرزِ عمل پر اللہ نے ان کو ڈرا دیا کہ خبردار میرے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت آداب کے اعلیٰ مراتب کا پاس ضروری ہے۔

Marfat.com

دوسری تفسیر:

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر روح البیان میں اس کی دوسری تفسیر بیان فرماتے ہیں کہ پیچھے تو "دعاء" مصدر فاعل کی طرف مضاف تھا اب اگر "دعاء" مصدر اپنے مفعول کی طرف مضاف ہو یعنی "دعاء" مضاف ہے اور "الرسول" مضاف الیہ ہے تو اس صورت میں معنی یہ ہو جائے گا کہ:

لَا تَجْعَلُوْا نِدَاءَ كُمْ اِيَّاهُ وَتَسْمِيَتَكُمْ لَهٗ كَنِدَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا بِاِسْمِهٖ مِثْلَ يَا مُحَمَّدُ يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ بِلَقَبِهِ الْمُعَظَّمِ مِثْلَ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

"جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاؤ یا نام لو تو آپس میں ایک دوسرے کو بلانے کی طرح ان کو نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کا نام لے کر بلاتے ہو مثلاً یا محمد یا ابن عبداللہ نہ کہو بلکہ عظمت و القاب کے ساتھ پکارو یعنی یا رسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر آواز دو۔"

تفسیر بیضاوی میں تو یہ بھی ہے کہ:

مِثْلَ يَا نَبِيَّ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَعَ التَّوْقِيْرِ وَالتَّوَاضُعِ وَخَفْضِ الصَّوْتِ

یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یا نبی اللہ یا رسول اللہ کہہ کر بلاؤ لیکن تعظیم و عاجزی کے ساتھ ہو اور آوازیں بھی پست کر کے آواز دو۔ یہی ساری وضاحت حاشیہ صاوی میں بھی ہے۔

اب یہ جو دونوں تفسیریں:

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

کی آپ نے پڑھی ہیں یہی دونوں تفسیریں سعودیہ کے مولوی محمد بن صالح نے بھی اپنی تفسیر میں سورۃ الحجرات کی آیت ۲ کے تحت بیان کی ہیں چنانچہ وہاں سورۂ نور کی یہی آیت لکھ کر کہتا ہے۔

لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ

یعنی:

Marfat.com

اِذَا دَعَاكُمْ لِشَيْءٍ فَلَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَهٗ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اِنْ شِئْتُمْ اَجَبْتُمْ وَاِنْ شِئْتُمْ فَلَا تُجِيْبُوْا بَلْ يَجِبُ عَلَيْكُمُ الْاِجَابَةُ

"جب رسول اللہ ﷺ تم کو کسی کام کے لئے بلائیں تو ان کے بلانے کو آپس میں ایک دوسرے کے بلانے کی طرح نہ سمجھو کہ تم چاہو تو جواب دو اور نہ چاہو تو جواب نہ دو بلکہ رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر جواب دینا اور حاضر ہونا فرض ہے۔"

آگے لکھا ہے۔

لَا تُنَادُوْنَهٗ بِمَا تَنَادُوْنَ بِهٖ فَلَا تَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَمَا اَشْبَهَ ذٰلِكَ

"رسول اللہ ﷺ کو اس طرح نہ بلاؤ جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہو لہٰذا یا محمد نہ کہو بلکہ یا رسول اللہ، یا نبی اللہ وغیرہ القاب سے یاد کرو۔"

اس کے علاوہ تفسیر ابن کثیر میں اس آیت کے تحت ہے۔

قَالَ الضَّحَّاكُ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ يَا مُحَمَّدُ يَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَهَاهُمُ اللّٰهُ عَزَّوَجَلَّ اِعْظَامًا لِنَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ قُوْلُوْا يَا نَبِيَّ اللّٰهِ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَذَا قَالَ مُجَاهِدٌ وَّ سَعِيْدُ بْنُ جُبَيْرٍ وَّقَالَ مُقَاتِلُ بْنُ حَبَّانٍ لَا تُسَمُّوْهُ اِذَا دَعَوْتُمُوْهُ يَا مُحَمَّدُ وَلَا تَقُوْلُوْا يَا ابْنَ عَبْدِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ شَرِّفُوْهُ وَقُوْلُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَا نَبِيَّ اللّٰهِ وَقَالَ قَتَادَةُ اَمَرَ اللّٰهُ اَنْ يُّهَابَ نَبِيُّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنْ يُّجَلَّ وَاَنْ يُّعَظَّمَ وَاَنْ يُّسَوَّدَ وَقَالَ مَالِكٌ عَنْ زَيْدِ بْنِ اَسْلَمَ اَمَرَهُمْ اَنْ يُّشَرِّفُوْهُ

"حضرت ضحاک رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کی ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا محمد اور یا ابا القاسم کہا کرتے تھے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کی تعظیم کی خاطر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا کہنے سے منع فرما دیا اور فرمایا کہ یا نبی اللہ، یا

Marfat.com

رسول اللہ کہا کرو۔ حضرت مجاہد اور حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہما نے ایسا ہی فرمایا اور حضرت مقاتل بن حبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارو تو نام لے کر یعنی یا محمد کہہ کر نہ پکارو اور نہ ہی یا ابن عبداللہ (اے عبداللہ کے بیٹے!) کہہ کر پکارو بلکہ ان کی تعظیم کرو اور یارسول اللہ، یا نبی اللہ کہہ کر پکارو۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت دلوں میں رکھی جائے اور ان کو معزز مانا جائے اور ان کی تعظیم کی جائے اور ان کو سردار تسلیم کیا جائے۔ حضرت مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کریں۔"

(تفسیر ابن کثیر سورۃ النور آیت ۶۳)

جلاء الافہام میں ابن قیم نے لکھا ہے کہ:

حَیْثُ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی قَالَ لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَکُمْ کَدُعَآءِ بَعْضِکُمْ بَعْضًا فَاَمَرَ سُبْحَانَهٗ اَنْ لَّا یُدْعٰی رَسُوْلُهٗ بِمَا یَدْعُوا النَّاسُ بِهٖ بَعْضُهُمْ بَعْضًا بَلْ یُقَالُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَلَا یُقَالُ یَا مُحَمَّدُ وَاِنَّمَا یُسَمِّیْهِ بِاِسْمِهٖ وَقْتَ الْخِطَابِ الْکُفَّارُ وَاَمَّا الْمُسْلِمُوْنَ فَکَانُوْا یُخَاطِبُوْنَهٗ بِیَارَسُوْلَ اللّٰهِ

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طریقے سے نہ پکارا اور بلایا جائے جس طرح لوگ آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہیں۔ آپ کو یا محمد نہ کہا جائے بلکہ یارسول اللہ کہا جائے اس لئے کہ کفار جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاتے تو نام لے کر بلاتے جبکہ مسلمان تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یارسول اللہ کہہ کر بلایا کرتے تھے۔"

(جلاء الافہام الفصل الثانی الوجہ الثانی عشر صفحہ ۱۶۵)

Marfat.com

لہٰذا اس آیت مبارکہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس کا ادب یہی ہے کہ آپ ﷺ کا نام مبارک محمد ﷺ سے خطاب نہ کیا جائے بلکہ صفاتی ناموں کے ساتھ خاتم النبین، رحمۃ للعالمین، شفیع المذنبین، رسول اللہ، حبیب اللہ، نبی اللہ وغیرہ القاب سے ہی ذکر خیر کیا جائے اور پچھلی ساری عبارتوں اور تفسیروں کا بھی یہی حاصل ہے۔

اس کے علاوہ آپ دیکھیں کہ پہلے کی جتنی امتیں گزری ہیں انہوں نے اپنے نبیوں کو ان کا نام لے کر بلایا ہے مثال کے طور پر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ:

يَامُوسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ (پ ا سورۃ البقرہ آیت ۶۱)

ترجمہ کنزالایمان: "اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم سے تو ایک کھانے پر صبر نہ ہوگا۔"

اس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا۔

يَاعِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ هَلْ يَسْتَطِيعُ رَبُّكَ أَنْ يُّنَزِّلَ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ (پ ۷، سورۃ المائدہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اے عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم! کیا آپ کا رب ایسا کرے گا کہ ہم پر آسمان سے ایک خوان اتارے۔"

تو پہلے کی اُمتیں اپنے نبیوں کو ان کے نام لے کر پکارتی رہیں لیکن پورے قرآن میں آپ کو ایک بھی مثال نہیں ملے گی کہ کسی امتی نے رسول اللہ ﷺ کو یا محمد کہا ہو۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور محدثین عظام کا بھی ہمیشہ یہی طریقہ رہا ہے کہ "یارسول اللہ" کہہ کر ہی ندا کرتے رہے جو کہ ایک علیحدہ موضوع ہے اور جہاں کہیں یا محمد ﷺ احادیث مبارکہ میں بھی آیا ہے تو علماء کرام وہاں بھی نام اقدس نہیں لیتے۔ مثال کے طور پر حضرت عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ والی دعائے وسیلہ میں "یا محمد ﷺ" کے الفاظ ہیں تو حضور سیدی مجدد اعظم شاہ احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ یہاں یا محمد ﷺ کی جگہ یارسول اللہ ﷺ کہا جائے۔ اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ قرآن پاک کو اگر ہم پڑھتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو نام لے کر بلایا جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے۔

وَقُلْنَا يَآ اٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ (پ ا، سورۃ البقرہ آیت ۳۵)

Marfat.com

ترجمہ کنزالایمان: "اے آدم (علیہ السلام)! تو اور تیری بی بی اس جنت میں رہو۔"

اسی طرح نوح علیہ السلام کو نام لے کر بلایا جیسے:

يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَبَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓى اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ

(پ ۱۲، سورۂ ھود آیت ۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اے نوح (علیہ السلام)! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام اور برکتوں کے ساتھ جو تجھ پر ہیں اور تیرے ساتھ کے کچھ گروہوں پر۔"

اس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بھی نام لے کر بلایا جیسے:

وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰٓاِبْرٰهِيْمُ ○ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا

(پ ۲۳، سورۃ الصافات آیت ۱۰۴ تا ۱۰۵)

ترجمہ کنزالایمان: "اور ہم نے اسے ندا فرمائی کہ اے ابراہیم (علیہ السلام)! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔"

حضرت داؤد علیہ السلام کو بھی نام لے بلایا چنانچہ ارشاد فرمایا۔

يٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِيْفَةً فِى الْاَرْضِ (پ ۲۳، سورۂ ص آیت ۲۶)

ترجمہ کنزالایمان: "اے داؤد (علیہ السلام)! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔"

حضرت زکریا علیہ السلام کو یوں بلایا۔

يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى (پ ۱۶، سورۂ مریم آیت ۷)

ترجمہ کنزالایمان: "اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں ایک لڑکے کی جس کا نام یحییٰ (علیہ السلام) ہے۔"

حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بھی نام سے خطاب فرمایا۔

يٰيَحْيٰى خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ (پ ۱۶، سورۂ مریم آیت ۷)

ترجمہ کنزالایمان: "اے یحییٰ (علیہ السلام)! کتاب مضبوط تھام۔"

اسی طرح حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نام لے کر بلایا۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

Marfat.com

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى (پ۱۶، سورہ مریم آیت ۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اور یہ تیرے داہنے ہاتھ میں کیا ہے اے موسیٰ (علیہ السلام)"۔

اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی نام سے ہی خطاب فرمایا۔

يٰعِيْسٰى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَيَّ (پ۳، سورہ آل عمران آیت ۵۵)

ترجمہ کنزالایمان: "اے عیسیٰ (علیہ السلام)! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا اور تجھے اپنی طرف اٹھالوں گا"۔

الغرض پہلے کے سارے نبیوں کو اللہ تعالیٰ نے ان کے نام لے کر خطاب کیا لیکن اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی باری آئی تو پورے قرآن میں ایک مرتبہ بھی نہیں کہا اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! بلکہ صفاتی نام لے کر خطاب فرمایا جیسے:

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○

(پ ۲۲، سورہ الاحزاب آیت ۴۵)

ترجمہ کنزالایمان: "اے غیب کی خبریں بتانے والے! بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا"۔

اسی طرح فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ (پ۶، سورہ المائدہ آیت ۶۷)

ترجمہ کنزالایمان: "اے رسول پہنچادو جو کچھ اترا تمہیں تمہارے رب کی طرف سے"۔

اسی طرح فرمایا۔

طٰهٰ ○ مَاۤ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰۤى ○ (پ۱۶، سورہ طٰہٰ آیت ۱ تا ۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اے محبوب! ہم نے تم پر یہ قرآن اس لئے نہ اتارا کہ تم مشقت میں پڑو"۔

یہ بھی فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ○ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا (پ۲۹، سورہ مزمل آیت ۱ تا ۲)

Marfat.com

ترجمہ کنزالایمان: "اے جھرمٹ مارنے والے! رات میں قیام فرمائیے۔"

یہ بھی فرمایا۔

یٰاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝ (پ ۲۹، سورۂ مدثر آیت ۱ تا ۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اے بالاپوش اوڑھنے والے! کھڑے ہو جاؤ پھر ڈر سناؤ۔"

لہٰذا میرے بھائیو! جب اللہ تعالیٰ نے ہمیں محبوب ﷺ کی بارگاہ کے آداب سکھانے کے لئے پورے قرآن میں خود یا محمد ﷺ نہیں کہا بلکہ القابات کے ساتھ خطاب فرمایا ہے تو ہم ایمان والوں کو بھی اچھے اچھے القابات کے ساتھ تعظیم و تکریم کرتے ہوئے یارسول اللہ ﷺ، یانبی اللہ ﷺ کے نعرے ہی بلند کرنے چاہئیں۔

مزید اس موضوع پر دو اور حوالے عرض کروں گا۔

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زائر جب روضہ پاک پر حاضر ہو تو صلی اللہ علیک یا محمد ﷺ ستر مرتبہ کہے۔ یہ ایک روایت ہے اس کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ بہتر یہ ہے کہ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ﷺ کہے اگرچہ روایت میں یا محمد ﷺ کے الفاظ ہیں اس لئے رسول اللہ ﷺ کے خصائص سے ہے کہ آپ ﷺ کو نام لے کر نہ بلایا جائے بلکہ یارسول اللہ ﷺ، یانبی اللہ ﷺ کہہ کر بلایا جائے۔

(وفاالوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

اسی طرح المعتقد والمنتقد میں ہے۔

وَکَذَا یَجِبُ تَوْقِیْرُهٗ وَتَعْظِیْمُهٗ فِی الظَّاهِرِ وَالْبَاطِنِ وَجَمِیْعِ الْاَحْوَالِ قَالَ اللهُ تَعَالٰی (لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ الخ) اَیْ بِرَفْعِ الصَّوْتِ فَوْقَ صَوْتِهٖ اَوْ نِدَاءِهٖ بِاَسْمَائِهٖ فَلَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ یَا اَحْمَدُ بَلْ قُوْلُوْا یَا نَبِیَّ اللهِ وَیَا رَسُوْلَ اللهِ کَمَا خَاطَبَهٗ بِهٖ سُبْحَانَهٗ

"اور اسی طرح ظاہر و باطن اور ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم فرض ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے" یعنی محبوب ﷺ کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرو یا محبوب ﷺ کو نام

Marfat.com

لے کر نہ بلاؤ لہٰذا یا محمد اور یا احمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یا رسول اللہ کہو جس طرح کہ خود اللہ تعالیٰ نے محبوب ﷺ سے خطاب فرمایا۔"

(اس کی وضاحت آپ نے ابھی پیچھے پڑھ لی ہے)۔

تیسری تفسیر:

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ "تفسیر کبیر" میں اس آیت کا ایک معانی یہ بھی لکھتے ہیں۔

لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فِيْ دُعَآئِهٖ

"تم رسول اللہ ﷺ کو بلاؤ تو اپنی آوازیں پست رکھو۔"

(تفسیر کبیر تحت ھذہ الآیۃ سورۃ النور آیت ۶۳)

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آواز اونچی نکالنے کو ناپسند کیا ہے اور اس کو اعمال کے ضائع ہو جانے کا سبب قرار دیا ہے اور جو لوگ تعظیم رسول ﷺ کے پیش نظر اپنی آوازیں پست کرتے ہیں ان کی یوں تعریف فرمائی۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ

ترجمہ کنزالایمان: "وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔"

لہٰذا ہر مسلمان کو بارگاہِ رسالت ﷺ کے آداب کا خیال رکھنا چاہیے۔

پانچویں آیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ ۚ وَاعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهٖ وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ (پ ۹، سورۃ الانفال آیت ۲۴)

ترجمہ کنزالایمان: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جب رسول تمہیں اس چیز کے لئے بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی اور جان لو کہ اللہ کا

Marfat.com

حکم آدمی اور اس کے دلی ارادوں میں حائل ہو جاتا ہے اور یہ کہ تمہیں اسی کی طرف اٹھنا ہے۔"

تفسیر:

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ اور آستانہ عالیہ کا ایک ادب سکھایا ہے کہ اے ایمان والو! جب بھی تم کو رسول اللہ ﷺ بلائیں تو تم جس حال میں بھی ہو فوراً حاضر ہو جاؤ۔ خواہ نماز پڑھتے ہو یا کوئی اور کام کر رہے ہو اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کا تم پر یہ احسان ہے کہ ان کے بلانے پر جاؤ تو تمہیں زندگی ملتی ہے اور وہ اپنا وقت تمہیں عطا فرماتے ہیں۔ تمہارا ایمان، عرفان، تقویٰ اور قلب و قالب کی ساری نعمتیں اور قرآن سب محبوب ﷺ کے ہی دروازے سے تم کو ملا ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ تھوڑی سی بھی دیر نہ کرو اس لئے کہ دل بدلتا رہتا ہے، اطاعت کا ارادہ نافرمانی میں تبدیل ہو جائے اور اگر بلاوے پر آنے میں دیر کر دی اور موت آگئی تو تم نافرمان ہو کر مرو گے لہٰذا جلدی جلدی بارگاہِ رسول ﷺ میں حاضر ہو جایا کرو اور اس بات کا خیال رکھو کہ تمہیں اللہ کی بارگاہ میں ضرور حاضر ہونا ہے تو چاہیئے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمانبرداروں کی صف میں تمہارا حشر ہو۔

تعظیم رسول ﷺ اور اطاعت رسول ﷺ نماز سے مقدم:

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں مفسرین کرام نے یہ احادیث بھی پیش کی ہیں جن کا تعلق عقیدہ تعظیم حبیب ﷺ سے ہے چنانچہ سعید بن المعلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كُنْتُ أُصَلِّيْ فَمَرَّبِيْ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَانِيْ فَلَمْ اٰتِهٖ حَتّٰى صَلَّيْتُ ثُمَّ اَتَيْتُهٗ فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَاْتِيَ؟ اَلَمْ يَقُلِ اللهُ {يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ الخ}

"میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے پاس سے رسول اللہ ﷺ گزرے اور مجھے آواز دی۔ میں حاضر نہ ہوا۔ میں نماز پوری کر کے حاضر خدمت ہوا تو محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا تجھے کس چیز نے آنے سے روکا؟ کہا اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا اے ایمان والو!

Marfat.com

اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو۔" (صحیح بخاری کتاب التفسیر الحدیث ۴۶۴۷)

اس کے علاوہ دوسری حدیث پاک اس چیز کو زیادہ واضح کرتی ہے جو کہ ترمذی شریف کی ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَرَجَ عَلٰى اُبَیِّ بْنِ كَعْبٍ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَا اُبَیُّ وَهُوَ یُصَلِّیْ فَالْتَفَتَ اُبَیٌّ فَلَمْ یُجِبْهُ وَصَلّٰى اُبَیٌّ فَخَفَّفَ ثُمَّ انْصَرَفَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَعَلَیْكَ السَّلَامُ مَا مَنَعَكَ یَا اُبَیُّ اَنْ تُجِیْبَنِیْ اِذْ دَعَوْتُكَ؟ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللهِ اِنِّیْ كُنْتُ فِی الصَّلٰوةِ قَالَ اَفَلَمْ تَجِدْ فِیْمَا اَوْحَى اللهُ اِلَیَّ اَنْ ﴿اِسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ﴾ قَالَ بَلٰى وَلَا اَعُوْدُ اِنْ شَاءَ اللهُ

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ان کو آواز دی۔ اس وقت حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز پڑھ رہے تھے۔ متوجہ تو ہوئے لیکن جواب نہ دیا اور نماز کو مختصر کر کے مکمل کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آپ پر سلام۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم پر بھی سلام ہو اور فرمایا اے ابی! جب میں نے تمہیں بلایا تھا تو تم نے جواب کیوں نہیں دیا؟ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں نماز پڑھ رہا تھا۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کیا تم نے قرآن میں یہ نہیں پڑھا "اللہ اور اس کے رسول کے بلانے پر حاضر ہو جاؤ اور جب رسول تمہیں اس چیز کی طرف بلائیں جو تمہیں زندگی بخشے گی۔" آگے سے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ہاں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھا ہے اب آئندہ ایسا نہیں کروں گا ان شاء اللہ۔"

(سنن ترمذی کتاب فضائل القرآن باب ما جاء فی فضل فاتحۃ الکتاب رقم الحدیث ۲۸۸۴، تفسیر خازن تحت سورۃ الانفال آیت ۲۴، تفسیر طبری تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر بغوی تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر کشاف، روح المعانی، اللباب فی علوم الکتاب، المحرر الوجیز، تفسیر کبیر، روح البیان، شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

Marfat.com

میرے بھائیو! اگر اس آیت کریمہ کو ان احادیث سے ملا کر سمجھنے کی کوشش کریں گے تو واضح ہو جائے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کتنی ضروری ہے؟ اس سلسلے میں چند باتیں سمجھ لیں۔

۱۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا ہے تو انہوں نے فوراً جواب نہیں دیا بلکہ نماز کو جلدی سے پڑھ کر بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوئے ہیں تو دیر سے آنے کی وجہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھی تو انہوں نے عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا تو آگے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو یہی آیت مقدسہ پڑھ کر سنائی اور واضح کر دیا کہ جب میں تم کو بلاؤں تو فوراً آ جاؤ اگرچہ نماز ہی کیوں نہ پڑھ رہے ہو؟ تو اس سے معلوم ہوا کہ سب سے بڑا اور اہم فرض اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیر سے آنے کی وجہ پوچھی تو عرض کیا میں نماز پڑھ رہا تھا اور ان کا مطلب یہ تھا کہ نماز کے علاوہ تو ہر حال میں اطاعت ضروری ہے لیکن جب نماز پڑھ رہا ہوں تو پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے بلاوا آ جائے تو جلدی جلدی نماز پڑھ کر حاضر خدمت ہوں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے سے یہ آیت کا حوالہ دے کر اپنے پیارے صحابی کے اس خیال کی بھی نفی فرما دی اور ثابت کر دیا کہ ہر حال میں میری اطاعت لازم ہے اگرچہ نماز ہی میں کیوں نہ ہو؟

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سنتے ہی نماز کو مختصر کر دیا اور بالکل معمولی سی تاخیر ہوئی لیکن مزاج محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ بھی برداشت نہیں تو یہی شریعت بن گئی اور اسی پر عمل فرض ہے کہ نماز چھوڑ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سنی جائے لہٰذا معلوم ہوا کہ نماز سے بھی اہم اور مقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و اطاعت ہے۔

۲۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم سے لانا فرض ہے کہ دیکھو حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آواز دی تو فَالْتَفَتَ اِلَيْهِ متوجہ ہوئے لیکن جواب نہ دیا بلکہ نماز میں اختصار کیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سننے کے بعد حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نماز مختصر کیوں کر رہے ہیں؟

Marfat.com

ظاہر ہے آواز سننے سے لے کر ختم نماز تک یہ بات ذہن میں رہی کہ پتہ نہیں رسول اللہ ﷺ نے کیوں بلایا ہے؟ تو اس طرح نماز میں برابر محبوب ﷺ کا خیال آتا رہا اور اسی خیال سے ہی نماز کو مختصر بھی کر رہے ہیں جو کہ یقیناً محبوب ﷺ کی تعظیم پر مبنی تھا۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ خود اپنے صحابی کو یَا اُبَی یعنی اے ابی! کہہ کر مخاطب کر رہے ہیں اور اپنے صحابی کی اپنی طرف توجہ مبذول کرانا چاہتے ہیں کیونکہ عربی گرامی کے لحاظ سے اُبی یہاں منادی ہے اور منادی کہتے ہی اس کو ہیں کہ جس کی توجہ حرفِ نداء کے ساتھ اپنی طرف مبذول کرائی جائے تو محبوب ﷺ کو یہ پتہ تھا کہ میرے صحابی نماز پڑھ رہے ہیں میں ان کو بلاؤں گا تو نماز میں ان کے دل میں میرا خیال آجائے گا اور یقیناً تعظیم سے آئے گا اس کے باوجود آواز دے کر بلانا اور صحابی کی توجہ اپنی طرف کروانا تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ خود چاہتے تھے کہ صحابی کے دل میں میرا خیال آئے اور وہ اس کی تعظیم کرتے ہوئے فوراً نماز چھوڑ کر میری بارگاہ میں حاضر ہو جائے اور تھوڑی سی بھی تاخیر نہ کرے۔

۴۔ یہاں سے اس خام اور گندی سوچ کا بھی رد ہو گیا جسے ایک کتاب صراطِ مستقیم کے صفحہ ۸۶ پر لکھا ہے کہ نماز کے اندر رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے آئے تو یہ گائے اور گدھے اور بیوی کے ساتھ جماع کے خیال سے بھی برا ہے۔ (نعوذ باللہ) دلیل یہ دی ہے کہ نبی ﷺ کا تعظیم سے خیال آئے نماز میں تو یہ شرک ہے۔ استغفر اللہ۔

اب ہم پوچھتے ہیں کہ حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں تعظیم سے خیال گیا تھا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ بلاتے ہیں کہ نہیں یقیناً تعظیم سے ہی گیا تھا اسی لئے تو نماز کو مختصر کر دیا۔

آواز مبارک سننے پر خیال تو یقیناً گیا تھا اور تھا بھی تعظیم سے اس لئے کہ کسی بندے کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا خیال نفرت و حقارت سے آئے تو یہ کفر ہے اور سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے خیال مبارک کو تعظیم لازم ہے اور یہ لازم بین بمعنی الاخص ہے یعنی جب بھی رسول اللہ ﷺ کا خیال آئے تو ہر حال میں تعظیم سے ہی آئے گا۔

۵۔ اگر نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے آنا شرک ہے تو شرک سے تو تمام عبادتیں باطل

Marfat.com

ہو جاتی ہیں تو کیا حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے دل میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آنے سے ان کی نماز باطل ہوگئی؟ ہمارا تو عقیدہ ہے کہ جتنی کامل اور اکمل صحابہ کی نماز ہے ایسی کسی کی نہیں۔

ساتھ ہی حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ آئندہ کا اپنا نظریہ بیان کر رہے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ! اب ایسا نہیں کروں گا یعنی اب اگر آپ ﷺ نے مجھے بلایا اور میں نماز میں بھی ہوا تو فوراً نماز چھوڑ کر حاضر ہو جاؤں گا۔

۶۔ علماء کرام فرماتے ہیں کہ آدمی اگر نماز پڑھ رہا ہو اور حضور ﷺ اسے یاد فرمائیں تو فوراً جواب دے اور حاضر خدمت ہو جائے اور جتنی دیر بھی رسول اللہ ﷺ سے محوگفتگو رہے گا اس وقت میں بھی وہ نماز ہی میں ہے اس سے اس کی نماز میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا۔

اسی مذکورہ آیت کے تحت تفسیر روح المعانی میں علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَاسْتُدِلَّ بِالْاٰيَةِ عَلٰى وُجُوْبِ اِجَابَتِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَادٰى وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ وَعَنِ الشَّافِعِيِّ اَنَّ ذٰلِكَ لَا يُبْطِلُهَا

"اس آیت سے استدلال کیا گیا ہے کہ اگر کسی نمازی کو اس کی نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ آواز دیں تو نمازی کو جواب دینا واجب ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس سے نماز باطل نہیں ہوتی۔"

تفسیر بیضاوی میں ہے۔

قِيْلَ هٰذَا لِاَنَّ اِجَابَتَهٗ لَا تَقْطَعُ الصَّلٰوةَ

"یہ کہا گیا ہے اس لئے کہ نماز کے اندر رسول اللہ ﷺ کو جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔"

عمدۃ القاری میں امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مِنْ خَصَائِصِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنَّهٗ لَوْ دَعَا اِنْسَانًا وَهُوَ فِي الصَّلٰوةِ وَجَبَ عَلَيْهِ الْاِجَابَةُ وَلَا تَبْطُلُ صَلٰوتُهٗ

"رسول اللہ ﷺ کی خصوصیات میں سے یہ بھی ہے کہ اگر آپ ﷺ کسی بندے کو

Marfat.com

بلائیں اور وہ نماز پڑھ رہا ہو تو اس پر جواب دینا واجب ہے اور اس کی نماز نہیں ٹوٹتی۔" (عمدۃ القاری کتاب العمل فی الصلوۃ باب اذا دعت الام ولدھا فی الصلوۃ رقم الحدیث ۱۲۰۶)

اسی طرح ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

قَالَ الطِّیْبِیُّ دَلَّ الْحَدِیْثُ عَلٰی اَنَّ اِجَابَۃَ الرَّسُوْلِ لَا تُبْطِلُ الصَّلٰوۃَ کَمَا اَنَّ خِطَابَہٗ بِقَوْلِكَ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّھَا النَّبِیُّ لَا یُبْطِلُھَا

"امام طیبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے جواب دینا نماز کو فاسد نہیں کرتا جس طرح کہ التحیات میں رسول اللہ ﷺ کو السلام علیک ایھا النبی یعنی اے نبی ﷺ! تم پر سلام کہہ کر خطاب کرنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔" (مرقاۃ المفاتیح کتاب فضائل القرآن رقم الحدیث ۲۱۱۸)

۷۔ صحابہ کا جذبہ اطاعت دیکھیں کہ جب حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ نے آیت کا حوالہ دیا تو اب یہ نہیں کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! اللہ کی عبادت آپ ﷺ کی اطاعت سے افضل ہے نہیں بلکہ وہ جانتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی اللہ کی اطاعت ہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ

"جس نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔"

اسی لئے تو آگے سے جواب دیا:

لَا اَعُوْدُ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ

"اب آئندہ ایسا نہیں کروں گا۔ ان شاء اللہ۔"

دوسری روایت میں جو کہ تفسیر بغوی میں اسی آیت کے تحت ہے اس میں ہے عرض کیا۔

لَا جَرَمَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا تَدْعُوْنِیْ اِلَّا اَجَبْتُ وَاِنْ کُنْتُ مُصَلِّیًا

"یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ جب بھی مجھے بلائیں گے میں اگر نماز میں بھی ہوا تو بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوں گا۔"

پس اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی یہ نظریہ تھا کہ تعظیمِ رسول اللہ ﷺ نماز سے مقدم ہے۔

Marfat.com

چھٹی آیت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰى طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُۙ وَ لٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَ لَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍؕ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ٘ وَ اللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّؕ وَ اِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّؕ (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۵۳)

ترجمہ کنزالایمان: "اے ایمان والو! نبی کے گھروں میں نہ حاضر ہو جب تک اذن نہ پاؤ مثلاً کھانے کے لئے بلائے جاؤ نہ یوں کہ خود اس کے پکنے کی راہ تکو ہاں! جب بلائے جاؤ تو حاضر ہو اور جب کھا چکو تو متفرق ہو جاؤ نہ یہ کہ بیٹھے باتوں میں دل بہلاؤ بے شک اس میں نبی کو ایذا ہوتی ہے تو وہ تمہارا لحاظ فرماتے تھے اور اللہ حق فرمانے میں نہیں شرماتا اور جب تم ان سے برتنے کی کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو اس میں زیادہ ستھرائی ہے تمہارے دلوں اور ان کے دلوں کی اور تمہیں نہیں پہنچتا کہ رسول اللہ ﷺ کو ایذا دو اور نہ یہ کہ ان کے بعد کبھی ان کی بیبیوں سے نکاح کرو بے شک یہ اللہ کے نزدیک بڑی سخت بات ہے۔"

شانِ نزول:

جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا اور ولیمہ کی عام دعوت فرمائی تو جماعتوں کی جماعتیں آتی تھیں اور کھانے سے فارغ ہو کر چلی جاتی تھیں۔ آخر میں تین صاحب ایسے تھے جو کھانے سے فارغ ہو کر بیٹھ گئے اور انہوں نے گفتگو کا طویل سلسلہ شروع کر دیا اور بہت دیر تک ٹھہرے رہے۔ مکان تنگ تھا اس سے گھر والوں کو تکلیف ہوئی اور حرج ہوا کہ وہ ان کی وجہ سے اپنا کام کاج کچھ نہ کر

Marfat.com

سکے۔ رسول اللہ ﷺ اٹھے اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے اور دورہ فرما کر واپس تشریف لائے تو اس وقت تک یہ لوگ اپنی باتوں میں لگے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ پھر واپس چلے گئے۔ یہ دیکھ کر وہ لوگ روانہ ہوئے تب حضور ﷺ دولت سرائے میں تشریف لائے اور دروازے پر پردہ ڈال دیا۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ (تفسیر بغوی، تفسیر خازن تحت ھذہ الآیۃ وغیرھما)

اس آیت کریمہ میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری کے آداب کو بیان کیا جا رہا ہے۔

پہلا ادب تو یہ ہے کہ میرے محبوب ﷺ کے گھر مبارک میں بے اجازت نہ جاؤ۔ دوسرے نمبر پر یہ ہے کہ میرا محبوب ﷺ جب تک تمہیں اپنے ہاں کھانے کی دعوت پر نہ بلائیں اس وقت تک نہ جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا یہ ہے کہ اگر محبوب ﷺ کے ہاں تمہیں دعوت کی سعادت میسر آ جائے تو کھانا پکنے سے پہلے نہ آیا کرو۔ پھر چوتھے نمبر پر بیان فرمایا کہ اب اگر ان سارے تقاضوں کو پورا کر کے دعوت پر حاضر ہو جاؤ تو کھانا کھا لینے کے بعد وہاں نہ بیٹھے رہو بلکہ جب کھانا کھا چکو تو چلے جایا کرو اس لئے کہ میرے محبوب ﷺ تو رحمۃ للعالمین ہیں، رؤوف و رحیم ہیں وہ تو تمہیں نہیں اٹھائیں گے لیکن میری غیرت گوارا نہیں کرتی کہ تم کھانا کھانے کے بعد بیٹھے رہو اور تمہارے اس زیادہ دیر تک بیٹھنے کی وجہ سے میرے محبوب ﷺ کو تکلیف ہو۔

پانچواں ادب یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن سے اگر کوئی چیز مانگو تو پردے کے باہر سے مانگو۔

اس آیت کے تحت امام علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی المعروف امام خازن رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر خازن کے اندر لکھتے ہیں کہ

هٰذَا مِنْ اِعْلَامِ تَعْظِيْمِ اللّٰهِ لِرَسُوْلِهٖ

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے جو اپنے محبوب ﷺ کا اکرام فرمایا اس کو بیان کیا جا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ بارگاہِ محبوب ﷺ کے آداب کو بیان فرما رہا ہے۔ (تفسیر خازن تحت ھذہ الآیۃ)

میرے بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کس قدر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے آداب کو بیان کر رہا ہے۔

Marfat.com

بعض علماء فرماتے ہیں کہ یَآیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کے زمرے میں اگر فرشتوں کو بھی شامل کر لیا جائے تو پھر فرشتوں کے لئے بھی یہی حکم ہے کہ جب محبوب ﷺ کے درِ اقدس پر حاضر ہوں تو بغیر اجازت اندر داخل نہ ہوں۔

اس مفہوم پر تائید وہ روایت ہے جس کو امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے "کشف الغمہ" میں بیان فرمایا ہے کہ

كَانَ جِبْرَائِيْلُ اِذَا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقِفُ عَلٰى بَابٍ ثُمَّ يَسْتَاذِنُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت جبرائیل امین علیہ السلام جب نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور پھر رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب فرماتے اگر اجازت مل جاتی تو اندر چلے جاتے۔"

برادرِ اعلیٰ حضرت حضور سیدی حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے اجازت جن کے گھر جبرائیل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عز و شانِ اہل بیت

میرے بھائیو! اس مذکورہ آیت میں جہاں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ میں آپ ﷺ کی بارگاہ کے آداب کی تلقین کی ہے وہاں وصال شریف کے بعد کے ادب کا بھی ذکر فرمایا ہے چنانچہ اس آیت میں چھٹے نمبر پر ادبِ مصطفیٰ ﷺ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ میرے محبوب ﷺ کے وصال کے بعد ان کی ازواج سے نکاح نہ کرو اور اس طرح میرے محبوب ﷺ کو تکلیف نہ دو۔

اس آیت کے تحت سیدنا صدر الافاضل سید محمد نعیم مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور زمانہ تفسیر خزائن العرفان میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"جس عورت سے رسول اللہ ﷺ نے عقد فرمایا وہ ہر شخص پر ہمیشہ کے لئے حرام ہو گئی اسی طرح وہ کنیزیں جو باریابِ خدمت ہوئیں اور قربت سے سرفراز فرمائی گئیں وہ بھی اسی طرح سب کے لئے حرام ہیں۔"

Marfat.com

چونکہ ازواجِ رسول ﷺ مومنوں کی مائیں ہیں کہ اَزْوَاجُهٗ اُمَّهٰتُهُمْ اس لئے وصال شریف کے بعد ان سے نکاح کرنا حرام ٹھہرا اور یہ بعد وصال تعظیم رسول اللہ ﷺ ہے۔ یہاں پر اسی آیت کے تحت امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يَجِبُ عَلَى الْاُمَّةِ اَنْ يُّعَظِّمُوْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَ يُوَقِّرُوْهُ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ فِيْ حَالِ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِنَّهٗ بِقَدْرِ اِزْدِيَادِ تَعْظِيْمِهٖ وَتَوْقِيْرِهٖ فِي الْقُلُوْبِ يَزْدَادُ نُوْرُ الْاِيْمَانِ فِيْهَا

"امت پر واجب ہے کہ ہر حال میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر کرے۔ ظاہری حیاتِ مبارکہ میں بھی اور وصالِ ظاہری کے بعد بھی اس لئے کہ دلوں میں جتنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور ادب بڑھتا جائے گا اتنا ہی دلوں میں ایمان کا نور اور سرور بڑھتا جائے گا۔" (تفسیر روح البیان سورۃ الاحزاب تحت آیت ۵۳)

اللہ تعالیٰ ہمیں محبوب ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

ساتویں آیت:

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً ؕ ذٰلِكَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَاَطْهَرُ ؕ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ○ (پ ۲۸، سورۃ المجادلہ آیت ۱۲)

ترجمہ کنز الایمان: "اے ایمان والو! جب تم رسول سے کوئی بات آہستہ عرض کرنا چاہو تو اپنی عرض سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لئے بہتر ہے اور بہت ستھرا ہے پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

اس آیت کریمہ کے تحت امام خازن رحمۃ اللہ علیہ تفسیر خازن میں فرماتے ہیں کہ

اِذَا اَرَدْتُّمْ مُنَاجَاةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدِّمُوْا اَمَامَ ذَالِكَ صَدَقَةً وَفَائِدَةُ ذٰلِكَ اِعْظَامُ مُنَاجَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ فَاِنَّ الْاِنْسَانَ اِذَا وَجَدَ الشَّئَ بِمُشَقَّةٍ اِسْتَعْظَمَهٗ وَاِنْ وَجَدَهٗ بِسُهُوْلَةٍ اِسْتَحْقَرَهٗ

"جب تم محبوب ﷺ سے گفتگو کرنے کا ارادہ کرو تو گفتگو سے پہلے صدقہ دو اس سے فائدہ یہ ہوگا کہ تم رسول اللہ ﷺ سے ہم کلامی کو اپنے لئے شرف و عزت کا سرمایہ سمجھو گے (تو پھر ادب و احترام کی فکر کو تقویت ملے گی) اس لئے کہ انسان جب کسی چیز کو مشکل سے حاصل کرتا ہے تو اسے اپنے لئے بہت اہم سمجھتا ہے اور اگر شے کو آسانی سے حاصل کرلے تو پھر اسے ہلکا جانتا ہے۔" (تفسیر خازن تحت ھذہ الآیۃ)

مطلب یہ ہے کہ جب تم صدقہ دے کر آؤ گے تو بارگاہِ نبوی ﷺ کی عظمت تمہارے دل و دماغ پر چھائی ہوئی ہوگی پھر تم تعظیم و توقیر کے دائرے میں رہ کر محبوب ﷺ سے محوِ گفتگو ہو گے تو اس سے جو ایمانی سکون ملے گا اس کی ٹھنڈک ضرور قلب و جگر میں محسوس کرو گے۔

مزید امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ اَنَّ النَّاسَ سَاَلُوْا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَكْثَرُوْا حَتّٰى شَقَّ عَلَيْهِ فَاَرَادَ اللّٰهُ اَنْ يُّخَفِّفَ عَلٰى نَبِيِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُثَبِّطُهُمْ عَلٰى ذٰلِكَ فَاَمَرَهُمْ اَنْ يُّقَدِّمُوْا صَدَقَةً عَلٰى مُنَاجَاةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ لوگ محبوبِ اقدس ﷺ کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوتے اور سوال زیادہ کرنے لگے جس سے محبوب ﷺ کو تکلیف ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ میرے محبوب ﷺ کو تکلیف نہ ہو اور لوگوں کو کثرتِ سوال سے روکا جائے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دے دیا کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آنے سے پہلے صدقہ دو۔" (تفسیر خازن تحت ھذہ الآیۃ)

معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو کس قدر پسند ہے کہ اس کے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں ادب کے ساتھ حاضری دی جائے اور ایسی لمبی چوڑی گفتگو نہ کی جائے جس سے محبوب ﷺ کو تکلیف ہو۔

Marfat.com

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ

(حدائقِ بخشش)

جب غریب صحابہ رضی اللہ عنہم کو پریشانی ہوئی کہ ان کے پاس تو اتنا مال ہے ہی نہیں کہ صدقہ کر کے بارگاہِ نبوی ﷺ کی حاضری سے مشرف ہوں تو پھر اللہ تعالیٰ نے غلامانِ محبوب ﷺ کو بغیر صدقہ کے ہی حاضری کی اجازت دے دی۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

"پھر اگر تمہیں مقدور نہ ہو تو اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہونے کے آداب بھی سکھا دیئے اور ساتھ ہی امت محمدیہ ﷺ پر کرم بھی کر دیا تا کہ کوئی بھی امتی غربت کی وجہ سے محبوب ﷺ کی صحبت سے محروم نہ رہے۔

آٹھویں آیت:

اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّمُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ○ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ۭ وَتُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ○ (پ۲۶، سورۃ الفتح آیت ۸ تا ۹)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشی اور ڈر سناتا تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو۔"

تفسیر:

آپ دیکھیں کہ آیت نمبر ۹ کے اندر کس قدر واضح اور جامع انداز میں تعظیم حبیب ﷺ کے عقیدے کو بیان کیا گیا ہے۔ اس آیت میں دو لفظ استعمال ہوئے جو تعظیم پر دلالت کرتے ہیں۔ ایک تو

Marfat.com

تُوَقِّرُوْهُ اس کی تفسیر تو تقریباً تمام مفسرین نے یہی کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرو چنانچہ تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ:

مِنَ التَّوْقِيْرِ وَهُوَ الْاِحْتِرَامُ وَالْاِجْلَالُ وَالْاِعْظَامُ

"رسول اللہ ﷺ کی توقیر سے مراد ہے رسول اللہ ﷺ کا ادب کرنا، تعظیم کرنا اور محبوب ﷺ کو بڑا اور افضل سمجھنا۔"

دوسرا تعزیر کا معنی بھی تعظیم کرنا ہی ہے جس طرح کہ امام ابن کثیر اور قاضی عیاض اور دیگر مفسرین نے بھی یہی معنی بیان کیا ہے۔ امام بیہقی فرماتے ہیں۔

لَا خِلَافَ اَنَّ التَّعْزِيْرَ هُوَ التَّعْظِيْمُ

"تعزیر کا معنی تعظیم ہی ہے اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔"

(شعب الایمان جلد صفحہ ۱۹۳ باب فی تعظیم النبی ﷺ)

آیت سے ماخوذ تین فائدے

اس آیت سے تین فائدے حاصل ہوئے۔

فائدہ ۱:

پہلا فائدہ یہ ہے کہ علماء فرماتے ہیں لِتُؤْمِنُوْا میں حو لامَ ہے۔ یہ علت کا ہے تو پھر اس آیت ۹ کو آیت ۸ سے ملا کر پڑھیں تو مطلب یہ ہے کہ اے محبوب ﷺ! ہم نے تمہیں رسول بنا کر حاضر، ناظر، خوشخبری دینے والا اور ڈرانے والا بنا کر اس لئے بھیجا تاکہ یہ لوگ تم پر ایمان لے آئیں اور تمہاری تعظیم و توقیر کریں اور میری بندگی کریں۔

لہٰذا لام علت کا ہونے سے یہ واضح ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے جو دنیا میں اپنے محبوب ﷺ کو رسول بنا کر بھیجا ہے اس بھیجنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی جائے۔ اب اگر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے انکار کر دیا جائے یا تعظیم کو ناجائز و بدعت و شرک ٹھہرایا جائے تو رسول اللہ ﷺ کے دنیا میں بھیجے جانے کا اصل مقصد فوت ہو گیا تو اس طرح رسالت کا انکار لازم آتا ہے۔

Marfat.com

اسی چیز کو امامِ اہلِ سنت مجددِ اعظم سیدنا امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں اس طرح بیان فرماتے ہیں کہ:

لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ ؕ

"یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے جو فرماتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔"

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو بیکار کیا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵، صفحہ ۱۶۸)

فائدہ ۲:

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں بیان فرمائی ہیں۔

۱۔ اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرنا

۳۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنا

اس فائدے کو بھی سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے بڑے حسین انداز میں بیان فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

"مسلمانو! ان تینوں جلیل باتوں کی جمیل ترتیب تو دیکھو سب سے پہلے ایمان کا ذکر فرمایا۔ سب سے آخر پر عبادت کا ذکر فرمایا اور دونوں کے درمیان اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو رکھا اس لئے کہ بغیر ایمان تعظیم کارآمد نہیں۔ بہت سے عیسائی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر سے دفع اعتراضات میں کتابیں لکھ چکے ہیں، لیکچر دے چکے ہیں مگر جبکہ ایمان نہ لائے تو کچھ مفید نہیں کہ ظاہری تعظیم ہوئی۔ دل میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی عظمت ہوتی تو ضرور ایمان لاتے۔ پھر جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی تعظیم نہ ہو عمر بھر عبادتِ الٰہی میں گزارے سب بے کار و مردود ہے۔ بہتیرے جوگی اور راہب ترکِ دنیا کر کے اپنے طور پر ذکر، عبادتِ الٰہی میں عمر کاٹ دیتے ہیں بلکہ ان میں بہت وہ ہیں کہ لاالٰہ

Marfat.com

الا اللہ کا ذکر کرتے اور ضربیں لگاتے ہیں مگر محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم نہیں کرتے تو پھر عبادت کا کیا فائدہ؟ ان کی عبادت اصلاً اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قابل قبول نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی عبادت کے بارے میں فرمایا ہے کہ:

حِجْرًا مَّحْجُوْرًا○ وَقَدِمْنَآ اِلٰى مَا عَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا○ (سورۃ الفرقان)

ترجمہ کنزالایمان: "انہوں نے کام کئے تھے ہم نے قصد فرما کر انہیں باریک غبار کے بکھرے ہوئے ذرے کر دیا کہ روزن کی دھوپ میں نظر آتے ہیں۔"

اور ایسوں کو ہی فرمایا۔

عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً (پ ۳۰، سورۃ الغاشیہ آیت ۳ تا ۴)

ترجمہ کنزالایمان: "کام کریں مشقت جھیلیں جائیں بھڑکتی آگ میں۔"

والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ مسلمانو! کہو محمد رسول اللہ ﷺ کی تعظیم مدارِ ایمان و مدارِ نجات و مدارِ قبولِ اعمال ہوئی یا نہیں؟

"کہو ہوئی اور ضرور ہوئی۔" (تمہید الایمان صفحہ ۴)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام نہیں ہے تو عبادتیں اور ریاضتیں کسی کام نہیں آئیں گی اور اللہ کی بارگاہ میں اصلاً قبول بھی نہیں ہیں۔

فائدہ ۳:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ میں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی تعظیم و توقیر کرنے کا حکم دیا ہے یہ مطلقاً ہے کوئی قید ذکر نہیں کی اور نہ ہی تعظیم میں کوئی تخصیص فرمائی کسی قسم کی، کوئی پابندی نہیں لگائی بلکہ مطلقاً اجازت دی تو مطلق کے قاعدہ کے مطابق تعظیم رسول اللہ ﷺ کسی زمانے میں ہو، کسی طریقے سے ہو اور جس جگہ بھی ہو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو لازم پکڑو بشرطیکہ شریعت مطہرہ نے اس کو حرام قرار نہ دیا ہو جیسے کہ سجدہ تعظیمی ہے یا رکوع ہے۔

Marfat.com

اس بات پر دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں فرمایا۔

کُلُوْا وَاشْرَبُوْا (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان "کھاؤ اور پیو۔"

یہاں بھی اللہ تعالیٰ نے کھانے اور پینے کو مطلقاً ذکر فرمایا بغیر کسی قید کے تو اس حکم سے مطلقاً کھانے پینے کی اجازت مل گئی کہ ہر حلال غذا کھانا پینا جائز ہے۔ بریانی، زردہ، قورما وغیرہ ساری حلال چیزیں کھانا جائز ہو گیا چاہے قرونِ اولیٰ میں اس کا ثبوت ہو یا نہ ہو۔ حلال چیزیں شوارما، بریانی، ٹھنڈے موجودہ مشروبات کسی صحابی یا تابعی نے کھائے اور پیے ہوں یا نہ ہوں ہمارے لئے حلال ہونے کی وجہ سے جائز ہیں تو اسی طرح تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو مطلقاً ذکر کرنے سے ہر قسم کی تعظیم کا جواز ثابت ہو گیا جیسے میلاد شریف کی محفل، قیامِ تعظیمی، نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا، کثرت سے دورد شریف پڑھنا، قبرِ رسول اللہ ﷺ کا احترام کرنا، آثارِ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا وغیرہ۔ یہ سارے طریقے بھی اسی طرح جائز ہیں۔

اس امر کی وضاحت کے لئے آپ پڑھیں کہ شیخ الاسلام والمسلمین خواجہ محمد قمر الدین سیالوی رحمۃ اللہ علیہ "تنویر الابصار بتقبیل المزار" میں لکھتے ہیں کہ:

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

"اے ایمان والو! تم میرے پیارے حبیب ﷺ کی تعظیم کرو اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کا احترام کرو۔"

اس آیتِ کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر کا مطلق حکم فرمایا۔ اصول کے مطابق تعزیر (تعظیم) جب کسی خاص رکن کے ساتھ مقید نہ ہو یا کسی خاص عمل کے ساتھ مختص نہ ہو تو اس وقت تک اس کے حکم کا اطلاق عموم پر ہو گا اور تمام افراد پر محیط ہو گا لہٰذا اللہ تعالیٰ کے مذکورہ بالا فرمان سے جو بھی مراد لیا جائے وہ آپ ﷺ کے درِ اقدس کو بوسہ دینے یا آپ ﷺ کی دہلیز مبارک کو چومنے کے منافی نہیں ہے۔ یہ چیز ہر ذی علم و ذی فہم اور ذی عقل پر اچھی طرح عیاں ہے کہ چومنے کے فعل کو سجدہ کی تعریف میں شامل نہیں کر سکتے ورنہ ہر رکعت کے آخر میں حالت سجدہ میں زمین کو صرف دو بار چومنے سے ہی نماز ہو جاتی اور پیشانی زمین پر رکھنے کی ضرورت ہی نہ رہتی۔ حجر اسود کو بوسہ دینا اس دعویٰ کی روشن

Marfat.com

دلیل ہے پس اچھی طرح اس مسئلہ کو سمجھ لے اور غافلوں میں سے نہ بنے۔" (تنویر الابصار بتقبیل المزار صفحہ ۲۴)

نویں آیت:

اَلَّذِیْنَ یَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِیَّ الْاُمِّیَّ الَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَ الْاِنْجِیْلِ٘ یَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَ یَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ یُحِلُّ لَهُمُ الطَّیِّبٰتِ وَ یُحَرِّمُ عَلَیْهِمُ الْخَبٰٓىٕثَ وَ یَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَ الْاَغْلٰلَ الَّتِیْ كَانَتْ عَلَیْهِمْؕ فَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَ عَزَّرُوْهُ وَ نَصَرُوْهُ وَ اتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِیْۤ اُنْزِلَ مَعَهٗۤ اُولٰٓىٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ۠۝

(پ ۹، سورۃ الاعراف آیت ۱۵۷)

ترجمہ کنز الایمان "وہ جو غلامی کریں گے اس رسول بے پڑھے، غیب کی خبریں دینے والے کی جسے لکھا ہوا پائیں گے اپنے پاس توریت اور انجیل میں اور انہیں بھلائی کا حکم دے گا اور برائی سے منع فرمائے گا اور ستھری چیزیں ان کے لئے حلال فرمائے گا اور گندی چیزیں ان پر حرام کرے گا اور ان پر سے وہ بوجھ اور گلے کے پھندے جو ان پر تھے اتارے گا تو وہ جو اس پر ایمان لائیں اور اس کی تعظیم کریں اور اسے مدد دیں اور اس نور کی پیروی کریں جو اس کے ساتھ اترا وہی بامراد ہوئے۔"

تفسیر:

اس آیت کریمہ سے پچھلی آیتوں میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا اور اس کی مقبولیت کا ذکر ہے تو اس آیت میں اسی قبولیت دعا کا تکملہ اور تتمہ ارشاد فرماتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کی قوم بنی اسرائیل میں سے جو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پائیں وہ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائیں اور ان کی تعظیم و خدمت اور مدد کرتے رہیں۔ یہی ان کی دین و دنیا کی کامیابی اور بھلائی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے بنی

Marfat.com

اسرائیل کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ پر ایمان لانے کا حکم دیا تو رسول اللہ ﷺ کی نو صفات کا ذکر فرمایا۔

۱۔ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ ساری مخلوق کے نبی ہیں۔

۳۔ امی ہیں۔

۴۔ ان کے اوصاف اور حلیہ مبارکہ کا ذکر تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے اور بنی اسرائیل کو ان کے خصائل حمیدہ اور اوصاف اور حلیہ مبارکہ کا علم بھی ہے۔

۵۔ وہ لوگوں کو اچھی باتوں کا حکم دیں گے۔

۶۔ بری باتوں سے روکیں گے۔

۷۔ بنی اسرائیل پر جو ستھری چیزیں ان کی سرکشی کی وجہ سے حرام کر دی گئی تھیں جیسے اونٹ کا گوشت، گائے بکری کی چربی، رسول اللہ ﷺ ان پاک چیزوں کو حلال کریں گے۔

۸۔ اور جو گندی چیزیں عارضی طور پر بنی اسرائیل پر حلال تھیں ان چیزوں کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیں گے جیسے شراب۔

۹۔ بنی اسرائیل پر جو سخت تر احکام جاری تھے جیسے چوتھائی حصہ زکوٰۃ، نجس کپڑے کا جلانا، نجس عضو کا کاٹ دینا وغیرہ یہ محبوب ﷺ ان سب کو ختم فرما دیں گے۔

مطلب یہ ہوا کہ رسول اللہ ﷺ مشکلوں کو حل فرمائیں گے، بلاؤں کو دور کریں گے تو اے میرے موسیٰ (علیہ السلام)! جو کوئی بھی بنی اسرائیل کے لوگ یا باقی دنیا کے لوگ یہ چار کام کریں اور ان اوصاف کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا ان پر ایمان لائیں، ان کے نام، کام اور ہر نسبت والی چیز کا ادب کریں اور ان کی اور ان کے دین کی جان و مال اور قول وقلم سے مدد کریں غرضیکہ کسی طرح بھی مدد کریں اور جو نور ان کے ساتھ اترا ہے یعنی قرآن مجید اس کی جو کوئی اتباع کرے گا تو ایسے لوگ دنیا میں بھی، مرتے وقت بھی، قبر میں بھی اور حشر میں بھی گویا کہ ہر جگہ کامیاب و کامران ہوں گے۔

میرے بھائیو! جہاں اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی صفات کا ذکر

Marfat.com

فرمایا ہے وہیں اس آیت کریمہ میں اللہ رب العزت نے چار چیزوں کو کامیابی کا معیار بھی قرار دیا ہے۔

۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا

۳۔ محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرنا

۴۔ قرآن پاک کی اتباع کرنا

جس طرح آپ نے پچھلی سورۃ فتح کی آیت نمبر ۹ میں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو ایمان اور عبادت کے درمیان رکھا تو یہاں بھی اسی طرح اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے کو بیان کیا، پھر اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتوقیر کو ذکر کیا اور اس کے بعد قرآن مجید کی تعلیمات پر عمل کا ذکر کیا تو گویا کہ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کو قرآن مجید کی اتباع سے مقدم رکھ کر یہ واضح فرما دیا کہ جتنا بھی قرآن پر عمل کا دعویٰ کرو اور جتنا بھی قرآن پڑھتے رہو اگر تمہارے دلوں میں صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور تعظیم کی شمع روشن نہیں ہے تو تمہاری ساری تلاوت اور قرآن فہمی کا دعویٰ بے کار ہے اس سے تمہیں کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

اسی لئے تو برادر اعلیٰ حضرت سیدنا حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بندۂ سرکار ہو پھر کر خدا کی بندگی
ورنہ اے بندے خدا کی بندگی اچھی نہیں

مزید اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کامیابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں مضمر ہیں اور جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم نہیں کرتا اور شرک و بدعت کے فتوے لگاتا ہے وہ چاہے دنیا کے کسی منصب پر فائز ہو، جاگیردار ہو، کوئی افسر ہی کیوں نہ ہو یا چاہے وہ دینی منصب پر ہو، عابد اور زاہد ہونے کا دعویٰ کرے، محقق و مفسر ہونے کا اعلان کرے، اگرچہ لوگوں کی نظر میں کتنا ہی نیک کیوں نہ ہو وہ کامیاب نہیں ہے اس لئے کہ جو منصب رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے مکمل آگاہی رکھے، قرآن سمجھے تو محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تعظیم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں سمجھے اس کو اللہ تعالیٰ نے کامیابی کی سند عطا فرمائی ہے اور فرماتا ہے۔

اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ

Marfat.com

"وہی کامیاب ہوئے۔"

فائدہ (حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام مبارک):

جس طرح پچھلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تین ناموں کا ذکر فرمایا۔

(۱) شاہد (۲) بشیر (۳) نذیر

اس آیت میں بھی تین ناموں کا ذکر فرمایا۔

(۱) رسول (۲) نبی (۳) اُمی۔

حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ناموں کے لحاظ سے اسی آیت مبارکہ کے تحت علامہ صاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ جلالین میں بڑی پیاری بات لکھی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک سریانی زبان میں "منحمن" ہے جس کے معانی ہیں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب الاحبار رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک اہل جنت کے نزدیک "عبدالکریم" ہے۔ دوزخیوں کی زبان پر "عبدالجبار" ہے۔ عرش والوں کی زبان پر "عبدالمجید" ہے۔ شیاطین کے منہ پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام "عبدالقاہر" ہے۔ جنات کی زبان پر "عبدالرحیم" ہے۔ پہاڑوں میں "عبدالخالق" ہے۔ خشکی پر "عبدالقادر" ہے۔ دریاؤں میں "عبدالمہیمن" ہے۔ کیڑے مکوڑوں کی زبان پر "عبدالغیاث" ہے۔ وحشی جانوروں کی زبان پر "عبدالرزاق" ہے۔ تورات میں "موذموذ" ہے۔ انجیل میں "طاب طاب" ہے۔ زبور میں "فاروق" ہے اور باقی آسمانی صحیفوں میں "عاقب" ہے اور رب تعالیٰ کے ہاں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام طٰہٰ اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(حاشیہ صاوی علی الجلالین تحت ہذہ الآیۃ)

سب سے اعلیٰ و اولیٰ ہمارا نبی
سب سے بالا و والا ہمارا نبی
چمک والے سب اجلوں میں چمکا گئے
اندھے شیشوں میں چمکا ہمارا نبی

Marfat.com

دسویں آیت:

وَلَقَدْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ ۚ وَبَعَثْنَا مِنْهُمُ اثْنَيْ عَشَرَ نَقِيْبًا ۭ وَقَالَ اللّٰهُ اِنِّىْ مَعَكُمْ ۭ لَىِٕنْ اَقَمْتُمُ الصَّلٰوةَ وَاٰتَيْتُمُ الزَّكٰوةَ وَاٰمَنْتُمْ بِرُسُلِيْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ وَاَقْرَضْتُمُ اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا لَّاُكَفِّرَنَّ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَلَاُدْخِلَنَّكُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۚ فَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ مِنْكُمْ فَقَدْ ضَلَّ سَوَاۗءَ السَّبِيْلِ ○

(پ٦، سورۃ المائدہ آیت ١٢)

ترجمہ کنزالایمان "اور بے شک اللہ نے بنی اسرائیل سے عہد لیا اور ہم نے ان میں بارہ سردار قائم کئے اور اللہ نے فرمایا بے شک میں تمہارے ساتھ ہوں ضرور اگر تم نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دو اور میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو اور اللہ کو قرضِ حسن دو تو بے شک میں تمہارے گناہ اتار دوں گا اور ضرور تمہیں باغوں میں لے جاؤں گا جن کے نیچے نہریں رواں پھر اس کے بعد جو تم میں سے کفر کرے وہ ضرور سیدھی راہ سے بہکا۔"

تفسیر:

فرعون کے غرق ہونے کے بعد جب بنی اسرائیل مصر میں آباد ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ تم سب ملک شام کی بستی اریحاء کی طرف چلو۔ "اریحاء" کنعان کی قوم جبارین کا دارالخلافہ تھا۔ یہ کفار جبارین ایک ہزار بستیوں کے بادشاہ تھے۔ ہر بستی باغات وسبزہ سے بھری تھی۔ دارالخلافہ اریحا کو بنایا تھا۔ یہ اریحاء بستی بیت المقدس سے تقریباً چالیس میل کے فاصلہ پر تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان اسرائیلیوں سے فرمایا کہ وہ جگہ تمہاری جائے قرار ہے اور ہم مجاہد کی مدد فرمائیں گے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق بنی اسرائیل کے بارہ قبیلہ میں سے بارہ شخص چنے۔ ہر ایک کو اپنے قبیلہ کا

Marfat.com

ضامن بنایا کہ وہ اپنے قبیلہ کو جہاد کے لئے تیار کرے۔ان بارہ ضامنوں کو نقیب کہا جاتا ہے۔ان بارہ میں حضرت کالب ابن یوقنا اور یوشع ابن نون تھے۔ان نقیبوں کے ذریعے سے جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے جہاد کا وعدہ لے لیا تو پھر اریحاء پر حملہ کرنے کے لئے چلے لیکن حملہ سے پہلے ان بارہ نقیبوں کو جاسوسی کی غرض سے وہاں بھیجا تا کہ ان کی حالت دیکھ کر آئیں اور یہ دیکھیں کہ ان کی جنگی تیاریاں کیسی ہیں اور ان بارہ نقیبوں سے عہد لیا کہ وہاں کے حالات قوم کو نہ بتائیں صرف مجھے بتائیں۔ان نقیبوں نے جب جا کر ان "اریحائی" کے لوگوں کی طاقت، قد، مال و دولت کی بہتات دیکھی تو مرعوب ہو گئے اور واپس آ کر کالب بن یوقنا اور یوشع بن نون کے علاوہ بقایا نے عہد توڑ دیا اور وہاں کے حالات اپنی قوم کو بتا دیئے جس سے بنی اسرائیل گھبرا گئے اور جہاد کرنے سے انکار کر دیا اور اس مذکورہ آیت میں اسی واقعہ کا ذکر ہے۔

عقیدۂ تعظیم کے لحاظ سے چار بنیادی فائدے

اس آیت سے عقیدۂ تعظیم کے لحاظ سے چار فائدے حاصل ہوئے۔

فائدہ ۱:

سب سے پہلے تو یہ معلوم ہوا کہ تمام انبیاء علیہم السلام پر ایمان لانا اور تمام انبیاء علیہم السلام کا ادب و احترام اسلام کا رکن ہے۔کسی نبی علیہ السلام کی ادنیٰ سی توہین و بے ادبی بھی کفر ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اٰمَنْتُمْ بِرُسُلِیْ وَعَزَّرْتُمُوْهُمْ

"میرے رسولوں پر ایمان لاؤ اور ان کی تعظیم کرو۔"

فائدہ ۲:

ہر نبی کی تعظیم اتنی ضروری اور اہم ہے کہ اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ وعدہ لیا اور پھر اس عہد کے توڑنے والے کو صراطِ مستقیم سے بہک جانے والا فرمایا۔

Marfat.com

فائدہ ۳:

جس طرح پچھلی دونوں آیتوں میں آپ نے دیکھا کہ تعظیم کا مطلق ذکر تھا یہاں بھی **عَزَّرْتُمُوْهُمْ** کو بغیر کسی قید کے مطلقاً ذکر کیا جس سے معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی ہر طرح کی تعظیم کی جائے ہاں! جس کو شریعت نے منع کیا ہے جیسے کہ سجدۂ تعظیمی یا رکوع وغیرہ ان کے علاوہ ہر قسم کی تعظیم اور جائز کلمات کا استعمال درست ہے۔

فائدہ ۴:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور باقی انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم کرنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے دو اجر بیان فرمائے ہیں۔ پہلا تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف فرمادے گا اور دوسرا یہ ہے کہ اس کو جنت کی لازوال نعمتوں کا وارث بنادے گا لہٰذا اس اجر کے بیان کرنے سے معلوم ہوگیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم شرک یا بدعت نہیں ہے بلکہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے درجاتِ عالیہ کے حصول کا وسیلہ ہے اور تمام عبادتوں سے مقدم ہے۔

گیارہویں آیت:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ○ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات آیت ۱)

ترجمہ کنز الایمان "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو اور اللہ سے ڈرو بے شک اللہ سنتا جانتا ہے۔"

شانِ نزول ۱:

اس کا ایک تو شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ قربانی کے دن کچھ لوگوں نے اپنے جانوروں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی سے پہلے ذبح کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا کہ وہ

Marfat.com

دوبارہ جانور ذبح کریں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی کہ اے ایمان والو! رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو یعنی ان سے پہلے جانور ذبح نہ کرو جب رسول اللہ ﷺ قربانی کرلیں تو اس کے بعد تم جانور ذبح کرو۔

(تفسیر ابن جریر تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر قرطبی تحت ھذہ الآیۃ)

شانِ نزول ۲:

تفسیر درمنثور کے اندر امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کا ایک شانِ نزول یہ بھی لکھا ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

اَنَّ نَاسًا کَانُوْا یَتَقَدَّمُوْنَ الشَّهْرَ فَیَصُوْمُوْنَ قَبْلَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ هٰذِهِ الْاٰیَةَ

"کچھ لوگ رمضان کا چاند نظر آنے سے پہلے ہی روزے رکھنا شروع کر دیتے اور حضور ﷺ کے روزے رکھنے سے پہلے وہ لوگ روزہ رکھ لیتے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی کہ اے ایمان والو! میرے محبوب ﷺ سے آگے نہ بڑھو یعنی جب تک میرا محبوب ﷺ روزے رکھنا شروع نہ کرے اس وقت تک تم بھی روزے نہ رکھو۔" (تفسیر درمنثور تحت ھذہ الآیۃ)

امام قرطبی نے تفسیر قرطبی میں اس آیت کے شانِ نزول کے بارے میں چھ اقوال کا ذکر کیا ہے۔ اس آیت کے تحت تفسیر خازن میں ہے کہ

فِیْهِ اِشَارَةٌ اِلٰی اِحْتِرَامِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"اس میں رسول اللہ ﷺ کے احترام کی طرف اشارہ ہے۔"

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ تحت ھذہ الآیۃ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ:

نُهُوْا اَنْ یَّتَکَلَّمُوْا بَیْنَ یَدَیْ کَلَامِهٖ

جب رسول اللہ ﷺ گفتگو فرما رہے ہوں تو اس وقت ایمان والوں کو رسول اللہ ﷺ کے

Marfat.com

سامنے کلام کرنے سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے۔(تفسیر ابن جریر تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر درمنثور تحت ھذہ الآیۃ)

امام ابن کثیر نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

لَا تُسْرِفُوْا فِي الْاَشْيَاءِ بَيْنَ يَدَيْهِ اَیْ قَبْلَهٗ بَلْ كُوْنُوْا تَبَعًا لَّهٗ فِيْ جَمِيْعِ الْاُمُوْرِ

"کسی چیز میں بھی رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو بلکہ تمام معاملات میں محبوب ﷺ کے تابع رہو۔"

اس کے بعد لکھا کہ اب جو اللہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو تو اس عموم میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ والی حدیث بھی آ گئی کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیج رہے تھے تو محبوب ﷺ نے پوچھا کہ:

بِمَ تَحْكُمُ؟

اے معاذ (رضی اللہ عنہ)! فیصلے کس طرح کرو گے؟"

قَالَ بِكِتَابِ اللهِ

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا قرآن کے مطابق کروں گا۔

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ؟

اگر تجھے اس کا حکم قرآن میں نہ ملے؟

تو عرض کیا۔

بِسُنَّةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق فیصلے کروں گا۔

پھر فرمایا۔

فَاِنْ لَّمْ تَجِدْ؟

اگر اس سے بھی تمہارا مسئلہ حل نہ ہو سکے تو پھر کیا کرو گے؟

Marfat.com

اس پر عرض کیا۔

أَجْتَهِدُ بِرَأْيِي

میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ وَفَّقَ رَسُوْلَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِمَا يَرْضَى رَسُوْلُ اللّٰهِ

"تمام تعریفیں اس رب کے لئے ہیں جس نے اپنے رسول کے نمائندے کو اس بات کی توفیق دی کہ جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔"

فَالْغَرَضُ مِنْهُ اَنَّهُ اَخَّرَ رَايَهُ وَنَظْرَهُ وَاجْتِهَادَهُ اِلٰى مَا بَعْدَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَلَوْ قَدَّمَهُ قَبْلَ الْبَحْثِ عَنْهَا لَكَانَ مِنْ بَابِ التَّقْدِيْمِ بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

"مقصد یہ ہے کہ حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی سوچ اور اجتہاد کو قرآن اور رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بعد ذکر کیا اگر پہلے ذکر کر دیتے تو وہ بھی اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے بڑھنے والوں میں ہوتے۔" (تفسیر ابن کثیر تحت ھذہ الآیۃ)

اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ اپنے قول اور فعل اور سوچ، نماز، روزہ، قربانی گویا کہ ہر نیکی کے کام میں اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ سے مقدم نہ سمجھا جائے اور یہی ادب ہے محبوب ﷺ کا اور یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظریہ ہے جس پر حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عمل کیا۔ اس کے علاوہ امام ابن کثیر نے سورۃ الحجرات کی ان ابتدائی آیتوں کے تحت لکھا ہے کہ

هٰذِهٖ آدَابٌ اَدَّبَ اللّٰهُ بِهَا عِبَادَهُ الْمُؤْمِنِيْنَ فِيْمَا يُعَامِلُوْنَ بِهِ الرَّسُوْلَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ التَّوْقِيْرِ وَالْاِحْتِرَامِ وَالتَّبْجِيْلِ وَالْاِعْظَامِ

"یہ وہ آداب ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنے ایمان والے بندوں کو سکھائے ہیں ان معاملات میں جو رسول اللہ ﷺ سے کرتے ہیں اور وہ آداب یہ ہیں کہ رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ کی عزت کی جائے اور احترام کیا جائے اور معظم جانا جائے اور بڑا سمجھا جائے۔"

(تفسیر ابن کثیر تحت ھذہ الآیۃ)

تفسیر مظہری میں ہے کہ یہاں جو فرمایا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے آگے نہ بڑھو اس کا اصل مقصد یہ ہے کہ تم رسول اللہ ﷺ سے آگے نہ بڑھو۔ اللہ تعالیٰ کا یہاں ذکر صرف تعظیم کے لئے ہے اور اس بات کی طرف توجہ دلانے کے لئے کہ رسول اللہ ﷺ سے پہل کرنا گویا اللہ تعالیٰ سے پہل کرنا ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا اللہ کے ہاں وہ مقام ہے جس کی تعظیم بجالانا اللہ کی تعظیم بجالانا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی ہے اور یہی مفہوم قرآن پاک کی اس آیت میں بیان ہوا ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ

(تفسیر مظہری تحت ھذہ الآیۃ)

بارہویں اور تیرہویں آیت:

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَاَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ○ اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓىٕكَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰىؕ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِیْمٌ ○ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات آیت ۲ تا ۳)

ترجمہ کنزالایمان: "اے ایمان والو! اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے سے اور ان کے حضور بات چلا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو۔ بے شک وہ جو اپنی آوازیں پست کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ ہیں جن کا دل اللہ نے پرہیزگاری کے لئے پرکھ لیا ہے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔"

Marfat.com

شانِ نزول:

ان آیات کا شانِ نزول یہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ بنی تمیم کے گھڑسواروں کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ قعقاع بن معبد کو اس جماعت کا امیر مقرر کیا جائے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا اقرع بن حابس کو ان کا امیر مقرر کیا جائے اس پر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہا:

مَا اَرَدْتَ اِلَّا خِلَافِیْ

تم نے مجھ سے اختلاف کا ارادہ کیا ہے۔

اس پر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

مَا اَرَدْتُ خِلَافَكَ

میں نے آپ کی مخالفت کا ارادہ نہیں کیا۔

اس بات کی وجہ سے دونوں صحابہ کی آوازیں بلند ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت کریمہ نازل فرمائی۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ الخ

(بخاری شریف کتاب التفسیر سورۃ الحجرات رقم الحدیث ۴۵۶۴، تفسیر قرطبی جلد ۱۶ صفحہ ۳۰۳ تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر ابن کثیر، تفسیر درمنثور، تفسیر روح البیان)

تفسیر النکت والعیون میں اسی آیت کے تحت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

وَالَّذِیْ بَعَثَكَ بِالْحَقِّ لَا اُكَلِّمُكَ بَعْدَهَا اِلَّا كَاَخِی السِّرَارِ

یارسول اللہ ﷺ! مجھے اس ذات کی قسم جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے اور میں ہمیشہ آپ ﷺ سے اس طرح گفتگو کروں گا جس طرح راز کی بات آہستہ کی جاتی ہے۔

(تفسیر النکت والعیون تحت ھذہ الآیۃ، شفاء شریف، تفسیر بغوی، درمنثور)

Marfat.com

تفسیر کشاف میں ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَّهٗ كَانَ يُكَلِّمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَاَخِی السِّرَارِ لَا يَسْمَعُهٗ حَتّٰی يَسْتَفْهِمَهٗ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس طرح آہستہ سے بات کرتے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو پوری بات سنائی نہ دیتی یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پوچھتے اے عمر (رضی اللہ عنہ)! کیا کہا ہے؟

(تفسیر کشاف تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر قرطبی تحت ھذہ الآیۃ)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے اس غایت درجہ کی تعظیم کو اختیار کیا تو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمادی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الخ

بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں اونچی آواز کرنا منع ہے:

میرے بھائیو! اب آپ غور فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سکھانے میں کس قدر اہتمام فرمایا ہے کہ اس سورۃ الحجرات کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بلند آواز سے گفتگو کرنے سے دو مرتبہ منع فرمایا ہے۔ ایک مرتبہ:

لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔

اور دوسری مرتبہ فرمایا۔

وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ

ان کے سامنے بلند آواز سے باتیں نہ کرو جس طرح تم ایک دوسرے کے سامنے بلند آواز سے باتیں کرتے ہو۔ تو ان دونوں مرتبہ ارشاد فرمانے الگ الگ معانی ہے۔

اب یہ جو پہلی مرتبہ فرمایا کہ اپنی آوازیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی نہ کرو تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کلام کر رہے ہو اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم بھی تم سے کلام کر رہے ہوں تو اس وقت

Marfat.com

اپنی آواز کو رسول اللہ ﷺ کی آواز سے بلند نہ کرو۔

چنانچہ امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

{لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ} اَیْ لَا تَجْعَلُوْا كَلَامَكُمْ مُرْتَفِعًا عَلٰی كَلَامِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْخِطَابِ وَ ذٰلِكَ لِاَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ دَلِيْلٌ عَلٰی قِلَّةِ الْاِحْتِشَامِ وَتَرْكِ الْاِحْتِرَامِ وَقَوْلُهٗ لَا تُقَدِّمُوْا نَهْيٌ عَنْ فِعْلٍ وَقَوْلُهٗ لَا تَرْفَعُوْا نَهْيٌ عَنْ قَوْلٍ

"یہ جو اللہ کریم نے فرمایا (لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ الخ) اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنی گفتگو کو رسول اللہ ﷺ کی گفتگو سے بلند نہ کرو جب محبوب ﷺ سے بول رہے ہو اس لئے کہ آواز کو بلند کرنا اس بات کی دلیل ہے یہ تمہارے دلوں میں احترامِ مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے اور پچھلی آیت میں جو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے آگے بڑھنے سے منع کیا تھا وہ عمل میں منع تھا اور اس آیت میں گفتگو و کلام سے منع فرمایا گیا۔" (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ تحت ھذہ الآیۃ)

اب یہ جو دوسری مرتبہ آیت میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے چلا کر بات نہ کرو جس طرح آپس میں کرتے ہو تو اس کے دو مطلب ہیں۔ ایک تو یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ خاموش ہوں اور تم کوئی خبر سنا رہے ہو تو اونچی آواز سے نہ بولو بلکہ آہستہ آواز رکھ کر بات کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ایک دوسرے کا نام لے کر اس کو مخاطب کرتے ہو میرے محبوب ﷺ کو نام اور کنیت سے نہ پکارو بلکہ یا رسول اللہ ﷺ اور یا نبی اللہ ﷺ کہو۔

ان دونوں معانی کو امام خازن رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر خازن میں یوں بیان کیا ہے۔

{لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ الخ} اَمَرَهُمْ اَنْ يُّجِلُّوْهُ وَيُفَخِّمُوْهُ وَيُعَظِّمُوْهُمْ وَلَا يَرْفَعُوْا اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَهٗ وَلَا يُنَادُوْهُ كَمَا يُنَادِيْ بَعْضُهُمْ بَعْضًا فَيَقُوْلُ يَا مُحَمَّدُ بَلْ يَقُوْلُوْنَ يَا رَسُوْلَ اللهِ يَا نَبِيَّ اللهِ

"{لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ الخ} اس آیت میں اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی

Marfat.com

تعظیم وتوقیر کریں اور محبوب ﷺ کے سامنے اونچی آواز میں بات نہ کریں اور جس طرح آپس میں ایک دوسرے کو بلاتے ہیں اس طرح رسول اللہ ﷺ کو نہ پکاریں یعنی یا محمد ﷺ نہ کہیں بلکہ یارسول اللہ ﷺ اور یا نبی اللہ ﷺ کے القابات سے پکاریں۔"

یہ جو لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ اور لَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ کا الگ الگ معنیٰ بیان ہوا ہے انہی دونوں معانی کو تفسیر خازن کے علاوہ مندرجہ ذیل تفاسیر میں مفسرین نے الگ الگ ہی بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں اسی آیت کے تحت تفسیر ابن جریر، تفسیر قرطبی، تفسیر بغوی، تفسیر کشاف اور روح المعانی وغیرہ۔

میرے بھائیو! دیکھو کس قدر اللہ تعالیٰ محبوب ﷺ کی بارگاہ میں حاضری کے وقت کے آداب سکھا رہا ہے۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ اس آیت میں جہاں رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں آداب کا ذکر ہوا اسی طرح وصال شریف کے بعد قیامت تک کے لئے ہر زائر روضہ رسول اللہ ﷺ کے لئے یہی حکم ہے کہ جب بھی محبوب ﷺ کی قبر انور کے پاس جائے تو اسی طرح تعظیم کرے جس طرح کہ دنیا میں محبوب ﷺ کی تعظیم کا حکم تھا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ قبر انور میں حیاتِ حقیقی وحسی وجسمانی کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت لکھا ہے کہ:

قَالَ الْعُلَمَآءُ يُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ كَمَا كَانَ يُكْرَهُ فِيْ حَيَاتِهٖ لِاَنَّهٗ مُحْتَرَمٌ حَيًّا وَّفِيْ قَبْرِهٖ

"علماء فرماتے ہیں کہ جس طرح رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارکہ میں آپ ﷺ کے پاس آواز بلند کرنا ناجائز تھا اسی طرح قبر انور کے پاس بھی آواز بلند کرنا ناجائز ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ زندگی میں بھی قابل احترام تھے اور قبر میں بھی آپ ﷺ قابل احترام ہیں۔" (تفسیر ابن کثیر تحت هذه الآیة)

تفسیر قرطبی اور تفسیر المحرر الوجیز میں تو ساتھ یہ بات بھی زیادہ کی گئی ہے کہ "علماء کے سامنے بھی آواز بلند نہ کرو اس لئے کہ وہ انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں"۔

Marfat.com

بارگاہِ رسالت ﷺ میں بلند آواز سے بولنے کی جائز صورتیں:

مفسرین کرام فرماتے ہیں جن مواقع پر بلند آواز بولنا مطلوب ہوتا ہے وہاں رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنے کی ممانعت نہیں ہے مثلاً میدانِ جہاد میں دشمن کو للکارتے ہوئے یا کسی مخالف کو جواب دیتے ہوئے یا دشمن کو ڈراتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے بولنا جائز ہے اس لئے کہ یہ ادب و احترام کے خلاف نہیں ہے۔ حدیث پاک میں ہے کہ جب جنگ حنین میں مسلمانوں اور کفار کا مقابلہ ہوا تو مسلمان پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ اپنے خچر کو کفار کی طرف دوڑا رہے تھے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے خچر مبارک کی لگام تھام کر اس کو تیز بھاگنے سے روک رہا تھا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کی لگام پکڑ رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس (رضی اللہ عنہ)! کیکر والوں کو آواز دو۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بلند آواز شخص تھے وہ فرماتے ہیں کہ میں بلند آواز سے پکارا اصحابِ سمرہ کہاں ہیں؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں خدا کی قسم! وہ اصحاب یہ آواز سنتے ہی اس طرح پلٹے جس طرح گائے اپنے بچوں کی طرف پلٹتی ہے اور لبیک کہتے ہوئے دوڑتے آئے۔ (مسلم شریف رقم الحدیث ۱۷۷۵)

اسی طرح دوسری روایت میں ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پاک پہنچے تو مدینہ شریف کے مرد اور خواتین گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور خادم راستوں میں بکھر گئے اور زور زور سے پکار رہے تھے یا محمد، یا رسول اللہ، یا رسول اللہ ﷺ (صحیح مسلم رقم الحدیث ۳۱۰۴)

اس کے علاوہ حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے سامنے بلند آواز سے آپ ﷺ کی شان میں اشعار کہا کرتے تھے۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہاں سورۃ الحجرات کی دوسری آیت میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو حکم دیا ہے کہ وہ اپنی آوازیں رسول اللہ ﷺ کی آواز سے آہستہ رکھیں اور آپ ﷺ کے سامنے چلا کر نہ بولیں بلکہ تعظیم و تکریم کے ساتھ معتدل آواز کی نسبت پست آواز میں آپ ﷺ کے سامنے بولیں یا آپ ﷺ سے گفتگو کریں۔

Marfat.com

لہٰذا اس حکم سے اس بولنے کو منع نہیں کیا گیا جو رسول اللہ ﷺ کی استخفاف اور اہانت کا مظہر ہو اس لئے کہ استخفافِ نبی یا اہانت نبی ﷺ کی وجہ سے اونچا بولنا تو کفر ہے اور یہاں ایمان والوں کو اونچا نہ بولنے کا حکم دیا جا رہا ہے۔

حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کا جذبہ تعظیم رسول ﷺ:

تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ راستے میں بیٹھ گئے اور زار و قطار رونا شروع کر دیا۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ ان کے پاس سے گزرے تو پوچھا اے ثابت (رضی اللہ عنہ)! کیوں رو رہے ہو؟ اس پر حضرت ثابت رضی اللہ عنہ کہنے لگے کہ مجھے خوف ہے کہ کہیں یہ آیت میرے بارے میں نازل نہ ہوئی ہو اس لئے کہ میری آواز رسول اللہ ﷺ کی آواز سے اونچی ہو جاتی ہے؟ (آپ رضی اللہ عنہ کی قوتِ سماعت کمزور تھی) حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے گئے اور حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ اپنی بیوی جمیلہ رضی اللہ عنہا بنت عبداللہ بن ابی سلول کے پاس آئے اور ان سے کہا کہ جب میں اپنے گھوڑے کے کمرے میں چلا جاؤں تو کیل سے دروازہ بند کر دینا اور میں اس وقت تک نہیں نکلوں گا جب تک اللہ عزوجل مجھے موت نہ دے دے گا یا رسول اللہ ﷺ مجھ سے راضی نہ ہو جائیں گے چنانچہ ان کی بیوی نے کیل سے دروازہ بند کر دیا۔

حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر سارا واقعہ بیان کر دیا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ثابت (رضی اللہ عنہ) کو بلا کر لے آؤ۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ ان کے مکان پر گئے تو انہیں نہ پایا۔ پھر اصطبل میں گئے تو دیکھا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ وہاں بیٹھے تھے۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ چلو تم کو رسول اللہ ﷺ یاد فرما رہے ہیں۔ حضرت عاصم بن عدی رضی اللہ عنہ نے دروازے کا کیل نکالا اور دونوں صحابی چلتے ہوئے بارگاہِ رسالت ﷺ میں پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے رونے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میری آواز اونچی ہے اور میں تو اس بات پر ڈرتا ہوں کہ میری آواز آپ ﷺ سے اونچی نہ ہو جائے اور میرے عمل ضائع نہ ہو جائیں اور میں ہلاک نہ ہو جاؤں؟ اپنے عاشق صادق کا سچا جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

Marfat.com

یَا ثَابِتُ اَمَا تَرْضٰی اَنْ تَعِیْشَ حَمِیْدًا وَّتُقْتَلَ شَهِیْدًا وَّتَدْخُلَ الْجَنَّةَ

اے ثابت (رضی اللہ عنہ)! کیا تم اس بات پر راضی نہیں کہ تم ایک قابل تعریف زندگی گزارو اور شہید کر دیئے جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت ثابت رضی اللہ عنہ نے جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت سنی تو خوش ہو گئے اور ان کے سارے غم کافور ہو گئے۔ خوشی سے ان کی باچھیں کھلنے لگیں اور عرض کرنے لگے کہ

رَضِیْتُ بِبُشْرٰی اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ لَا اَرْفَعُ صَوْتِیْ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَبَدًا

"میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بشارت پر راضی ہوں اور آئندہ کبھی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہیں کروں گا۔"

اس پر تیسری آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ الخ

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ تحت ھذہ الآیۃ)

اب یہاں پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت ثابت رضی اللہ عنہ شہید ہوں گے اور جنت میں داخل ہوں گے۔ اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نگاہِ نبوت کی وسعت اور علم غیب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت پر کتنا یقین محکم تھا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

کُنَّا نَنْظُرُ اِلٰی رَجُلٍ مِّنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ یَمْشِیْ بَیْنَ اَیْدِیْنَا

ہم ایک جنتی کو اپنے سامنے چلتا ہوا دیکھتے تھے اور وہ حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ تھے جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قابل تعریف زندگی گزارنے، شہید ہونے اور جنت کی بشارت دی تھی۔

مزید حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسیلمہ کذاب سے جنگ لڑی جا رہی تھی اس جنگ میں لڑتے لڑتے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے۔

(تفسیر خازن تحت ھذہ الآیۃ)

تو اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غیب کی خبر سچی ہوئی اس لئے تو حضور مجدد اعظم امام احمد رضا

Marfat.com

خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سرعرش پر ہے تیری گزر دلِ فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں جو تجھ پر عیاں نہیں

نیز فرمایا۔

اور کوئی غیب تم سے کیا نہاں ہو بھلا
جب خدا نہ چھپا تم پر کروڑوں درود

(حدائقِ بخشش)

تفسیر قرطبی، تفسیر بغوی اور تفسیر خازن اور ان کے علاوہ کئی تفاسیر میں یہ بھی واقعہ رقم ہے کہ جب حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو آپ کے جسم پر ایک زرہ تھی۔ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے خواب میں حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو دیکھا تو آپ نے فرمایا کہ فلاں بندے نے میری زرہ اتاری ہے اور اسے لشکر کی ایک جانب لے گیا ہے جہاں اس نے گھوڑا باندھا ہوا ہے وہاں اس نے زرہ کو رکھا ہوا ہے اور اس پر پتھر کی ہنڈیا رکھ دی ہے۔ تم امیر لشکر خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں زرہ کے بارے میں بتاؤ کہ وہ زرہ واپس لے لیں۔ پھر زرہ لے کر خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ اور انہیں کہنا کہ مجھ پر قرض ہے اس زرہ کے بدلے قرض چکا دیں اور میرا فلاں غلام آزاد ہے۔

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو خواب سنایا۔ آپ نے وہ زرہ تلاش کروائی اور گھوڑا وہیں تھا جہاں زرہ رکھی تھی۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے وہ زرہ واپس لے لی اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو اس خواب کے بارے میں بتایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کی وصیت نافذ کر دی۔

حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں کسی ایسی وصیت کو نہیں جانتا کہ موت کے بعد وصیت کرنے والے کی وصیت کو پورا کیا گیا ہو سوائے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کے کہ ان کی وصیت موت کے بعد تسلیم کی گئی اور اسے نافذ بھی کیا گیا۔

(تفسیر قرطبی، تفسیر خازن، تفسیر مظہری، تفسیر بغوی، اسد الغابہ ذکر ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ)

Marfat.com

اس روایت سے معلوم ہوا کہ شہید زندہ ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے مقبول بندے وفات کے بعد کائنات کے حالات سے باخبر رہتے ہیں اور اس میں اللہ کی عطا سے تصرف فرماتے ہیں تو۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی سرکار کا عالم کیا ہوگا

الحاصل:

خلاصہ کلام یہ ہوا کہ ایک طرف تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرنے پر پابندی لگادی اور فرمایا جو اونچی آواز کرے گا اس کے عمل ضائع ہو جائیں گے ساتھ ہی اگلی آیت میں ان لوگوں کی تعریف کی جو کہ رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضری کے وقت اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں تقویٰ ہے۔ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں کہ جو رسول اللہ ﷺ کے سامنے آوازیں پست کرتے ہیں ان کے دلوں میں تقویٰ ہے اس لئے کہ اگر ان کے دل تقویٰ سے بھرے ہوئے نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ انہیں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا حکم نہ دیتا بلکہ یہ حکم دیتا کہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لاؤ اور ان کی تکذیب نہ کرو اور ساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے فرمادیا کہ ان تعظیم کرنے والوں کے لئے بخشش بھی ہے اور جنت کی ابدی نعمتیں بھی تیار کر کے رکھی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم کو بھی مدینہ عالیہ کی حاضری سے مشرف فرمائے اور وہاں پر تعظیم رسول اللہ ﷺ کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

چودھویں اور پندرھویں آیت:

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَکَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَکۡثَرُہُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ ○ وَلَوۡ اَنَّہُمۡ صَبَرُوۡا حَتّٰی تَخۡرُجَ اِلَیۡہِمۡ لَکَانَ خَیۡرًا لَّہُمۡ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ○ (پ ۲۶، سورۃ الحجرات آیت ۴ تا ۵)

ترجمہ کنز الایمان: "بے شک وہ جو تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں

Marfat.com

اکثر بے عقل ہیں اور اگر وہ صبر کرتے یہاں تک کہ تم آپ ان کے پاس تشریف لاتے تو یہ ان کے لئے بہتر تھا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

شانِ نزول ا:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنی عنبر کی طرف ایک جہادی لشکر روانہ کیا اور ان کا امیر حضرت عیینہ بن حصن الفزاری رضی اللہ عنہ کو بنایا۔ جب لشکر قبیلہ بنی عنبر کے قریب پہنچا ان کو لشکر کے آنے کی خبر مل گئی تو وہ لوگ اپنے اہل وعیال کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ حضرت عیینہ رضی اللہ عنہ نے ان کے اہل وعیال کو قیدی بنا لیا اور ان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضری ہو گئے۔ اس کے بعد وہ لوگ بھی پیچھے پیچھے سرکارِ دوعالم ﷺ کی بارگاہ میں آگئے تا کہ فدیہ دے کر قیدیوں کو رہا کرالیا جائے۔ جب یہ لوگ بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہونے کے لئے پہنچے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ آرام فرمانے کے لئے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں تشریف لے گئے کیونکہ دوپہر کا وقت تھا اور محبوب ﷺ قیلولہ فرمانا چاہتے تھے۔

جب قیدیوں نے اپنے باپ دادا وغیرہ کو دیکھا تو رونا شروع کر دیا اور شور مچانے لگے تو اب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے باہر آنے کا انتظار نہ کیا بلکہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں کے پاس گئے اور باہر ہی سے بلند آواز سے پکارنے لگے۔

يَا مُحَمَّدُ أُخْرُجْ اِلَيْنَا

"اے محمد ﷺ باہر ہمارے پاس آئیے۔"

ان کے بار بار پکارنے سے رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہو گئے اور باہر تشریف لائے تو ان لوگوں نے کہا کہ فدیہ لے کر ہمارے اہل وعیال کو چھوڑ دیں۔ اتنے میں جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اپنے اور ان کے درمیان ایک ثالث مقرر فرمائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے کہا کہ سترہ بن عمرہ جو کہ تمہارے دین کا پیرو ہے ہمارے اور

Marfat.com

تمہارے درمیان ثالث ہے کیا تم راضی ہو؟ سترہ نے کہا کہ میرا چچا اعور بن بشامہ موجود ہے اس کے ہوتے ہوئے میں ثالث نہیں بنوں گا۔ پھر باہمی رضامندی سے اعور بن بشامہ کو ثالث مقرر کیا گیا تو اس نے فیصلہ کیا کہ آدھے قیدیوں کا فدیہ ادا کیا جائے اور آدھے قیدیوں کو بغیر فدیہ کے آپ ﷺ آزاد فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے رضامندی ظاہر فرمائی تو رسول اللہ ﷺ نے آدھے قیدیوں کا فدیہ وصول کیا اور آدھے قیدیوں کو آزاد کر دیا۔ اس پر سورۃ الحجرات کی یہ دونوں آیتیں نازل ہوئیں کہ میرا محبوب ﷺ آرام کر رہا ہو تو جو لوگ محبوب ﷺ کے آرام کا خیال نہیں کرتے اور آوازیں دے کر جگاتے ہیں یہی لوگ بے وقوف ہیں اگر میرا محبوب ﷺ خود ان کے پاس اپنی مرضی سے بیدار ہو کر آتا تو ان لوگوں کے لئے بہتر تھا۔

مطلب یہ تھا کہ مفسرین کرام نے فرمایا اگر وہ صبر کرتے کہ خود سرکارِ کائنات ﷺ باہر تشریف لاتے تو رسول اللہ ﷺ ان کے سارے قیدیوں کو بغیر فدیہ کے آزاد فرما دیتے اور یہ ان کے لئے زیادہ فائدہ مند تھا۔ (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ تحت ھذہ الآیۃ، تفسیر النکت والعیون جلد ۵ صفحہ ۳۲۷ تحت ھذہ الآیۃ)

شانِ نزول ۲:

بنی تمیم کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ سے ملنے آیا۔ اس وفد میں اقرع بن حابس بھی تھے۔ یہ وفد عین دوپہر کے وقت آیا اور رسول اللہ ﷺ اس وقت ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کے حجروں میں آرام فرما رہے تھے۔ یہ وفد رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لئے حجروں میں آ گیا اور باہر ہی سے آوازیں دینا شروع کر دیں۔

یَا مُحَمَّدُ اُخْرُجْ عَلَیْنَا فَاِنَّ مَدْحَنَا زَیْنٌ وَ ذَمَّنَا شَیْنٌ

"اے محمد ﷺ ہمارے پاس باہر آئیے بے شک ہماری تعریف زینت اور ہماری مذمت شرمندگی کا باعث ہے۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔

اِنَّمَا ذٰلِکُمُ اللّٰہُ الَّذِیْ مَدْحُہٗ زَیْنٌ وَ ذَمُّہٗ شَیْنٌ

Marfat.com

"بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جس کی مدح زینت اور مذمت شرمندگی ہے۔"

پھر ان لوگوں نے کہا کہ ہم بنی تمیم کے لوگ ہیں ہم اپنے شاعر اور خطیب لے کر آئے ہیں تا کہ ہم آپ سے مشاعرہ کریں اور فخر کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے شعر کے ساتھ مبعوث نہیں کیا گیا اور نہ ہی مجھے فخر کا حکم دیا گیا ہے لیکن تم اپنے شاعروں اور خطیبوں کو لے آؤ۔ اس پر بنی تمیم کا ایک نوجوان اٹھا اور اس نے اپنی اور اپنی قوم کی تعریف کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثابت بن قیس رضی اللہ عنہ کو حکم دیا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب تھے کہ وہ اٹھیں اور اس نوجوان کا جواب دیں۔ انہوں نے جواب دیا۔

پھر بنی تمیم کا شاعر اٹھا جس نے اپنی قوم کی تعریف میں اشعار کہے اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس کا جواب دو لہٰذا انہوں نے جواب دیا۔

اس کے بعد بنی تمیم کا سردار اقرع بن حابس اٹھا اور کہا کہ بے شک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطیب نے ہمارے خطیب سے اچھی گفتگو کی اور ان کے شاعر کا اندازِ بیاں اور اشعار ہمارے شاعر کی نسبت اچھے تھے۔

پھر اقرع بن حابس، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب ہو گیا اور بلند آواز سے نعرہ لگایا۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے سچے رسول ہیں۔"

اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَا يَضُرُّكَ مَا كَانَ قَبْلَ هٰذَا

"اس سے پہلے تیرے جتنے گناہ تھے سارے معاف کر دیئے گئے۔" (تفسیر خازن)

شانِ نزول ۳:

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ چند عرب کے لوگ جمع ہوئے اور انہوں نے کہا کہ چلو اس شخص (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس اگر وہ نبی ہیں تو ہم ان کی وجہ سے سارے لوگوں سے زیادہ

Marfat.com

سعادت مند ہوں گے اور اگر وہ بادشاہ ہیں تو ان کے سائے میں رہ کر عیش کریں گے۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان کی ساری باتیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتا دیں۔ وہ لوگ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مقدسہ کے پاس آئے اور باہر ہی سے یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! کی آوازیں لگانے لگے تو اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں آیتیں نازل فرمائیں اور ان آوازیں لگانے والوں کو بے عقل فرمایا۔

حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَاَخَذَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاُذُنِي فَمَدَّهَا يَقُوْلُ لَقَدْ صَدَّقَ اللهُ قَوْلَكَ يَازَيْدُ لَقَدْ صَدَّقَ اللهُ قَوْلَكَ يَازَيْدُ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان پکڑ کر کھینچا اور فرمایا اے زید (رضی اللہ عنہ)! اللہ نے تیری کہی بات کی تصدیق کر دی اے زید (رضی اللہ عنہ)! اللہ تعالیٰ نے تیری بات کی تصدیق کر دی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر تحت ھذہ الآیۃ)

میرے بھائیو! ان تینوں شانِ نزول کے اقوال کو اگر آپ نظرِ محبت سے دیکھیں گے تو تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو سے آپ کے مشامِ دماغ یقیناً معطر ہوں گے۔

ان دونوں آیتوں میں اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب احسن طریقہ سے تعلیم فرمایا ہے کہ جب میرا محبوب آرام کر رہا ہو تو ان کے آرام میں خلل واقع نہ کرو اور آوازیں دے کر نہ جگاؤ بلکہ آمدِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرو اور یہ انتظار تمہارے لئے تمہاری جلدی مچانے سے بہتر ہے۔

خَيْرًا لَّهُمْ

کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

لَكَانَ اَيِ الصَّبْرُوْا الْمَذْكُوْرُ "خَيْرًا لَّهُمْ" مِنَ الْاِسْتِعْجَالِ لِمَا فِيْهِ مِنْ رِعَايَةِ حُسْنِ الْاَدَبِ وَتَعْظِيْمِ الرَّسُوْلِ الْمُوْجِبَيْنِ لِلثَّوَابِ وَالثَّنَاءِ

"تمہارا صبر کرنا جلدی مچانے سے بہتر ہے اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خود دولت کدہ سے باہر تشریف لانے کے انتظار میں حسن ادب اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا

Marfat.com

پہلو پایا جاتا ہے اور یہ دونوں چیزیں ثواب اور تعریف کو لازم کرنے والی ہیں۔"

مزید اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ان آیتوں کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ

میں جو فرمایا کہ اکثر بے عقل ہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تھوڑے عقل والے بھی ہیں بلکہ اس قلت عقل سے اشارہ نفی کی طرف ہے اس لئے کہ:

اِذِ الْقِلَّةُ يَجْرِيْ مَجْرَى النَّفْيِ فِيْ كَلَامِهِمْ

کلامِ عرب میں نفی کی جگہ استعمال ہوتی ہے تو۔

فَتَكُوْنَ الْمَعْنٰى كُلُّهُمْ لَا يَعْقِلُوْنَ اِذْ لَوْ كَانَ لَهُمْ عَقْلٌ كَمَا تَجَاسَرُوْا عَلٰى هٰذِهِ الْمَرْتَبَةِ مِنْ سُوْءِ الْاَدَبِ بَلْ تَاَدَّبُوْا مَعَهٗ بِاَنْ يَّجْلِسُوْا عَلٰى بَابِهٖ حَتّٰى يَخْرُجَ اِلَيْهِمْ

"تو اب معنی یہ ہوگیا کہ جو حجرہ مبارکہ کے باہر سے آوازیں دے کر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام میں خلل واقع کر رہے ہیں سب کے سب بے وقوف ہیں اس لئے کہ اگر ان میں تھوڑی سی بھی عقل ہوتی تو اتنی بڑی بے ادبی نہ کرتے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے دروازے پر بیٹھ جاتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باہر تشریف لانے کا انتظار کرتے۔" (تفسیر روح البیان تحت ھذہ الآیۃ)

میرے بھائیو! یہاں تک سورۃ الحجرات کی پہلی پانچ آیات بیان ہوئیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب اور حاضری کے طریقہ کار کو بیان کر رہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرنے والا بنائے۔ آمین

سولہویں آیت:

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ ۫ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ○ (پ ۱ سورۃ البقرہ آیت ۳۴)

Marfat.com

ترجمہ کنز الایمان: "اور (یاد کرو) جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو تو سب نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے منکر ہوا اور غرور کیا اور کافر ہو گیا۔"

اللہ تعالیٰ نے جب حضرت آدم علیہ السلام کو تمام موجودات کا نمونہ بنایا اور عالم روحانی و جسمانی کا مجموعہ بنایا اور ملائکہ کے لئے حصولِ کمالات کا وسیلہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے تمام فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو جس کا ذکر اس آیت کریمہ میں ہے۔ اس سجدے میں شکر گزاری اور آدم علیہ السلام کی فضیلت کا اعتراف تھا اور تمام فرشتوں نے سجدہ کیا سوائے ابلیس کے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا اور اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ابلیس سجدہ نہ کر کے کافر ہو گیا۔

اب اس آیت کریمہ میں جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

تو اس کی تفسیر کرتے ہوئے تفسیر مدارک میں فرمایا۔

صَارَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ

"ابلیس کافر ہو گیا۔"

اب مطلب یہ ہوا کہ ابلیس پہلے کافر نہیں تھا جب اس نے اللہ کے نبی کی تعظیم سے انکار کیا تو کافر ہو گیا تو معلوم ہوا کہ نبی کی تعظیم کرنا کفر نہیں بلکہ نبی کی تعظیم سے انکار کرنا کفر ہے اور یہ وہ پہلا کفر تھا جو کہ انسان کی تخلیق کے بعد ہوا اس کے علاوہ بقایا کفریات اور شرک بعد میں ہوئے۔

اب کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ تو آدم علیہ السلام کو سجدہ کرنے کا حکم تھا نبی کی تعظیم کا ذکر کہاں سے آیا؟ اس کے لئے عرض کرتا چلوں کہ بظاہر حکم تو سجدے ہی کا تھا لیکن حقیقۃً یہ اللہ کے نبی آدم علیہ السلام کی تعظیم تھی جیسا کہ ملا احمد رحمۃ اللہ علیہ نور الانوار میں فرماتے ہیں کہ:

سَجَدَ ظَاهِرٌ فِيْ سُجُوْدِ الْمَلٰئِكَةِ نَصٌّ فِيْ تَعْظِيْمِ اٰدَمَ

"لفظ سجدہ فرشتوں کے سجدے کے بارے میں تو ظاہر ہیں لیکن آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص ہے۔" (نور الانوار صفحہ ۸۷)

آپ جانتے ہیں کہ نص کی اصولِ فقہ میں تعریف یہ ہے کہ:

Marfat.com

Marfat.com

معلوم ہوا کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے انکار کر کے کافر ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے ابتداء انسانیت سے ہی تعظیم نبی کو اہمیت عطا فرمائی اور اس آیت میں بھی اسی مسئلہ کو وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا۔

اگر آپ غور فرمائیں تو آدم علیہ السلام اور شیطان کے اس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں سات جگہ تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے جبکہ کسی کتاب میں ایک واقعہ کو دو دفعہ ذکر کرنا عیب سمجھا جاتا ہے تو اس کا سات مرتبہ ذکر ہونے کے باوجود کفارِ مکہ جن کو اپنی فصاحت و بلاغت پر ناز بھی تھا کسی نے اعتراض بھی نہیں اس لئے کہ وہ کافر جانتے تھے جس کو نبی مان لیا اس کی پھر تعظیم بہت ضروری ہے تو اللہ تعالیٰ نے بار بار اس قصہ کو ذکر کر کے بتا دیا کہ قرآن پاک کی تعلیمات کو ماننے والو نبی کی تعظیم سے انکار مت کر بیٹھنا ورنہ ابلیس جیسا تمہارا انجام ہو گا اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تم بھی کہیں مردود نہ قرار دیئے جاؤ۔

ان سات مقامات میں سے ایک مقام عرض کر دوں تا کہ واضح ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی آدم علیہ السلام کی تعظیم کا کس قدر اہتمام فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ كُلُّهُمْ اَجْمَعُوْنَ ۝ اِلَّآ اِبْلِيْسَ ؕ اِسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ ۝ (پ ۲۳، سورۃ ص آیت ۷۳ تا ۷۴)

"سب فرشتوں نے سجدہ کیا ایک ایک نے کوئی باقی نہ رہا مگر ابلیس نے اس نے غرور کیا اور کافر ہو گیا۔"

اب فَسَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ میں یہ احتمال تھا کہ شاید ایک فرشتے نے سجدہ کیا ہو جس طرح کہ قرآن پاک میں لفظ تو اَلْمَلٰٓئِكَةِ آتا ہے اور اس سے مراد ایک فرشتہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت زکریا علیہ السلام کے بارے میں ارشاد ہوا۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ

(پ ۳، سورۃ آل عمران آیت ۳۹)

Marfat.com

ترجمہ کنز الایمان "فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا۔"

تفسیر جلالین میں ہے کہ یہاں اَلْمَلٰٓئِکَۃُ سے مراد صرف جبرائیل امین علیہ السلام ہیں جنہوں نے زکریا علیہ السلام کو آواز دی تھی۔ اسی طرح:

وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ (پ ۳، سورۂ آل عمران آیت ۴۲)

"اور جب فرشتوں نے کہا اے مریم!۔"

اس آیت میں بھی اَلْمَلٰٓئِکَۃُ سے مراد صرف جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ نے کُلُّهُمْ کا لفظ فرما کر واضح کر دیا کہ ایک فرشتے نے نہیں بلکہ سب فرشتوں نے سجدہ کیا۔

پھر ایک اور شبہ بھی تھا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا تو سب نے لیکن کچھ نے پہلے، کچھ نے تھوڑی دیر ٹھہر کے تو اس طرح بھی متفرق طور پر سجدہ کرنے میں تعظیم تو تھی لیکن کامل نہیں تھی تو اللہ تعالیٰ نے اَجْمَعُوْنَ کا لفظ ارشاد فرما کر بتا دیا کہ سب فرشتوں نے آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اور اکٹھے ہو کر کیا۔

معلوم ہوا کہ جنہوں نے اللہ کے نبی علیہ السلام کی تعظیم کی اللہ تعالیٰ ان کے فعل کو پسند بھی فرما رہا ہے اور تاکید لگا کے بیان بھی کر دیا اور جس نے تعظیم نبی علیہ السلام سے انکار کیا اس کو اللہ نے اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور لعنت کا طوق اس کے گلے میں لٹکا دیا۔

فَاخْرُجْ مِنْهَا فَاِنَّكَ رَجِيْمٌ ○ وَّاِنَّ عَلَيْكَ اللَّعْنَةَ اِلٰى يَوْمِ الدِّيْنِ ○

(پ ۲۳، سورۂ ص آیت ۷۷ تا ۷۸)

ترجمہ کنز الایمان: "تو جنت سے نکل جا کہ تو راندھا گیا (لعنت کیا گیا) اور بے شک تجھ پر میری لعنت ہے قیامت تک۔"

میرے بھائیو! غور کریں کہ شیطان نے چھ لاکھ سال اللہ کی عبادت کی اگر اس کے سجدوں کو زمین پر بچھا دیا جائے تو زمین کا کوئی حصہ اس کے سجدے سے خالی نہیں ہوگا۔ اتنا بڑا عبادت گزار تھا لیکن جب اللہ تعالیٰ نے نبی علیہ السلام کی تعظیم کا حکم دیا تو انکار کر دیا اور ایک لمحہ کی بھی تعظیم نہ کی۔ عبادت چھ لاکھ سال کی لیکن تعظیم ایک لمحہ بھی نہ کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کی عبادتوں اور ریاضتوں کو نہ دیکھا اور نہ یہ دیکھا کہ

Marfat.com

مجھے اس نے اتنے سجدے کئے ہیں بلکہ یہ دیکھا کہ میرے نبی علیہ السلام کی تعظیم سے انکار کر دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی بارگاہ سے نکال دیا اور ساری عبادتوں کو رد کر دیا۔

آج کے منکرین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی یہی حال ہے کہ عبادتیں تو بہت کرتے ہیں، چلے بھی بڑے کاٹتے ہیں، جہاد بھی کرتے ہیں، اجتماع بھی کرتے ہیں لیکن تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکار کی وجہ سے سب کچھ بے کار و مردود ہے۔ اس لئے کہ پیچھے آپ کتنی آیتوں میں پڑھ آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو عبادت سے مقدم رکھ کر یہی بتایا ہے کہ بغیر تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادت کا کچھ فائدہ نہیں ہوگا۔

سجدہ تعظیمی کا حکم

اب یہاں جو آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی آدم علیہ السلام کی تعظیم سجدے سے کرائی یہ سجدہ تعظیمی تھا عبادت کے لئے نہیں تھا اس لئے کہ سجدے کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ سجدۂ عبادت ہر وہ سجدہ ہوتا ہے جو معبود کو عبادت کی غرض سے کیا جاتا ہے۔

۲۔ سجدۂ تحیت، یہ وہ سجدہ ہے جس سے مسجود یعنی جس کو سجدہ کیا گیا اس کی تعظیم مقصود ہوتی ہے عبادت کے لئے نہیں ہوتا۔

جہاں تک سجدۂ عبادت کا تعلق ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کے لئے خاص ہے کسی اور کے لئے نہیں ہو سکتا اور نہ کبھی کسی شریعت میں جائز ہوا۔

بعض مفسرین یہاں پر جو فرشتوں نے حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کیا اس سے سجدہ عبادت مراد لیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ سجدہ خاص اللہ تعالیٰ کے لئے تھا اور آدم علیہ السلام قبلہ بنائے گئے تھے تو آدم علیہ السلام مسجود الیہ تھے نہ کہ مسجود لہٗ۔

ان مفسرین کرام کا یہ قول بالکل ضعیف ہے اس لئے کہ آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کرایا گیا تھا اس سے آدم علیہ السلام کا فضل و شرف ظاہر فرمانا مقصود تھا اور آدم علیہ السلام کو ان مفسرین کرام کے بقول اگر مسجود الیہ بنایا جائے تو یہ ضروری نہیں کہ مسجود الیہ ساجد سے افضل ہو جس طرح کعبہ معظمہ مسجود الیہ ہے اور رسول اللہ

Marfat.com

ﷺ ساجد ہیں تو یہاں کعبہ سے رسول اللہ ﷺ افضل ہیں۔ اسی طرح آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ آدم علیہ السلام کو صرف مسجود الیہ مانا جاتا تو آدم علیہ السلام کا فرشتوں سے افضل ہونا ظاہر نہیں ہوتا حالانکہ سجدہ اس لئے کرایا گیا تھا کہ آدم علیہ السلام کی فضیلت فرشتوں پر ظاہر ہو جائے لہٰذا یہاں جو فرشتوں نے سجدہ کیا وہ سجدۂ عبادت نہیں بلکہ سجدۂ تحیت یعنی تعظیمی سجدہ تھا اور فرشتوں نے پیشانی زمین پر رکھ کر سجدہ کیا صرف یہ نہیں کہ جھکے ہوں۔ تفسیر مدارک میں فرمایا کہ یہی مذہب اصح ہے اور اسی پر جمہور ہیں۔

یہاں تک تو یہ واضح ہوا کہ وہ سجدۂ تعظیمی تھا عبادت کے لئے نہیں تھا تو جہاں تک سجدۂ تعظیمی کا معاملہ ہے تو یہ پہلی شریعتوں میں جائز تھا جس طرح کہ یہاں آدم علیہ السلام کو فرشتوں نے سجدہ کیا۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اور آپ علیہ السلام کے بیٹوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو سجدہ کیا جس کا ذکر قرآن پاک میں ہے کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے بھائی مصر میں گئے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ (پ ۱۳، سورۂ یوسف آیت ۱۰۰)

ترجمہ کنز الایمان: "اور وہ سب اس کے لئے سجدے میں گرے۔"

یہ بھی سجدۂ تعظیمی تھا اور ان کی شریعت میں جائز تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی شریعت میں یہ تعظیمی سجدہ بھی حرام قرار دے دیا گیا جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لَوْ كُنْتُ اٰمِرُ اَحَدًا اَنْ يَّسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْاَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا

"اگر میں کسی کو کسی مخلوق کے لئے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔" (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۲۸۱)

اس حدیث کی شرح میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اَلسَّجْدَةُ لَا تَحِلُّ لِغَيْرِ اللهِ

"اللہ کے علاوہ کسی کو سجدہ کرنا جائز نہیں ہے۔"

اس کے علاوہ شرح فقہ اکبر میں فرمایا کہ:

Marfat.com

اَلسَّجْدَۃُ حَرَامٌ لِغَیْرِہٖ سُبْحَانَہٗ

"غیر اللہ کے لئے سجدہ حرام ہے۔" (شرح فقہ اکبر صفحہ ۲۳۰)

اسی طرح فتاویٰ عالمگیری میں ہے۔

لَا یَجُوْزُ السُّجُوْدُ اِلَّا لِلّٰہِ تَعَالٰی

"سجدہ صرف اللہ ہی کے لئے ہے غیر اللہ کے لئے جائز نہیں ہے۔"

(فتاویٰ عالمگیری جلد ۵ صفحہ ۲۳۱)

اس طرح حدیث پاک میں ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے حضور نبی کریم ﷺ کو سجدہ کرنے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا مخلوق کو نہ چاہئے کہ اللہ کے سوا کسی کو سجدہ کرے۔ (تفسیر مدارک)

سجدۂ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔ اگر کوئی غیر اللہ کو معبود سمجھ کر سجدہ کرے تو وہ پکا کافر ومشرک ہے اور سجدۂ تعظیمی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو کرنا حرام ہے شرک یا کفر نہیں ہے۔

لٰہذا اللہ کے علاوہ کسی کو اب سجدۂ تعظیمی زندہ کو یا مردہ کو، کسی ولی کو یا غوث کو یا صاحب مزار کو کرنا حرام ہے، حرام ہے، حرام ہے، گناہ کبیرہ ہے اور جہنم میں لے جانے والا کام ہے لیکن اس سجدے سے شرک ثابت نہیں ہوگا اس لئے کہ شرک اس وقت ہوگا جب ساجد اپنے مسجود کو عبادت کے لائق سمجھے اور اسے واجب الوجود سمجھے یعنی کسی کا بھی محتاج نہ مانے۔ اب کوئی کتنا ہی بڑا جاہل ہو اگرچہ مزار پر قبر کی طرف منہ کر کے سجدہ کر کے حرام فعل کا مرتکب ہو رہا ہو مگر صاحب قبر کو اللہ کا بندہ ہی سمجھتا ہے اور اس کا یہ عقیدہ ہوتا ہے کہ معبود صرف اللہ ہے اور صاحب مزار کو اللہ کا محتاج بھی سمجھتا ہے۔

آج کل کے جاہل پیر جن کا علم سے دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہوتا اگر ان کو کوئی سجدہ کرے اور یہ جاہل پیر منع بھی نہ کرے تو اس جاہل کے عمل کو دلیل نہیں بنایا جا سکتا۔ کچھ تو خود بدعقیدہ ہوتے ہیں۔ کسی سے مزار پر سجدہ کروا کر ویڈیو بنا کر بیرونِ ممالک میں دکھا کر لوگوں کو متنفر کرتے ہیں اور کچھ جاہل پیر غیر مسلم جاسوس بھی ہوتے ہیں جو ایسی خرافات صرف اسلام کے درخشندہ چہرے کو زعم فاسد میں میلا کرنے کے لئے کرتے ہیں۔ اللہ فہم دین عطا فرمائے۔

Marfat.com

سترہویں آیت:

اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآىِٕرِ اللّٰهِۚ فَمَنْ حَجَّ الْبَیْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَیْهِ اَنْ یَّطَّوَّفَ بِهِمَاؕ وَمَنْ تَطَوَّعَ خَیْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِیْمٌ۝ (پ ۲، سورۃ البقرہ آیت ۱۵۸)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں سے ہیں تو جو اس گھر کا حج یا عمرہ کرے اس پر کچھ گناہ نہیں کہ ان دونوں کے پھیرے کرے اور جو کوئی بھلی بات اپنی طرف سے کرے تو اللہ نیکی کا صلہ دینے والا خبردار ہے۔"

میرے بھائیو! اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کا ذکر فرمایا۔ صفا کے معنیٰ ہیں چکنا پتھر اور مروہ کے معنیٰ ہیں سفید اور ملائم پتھر۔ دوسرا قول یہ ہے کہ صفا کے معنی ہیں صاف اور خالص اور مروہ کے معنی ہیں چھوٹے چھوٹے پتھر۔

ایک قول کے مطابق صفا کو صفا اس لئے کہتے ہیں کہ اس پر آدم صفی اللہ علیہ السلام بیٹھے تھے اور مروہ کو مروہ اس لئے کہتے ہیں اس پر ان کی اِمْرَأَةٌ یعنی بیوی بیٹھی تھیں۔

صفا اور مروہ مکہ مکرمہ کے دو پہاڑ ہیں جو کعبہ معظمہ کے مقابل جانب مشرق واقع ہیں۔ مروہ شمال کی طرف مائل اور صفا جنوب کی طرف جبل ابی قبیس کے دامن میں واقع ہے۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے ان دونوں پہاڑوں کے قریب اس مقام پر جہاں زمزم شریف کا کنواں ہے اللہ کے حکم سے سکونت اختیار فرمائی۔ اس وقت یہ مقام سنگلاخ بیابان تھا۔ نہ یہاں سبزہ تھا اور نہ پانی اور نہ خورد و نوش کا کوئی سامان تھا۔ صرف رضائے الٰہی کے حصول کے لئے اللہ کے ان برگزیدہ بندوں نے صبر کیا۔ حضرت اسماعیل علیہ السلام ابھی چھوٹی عمر مبارک میں بچے تھے کہ پیاس کی شدت ہوئی تو حضرت سیدہ ہاجرہ علیہا السلام بے تاب ہو کر کوہِ صفا پر تشریف لے گئیں۔ وہاں بھی پانی نہ پایا تو اتر کر نشیب کے میدان میں دوڑتی ہوئی مروہ تک پہنچیں۔ پھر وہاں سے صفا اور پھر مروہ اسی طرح سات چکر لگائے تو اللہ تعالیٰ نے غیب سے زمزم کا چشمہ نمودار کیا اور ان کے صبر و استقلال و اخلاص کی برکت سے ان کی اتباع میں جو بھی

Marfat.com

وہاں دوڑے گا اللہ تعالیٰ اس کو بھی مقبولِ بارگاہ بنالے گا اور صفا و مروہ کو دعا کی قبولیت کی جگہ بنا دیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بندی کے دوڑنے کو پسند کیا اور قیامت تک آنے والے ہر حاجی اور ہر عمرہ کرنے والے پر صفا و مروہ کی سعی واجب قرار دے دی گئی اور اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروی کو اپنی نشانیاں قرار دیا۔

شانِ نزول:

اس آیت کریمہ کا شانِ نزول یہ ہے کہ زمانہ جاہلیت میں صفا اور مروہ پر دو بت رکھے ہوئے تھے۔ صفا پر جو بت تھا اس کا نام اساف تھا جبکہ مروہ پر جو بت تھا اس کا نام نائلہ تھا۔ کفار جب صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرتے تھے تو ان بتوں پر تعظیماً ہاتھ پھیرتے تھے۔ عہد اسلام میں یہ دونوں بت توڑ دیئے گئے لیکن چونکہ یہاں کفار مشرکانہ فعل کرتے تھے اس لئے مسلمانوں کو صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا ناگوار گزرا اس لئے کہ اس میں کفار کے مشرکانہ فعل کے ساتھ مشابہت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر مسلمانوں کے دل کو سکون عطا فرمایا کہ تمہاری نیت تو خالص اللہ کی رضا ہے اور عبادتِ الٰہی ہے اور تمہیں اندیشہ و مشابہت نہیں جس طرح کفار نے زمانہ جاہلیت میں کعبہ شریف میں بت رکھے ہوئے تھے عہد اسلام میں بت ختم کر دیئے گئے تو کعبہ شریف کا طواف درست رہا اور وہ طواف شعائر دین سے ہی رہا تو یہاں بھی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑنا یہ اب بھی شعائر اللہ سے ہے اس لئے کہ مسلمان صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں گے تو کفار کی پیروی کی وجہ سے نہیں بلکہ حضرت ہاجرہ علیہا السلام کی سنت پر عمل کرنے کے لئے اور اللہ کی عبادت و رضا کی نیت سے دوڑیں گے تو یہ دوڑنا اللہ کی نشانیوں سے ہو جائے گا۔

میرے بھائیو! اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں صفا اور مروہ کو اپنی نشانیاں قرار دیا ہے۔ جب حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا اور مروہ کے درمیان دوڑیں تو یہ پہاڑیاں اللہ کی نشانیاں قرار پائیں اور ان کے درمیان دوڑنا ان کی تعظیم کرنا یہ سارا کام عبادت و ثواب بن گیا۔

شعائر اللہ سے کیا مراد ہے؟:

اب اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے صفا اور مروہ کو شعائر اللہ فرمایا تو اب سوال یہ ہے کہ شعائر اللہ سے مراد کیا ہے؟ تو اس کے لئے عرض یہ ہے کہ شعائر "شَعِيْرَةٌ" کی جمع ہے اور شَعِيْرَةٌ کا معنی ہے

Marfat.com

علامت تو اب شعائر اللہ کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ کے دین کی نشانیاں اور علامتیں۔ اس سلسلے میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ المائدہ کی آیت ۲ کے تحت فرماتے ہیں۔

وَاعْلَمْ اَنَّ شَعَائِرَ اللّٰهِ فِی الْحَقِيْقَةِ هِیَ مَنَاسِكُ الْوُصُوْلِ اِلَی اللّٰهِ وَهِیَ مَعَالِمُ الدِّيْنِ وَالشَّرِيْعَةِ

"تو جان لے کہ بے شک شعائر اللہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے طریقوں کا نام ہے اور وہ دین و شریعت کی نشانیاں ہیں۔"

مزید فرماتے ہیں کہ:

فِی الْاٰيَةِ اِشَارَةٌ اِلٰی تَعْظِيْمِ مَا عَظَّمَهُ اللّٰهُ مِنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَلِاخْوَانِ وَقَدْ فَضَّلَ الْاَشْهُرَ وَالْاَيَّامَ وَالْاَوْقَاتِ بَعْضَهَا عَلٰی بَعْضٍ كَمَا فَضَّلَ الرُّسُلَ وَالْاُمَمَ بَعْضُهَا عَلٰی بَعْضٍ لِتَسَارَعَ الْقُلُوْبُ اِلٰی اِحْتِرَامِهَا وَتَتَشَوَّقَ الْاَرْوَاحُ اِلٰی اَحْيَائِهَا بِالْتَعَبُّدِ فِيْهَا وَيَرْغَبُ الْخَلْقُ فِیْ فَضَائِلِهَا

"اس آیت میں اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جس چیز کو اللہ نے کوئی عظمت دی ہو چاہے اس کا تعلق زمان سے ہو یا مکان سے یا انسانوں کے قبیل سے ہو اس کی عزت کی جائے گی اور بے شک اللہ نے مہینوں، دنوں اور اوقات میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے بعض رسولوں کو بعض رسولوں پر اور بعض امتوں کو بعض امتوں پر فضیلت دی ہے تا کہ دل ان کے احترام اور ادب کی خاطر جلدی مائل ہو جائیں اور روحوں میں ان یعنی فضیلت والے زمان و مکان میں عبادت کرنے کے لئے شوق پیدا ہو اور مخلوق ان کے فضائل اور مناقب کی طرف رغبت کرے۔" (تفسیر روح البیان پ ۶، سورۃ المائدہ تحت الآیۃ ۲)

تو اب علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ کے فرمان کا مطلب یہ نکلا کہ شعائر اللہ سے مراد دین کی نشانیاں ہیں خواہ وہ مکانات ہوں جیسے کعبہ معظمہ، میدانِ عرفات، مزدلفہ، صفا و مروہ، منیٰ، مساجد وغیرہ یا ان نشانیوں کا

Marfat.com

تعلق زمان سے ہو جیسے رمضان المبارک، حرمت والے چار مہینے، عید الفطر، عید الاضحیٰ، جمعہ، ایامِ تشریق وغیرہ یا ان نشانیوں کا تعلق بندوں سے ہو جیسے انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، اولیاء کاملین اور علماء عاملین یا ان کے علاوہ نشانیوں کا دین کی علامات سے تعلق ہو جیسے نماز، روزہ، اذان واقامت وغیرہ اور یہ ساری چیزیں شعائر دین سے ہوئیں تو شعائر اللہ بن گئیں یعنی یہ سب اللہ کی نشانیاں ہیں اس لئے کہ ان سب کو اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے اور جس کو بھی عظمت دینی حاصل ہو وہ شعائر اللہ سے ہے تو پھر ساری مذکورہ چیزیں شعائر اللہ سے ہیں۔ اللہ نے ان کی تعظیم کا حکم دیا ہے بلکہ ان مذکورہ چیزوں کی تعظیم اللہ ہی کی تعظیم ہے جس پر دلائل سے مقدمہ کی دوسری فصل میں وضاحت ہو چکی ہے۔

میرے بھائیو! آپ خود ایمان سے فیصلہ کریں کہ جس کو بھی اللہ تعالیٰ نے عظمت عطا فرمائی ہے وہ شعائر اللہ سے ہوا اور مذکورہ اتنی ساری اشیاء شعائر اللہ سے ہیں تو پھر بتائیں کہ کائنات میں سب سے بڑی اللہ کی نشانی کون سی ہے جس کو سب سے زیادہ عظمت وعزت ملی ہے؟ تو یقیناً آپ کا ایمان گواہی دے گا کہ وہ اللہ کی سب سے بڑی نشانی امام الانبیاء، خاتم النبیین، رحمۃ للعالمین سیدنا محمد رسول اللہ ﷺ کی ذاتِ اقدس ہے۔

یہاں تک تو یہ معلوم ہوا کہ شعائر اللہ سے کون کون سی چیزیں مراد ہے؟ اب آپ اللہ تعالیٰ کا فرمان عالی شان پڑھیں گے کہ اللہ تعالیٰ نے شعائر اللہ کے بارے میں کیا فرمایا ہے۔

چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اٹھارویں آیت:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

(پ ۱۷، سورۃ الحج آیت ۳۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اور جو اللہ کی نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔"

اس سورۂ حج میں چونکہ قربانی کے جانوروں کا ذکر ہے اس لئے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے

Marfat.com

شعائر سے مراد قربانی کے جانور جو حاجی کے ساتھ ہوتے ہیں وہ مراد لیتے ہیں اور فرمایا کہ ان کی تعظیم یہ ہے کہ موٹے اور خوبصورت اور قیمتی جانور لئے جائیں۔آگے اللہ تعالیٰ نے خود فرمادیا کہ:

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ

(پ۱۷،سورۃ الحج آیت ۳۶)

ترجمہ کنزالایمان: "اور قربانی کے ڈیل دار جانور اونٹ اور گائے ہم نے تمہارے لئے اللہ کی نشانیوں سے کئے تمہارے لئے ان میں بھلائی ہے۔"

لیکن بات پھر وہیں آجاتی ہے کہ ان قربانی کے جانوروں کو بھی اللہ نے عظمت دی ہے تو ان کی تعظیم ضروری ہے تو ہمارے شعائر اللہ کی تعریف میں جو عموم تھا وہ بدستور باقی ہے کہ جب ایک جانور اونٹ ہو یا گائے ہو کوئی بھی قربانی کا جانور ہے اب حاجی اس کی قربانی کرے گا تو اس جانور کو اتنا مقام مل گیا ہے کہ شعائر اللہ سے بن گیا ہے تو جو علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعائر اللہ کی تعریف کی ہے وہ بھی یقیناً اپنے افراد پر صادق آتی ہے۔

اب اس آیت نمبر ۱۸ کے اندر اللہ نے فرمایا کہ جو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے مطلب یہ ہے کہ چونکہ تقویٰ کا مقام دل ہے تو جب تقویٰ دل میں رچ بس جاتا ہے تو اس کا اثر سارے اعضاء بدن سے ظاہر ہوتا ہے اور بندہ اللہ کے معزز بندوں کی تعظیم شروع کر دیتا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو زندگی کا وظیفہ بنالیتا ہے کیونکہ یہی تقویٰ کی معراج ہے۔

گویا کہ اس آیت کریمہ میں بھی تعظیم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کرنے والوں کو اللہ کی طرف سے متقی ہونے کی بشارت مل گئی اور سورۃ الحجرات کی آیت میں بھی فرمایا کہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے اپنی آوازیں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پست رکھتے ہیں تو ان کے دل اللہ نے تقویٰ کے لئے پرکھ لئے ہیں یعنی ان کے دل میں اس قدر خالص تقویٰ ہے جس طرح آگ کی بھٹی سونے کے میل کچیل کو دور کر کے اسے خالص بنادیتی ہے۔

تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کی تعظیم کرنا متقی ہونے کی نشانی ہے۔اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سے انکار کرتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر اچھے نظر آتے ہیں مگر ان کے دل

Marfat.com

تقویٰ اور پرہیزگاری سے خالی ہیں یہی ان آیتوں سے مراد ہے۔

انیسویں آیت:

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ (پ ۱۷، سورۃ الحج آیت ۳۰)

ترجمہ کنز الایمان: "اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے یہاں بھلا ہے۔"

پچھلی آیتوں میں شعائر اللہ کا لفظ تھا اس آیت میں حرمت اللہ آیا ہے۔ معنی کے لحاظ سے دونوں ایک ہی ہیں اور اس کی تفسیر میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

حُرُمٰتٌ جَمْعُ حُرْمَةٍ وَهِيَ مَا لَا يَحِلُّ هَتْكُهٗ وَهُوَ خَرْقُ السَّتْرِ عَمَّا وَرَآءَهٗ اَيْ اَحْكَامُهٗ وَفَرَائِضُهٗ وَسُنَنُهٗ وَسَائِرُ مَا لَا يَحِلُّ هَتْكُهٗ كَالْكَعْبَةِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْبَلَدِ الْحَرَامِ وَالشَّهْرِ الْحَرَامِ

"حُرُمٰتٌ، حُرْمَةٌ کی جمع ہے اس کا معنی ہے کہ ہر وہ چیز جس کی پردہ دری، بے عزتی اور رسوائی جائز نہیں ہے۔ وہ احکام، فرائض، سنتیں ہوں یا کوئی بھی چیز ہو جس کی بے عزتی جائز نہیں ہے وہ حرمت اللہ میں داخل ہے جیسے کعبہ شریف، مسجد حرام، مکہ شریف، حرمت والے مہینے۔"

اس تفسیر سے معلوم ہوا کہ حرمت اللہ وہ ہیں جن کی بے عزتی اور پردہ دری جائز نہیں اور شعائر اللہ وہ ہیں کہ جن کو اللہ کی طرف سے عظمت ملی اور ان کی تعظیم ضروری ہے۔ تو مفہوم واضح ہوا کہ جیسے نماز چھوڑنے پر عذاب ہے تو پڑھنے پر ثواب اسی طرح روزہ چھوڑنا ناجائز اور رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح حرمت اللہ میں وہ چیزیں آ گئیں جن کی بے عزتی جائز نہیں تو ظاہر مطلب ہے پھر ان کی عزت ضروری و لازم ہے۔ یہی مفہوم عین شعائر اللہ کا ہے لہٰذا اس آیت میں بھی ہمیں اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ کی معزز چیزوں کی تعظیم کا حکم دے رہا ہے کیونکہ جیسے مکہ شریف، کعبہ شریف کی بے عزتی جائز نہیں ہے کیونکہ یہ محترم ہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام پوری مخلوق میں سب سے زیادہ خداوند قدوس کے نزدیک محترم

Marfat.com

ہیں تو پھر بھلا ان کی بے ادبی بھلا کیسے جائز ہو سکتی ہے؟

تو یقیناً تعظیم پر اجر ملے گا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو بھی حرمت والی چیزوں کی تعظیم کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے ثواب کا بے پناہ خزانہ ملے گا اور آخرت میں وہی بخشش کا سامان بنے گا۔

چنانچہ رمضان المبارک کی تعظیم پر امام عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ نے نزہۃ المجالس میں ایک واقعہ نقل فرمایا ہے۔

بخارا میں ایک آتش پرست رہتا تھا۔ ایک مرتبہ رمضان شریف کے مہینے میں وہ مسلمانوں کے بازار سے گزر رہا تھا اور اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ تھا۔ اچانک اس کے بیٹے نے کوئی چیز علانیہ کھانا شروع کر دی۔ اس آتش پرست نے جب اپنے بیٹے کی یہ حرکت دیکھی تو اس کو ایک طمانچہ رسید کر دیا اور خوب ڈانٹ کر کہا تجھے رمضان المبارک کے مہینے میں مسلمانوں کے بازار میں کھاتے ہوئے شرم نہیں آئی؟ لڑکے نے جواب دیا ابا جان! آپ بھی تو رمضان شریف میں کھاتے ہیں۔ والد نے جواب دیا میں مسلمانوں کے سامنے نہیں بلکہ گھر میں چھپ کر کھاتا ہوں اور اس ماہِ مبارک کی بے حرمتی نہیں کرتا۔ کچھ عرصہ بعد اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ کسی نے خواب میں اسے جنت میں ٹہلتے ہوئے دیکھا تو حیرت سے پوچھا تو مجوسی تھا پھر جنت میں کیسے آ گیا؟ وہ کہنے لگا واقعی میں مجوسی تھا لیکن جب موت کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے رمضان شریف کے احترام کی برکت سے مجھے ایمان کی دولت عطا فرما دی اور مرنے کے بعد جنت سے سرفراز فرمایا۔ (نزہۃ المجالس جلد ا صفحہ ۲۱۷)

میرے بھائیو! رمضان شریف حرمت اللہ اور شعائر اللہ میں داخل ہے تو آتش پرست نے رمضان کا احترام کیا تو اللہ تعالیٰ نے ایمان عطا فرما کر جنت کی ابدی نعمتوں کا وارث بنا دیا پھر جس محبوب ﷺ کے صدقے رمضان ملا، قرآن ملا، ایمان ملا اور رب تعالیٰ کی معرفت حاصل ہوئی تو جو کوئی اس محبوب ﷺ کا دل و جان سے احترام کرے اللہ اس کو بھی اپنی رحمت سے مقاماتِ رفیع سے نوازے گا۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہو گیا کہ جو بھی شعائر اللہ کی تعظیم کرے رب کی رحمت سے دور ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ کا مقرب بنا لیتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی تعظیم تو یقیناً رحمت الٰہی کے

Marfat.com

حصول کا وسیلہ اعظم ہے۔اس کی بجا آوری پر کتنے انعامات ملیں گے؟ لیکن ۔

دل مردہ دل نہیں ہے اسے زندہ کر دوبارہ
کہ یہی ہے امتوں کے مرضِ کہن کا چارہ

بیسویں آیت:

قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَاِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ

(پ ۹،سورۃ الاعراف آیت ۱۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: "بولے اے موسیٰ! یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں۔"

میرے بھائیو! جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا تاکہ اس کو حق کی طرف بلائیں اور وہ بنی اسرائیل کو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھیج دے اس پر فرعون نے کہا اگر سچے ہو تو کوئی نشانی دکھاؤ۔اس پر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ ایک زرد رنگ کا بڑا سانپ بن گیا اور اپنی دم کے بدل ایک میل اونچا کھڑا ہو گیا۔پھر اس نے منہ کھولا تو اپنا ایک جبڑا زمین پر رکھا اور دوسرا فرعون کی محل کی دیوار پر پھر فرعون کی طرف مڑا تو فرعون اپنے تخت سے ڈر کر بھاگا اور ڈر کی وجہ سے اس کی ہوا خارج ہوگئی۔پھر لوگوں کی طرف رخ کیا تو ایسی بھگدڑ مچی کہ ہزاروں آدمی کچل کر مر گئے اور فرعون گھر میں جا کر چیخنے لگا اور کہنے لگا۔

اے موسیٰ (علیہ السلام)! تمہیں اس کی قسم جس نے تمہیں رسول بنایا ہے اس کو پکڑو میں تم پر ایمان لاتا ہوں اور تمہارے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیتا ہوں۔موسیٰ علیہ السلام نے اٹھایا تو وہ مثل سابق عصا تھا۔

اب سرداروں نے فرعون سے کہا یہ موسیٰ (علیہ السلام) جادوگر ہیں (نعوذ باللہ) اور تجھے تیرے ملک سے نکالنا چاہتے ہیں۔مشورہ کرنے کے بعد یہ طے پایا کہ مختلف شہروں سے ماہر جادوگر بلائے جائیں جو ان سے مقابلہ کر کے انہیں شکست دیں۔

مقررہ وقت موسیٰ علیہ السلام بھی تشریف لے آئے اور جادوگر بھی مقابلے کے لئے آ کھڑے ہوئے۔ اس وقت وہ جادوگر بولے جن کے قول کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر فرمایا ہے کہ:

Marfat.com

قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِمَّاۤ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّاۤ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ

(پ ۹، سورۃ الاعراف آیت ۱۱۵)

ترجمہ کنزالایمان: "بولے اے موسیٰ! یا تو آپ ڈالیں یا ہم ڈالنے والے ہوں۔"

اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تم ہی ڈالو تو جادوگروں نے اپنی رسیاں، رسے، شہتیر ڈالے تو وہ سانپ بن گئے اور سارا میدان بھر گیا۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مبارک ڈالا تو وہ عظیم الشان اژدھا بن گیا اور جادوگروں کے سانپوں کو نگل گیا جن کا وزن تین سو اونٹ اٹھاتے تھے۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے اپنے ہاتھ میں لیا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا۔ یہ دیکھ کر جادوگروں نے پہچان لیا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کا جادو نہیں بلکہ یہ اللہ کی طرف سے ان کو معجزہ عطا ہوا ہے تو جادوگر سجدے میں گر گئے اور کہنے لگے۔

اٰمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝ رَبِّ مُوْسٰى وَ هٰرُوْنَ ۝

ترجمہ کنزالایمان: "ہم ایمان لائے جہان کے رب پر جو رب ہے موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کا۔"

تو اس طرح جادوگروں کو ایمان کی دولت نصیب ہوگئی۔ تفسیر مظہری میں تو یہ بھی ہے کہ جب جادوگروں نے سجدے سے سر اٹھایا تو انہوں نے جنت کے اندر اپنے مکانات کو دیکھ لیا۔ آخر کار جب جادوگر ایمان لائے تو فرعون نے ان کو پھانسی دینے کا کہا اور واقعی پھانسی دی بھی گئی تو اس طرح مقام شہادت مل گیا۔

میرے بھائیو! ان جادوگروں کو جو ایمان کی لازوال نعمت ملی اس کا سبب کیا تھا؟ تو سورۃ الاعراف کی اس مذکورہ آیت ۱۱۵ کے تحت تفسیر خازن میں ہے۔

فِیْ هٰذِهِ الْاٰیَةِ دَقِیْقَةٌ لَطِیْفَةٌ وَهِیَ اَنَّ السَّحَرَةَ رَاعَوْا مَعَ مُوْسٰی علیہ السلام حُسْنَ الْاَدَبِ حَیْثُ قَدَّمُوْهُ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ فِی الْاِلْقَاءِ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ عَوَّضَهُمْ حَیْثُ تَاَدَّبُوْا مَعَ نَبِیِّهٖ مُوْسٰی علیہ السلام اَنْ مَنَّ عَلَیْهِمْ بِالْاِیْمَانِ وَالْهِدَایَةِ

"اس آیت کریمہ میں بڑی لطف کی بات ہے وہ یہ کہ جادوگروں نے موسیٰ علیہ السلام کا

Marfat.com

ادب کیا اس طرح کہ انہوں نے پہلے موسیٰ علیہ السلام کو عصا ڈالنے کا کہا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کا ادب کرنے کی وجہ سے ان جادوگروں کو ایمان اور ہدایت کی دولت سے مالا مال کر دیا۔" (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ تحت ھذہ الآیۃ)

تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت ہے کہ:

ذٰلِكَ تَاَدُّبًا مِنَ السَّحَرَةِ مَعَ مُوْسٰى وَقَدْ جُوْزُوْا عَلَيْهِ بِالْاِيْمَانِ وَالنَّجَاةِ مِنَ النَّارِ

"اور وہ جادوگروں کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم تھی جس پر ان کو یہ انعام دیا گیا کہ ایمان سے مشرف ہوئے اور جہنم سے نجات پائی۔"

میرے بھائیو! آپ غور کریں کہ جادوگر، موسیٰ علیہ السلام کے مقابلے کے لئے آگئے ہیں اور اپنے فن کا مظاہرہ بھی کیا ہے لیکن ان سے ایک اچھا کام ہوگیا وہ یہی کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا ڈالنے میں ادب کیا تو اللہ تعالیٰ نے اسی ادب کی وجہ سے ان کو ایمان عطا فرمایا جس طرح کہ آپ نے مفسرین کرام کے نظریات کو پڑھ لیا تو اب اتنے سے ادب پر اللہ تعالیٰ نے ان جادوگروں کو چار انعامات سے نوازا۔

۱۔ ایمان کی دولت نصیب ہوئی

۲۔ صابر بن گئے

۳۔ شہادت کا مقام حاصل کیا

۴۔ اور جنت کے باغوں کے وارث ہوئے

تو جب کلیم اللہ علیہ السلام کے ادب کی برکت سے جادوگروں پر اتنے انعامات ہو رہے ہیں تو حبیب اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب کی وجہ سے ایمان والوں پر کیسی نوازشات الٰہی کی بارش ہوگی؟

شیروں نے موسیٰ علیہ السلام کا ادب کیا:

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کا ذکر کرتے ہوئے تفسیر درمنثور کے اندر امام جلال الدین سیوطی

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام، فرعون کے پاس اس شہر میں گئے جس کے اردگرد اس نے جنگل میں شیر باندھ رکھے تھے اور ان شیروں کی کیفیت یہ تھی کہ جس پر وہ چھوڑے جاتے اسے کھا جاتے تھے اور شہر کے اس جنگل میں چار دروازے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام اس بڑے راستے سے فرعون کے پاس گئے جو فرعون نے دیکھا ہوا تھا۔ جب شیروں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا تو وہ لومڑیوں کی طرح چیخنے لگے۔ جو منتظم تھے وہ یہ کیفیت دیکھ کر بھاگ گئے تو موسیٰ علیہ السلام، فرعون کی طرف متوجہ ہوئے حتیٰ کہ اس دروازے تک پہنچ گئے تو آپ علیہ السلام نے اپنے عصا مبارک سے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ علیہ السلام نے اون کا جبہ اور شلوار پہنی ہوئی تھی۔ دربار کے نگران نے آپ علیہ السلام کو دیکھا تو آپ علیہ السلام کی جرأت پر حیران ہوا۔ اس نے آپ علیہ السلام کو اندر آنے کی اجازت نہ دی۔ اس نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ کس کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو؟ تم اپنے سردار کا دروازہ کھٹکھٹا رہے ہو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا میں اور فرعون سب رب کے غلام ہیں۔ اس کے بعد وہی معاملہ ہوا جو ابھی آپ نے پڑھا کہ عصا سانپ بن گیا اور فرعون ڈر گیا۔

حضرت وہب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں فرعون پہلے چالیس دنوں میں ایک مرتبہ بیت الخلاء جاتا تھا اب اس عصا کے سانپ بن جانے کے ڈر کی وجہ سے روزانہ چالیس مرتبہ بیت الخلاء جانے لگا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام شہر سے باہر تشریف لائے جب آپ علیہ السلام ان شیروں کے پاس سے گزرے تو وہ آپ علیہ السلام کے سامنے دم دبا کر جھک گئے اور موسیٰ علیہ السلام کو الوداع کرنے کے لئے آپ علیہ السلام کے ساتھ چلے۔

(تفسیر درمنشور پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱)

☆☆☆

Marfat.com

آثارِ موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم

اکیسویں آیت:

وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ اِنَّ اٰيَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ يَّاْتِيَكُمُ التَّابُوْتُ فِيْهِ سَكِيْنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَبَقِيَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَاٰلُ هٰرُوْنَ تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓئِكَةُ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝

(پ ۲، سورۃ البقرہ آیت ۲۴۸)

ترجمہ کنزالایمان: "اور ان سے ان کے نبی نے فرمایا اس کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ آئے تمہارے پاس تابوت جس میں تمہارے رب کی طرف سے دلوں کا چین ہے اور کچھ بچی ہوئی چیزیں معزز موسیٰ (علیہ السلام) اور معزز ہارون (علیہ السلام) کے ترکہ کی اٹھاتے لائیں گے اسے فرشتے بے شک اس میں بڑی نشانی ہے تمہارے لئے اگر ایمان رکھتے ہو۔"

جب اللہ کے نبی حضرت شموئیل علیہ السلام نے بنی اسرائیل سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تم پر طالوت کو بادشاہ بنایا ہے تو انہوں نے پوچھا کہ اس کی سلطنت کی نشانی کیا ہوگی؟ تو اس پر حضرت سیدنا شموئیل علیہ السلام نے ارشاد فرمایا جو کہ اس آیت میں مذکور ہے کہ طالوت کی بادشاہی کی نشانی یہ ہے کہ تمہارے پاس ایک تابوت آئے گا۔

اس تابوت کے بارے میں تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ یہ تابوت شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا جس کی لمبائی تین ہاتھ اور چوڑائی دو ہاتھ تھی۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر نازل فرمایا تھا۔ اس میں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی تصویریں تھیں اور ان کے مساکن و مکانات کی تصویریں تھیں اور آخر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر مبارک اور دولت سرائے اقدس کی تصویر ایک سرخ یاقوت میں تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بحالت قیام نماز میں ہیں اور ارد گرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تشریف فرما ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام نے ان تمام تصویروں کو دیکھا

Marfat.com

اور یہ صندوق وراثتاً منتقل ہوتا رہا یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام تک پہنچا۔آپ اس میں تورات شریف رکھا کرتے تھے اور اپنا مخصوص سامان بھی چنانچہ یہ جو فرمایا گیا کہ اس میں موسیٰ و ہارون علیہما السلام کا ترکہ ہے تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس صندوق میں تورات شریف کی تختیوں کے ٹکڑے، موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک، آپ علیہ السلام کے کپڑے اور نعلین شریف بھی تھی۔حضرت ہارون علیہ السلام کا عصا مبارک، عمامہ شریف تھا اس کے علاوہ اس میں تھوڑا سا "من" یعنی وہ کھانا جو بنی اسرائیل پر آسمان سے نازل ہوا تھا۔حضرت موسیٰ علیہ السلام جنگوں کے موقعوں پر اس صندوق کو آگے رکھتے تھے تو اس سے بنی اسرائیل کے دلوں کو تسکین رہتی تھی۔موسیٰ علیہ السلام کے بعد یہ تابوت بنی اسرائیل میں وراثتاً چلتا رہا اور جب انہیں کوئی مشکل درپیش ہوتی تو اس کو سامنے رکھتے اور دعا کرتے اور مشکل حل ہو جاتی تھی۔دشمن کے مقابلے میں اس سے فتح حاصل کرتے تھے۔جب بنی اسرائیل کی حالت خراب ہوگئی اور ان کی بدعملی بڑھ گئی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر قوم عمالقہ کو مسلط کر دیا اور وہ ان سے تابوت چھین کر لے گئے۔اس کو نجس اور گندے مقامات پر رکھا اور بے حرمتی کی تو ان بے ادبیوں کی وجہ سے وہ طرح طرح کے مصائب و امراض میں مبتلا ہو گئے۔ان کی پانچ بستیاں ہلاک ہو گئیں۔اس طرح عمالقہ کو یقین ہو گیا کہ تابوت کی بے ادبی ان کی بربادی کا سبب ہے تو انہوں نے تابوت کو ایک بیل گاڑی پر رکھ کر اس کو چھوڑ دیا اور فرشتے اس کو بنی اسرائیل کے سامنے طالوت کے پاس لے آئے۔اس تابوت کا بنی اسرائیل کے پاس واپس آنا طالوت کی بادشاہی قرار دیا گیا تو یہ تابوت دیکھ کر بنی اسرائیل نے طالوت کی بادشاہی کو تسلیم کر لیا اور جہاد کے لئے آمادہ ہو گئے۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

جَاءَتِ الْمَلٰئِكَةُ تَحْمِلُ التَّابُوْتَ بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ حَتّٰى وَضَعَتْهُ بَيْنَ يَدَیْ طَالُوْتَ وَالنَّاسُ يَنْظُرُوْنَ

"فرشتے اس تابوت کو زمین اور آسمان کے درمیان اٹھا کر لائے اور حضرت طالوت کے سامنے رکھ دیا اور لوگ یہ سب منظر دیکھ رہے تھے۔"

میرے بھائیو! موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام کے تبرکات کو فتح کا وسیلہ سمجھتے ہوئے آگے آگے رکھنا تعظیم پر دلیل ہے اور انہی تبرکات کو فرشتے اٹھا کر لائے تو گویا فرشتے بھی موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم کر رہے ہیں۔

Marfat.com

چیونٹی کا سلیمان علیہ السلام کا ادب کرنا

بائیسویں آیت:

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی حضرت داؤد علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام کو بڑی شان و شوکت عطا فرمائی اور نبوت وعلم وملک میں حضرت داؤد علیہ السلام کا وارث بنایا۔ پہلے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت سلیمان علیہ السلام کو زمین کے مشرق سے مغرب تک بادشاہت عطا فرمائی جس کی مدت چالیس سال ہے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے پوری دنیا کا بادشاہ بنایا۔ جنوں، انسانوں، شیاطین، پرندے، درندے، چوپائے سب پر آپ علیہ السلام کی حکومت ہوگئی اور سب کی بولیاں آپ علیہ السلام کو سکھادی گئیں۔

امام محمد بن کعب القرظی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے لشکر کے ٹھہرنے کی جگہ سو فرسخ تھی۔ ان میں سے پچیس فرسخ انسانوں کے لئے، پچیس فرسخ جنوں کے لئے، پچیس فرسخ جانوروں کے لئے اور پچیس فرسخ پرندوں کے لئے تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت جنوں نے سونے اور ریشم سے بنایا جس کی لمبائی بھی ایک فرسخ تھی اور چوڑائی بھی ایک فرسخ تھی۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کی کرسی درمیان میں ہوتی تھی اور اردگرد سونے اور چاندی کی کرسیاں لگتی تھیں۔ سونے کی کرسیوں پر انبیاء کرام علیہم السلام تشریف فرما ہوتے تھے جبکہ چاندی کی کرسیوں پر علماء کرام تشریف فرما ہوتے تھے۔ پھر چاروں طرف انسان ہوتے تھے اور ان کے گرد جن اور شیاطین اور ان کے گرد جانور جبکہ پرندے ان سب پر اپنے پروں سے سایہ کئے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج کی ایک کرن بھی پورے لشکر پر نہیں پڑتی تھی۔ اس کے علاوہ ایک لکڑی پر ہزار کمرہ بنایا گیا تھا جن میں تین سو گرم اور سات سو ٹھنڈے تھے۔ یہ اتنی شان وشوکت والا لشکر تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام جب کہیں جانے کا ارادہ فرماتے تو ہوا کو حکم دیتے وہ اس سارے تخت کو اڑا کر لے جاتی جہاں کا حکم ہوتا۔ اس لشکر کا ذکر ہے کہ جب ایک مرتبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کا لشکر جا رہا تھا تو راستے میں طائف کی وادی یا دوسری روایت کے مطابق شام کی وادی میں پہنچے جو کہ چیونٹیوں کی وادی تھی اور وہاں چیونٹیاں اپنے بلوں سے باہر تھیں۔ ان کی ملکہ نے ان کو کہا جو کہ لنگڑی تھی اور اس کا نام طاخیہ تھا ان کی اس سردار چیونٹی نے جب حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے لشکر کو دیکھا تو اپنے سارے گروہ کی

Marfat.com

چیونٹیوں کو مخاطب کر کے بولی۔اس کا قول اللہ نے قرآن مجید میں ذکر فرمایا ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ یّٰۤاَیُّهَا النَّمْلُ ادْخُلُوْا مَسٰكِنَكُمْۚ لَا یَحْطِمَنَّكُمْ سُلَیْمٰنُ وَ جُنُوْدُهٗۙ وَ هُمْ لَا یَشْعُرُوْنَ ○(پ۱۹،سورۃ النمل آیت ۱۸)

ترجمہ کنزالایمان :"ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو! اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں۔"

اس آیت مقدمہ میں چیونٹی کا عظیم عقیدہ بیان ہوا ہے کہ اس نے اللہ کے نبی کی تعظیم کرتے ہوئے اپنی ماتحت چیونٹیوں کو کہا کہ اے چیونٹیو! اپنے اپنے گھروں میں چلی جاؤ کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ کے نبی سلیمان علیہ السلام اور ان کا لشکر تمہیں بے خبری میں کچل نہ دیں تو اس چیونٹی کا عقیدہ تھا کہ جان بوجھ کر نبی ایسا نہیں کرتے اور بے خبری میں ایسا ہو سکتا ہے کہ تمہاری طرف متوجہ نہ ہوں تو نبی کو گناہوں سے پاک سمجھنا ہی ان کی تعظیم ہے۔

اس آیت کے تحت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر کبیر میں لکھا ہے۔

{وَهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ} كَاَنَّهَا عَرَفَتْ اَنَّ النَّبِيَّ مَعْصُوْمٌ فَلَا يَقَعُ مِنْهُ قَتْلُ هٰذِهِ الْحَيْوَانَاتِ اِلَّا عَلٰى سَبِيْلِ السَّهْوِ وَهٰذَا تَنْبِيْهٌ عَظِيْمٌ عَلٰى وُجُوْبِ الْجَزْمِ بِعِصْمَةِ الْاَنْبِيَآءِ

"گویا کہ چیونٹی جانتی تھی کہ اللہ کے نبی معصوم ہوتے ہیں ان سے اس طرح کے حیوانات کا بھی قتل واقع نہیں ہوتا مگر سہو سے اور یہ اس بات پر عظیم تنبیہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت کا جزم و یقین واجب ہے۔" (تفسیر کبیر تحت ھذہ الآیۃ)

اسی طرح تفسیر خازن میں ہے کہ:

عَلِمَتِ النَّمْلَةُ اَنَّ سُلَيْمَانَ نَبِيٌّ لَيْسَ فِيْهِ جَبْرُوْتِيَّةٌ وَّلَا ظُلْمٌ

"چیونٹی نے جان لیا کہ سلیمان علیہ السلام نبی ہیں ان میں جبر و ظلم نہیں ہے۔"

(تفسیر خازن وتفسیر بغوی تحت ھذہ الآیۃ)

اس سے معلوم ہوا کہ چیونٹی کا عقیدہ تعظیم نبی یہ تھا کہ اللہ کے نبی علیہ السلام جبر و ظلم سے پاک ہوتے

Marfat.com

ہیں اور وہ معصوم ہوتے ہیں اس نے اسی تعظیم کو ہی بیان کرتے ہوئے چیونٹیوں کو بلوں میں گھس جانے کا کہا۔ اب اللہ تعالیٰ کو اس چیونٹی کا یہ کلام اتنا پسند آیا کہ اس نے میرے نبی کی تعظیم کی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے کلام کو قرآن پاک کی آیت بنا دیا۔

اس کے علاوہ دوسری بات یہ ہے کہ چیونٹی بولتی بھی نہیں اور ذی العقول بھی نہیں مگر عظمت نبی کا مسئلہ تھا تو یہ کوئی بعید نہیں ہے کہ اللہ نے اس چیونٹی کی سردار میں بولنے کی طاقت پیدا کر دی ہو اور غیر عاقل ہونے کے باوجود اللہ کے نبی علیہ السلام کی تعظیم کر کے عقول والوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیا کہ جب چیونٹی جیسی مخلوق تعظیم نبی ﷺ کے جذبہ سے سرشار ہے تو انسان کو بدرجہ اولیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعظیم کرنی چاہیے۔ اس چیونٹی نے جو خطاب کیا وہ اس طرح ہے جیسے کہ آدمی کو خطاب کیا جاتا ہے۔ اُدْخُلْنَ نہیں کہا بلکہ اُدْخُلُوْا کہا ہے۔

اب چیونٹیوں نے اپنی ملکہ کا کلام سنا بھی، سمجھا بھی اور اس پر عمل بھی کیا ہے تو یوں انہوں نے بھی تعظیم نبی علیہ السلام کا مظاہرہ کیا ہے۔ یہ سارا مفہوم تفسیر روح البیان میں درج ہے۔

ادھر یہ چیونٹیوں کی سردار اپنی رعایا کو نبی کی عظمت اور تعظیم کا درس دے رہی تھی اس وقت حضرت سلیمان علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کا لشکر چیونٹیوں کے اس گروہ سے تین میل کے فاصلے پر تھا تو آپ علیہ السلام نے تین میل دور ہی سے اس چیونٹی کی یہ بات سن لی اور پھر مسکرانا شروع کر دیا جس کا ذکر اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا (پ ۱۹، سورۃ النمل آیت ۱۹)

ترجمہ کنزالایمان: ”تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔“

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے مسکرانے کی دو وجوہات تھیں۔

۱۔ چیونٹی کے اس کلام سے آپ علیہ السلام کو تعجب ہوا کہ یہ بھی جانتی ہے کہ اللہ کے نبی رحیم اور شفیق ہوتے ہیں اور صاحب تقویٰ ہیں۔

۲۔ اس بات سے خوشی ہوئی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے چیونٹی کا کلام سننے اور سمجھنے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

اس آیت کے تحت مفسرین کرام نے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

وسعت علمی پر دلالت کرتا ہے۔

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ جب کوفہ میں تشریف لائے تو لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے اور آپ نے لوگوں سے کہا۔

سَلُوْانِیْ عَمَّا شِئْتُمْ

جو چاہے مجھ سے پوچھ لو۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ وہاں تشریف فرما تھے اور نوجوانی کی حالت میں تھے۔ آپ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ سلیمان علیہ السلام کی چیونٹی نر تھی یا مادہ؟ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ خاموش ہو گئے اس پر امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ مادہ تھی۔ آپ سے دریافت کیا گیا کہ یہ آپ کو کس طرح معلوم ہوا؟ آپ نے فرمایا قرآن پاک میں ہے۔

قَالَتْ نَمْلَةٌ

اگر نر ہوتی تو قرآن میں

قَالَ نَمْلٌ

ہوتا۔ یہ ہے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی وسعت نگاہ کا علم۔

(روح البیان و روح المعانی وکشاف تحت ھذہ الآیۃ)

☆☆☆

Marfat.com

مقاماتِ مقدسہ میں جوتے اتار کر جانا

تیئیسویں آیت:

فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى (پ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: "تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طوٰی میں ہے۔"

جب حضرت موسیٰ علیہ السلام مدین سے مصر کو حضرت شعیب علیہ السلام سے اجازت لے کر اپنی والدہ کو ملنے کے لئے آرہے تھے اور ساتھ ہی آپ علیہ السلام کی اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔ اہلیہ محترمہ حاملہ تھیں۔ چلتے چلتے طور کے مغربی جانب پہنچے۔ یہاں رات کے وقت بی بی صاحبہ کو دردِ زہ شروع ہوا۔ یہ رات اندھیری تھی۔ برف پڑ رہی تھی۔ سردی کی شدت تھی۔ آپ علیہ السلام کو دور سے آگ معلوم ہوئی تو آپ علیہ السلام نے بی بی صاحبہ کو کہا کہ ٹھہرو مجھے آگ نظر آرہی ہے میں اس سے تمہارے لئے کوئی چنگاری لاؤں یا پھر اس سے راستہ پاؤں۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام آگ کے قریب آئے تو دیکھا کہ وہاں ایک سرسبز و شاداب درخت ہے جو اوپر سے نیچے تک روشن ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جتنا اس کے قریب جاتے ہیں وہ درخت اتنا ہی دور ہوتا جاتا ہے۔ جب آپ علیہ السلام ٹھہرتے ہیں تو وہ درخت قریب ہو جاتا ہے۔

اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ ندا فرمائی گئی۔

يٰمُوْسٰى ۝ اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ۚ اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى ۝ (پ۱۶، سورۃ طٰہٰ آیت ۱۱ تا ۱۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اے موسیٰ! بے شک میں تیرا رب ہوں تو تو اپنے جوتے اتار ڈال بے شک تو پاک جنگل طوٰی میں ہے۔"

اب یہاں پر اللہ تعالیٰ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتار دینے کا حکم دے رہا ہے تو اس کی تفسیر میں مفسرین کرام کے چند اقوال ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم

Marfat.com

اس لئے دیا تھا کہ وہ جوتے مردہ گدھے کی کھال سے بنے ہوئے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے اس مقدس وادی کو ان جوتوں سے بچانے کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم دیا۔

یہی قول حضرت ابوذر غفاری، حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہم کا بھی ہے۔

امام کلبی و امام مقاتل اور حضرت ضحاک کا بھی یہی قول ہے۔ (تفسیر کبیر)

تفسیر ابن کثیر میں ہے کہ:

قِیْلَ: اِنَّمَا اَمَرَهٗ بِخَلْعِ نَعْلَیْهِ تَعْظِیْمِ الِلْبُقْعَةِ

کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس مقدس زمین کی تعظیم کے لئے دیا گیا تھا۔

اس پر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ کا قول بطورِ دلیل پیش کیا گیا ہے کہ:

کَمَا یُؤْمَرُ الرَّجُلُ اَنْ یَّخْلَعَ نَعْلَیْهِ اِذَا اَرَادَ اَنْ یَّدْخُلَ الْکَعْبَةَ

جس طرح کوئی بندہ کعبہ میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو کعبہ کی تعظیم کے پیش نظر اس کو جوتے اتارنے کا حکم دیا جاتا ہے اسی طرح موسیٰ علیہ السلام کو بھی جوتے اتارنے کا حکم اس مقدس زمین کی تعظیم کے پیش نظر دیا گیا۔

حضرت حسن بصری، حضرت مجاہد، حضرت سعید بن جبیر اور ابن جریج کا قول ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے جوتے مذبوحہ گائے کے تھے لیکن:

اُمِرَ بِخَلْعِهِمَا لِیُبَاشِرَ لِقَدَمَیْهِ تُرَابُ الْاَرْضِ الْمُقَدَّسَةِ لِتَنَالَهٗ بَرَکَتُهَا

موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم اس لئے دیا گیا تھا کہ اس مقدس زمین کی مٹی موسیٰ علیہ السلام کے قدموں کو لگ جائے اور برکت حاصل ہو جائے۔ (روح المعانی تفسیر خازن)

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو اس لئے جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا تھا کہ:

لِیَتَشَرَّفَ مَشْهَدُ الْوَادِیْ لِقُدُوْمِ قَدَمَیْهِ وَتَتَّصِلُ بَرَکَةُ الْاَرْضِ اِلَیْهِ

تاکہ آپ علیہ السلام کے قدم لگنے سے وادی کی یہ جامع جگہ عزت پائے اور اس زمین کی برکت آپ علیہ السلام کو مل جائے۔ (تفسیر روح البیان تحت آیت ۱۲ سورۂ طٰہٰ)

Marfat.com

اسی طرح روح البیان میں یہ قول بھی ہے کہ:

أُمِرَ بِذٰلِكَ لِاَنَّ الْحَفْوَةَ أُدْخَلَ فِي التَّوَاضُعِ وَحُسْنِ الْاَدَبِ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا اس لئے کہ جوتے اُتارنے میں تواضع اور حسن ادب ہے اور:

وَلِذٰلِكَ كَانَ بِشْرُ الْحَافِيْ وَنَحْوُهٗ يَسِيْرُوْنَ حُفَاةً

اسی لئے بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ اور ان جیسے اولیاء کاملین زمین پر پیدل چلا کرتے تھے۔

میرے بھائیو! یہ مفسرین کرام کے جتنے اقوال نقل کئے گئے ہیں ان کا ماحصل یہی ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جوتے اتارنے کا حکم دیا تو اس ارضِ مقدسہ کی تعظیم کے لئے تھا۔ اس لئے یہ حکم دینے کے بعد اس جوتے اتارنے کے حکم کی علت بھی ساتھ بیان کر دی۔

اِنَّكَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ طُوًى

اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! جوتے اس لئے اتارے ہیں کہ تم پاک وادی میں ہو۔

اسی آیت کی تفسیر میں صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کو جوتے اتارنے کا حکم دیا گیا کہ اس میں تواضع اور بقعہ معظمہ کا احترام اور وادی مقدس کی خاک سے حصولِ برکت کا موقع ہے۔ (خزائن العرفان تحت ھذہ الآیۃ)

یہ بات تقریباً تمام تفاسیر میں موجود ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جوتے اتارنے کا حکم دیا تو موسیٰ علیہ السلام نے وادی کے کنارے پر جوتے اتار دیئے تھے لہٰذا معلوم ہوا کہ متبرک مقامات کی تعظیم کرنا یہ قرآنی درس اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے اسی لئے تو ہمارے اکابرین مدینہ عالیہ کا ادب کرتے رہے جس طرح کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں ہے کہ آپ مدینہ منورہ میں سواری پر سوار ہو کر نہیں چلتے تھے۔

Marfat.com

چوبیسویں آیت:

اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا

(پ ۱۳، سورہ یوسف آیت ۹۳)

ترجمہ کنز الایمان: "میرا یہ کرتہ لے جاؤ اسے میرے باپ کے منہ پر ڈالو ان کی آنکھیں کھل جائیں گی۔"

جب مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بھائیوں کی ملاقات ہوئی اور آخری مرتبہ پر انہوں نے پہچان لیا کہ آپ علیہ السلام ہی یوسف علیہ السلام ہیں تو اس وقت حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے والد ماجد حضرت یعقوب علیہ السلام کا حال دریافت کیا تو بھائیوں نے بتایا کہ آپ علیہ السلام کی جدائی کے غم میں روتے روتے ان کی بینائی بحال نہیں رہی تو اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں سے یہ فرمایا تھا کہ میری قمیص لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے منہ پر ڈال دو ان کی آنکھیں روشن ہو جائیں گی۔

یوسف علیہ السلام کی قمیص منبع برکات:

یہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیص تھی اس کے بارے میں تفسیر خازن میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ قمیص جنتی ریشم کی تھی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے اتار کو نمرود کی آگ میں ڈالا گیا تھا اس وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام نے اللہ کے حکم سے جنتی ریشم کی قمیص لا کر حضرت ابراہیم علیہ السلام کو پہنا دی تھی۔ پھر وہ آپ ہی کے پاس رہی۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کا وصال ہوا تو وہ قمیص حضرت اسحٰق علیہ السلام کو ورثہ میں ملی۔ جب ان کا وصال ہوا تو یہی قمیص ورثہ میں حضرت یعقوب علیہ السلام کو ملی تھی اور پھر حضرت یعقوب علیہ السلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کو نظر بد لگنے کا خدشہ ہوا تو انہوں نے یہ قمیص تعویذ بنا کر حضرت یوسف علیہ السلام کے گلے میں ڈال دی تھی اور جب حضرت یوسف علیہ السلام کو کنویں میں ڈالا گیا تو حضرت جبرائیل امین علیہ السلام تشریف لائے اور گلے مبارکہ سے وہ تعویذ کی صورت میں جو قمیص تھی وہ نکالی اور حضرت یوسف علیہ السلام کو پہنا دی۔

Marfat.com

تفسیر خازن میں سورۃ یوسف کی آیت ۱۵ کے تحت لکھا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی جب آپ علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے لگے تو انہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ پاؤں باندھ دیئے اور قمیص اتار لی اور کنوئیں میں لٹکایا۔ جب آدھے کنوئیں تک پہنچ گئے تو انہوں نے رسی چھوڑ دی تاکہ آپ علیہ السلام کنوئیں میں گر کر ہلاک ہو جائیں۔ حضرت جبرائیل امین علیہ السلام وہاں پہنچے اور انہوں نے آپ علیہ السلام کے ہاتھوں کو کھول دیا اور جو کنوئیں میں ایک پتھر تھا اس پر آپ علیہ السلام کو بٹھا دیا اور جو قمیص آپ علیہ السلام کے گلے میں یعقوب علیہ السلام نے باندھی تھی اس کو نکال کر آپ علیہ السلام کو پہنا دیا اور اس سے اندھیرے کنوئیں میں روشنی ہو گئی۔ (تفسیر خازن جلد ۲ صفحہ تحت آیت ۱۵ سورۃ یوسف)

خلیفہ اعلیٰ حضرت صدر الافاضل سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ سورۃ یوسف کی اسی جگہ تفسیر میں فرماتے ہیں سبحان اللہ! انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک اجساد شریفہ میں کیسی برکت ہے کہ ایک قمیص جو اس بابرکت بدن سے مس ہوئی اس نے اندھیرے کنوئیں کو روشن کر دیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ ملبوسات اور آثارِ مقبولانِ حق سے برکت حاصل کرنا شرع سے ثابت اور انبیاء علیہم السلام کی سنت ہے۔

میرے بھائیو! غور فرمائیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے لئے جنت سے قمیص آئی جو آپ علیہ السلام کی اولاد میں تبرک کے طور پر چلتی رہی اور اسحٰق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام نے بھی اس کی تعظیم کی اور پھر یوسف علیہ السلام کے گلے میں باندھ دی گئی اور اندھیرے کنوئیں میں اس کی برکت سے اجالا ہی اجالا ہو گیا۔

جب یوسف علیہ السلام کو بھائیوں نے بتایا کہ آپ علیہ السلام کے غم میں روتے ہوئے آپ علیہ السلام کے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں کی بینائی بحال نہیں رہی تو اس وقت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ یہ اپنی قمیص اپنے باپ کی طرف بھجوائیں کہ اس میں جنت کی خوشبو ہے جس بیمار پر بھی رکھی جائے گی اللہ اسے فوراً شفایاب فرمائے گا۔

تو یوسف علیہ السلام نے یہ قمیص اپنے بھائیوں کو دی تھی تاکہ میرے والد کے پاس لے جائیں۔ جب وہ قمیص لے کر قافلہ مصر سے نکلا تھا اور اس قافلہ کے آگے آگے یوسف علیہ السلام کے بھائی یہودا تھے جو بچپن میں خون والی قمیص لے کر یعقوب علیہ السلام کے پاس گئے گئے اور کہا تھا کہ یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے آج انہوں نے کہا کہ میں یہ قمیص لے کر جاؤں گا کہ آج اپنے باپ کو میں ہی خوش کروں گا۔ ان

Marfat.com

کے پاس سات روٹیاں تھیں جن کو راستے میں کھا کر ختم نہ کر سکے اور اسی فرسنگ کا فاصلہ دوڑ کر طے کیا۔ قافلہ ادھر سے چلا تھا کہ ادھر یعقوب علیہ السلام نے فرمایا۔

اِنِّیْ لَاَجِدُ رِیْحَ یُوْسُفَ

بے شک میں یوسف علیہ السلام کی خوشبو پاتا ہوں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس خوشبو کو اسی فرسخ کے فاصلے سے محسوس کر لیا اور جب یہودا قمیص یوسف علیہ السلام لے کر اپنے باپ یعقوب علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور:

اَلْقٰهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِیْرًا

اس نے وہ کرتہ یعقوب علیہ السلام کے منہ پر ڈالا تو اسی وقت ان کی آنکھیں روشن ہو گئیں۔

پچیسویں آیت:

اَمْ حَسِبْتَ اَنَّ اَصْحٰبَ الْكَهْفِ وَالرَّقِیْمِ ۙ كَانُوْا مِنْ اٰیٰتِنَا عَجَبًا

(پ ۱۵، سورۃ الکہف آیت ۹)

ترجمہ کنز الایمان: "کیا تمہیں معلوم ہوا کہ پہاڑ کی کھوہ اور جنگل کے کنارے ہماری ایک عجیب نشانی تھے۔"

اس آیت میں اصحابِ کہف کا ذکر ہے۔ ان کا واقعہ سورۃ الکہف کے ابتدائی چار رکوع میں اللہ کریم جل جلالہ نے بیان فرمایا ہے اور مفسرین کرام نے تفسیر فرمائی ہے۔

اصحابِ کہف کا مختصر واقعہ:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد اہل انجیل کی حالت ابتر ہو گئی۔ وہ بت پرستی میں مبتلا ہوئے اور دوسروں کو بت پرستی پر مجبور کرنے لگے۔ ان میں دقیانوس بادشاہ بڑا جابر تھا۔ جو بت پرستی پر راضی نہ ہوتا تھا اس کو قتل کر ڈالتا تھا۔ اصحابِ کہف شہر افسوس کے شرفاء و معززین میں سے ایماندار لوگ تھے۔ دقیانوس کے جبر و ظلم سے اپنا ایمان بچانے کے لئے بھاگے۔ امر قریب کے ایک پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ

Marfat.com

اَلْمَجْلِسُ اِلَّا لِثَلَاثَةٍ لِذِیْ سَنٍّ لِسِنِّهٖ وَذِیْ عِلْمٍ لِعِلْمِهٖ وَذِیْ سُلْطَانٍ لِسُلْطَانِهٖ

"حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ صرف تین بندوں کے لئے مجلس میں وسعت پیدا کی جائے گی۔(۱) بوڑھے مسلمان کے لئے اس کے بڑھاپے کی وجہ سے (۲) صاحب علم کے لئے اس کے علم کی وجہ سے اور (۳) نیک بادشاہ کے لئے اس کی نیکی وعدل کی وجہ سے۔"

اسی طرح نماز میں امامت کے بارے میں حدیث میں فرمایا۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا حَضَرَتِ الصَّلٰوةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ اَحَدُكُمْ وَلْيَؤُمَّكُمْ اَكْبَرُكُمْ

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے کوئی ایک اذان پڑھے اور تم میں سے بڑا امامت کرے۔"

(شعب الایمان باب فی رحم الصغیرة وتوقیر الکبیر رقم الحدیث ۱۰۹۹۵)

عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَدِمَ وَفْدُ جُهَيْنَةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ غُلَامٌ يَتَكَلَّمُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَهْ فَاَيْنَ الْكِبَرُ

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قبیلہ جہینہ کا وفد رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو ان میں سے ایک لڑکا کھڑا ہو کر گفتگو کرنے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ٹھہر جاؤ بڑے کہاں ہیں؟" (شعب الایمان باب فی رحم الصغیرة وتوقیر الکبیر رقم الحدیث ۱۰۹۹۶)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے بڑے مسلمان کو یہ شرف عطا فرمایا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے چھوٹے گفتگو نہ کریں بلکہ بڑے کا ادب کرتے ہوئے خاموش رہیں۔

اسی پر دلیل بخاری شریف کی وہ حدیث ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے ایسے درخت کے بارے میں پوچھا کہ جس کے پتے نہیں جھڑتے تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما چھوٹے تھے ان کو جواب آتا تھا کہ وہ کھجور کا درخت ہے لیکن بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم موجود تھے تو ان کا ادب کرتے ہوئے خاموش رہے اور

Marfat.com

اس کی تفصیل حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے عقیدہ تعظیم کے عنوان کے تحت دیکھو۔

(بخاری شریف جلد ۱ حدیث ۶۱، کشف الغمہ للشعرانی جلد ۲ صفحہ ۲۹۱)

اسی طرح ایک حدیث میں تعظیم اکابر کو یوں روشناس کرایا گیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَقُّ کَبِیْرِ الْاِخْوَۃِ عَلٰی صَغِیْرِھِمْ حَقُّ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِہٖ

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بڑے بھائی کا حق چھوٹے بھائی پر ایسا ہے جس طرح باپ کا اپنے بیٹے پر۔" (شعب الایمان باب فی برالوالدین رقم الحدیث ۷۹۲۹)

لہٰذا جس طرح باپ کی عزت ضروری ہے اسی طرح بڑے بھائی کی عزت بھی ضروری ہے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لائے اور نماز کا وقت ہو گیا تو حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے کہا اے ابوعبدالرحمن! (عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی کنیت ہے) آگے بڑھو یعنی امامت کراؤ کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ عمر میں بڑے ہیں اور علم بھی زیادہ رکھتے ہیں۔ اس پر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں، بلکہ امامت کروائیں ہم آپ رضی اللہ عنہ کے گھر آئے ہیں۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور نماز پڑھادی۔ (مختصراً)

(تفسیر درمنثور پ ۱۶، سورۃ طٰہٰ تحت آیت ۱۲، المعجم الکبیر جلد ۹ صفحہ ۲۵۵، رقم الحدیث ۹۳۶۲)

اسی طرح تعظیم اکابر کو بیان کرتے ہوئے علامہ اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور زمانہ تفسیر قرآن تفسیر روح البیان میں نقل کیا ہے کہ:

قَالَ اَبُوْ عُثْمَانَ الْمَغْرِبِیُّ رحمۃ اللہ علیہ اَلْاَدَبُ عِنْدَ الْاَکَابِرِ وَفِیْ مَجَالِسِ السَّادَاتِ مِنَ الْاَوْلِیَاءِ یُبَلِّغُ لِصَاحِبِہٖ اِلَی الدَّرَجَاتِ الْعُلٰی وَالْخَیْرِ فِی الْاَوَّلِ وَالْعُقْبٰی فَکَمَا لَابُدَّ مِنَ التَّاَدُّبِ مَعَہٗ عَلَیْہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ فَکَذَا مَعَ اَسْنَنَّ بِسُنَّتِہٖ کَالْعُلَمَآءِ الْعَامِلِیْنَ

"حضرت ابوعثمان مغربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بڑوں کی تعظیم کرنا اور اولیاء کاملین کی مجالس کا ادب کرنا یہ ایسا عمل ہے جو کہ اس ادب کرنے والے کو دنیا اور آخرت میں

Marfat.com

اعلیٰ درجات پر پہنچا دیتا ہے اور خیر مل جاتی ہے جس طرح رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنا ضروری ہے اسی طرح جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت پر عمل کیا اور سنت رسول اللہ ﷺ کی تبلیغ کو ہی اپنا مقصد حیات بنا لیا ان لوگوں کی تعظیم و تکریم کرنا بھی ضروری ہے جیسا کہ باعمل علماء کرام کہ ان کی تعظیم بھی ضروری ہے۔"

(تفسیر روح البیان سورۃ الحجرات تحت آیت ۴ تا ۵)

اللہ تعالیٰ ہمیں بزرگوں اور بڑے مسلمانوں کی تعظیم کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

کعبہ کی تعظیم

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ وَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا

"جب تم پاخانہ کے لئے جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ پیٹھ۔"

(عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۲۱۰، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۴۲)

اس حدیث کی شرح میں حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

اَیْ جِهَةَ الْكَعْبَةِ تَعْظِيْمًا لَّهَا

یعنی کعبہ شریف کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرنے کا حکم اس کی تعظیم کے لئے ہے۔

اسی طرح حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا قَامَ اَحَدُكُمْ اِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ اَمَامَهٗ

"جب تم میں سے کوئی نماز کے لئے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے۔"

(صحیح مسلم، مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۶۹، صحیح بخاری)

اب یہ جو رسول اللہ ﷺ نے کعبہ کی طرف تھوکنے سے منع فرمایا ہے اس کی علت بیان کرتے ہوئے علامہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

تَخْصِيْصُ الْقِبْلَةِ لِتَعْظِيْمِهَا

Marfat.com

"قبلہ کی جانب تھوکنے سے منع کیا گیا ہے اس کی تعظیم کی وجہ سے۔"

(مرقاۃ المفاتیح جلد ا صفحہ ۴۵۵)

ان احادیث مبارکہ سے ان لوگوں کا اشکال بھی دور ہو گیا جو کہتے ہیں کہ دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اس لئے کرتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے سامنے موجود ہوتے تھے اور تم لوگ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ ہی نہیں رہے تو تم ان کی تعظیم کیوں کر سکتے ہو؟

یہ اعتراض ان احادیث سے یوں دور ہوا کہ دیکھو اگرچہ کعبہ نظر نہیں آ رہا ہم سے ہزاروں میل دور ہے اور ہماری آنکھوں سے اوجھل ہے لیکن پھر بھی کعبہ کی تعظیم ضروری ہے اور اس کا ادب کرتے ہوئے نہ اس کی طرف پیشاب کے وقت منہ کر سکتے ہیں اور نہ پیٹھ کہ دونوں حرام ہیں اور نہ ہی اس کی طرف منہ کر کے تھوک سکتے ہیں اس لئے کہ کعبہ معظم ہے اور معظم کا سامنے ہونا ضروری نہیں تو لہذا اگر ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھ رہے تو ان کی تعظیم و توقیر پھر بھی بہر حال لازم و اہم ہے۔

ان مذکورہ احادیث کے علاوہ بھی اسی مفہوم کی کثیر روایات ہیں جیسا کہ حدیث پاک میں صراحۃً قبلہ کی تعظیم کا حکم موجود ہے چنانچہ:

عَنْ سُرَاقَةَ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا اَتٰى اَحَدُكُمُ الْغَائِطَ فَلْيُكْرِمْ قِبْلَةَ اللهِ فَلَا يَسْتَقْبِلَنَّ الْقِبْلَةَ

"حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لئے جائے تو اللہ تعالیٰ کے قبلہ کی تعظیم و توقیر کرے اور اس کی طرف منہ نہ کرے۔" (کنز العمال، مصنف عبد الرزاق، طبرانی)

اس کے علاوہ یہ روایت بھی موجود ہے۔

عَنِ الْحَسَنِ مُرْسَلًا قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ جَلَسَ بِبَوْلٍ قِبَالَةَ الْقِبْلَةِ فَذَكَرَ فَتَحَرَّفَ عَنْهَا اِجْلَالًا لَّهَا لَمْ يَقُمْ مِّنْ مَّجْلِسِهٖ حَتّٰى يُغْفَرَ لَهٗ

"حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے مرسلاً روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص

Marfat.com

(بھول کر) پیشاب کے وقت قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھا پھر اس کو یاد آ گیا اور قبلہ شریف کی تعظیم کرتے ہوئے پھر گیا تو اس کے اپنی جگہ سے اٹھنے سے پہلے اس کے گناہ بخش دیئے جاتے ہیں۔" (کنز العمال، طبرانی)

کعبہ کی طرف تھوکنے والے کو امامت سے روک دیا:

حضرت ابوسہلہ سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

اَنَّ رَجُلًا اَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِی الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّیْ لَكُمْ فَاَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ يُّصَلِّیَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ وَاَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ اَنَّهٗ قَالَ اِنَّكَ اٰذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"ایک شخص نے ایک قوم کی امامت کی اور اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے جب وہ شخص نماز سے فارغ ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے لوگو! یہ شخص تم کو نماز نہ پڑھائے۔ اس کے بعد اس شخص نے نماز پڑھانے کی کوشش کی مگر ان لوگوں نے اس کو امامت سے روک دیا اور سرکار ﷺ کا فرمان سنا دیا۔ اس شخص نے آ کر رسول اللہ ﷺ سے سارا واقعہ عرض کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں! میں نے منع کیا ہے۔ راوی فرماتے ہیں کہ میرا گمان ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ بے شک تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے۔"

(سنن ابی داؤد باب فی کراہیۃ البزاق فی المسجد جلد ۱ صفحہ ۸۱، عمدۃ القاری باب حک البزاق بالید من المسجد جلد ۴ صفحہ ۲۲۴ تحت رقم الحدیث ۴۰۵، صحیح ابن حبان)

میرے بھائیو! اس حدیث پاک سے ہمیں کعبہ معظمہ کی عظمت و شان کا پتہ چلتا ہے کہ جس نے

Marfat.com

کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکا رسول اللہ ﷺ نے اس کو کعبہ کی بے ادبی کی وجہ سے امامت کے منصب سے ہٹا دیا اور صرف ہٹایا ہی نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ نے ساتھ یہ بھی فرما دیا کہ تو نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو تکلیف دی ہے اور اس نے تکلیف کیسے دی وہ اس طرح کہ نبی کریم ﷺ نے کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے سے منع فرمایا تو اس شخص نے کعبہ کی طرف تھوک کر حکم عدولی کی جس کو رسول اللہ ﷺ نے تکلیف دینے سے تعبیر کیا ہے جیسا کہ عمدۃ القاری سے واضح ہے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں بھی فرمایا ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دی اور اللہ و رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والے کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِیْنًا (پ ۲۲، سورۃ الاحزاب آیت ۵۰)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پر اللہ کی لعنت ہے دنیا اور آخرت میں اور اللہ نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

جب کعبہ کی طرف منہ کر کے تھوکنے والا حکم عدولی کرتا ہے اور کعبہ کی بے ادبی کرتا ہے تو وہ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو تکلیف دینے والا ٹھہرا اور اس پر اللہ کی دنیا اور آخرت میں لعنت ہے اور آخرت میں دردناک عذاب ہے تو جو کوئی کعبہ کے کعبہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے چاند ﷺ کی شان میں نازیبا الفاظ کہے اور خود بھی بے ادب ہو اور اپنی اولاد کو بھی رسول اللہ ﷺ کی شان میں بکواس سکھائے تو کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہیں دی؟ کیا اس پر اللہ کی لعنت نہیں ہو گی؟ کیا وہ آخرت میں عذابِ جہنم میں گرفتار نہیں ہو گا؟ ہو گا اور ضرور ہو گا۔

سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ والی حدیث کی تائید کے طور پر امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ایک اور حدیث المعجم الکبیر کے حوالے سے نقل فرمائی ہے۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ اَمَرَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ رَجُلًا

Marfat.com

يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ الظُّهْرَ فَتَفَلَ بِالْقِبْلَةِ وَهُوَ يُصَلِّيْ بِالنَّاسِ فَلَمَّا كَانَ صَلٰوةُ الْعَصْرِ اَرْسَلَ اِلٰى اٰخَرَ فَاَشْفَقَ الرَّجُلُ الْاَوَّلُ فَجَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُنْزِلَ فِيْ شَيْءٍ قَالَ وَالٰكِنَّكَ تَفَلْتَ بَيْنَ يَدَيْكَ وَاَنْتَ تَؤُمُّ النَّاسَ فَاٰذَيْتَ اللّٰهَ وَالْمَلٰئِكَةَ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھائے اس شخص نے نماز پڑھاتے ہوئے قبلہ کی طرف تھوک دیا۔ جب نمازِ عصر کا وقت ہوا تو سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کے لئے بھیج دیا۔ اس پہلے شخص پر یہ گراں گزرا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے کوئی حاجت درپیش ہوئی تھی اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نہیں بلکہ تو نے اپنے سامنے (کعبہ کی طرف) تھوکا ہے حالانکہ تو اس وقت نماز پڑھا رہا تھا پس تو نے اللہ تعالیٰ اور فرشتوں کو تکلیف دی ہے۔" (مرقاۃ شرح مشکوۃ باب المساجد ومواضع الصلوۃ، طبرانی معجم الکبیر)

لمحہ فکریہ:

ان ساری حدیثوں سے کعبہ کی عظمت ظاہر ہوگئی تو جب کعبہ کی اتنی تعظیم ضروری ہے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا کس قدر لحاظ کرنا ہوگا جو کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ ولادت شریف کی رات کعبہ آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی سے جھوم اٹھا اور سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر کی طرف جھک گیا اور زبانِ حال سے واضح کر دیا کہ میرے کعبہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجرے کو جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھرتھرا کر گر گیا

دیکھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تقریباً سترہ مہینے بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی اور اس کے بعد تبدیلی قبلہ کی خواہش پر چہرہ انور اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

قَدْ نَرٰى تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِي السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّيَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا

(پ ۲ سورۃ البقرہ آیت ۴۴)

ترجمہ کنزالایمان: "ہم دیکھ رہے ہیں بار بار تمہارا آسمان کی طرف منہ کرنا تو ضرور ہم تمہیں پھیر دیں گے اس قبلہ کی طرف جس میں تمہاری خوشی ہے۔"

تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم جدھر چہرہ پرنور پھیرے دیتے اللہ اسی کو ہی قبلہ بنا دیتا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چہرہ مبارک کعبہ کی طرف پھیرا تو اللہ نے کعبہ ہی کو قبلہ بنا دیا۔ تو جس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے کعبہ قبلہ بنا اور ساری دنیا کے لوگوں کی نمازوں کا قبلہ بن گیا تو خود اس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا مقام ہوگا؟

اور پروانے ہیں جو ہوتے کعبہ پر نثار
شمع اِک تو ہے کہ پروانہ ہے کعبہ تیرا

بلکہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے تو یوں فرما دیا۔

حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو
کعبہ تو دیکھ چکے اب کعبے کا کعبہ دیکھو
غور سے سن تو رضاؔ کعبہ سے آتی ہے صدا
میری نظروں سے میرے پیارے کا روضہ دیکھو

گستاخ و بدمذہب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی:

تو جو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کعبے کے بھی کعبہ ہوں ان کے مقام کا لحاظ کتنا ضروری ہوگا۔ وہ کعبہ جو ہماری عبادتوں اور نمازوں کا قبلہ ہے اگر کوئی اس کی طرف تھوک کر اس کی بے ادبی کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اسے منصب امامت سے ہٹا دیں اور اس کے مقتدی بھی اس کو امام بنانے پر راضی نہ ہوں اور نہ ہی اس کے پیچھے نماز پڑھیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کعبے کے کعبہ ہیں اور ایمان کا قبلہ ہیں جو ان کی شان میں گستاخی کرے اور نازیبا الفاظ استعمال کرے اس کو مصلیٰ امامت پر کیسے کھڑا کیا جا سکتا ہے؟

مگر افسوس! صد کروڑ افسوس! آج کے مسلمان کے حال پر، ایک طرف تو محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دم بھرتا ہے۔ غلام ہیں غلام ہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام ہیں کے دعوے کرتا ہے اور غلامی رسول صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

میں موت بھی قبول ہے کہ دعوے کرتا نہیں تھکتا اور جو ہو نہ عشق مصطفیٰ ﷺ تو زندگی فضول ہے کے نعرے بیانگ دہل لگا تا رہتا ہے۔ الغرض اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کا دیوانہ عاشق اور محب سمجھتا ہے مگر دوسری طرف اس کا حال یہ ہے رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کرنے والوں کو اپنا امام بنا رہا ہے، اس کے پیچھے نمازیں پڑھ رہا ہے، اس کی تعظیم کر رہا ہے حالانکہ شریعت مطہرہ نے اس کی توہین کو واجب کر رکھا ہے اس لئے کہ جو امام ہوتا ہے اس کی تعظیم واجب ہے اور بدمذہب گستاخ کی توہین واجب ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وَّقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ

"جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی اس نے اسلام کو گرا دینے پر مدد کی۔"

اے میرے غیرت مند عاشق رسول ﷺ بھائی! کیا محبت اسی چیز کا نام ہے کہ جو لوگ دن رات تیرے دل سے تعظیم مصطفیٰ ﷺ نکالنے میں مصروف ہیں اور ہمہ وقت محبت رسول اللہ ﷺ کے چراغ کو گل کرنے کے خواہاں ہیں اور اپنی کتابوں میں یہ لکھیں کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال آنا گدھے اور بیل اور زنا کے خیال سے برا ہے اور اس سے شرک لازم آتا ہے تو تم ایسے بندے کو اپنا امام بنا کر اپنی محبتوں اور عقیدتوں کا محور بناؤ؟

پرندے کعبے کا احترام کرتے ہیں:

اب ایک اور روایت پڑھیں جس سے آپ کو معلوم ہو گا کہ انسان تو انسان پرندے اور جانور بھی کعبہ کا ادب کرتے ہیں چنانچہ اشفاء الغرام میں ہے کہ:

جو پرندے بیمار ہو جاتے ہیں وہ اپنے آپ کو کعبہ کی چھت پر گرا دیتے ہیں تو ان کو شفاء مل جاتی ہے۔ صحت مند پرندے کعبہ کی تعظیم کے پیش نظر کعبے کے اوپر سے نہیں گزرتے بلکہ ایک طرف سے ہو کر گزرتے ہیں۔ کوئی پرندہ کعبے پر بیٹ نہیں کرتا۔ درندے جب بیمار ہو جاتے ہیں تو اپنے آپ کو کعبہ کے سامنے کھڑا کر لیتے ہیں۔ وہ دنیا میں جہاں کہیں بھی ہوں ان کو کعبہ کا فیض پہنچتا ہے اور وہ شفایاب ہو

Marfat.com

جاتے ہیں۔ (شفاء الغرام جلد ا صفحہ ۱۸۵)

ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ پرندے اور درندے کعبہ کا ادب کرتے ہیں تو دوسری طرف یہ بات سمجھ میں آئی جانور جانتے ہیں کہ کعبے سے شفاء ملتی ہے اس لئے تو اپنے آپ کو اس پر گرا دیتے ہیں اور اس کی طرف منہ کرتے ہیں تو جب کعبہ حاجت روا اور مشکل کشا ہے تو کعبے کے کعبہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ کے اذن سے حاجت روا اور مشکل کشا ہیں۔ قرآن و حدیث سے کثیر دلائل اس پر شاہد ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن و حدیث کا فہم عطا فرمائے۔ آمین

دوسو سالہ گنہگار بخش دیا گیا:

عَنْ وَهْبِ بْنِ مُنَبِّهٍ قَالَ كَانَ فِيْ بَنِيْ اِسْرَائِيْلَ رَجُلٌ عَصَى اللهَ مِأَتَيْ سَنَةٍ ثُمَّ مَاتَ فَاَخَذُوْا بِرِجْلِهٖ فَاَلْقَوْهُ عَلٰى مَزْبَلَةٍ فَاَوْحَى اللهُ عَلٰى مُوْسٰى عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنْ اَخْرِجْ فَصَلِّ عَلَيْهِ قَالَ يَارَبِّ بَنُوْ اِسْرَائِيْلَ شَهِدُوْا اَنَّهٗ عَصَاكَ مِأَتَيْ سَنَةٍ وَاَوْحَى اللهُ اِلَيْهِ هٰكَذَا اِلَّا اَنَّهٗ كَانَ كُلَّمَا نَشَرَ التَّوْرَاةَ وَنَظَرَ اِلٰى اِسْمِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَهٗ وَوَضَعَهٗ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَلّٰى عَلَيْهِ فَشَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ وَغَفَرْتُ ذُنُوْبَهٗ وَزَوَّجْتُهٗ سَبْعِيْنَ حَوْرَاءَ

"حضرت وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں ایک شخص تھا جس نے دوسو سال اللہ کی نافرمانی کی پھر وہ مرگیا تو لوگوں نے پاؤں سے گھسیٹ کر کوڑا کرکٹ کی جگہ پھینک دیا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! جاؤ اور اس کو اٹھاؤ اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھو۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب! بنی اسرائیل تو یہ کہتے ہیں کہ اس نے رب کی دوسو سال نافرمانی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی جانب وحی کی کہ بات تو ایسی ہی ہے مگر جب بھی یہ تورات شریف کھولتا تھا اور اس میں میرے محبوب محمد عربی ﷺ کا نام اقدس دیکھتا تو اس نام پاک کو چومتا اور چوم کر اپنی

Marfat.com

آنکھوں پر لگا لیتا اور میرے محبوب ﷺ پر درود شریف پڑھتا۔ میں نے اس کا یہ عمل قبول کر لیا ہے اور اس کے گناہوں کو بخش دیا ہے اور اس کا ستر حوروں سے نکاح کر دیا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۴۵ دار الکتب العلمیہ البیروت، السیرۃ الحلبی جلد ۱ صفحہ ۱۲۳، القول البدیع، الخصائص الکبریٰ، حجۃ اللہ علی العالمین جلد ۱ صفحہ ۲۰۱)

میرے بھائیو! یہ روایت عظمت مصطفیٰ ﷺ کے مہکتے پھولوں کا گلدستہ ہے جس سے عقیدہ اہل سنت کی خوشبوئیں آرہی ہیں اور ہر عاشق رسول ﷺ کے دل و دماغ کو معطر کر رہی ہیں کہ اگر ایک بندہ جو موسیٰ علیہ السلام کا امتی ہو اور رسول اللہ ﷺ کے نام پاک کی تعظیم کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے دو سو سال کے گناہ بھی بخش دیتا ہے اور جنت عطا کر کے ستر حوروں سے نکاح بھی کر دیتا ہے اور اپنے نبی علیہ السلام کو بھیج کر اس کے غسل، کفن اور نماز جنازہ کا سارا معاملہ طے کروا رہا ہے تو خود رسول اللہ ﷺ کا امتی اپنے محبوب ﷺ کے نام پاک کی تعظیم کرتے ہوئے انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس پر اللہ تعالیٰ کی کتنی رحمتیں نازل ہوں گی؟ اللہ تعالیٰ اس کے بھی گناہوں کو معاف فرمائے گا اور اپنی رحمت سے جنت عطا فرمائے گا۔

لہٰذا آپ اندازہ لگائیں کہ نام مصطفیٰ ﷺ کی کتنی برکتیں ہیں اور اس نام کی تعظیم کرنے والے پر اللہ تعالیٰ کی کتنی رحمتیں نازل ہوتی ہیں۔

آپ اس روایت کو بار بار پڑھیں اور یہ بھی دیکھیں کہ کتنی معتبر کتابوں میں یہ روایت نقل کی گئی ہے اور ہمارے نظریہ کہ "اذان اور اقامت یا کہیں بھی نام محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے" اس کو کس قدر واضح طور پر ثابت کر رہی ہے لیکن آج اسلام کش سوچ کے حامل لوگوں کا نظریہ دیکھیں کہ اگر کوئی محبوب ﷺ کا امتی رسول اللہ ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس پر شرک و بدعت کا فتویٰ لگا دیتے ہیں۔ کاش! وہ لوگ بھی اس روایت کو محبت رسول اللہ ﷺ کے آئینے میں دیکھتے تو یقیناً ایمان کی حلاوت کو اپنے دل میں محسوس کرتے۔

Marfat.com

انگوٹھے چومنے کا مسئلہ

میرے بھائیو! مسئلہ یہی ہے کہ اذان و اقامت میں نبی کریم ﷺ کا نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے۔

اس مسئلے کو انتہائی اختصار کے ساتھ عرض کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

۱۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۱۱۳۷ھ) تفسیر روح البیان میں فرماتے ہیں۔

اِنَّ اٰدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِشْتَاقَ اِلٰی لِقَاءِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ هُوَ مِنْ صُلْبِكَ وَيَظْهَرُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ فَسَأَلَ لِقَاءَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِيْنَ كَانَ فِي الْجَنَّةِ فَاَوْحَى اللهُ تَعَالٰى اِلَيْهِ فَجَعَلَ اللهُ النُّوْرَ الْمُحَمَّدِيَّ فِيْ اِصْبَعِهِ الْمُسَبِّحَةِ مِنْ يَدِهِ الْيُمْنٰى فَسَبَّحَ ذٰلِكَ النُّوْرُ فَلِذٰلِكَ سُمِّيَتْ تِلْكَ الْاِصْبَعُ مُسَبِّحَةً كَمَا فِي الرَّوْضِ الْفَائِقِ اَوْ اَظْهَرَ اللهُ تَعَالٰى جَمَالَ حَبِيْبِهٖ فِيْ صَفَاءِ ظُفُرَيْ اِبْهَامَيْهِ مِثْلَ الْمِرْاٰةِ فَقَبَّلَ اٰدَمُ ظُفُرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَصَارَ اَصْلًا لِذُرِّيَّتِهٖ فَلَمَّا اَخْبَرَ جِبْرَئِيْلُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِهٰذِهِ الْقِصَّةِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ مَنْ سَمِعَ اِسْمِيْ فِي الْاَذَانِ فَقَبَّلَ ظُفُرَيْ اِبْهَامَيْهِ وَمَسَحَ عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَعْمَ اَبَدًا

”جب آدم علیہ السلام کو جنت میں حضرت محمد ﷺ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ وہ تمہاری پشت سے آخر زمانے میں ظہور فرمائیں گے تو آدم علیہ السلام نے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے ملاقات کا اللہ کی بارگاہ میں سوال کیا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کے دائیں ہاتھ کی شہادت والی انگلی میں نورِ محمدی ﷺ چمکایا تو اس نور نے اللہ کی پاکی بیان کی اسی واسطے اس انگلی کا نام شہادت والی انگلی پڑ گیا جیسا کہ روض الفائق میں ہے یا اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کے جمال

Marfat.com

کو آدم علیہ السلام کے دونوں انگوٹھوں کے درمیان ناخنوں میں آئینہ کی طرح ظاہر فرمایا تو آدم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگایا پس اس دن سے ان کی اولاد میں یہ سنت آدم علیہ السلام جاری ہوگئی پھر جب جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس واقعہ کی خبر دی تو نبی اکرم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو اذان میں میرا نام سنے اور اپنے انگوٹھے کے ناخنوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے تو وہ کبھی اندھا نہ ہوگا۔" (تفسیر روح البیان جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ سورۃ الاحزاب تحت آیت ۵۶)

۲۔ اسی طرح ایک اور روایت میں علامہ ملا معین الواعظ الکاشفی الہروی رحمۃ اللہ علیہ نے معارج النبوۃ میں تفسیر بحر العلوم للنسفی کے حوالے سے نقل کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش کے بعد نورِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ان کی پشت میں امانت رکھ دیا گیا تو آدم علیہ السلام جب بھی آسمانوں پر تشریف لے جاتے اور فرشتوں سے ملاقات فرماتے تو تمام فرشتے آدم علیہ السلام کے پیچھے پیچھے عزت و احترام سے چلتے۔ ایک دن آدم علیہ السلام نے اس عزت و استقبال کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کیا تو ارشاد ہوا کہ یہ استقبال اور احترام اس نورِ مبارک کے لئے ہے جو تمہاری پشت میں ہے اور تمہارے سرور کا سبب ہے۔ یہ تمام فرشتے اس نور کی تعظیم کرتے ہیں۔ آدم علیہ السلام نے عرض کی یا اللہ! کیا اچھا ہو کہ وہ نور میرے جسم کے کسی ایسے حصے میں منتقل کر دے جس کو میں بھی دیکھوں اور خوشی حاصل کروں۔ اللہ تعالیٰ نے اس نور کو آدم علیہ السلام کے انگوٹھے کے پاس والی انگلی میں منتقل فرما دیا تو جب آپ علیہ السلام نے اس نور کی زیارت کی تو انگلی اٹھا کر دو مرتبہ شہادت دی۔ اسی طرح سے اس انگلی کو شہادت والی انگلی کہتے ہیں اور یہ سنت جاری ہوگئی۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام نے اس انگلی کو چوما اور آنکھوں سے لگایا اور نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام پڑھا۔ کہا جاتا ہے کہ اذان میں اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ سن کر شہادت کی انگلی چومنا اور آنکھوں سے لگانا آدم علیہ السلام کی سنت ہے اور اس کی فضیلت میں بہت سی احادیث روایت کی گئی ہیں۔

(معارج النبوۃ رکن اول باب دوم فصل ہشتم در بردن آدم علیہ السلام بہشت و پیدائش حوا علیہا السلام صفحہ ۴۰ مطبوعہ نورانی کتب خانہ پشاور)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی حضرت آدم علیہ السلام نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

Marfat.com

تعظیم کی اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تو ہم کو بھی اپنے باپ کی سنت پر عمل کرتے ہوئے جب بھی نام نام اسم گرامی محمد ﷺ سنیں انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانے چاہئیں اس لئے کہ حلالی بیٹے کی یہی نشانی ہے۔

عقل مند راں را اشارہ کافی است

انگوٹھے چومنے پر بشارتیں:

۳۔ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ المقاصد الحسنۃ میں فرماتے ہیں۔

عَنْ خَضِرٍ علیہ السلام اَنَّهٗ قَالَ مَنْ قَالَ {حِيْنَ يَسْمَعُ الْمُؤَذِّنَ يَقُوْلُ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ مَرْحَبًا بِحَبِيْبِيْ وَقُرَّةُ عَيْنِيْ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ} ثُمَّ يُقَبِّلُ اِبْهَامَيْهِ وَيَجْعَلُهُمَا عَلٰى عَيْنَيْهِ لَمْ يَرْمُدْ اَبَدًا

"حضرت سیدنا خضر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص موذن سے اشہدان محمد رسول اللہ سن کر کہے خوش آمدید اے میرے محبوب! اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک محمد بن عبداللہ ﷺ اور پھر دونوں انگوٹھوں کو چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس کی آنکھیں کبھی نہیں دکھیں گی۔" (المقاصد الحسنۃ حرف المیم رقم الحدیث ۱۰۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۴۔ حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بھی مقاصد حسنۃ میں اسی جگہ انہی الفاظ کے ساتھ روایت موجود ہے فرق یہ ہے کہ امام حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو اس طرح کرے گا۔

لَمْ يَعْمَ وَلَهٗ يَرْمُدْ

یعنی نہ کبھی اندھا ہوگا اور نہ آنکھیں دکھیں گی۔

۵۔ فتاویٰ شامی جلد اوّل باب الاذان میں علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

يُسْتَحَبُّ اَنْ يُّقَالَ عِنْدَ سِمَاعِ الْاُوْلٰى مِنَ الشَّهَادَةِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَعِنْدَ الثَّانِيَةِ مِنْهَا قُرَّةُ عَيْنِيْ بِكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ بَعْدَ وَضْعِ ظُفْرَيِ الْاِبْهَامَيْنِ عَلَى الْعَيْنَيْنِ فَاِنَّهٗ علیہ السلام يَكُوْنُ قَائِدًا لَّهٗ اِلَى الْجَنَّةِ كَذَا فِيْ كَنْزِ الْعِبَادِ

Marfat.com

قُهُسْتَانِیْ وَنَحْوُهٗ فِی الْفَتَاوٰی الصُّوْفِیَةِ وَفِی الْکِتَابِ الْفِرْدَوْسِ مَنْ قَبَّلَ ظُفُرَیْ اِبْهَامَیْهِ عِنْدَ سِمَاعِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ فِی الْاَذَانِ اَنَا قَائِدُهٗ وَمُدْخِلُهٗ فِیْ صُفُوْفِ الْجَنَّةِ وَتَمَامُهٗ فِیْ حَوَاشِی الْبَحْرِ لِلرَّمْلِیِّ

"اذان میں پہلی مرتبہ اشھدان محمدا رسول اللہ سن کر صلی اللہ علیک یارسول اللہ کہنا مستحب ہے اور دوسری مرتبہ پر قُرَّۃُ عَیْنِیْ بِکَ یَا رَسُوْلَ اللہِ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہیں کہنا مستحب ہے اور پھر انگوٹھوں کے ناخن اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے۔ اَللّٰھُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ تو حضور ﷺ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ اسی طرح کنز العباد اور فتاوی صوفیہ میں ہے اور کتاب الفردوس میں ہے کہ جو شخص اذان میں اشھدان محمد رسول اللہ سن کر اپنے انگوٹھوں کے ناخنوں کو چومے تو محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا میں اسے اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جاؤں گا اور جنت کی صفوں میں داخل کروں گا۔ پوری وضاحت بحر الرائق کے حاشیہ رملی میں ہے۔"

(رد المحتار علی در المختار جلد ا صفحہ ۲۹۳ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا مبارک عمل:

۶۔ اس کے علاوہ علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا یہ عمل نقل کیا ہے کہ

ذَکَرَ الدَّیْلَمِیُّ فِی الْفِرْدَوْسِ مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ بَکْرِ الصِّدِّیْقِ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَ الْمُؤَذِّنِ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللهِ قَالَ هٰذَا وَقَبَّلَ بَاطِنَ الْاَنَامِلَتَیْنِ السَّبَّابَتَیْنِ وَمَسَحَ عَیْنَیْهِ فَقَالَ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِیْلِیْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ وَلَمْ یَصْبِحْ

"دیلمی نے فردوس میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی حدیث ذکر کی ہے کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مؤذن کو اشھد ان محمد رسول اللہ کہتے سنا تو یہی پڑھا یعنی صلی اللہ علیک یا رسول اللہ قرۃ عینی بک یارسول اللہ اور اپنی شہادت والی انگلی

Marfat.com

کے باطنی حصوں کو چوما اور آنکھوں پر لگایا تو حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص اس طرح کرے گا جس طرح میرے پیارے صدیق نے کیا ہے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی اور یہ روایت صحیح لذاتہٖ نہیں ہے۔"

(المقاصد الحسنۃ حرف المیم رقم الحدیث ۱۰۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

الحاصل:

روایات سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا جو بھی غلام نام نامی اسم گرامی محمد ﷺ سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتا ہے محبوب ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے۔ اس کو اپنے پیچھے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ اس کی آنکھیں نہیں دکھیں گی۔ وہ کبھی نابینا نہیں ہوگا۔

ان ساری روایات سے معلوم ہوا کہ نام مصطفیٰ ﷺ سن کر انگوٹھے چومنا صرف آج کے اہل سنت کا ہی معمول نہیں بلکہ جب سے کائنات بنی ہے اور پہلا انسان دنیا میں آیا ہے اس وقت سے لے کر آج تک برابر انگوٹھے چوم کر رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی کی تعظیم کی جارہی ہے اور ان شاء اللہ صبح قیامت تک انگوٹھے چوم کر معمولات اہل سنت کا پرچم بلند ہوتا رہے گا۔ چاہے انبیاء کرام علیہم السلام کا مقدس گروہ ہو یا صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعین جیسے نفوس قدسیہ ہوں چاہے اولیاء کاملین کی مبارک جماعت ہو یا علمائے اہل سنت کے پرنور چہرے ہوں سب کی زبانِ حال و زبانِ قال سے عظمت مصطفیٰ ﷺ کی گونج چار دانگ عالم میں پھیلی ہے اور ان شاء اللہ کائنات کے ظلمت کدے اسی نور کی روشنی سے اجالوں کی چادریں اوڑھتے رہیں گے۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دھر میں اسم محمد سے اجالا کر دے

وَلَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰی

ترجمہ کنز الایمان: "اور بے شک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔"

کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ جوں جوں قیامت قریب آتی جائے گی رسول اللہ ﷺ کے نام مبارک کے چرچے میں اضافہ ہوتا رہے گا۔

Marfat.com

گزین ہوئے اور وہاں سو گئے اور تین سو برس سے زیادہ عرصہ تک اسی حالت میں رہے۔ بادشاہ کو جستجو سے معلوم ہوا کہ وہ غار کے اندر ہیں تو اس نے حکم دیا کہ غار کو ایک سنگین دیوار کھینچ کر بند کر دیا جائے تا کہ وہ اس میں مر کر رہ جائیں اور وہ ان کی قبر ہو جائے یہی ان کی سزا ہے۔ عمال حکومت میں سے یہ کام جس کے سپرد کیا گیا وہ نیک آدمی تھا اس نے ان اصحاب کے نام تعداد پورا واقعہ رانگ کی تختی پر کندہ کروا کر تانبے کے صندوق میں دیوار کی بنیاد کے اندر محفوظ کر دیا۔ یہ بیان کیا گیا کہ اس طرح ایک تختی شاہی خزانہ میں بھی محفوظ کرائی گئی۔ کچھ عرصہ بعد دقیانوس ہلاک ہوا۔ زمانے گزرے، سلطنتیں بدلیں تا آنکہ ایک نیک بادشاہ فرمانروا ہوا۔ اس کا نام بیدروس تھا جس نے اڑسٹھ سال حکومت کی۔ پھر ملک میں فرقہ بندی پیدا ہوئی اور بعض لوگ مرنے کے بعد اٹھنے اور قیامت آنے کے منکر ہو گئے۔ بادشاہ تنہا ایک مکان میں بند ہو گیا اور اس نے گریہ وزاری سے بارگاہِ الٰہی میں دعا کی یارب! کوئی ایسی نشانی ظاہر فرما جس سے خلق کو مردوں کے اٹھنے اور قیامت آنے کا یقین حاصل ہوا۔ اسی زمانے میں ایک شخص نے اپنی بکریوں کے لئے آرام کی جگہ حاصل کرنے کے واسطے اسی غار کو تجویز کیا اور دیوار گرا دی۔ پورا کرنے کے بعد کچھ ایسی ہیبت طاری ہوئی کہ گرانے والے بھاگ گئے۔ اصحابِ کہف بحکم الٰہی فرحان وشاداں اٹھے، چہرے شگفتہ، طبیعتیں خوش زندگی کی تروتازگی موجود ایک نے دوسرے کو سلام کیا نماز کے لئے کھڑے ہو گئے۔ فارغ ہو کر ایک سے کہا کہ آپ جائیے اور بازار سے کچھ کھانے کو بھی لائیے اور یہ بھی خبر لائیے کہ دقیانوس کا ہم لوگوں کی نسبت کیا ارادہ ہے؟ وہ بازار گئے اور شہر پناہ کے دروازے پر اسلامی علامت دیکھی۔ نئے نئے لوگ پائے۔ انہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قسم کھاتے سنا تو تعجب ہوا یہ کیا معاملہ ہے؟ کل تو کوئی شخص اپنا ایمان نہیں ظاہر کر سکتا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام لینے سے قتل کر دیا جاتا تھا۔ آج اسلامی علامتیں شہر پناہ پر ظاہر ہیں۔ لوگ خوف وخطر کے بغیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام کی قسمیں کھاتے ہیں۔ پھر آپ نان فروش کی دوکان پر گئے اور کھانے کے لئے اس کو دقیانوس کا سکہ دیا جس کا چلن صدیوں سے موقوف ہو چکا تھا اور اس کو دیکھنے والا بھی کوئی باقی نہ رہا تھا۔ بازار والوں نے خیال کیا کہ کوئی پرانہ خزانہ اس کے ہاتھ آ گیا ہے چنانچہ اسے پکڑ کر حاکم کے پاس لے گئے۔ وہ نیک شخص تھا اس نے بھی ان سے دریافت کیا کہ خزانہ کہاں ہے؟ انہوں نے کہا خزانہ کہیں نہیں ہے اور یہ روپیہ ہمارا اپنا ہے۔ حاکم نے کہا یہ بات کسی طرح قابل یقین نہیں

Marfat.com

اس میں جو سند موجود ہے وہ تین سو برس سے زیادہ کا ہے اور آپ نوجوان ہیں۔ ہم لوگ بوڑھے، ہم نے تو کبھی یہ سکہ دیکھا ہی نہیں۔ آپ نے فرمایا جو دریافت کرو وہ ٹھیک بتاؤ تو عقدہ حل ہو جائے گا۔ یہ بتاؤ کہ دقیانوس بادشاہ کس حال وخیال میں ہے؟ حاکم نے کہا آج روئے زمین پر اس نام کا کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ سینکڑوں برس ہوئے جب ایک بے ایمان بادشاہ اس نام کا گزرا ہے۔ آپ نے فرمایا کل ہی تو ہم نے اس کے خوف سے جان بچا کر بھاگے ہیں اور میرے ساتھی قریب کے ایک پہاڑ میں ایک غار کے اندر پناہ گزین ہیں۔ چلو میں تمہیں ان سے ملا دوں۔ حاکم اور شہر کے عمائد اور ایک خلق کثیر ان کے ہمراہ اس غار پر پہنچے۔ اصحابِ کہف اس کے منتظر تھے۔ کثیر لوگوں کے آنے کی آواز پر کھٹکے اور سمجھے کہ یملیخا پکڑے گئے اور دقیانوس کی فوج ہماری جستجو میں ہے۔ اللہ کی حمد اور شکر بجالانے لگے۔ اتنے میں یہ لوگ پہنچے۔ یملیخا نے تمام قصہ سنایا ان حضرات نے سمجھ لیا کہ ہم بحکم الٰہی اتنا طویل زمانہ سوئے رہے اور اب اس لئے اٹھائے گئے ہیں کہ لوگوں کے لئے بعد موت زندہ کئے جانے کی دلیل اور نشانی ہوں۔ حاکم سرِ غار پہنچا تو اس نے تانبے کا صندوق دیکھا۔ اس کو کھولا تو تختی برآمد ہوئی اور اس تختی میں ان اصحاب کے اسماء اور ان کے کتے کا نام لکھا تھا۔ یہ بھی لکھا تھا کہ یہ جماعت اپنے دین کی حفاظت کے لئے دقیانوس کے ڈر سے اس غار میں پناہ گزین ہوئی۔ دقیانوس نے خبر پا کر ایک دیوار سے انہیں غار میں بند کر دینے کا حکم دیا۔ ہم ہر حال اس لئے لکھتے ہیں کہ جب یہ غار کھلے تو لوگوں پر مطلع ہو جائے۔ یہ لوح پڑھ کر سب کو تعجب ہوا اور لوگ اللہ کی حمد وثناء بجالائے کہ اس نے ایسی نشانی ظاہر فرما دی جس سے موت کے بعد اٹھنے کا یقین حاصل ہوتا ہے۔ حاکم نے اپنے بادشاہ بیدروس کو واقعہ کی اطلاع دی۔ وہ امراء اور عمائد کو لے کر حاضر ہوا اور سجدہ شکر الٰہی بجالایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول کی۔ اصحابِ کہف نے بادشاہ سے معانقہ کیا اور فرمایا ہم تمہیں اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور اللہ تیری اور تیرے ملک کی حفاظت فرمائے اور جن وانس کے شر سے بچائے۔ بادشاہ کھڑا ہی تھا وہ حضرات اپنی خوابگاہوں کی طرف ہو کر مصروفِ خواب ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں موت دے دی۔ بادشاہ نے سال کے صندوق میں ان کے اجساد کو محفوظ کیا اور اللہ تعالیٰ نے رعب سے ان کی حفاظت فرمائی کہ کسی کی مجال نہیں کہ وہاں پہنچ سکے۔

Marfat.com

کتے نے اولیاء اللہ کا ادب کیا:

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ اصحاب کہف سات افراد تھے۔ وہ رات کو نکلے اور ایک چرواہے کے پاس سے گزرے۔ وہ بھی ان حضرات کے دین پر آ گیا تو یہ اصحابِ کہف آٹھ ہو گئے۔ اس طرواہے کے ساتھ اس کا کتا بھی تھا۔ جب یہ آٹھ حضرات آگے چلے تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ان حضرات نے کتے کو ہٹانے کے لئے کوئی چیز ماری تو:

فَقَامَ الْكَلْبُ عَلٰى رِجْلَيْهِ وَرَفَعَ يَدَيْهِ اِلَى السَّمَاءِ كَهَيْئَةِ الدَّاعِيْ فَنَطَقَ فَقَالَ لَا تَخَافُوْا مِنِّيْ اَنَا اُحِبُّ اَحِبَّاءَ اللهِ تَعَالٰى فَنَامُوْا حَتّٰى اَحْرِسَكُمْ

"کتا اپنی پچھلی دونوں ٹانگوں کے بل کھڑا ہو گیا اور اگلی دونوں ٹانگیں آسمان کی طرف بلند کر دیں جس طرح دعا کرنے والا اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتا ہے اس کے بعد کتا یوں بولا کہ مجھ سے نہ ڈرو میں اللہ تعالیٰ کے مقرب و نیک بندوں سے پیار کرتا ہوں تم سو جانا اور میں تمہارا پہرہ دوں گا۔"

(تفسیر قرطبی جلد ۵ صفحہ ۲۴۲ تحت آیت ۱۸ سورۃ الکہف)

امام قرطبی نقل فرماتے ہیں کہ حضرت ابوالفضل جوہری فرماتے ہیں۔

اِنَّ مَنْ اَحَبَّ اَهْلَ الْخَيْرِ نَالَ مِنْ بَرَكَتِهِمْ كَلْبٌ اَحَبَّ اَهْلَ فَضْلٍ وَصَحِبَهُمْ فَذَكَرَهُ اللهُ فِيْ مُحْكَمِ تَنْزِيْلِهٖ

"بے شک جس نے بھی نیک لوگوں سے پیار کیا اسے ان حضرات کی برکت مل گئی۔ دیکھ ایک کتے نے نیک لوگوں سے پیار کیا اور ان کی صحبت اختیار کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں فرما دیا۔"

اس کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

قُلْتُ اِذْ كَانَ بَعْضُ الْكِلَابِ قَدْ نَالَ هٰذِهِ الدَّرَجَةَ الْعُلْيَا بِصُحْبَتِهٖ وَ مُخَالَطَتِهِ الصُّلَحَاءَ وَالْاَوْلِيَاءَ حَتّٰى اَخْبَرَ اللهُ تَعَالٰى بِذٰلِكَ فِيْ كِتَابِهٖ جَلَّ وَعَلَا فَمَا ظَنُّكَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ الْمُوَحِّدِيْنَ الْمُخَالِطِيْنَ الْمُحِبِّيْنَ لِلْاَوْلِيَاءِ

Marfat.com

وَالصَّالِحِيْنَ

"میں کہتا ہوں جب ایک کتے کو نیک بندوں اور ولیوں کی صحبت اختیار کرنے پر یہ درجہ ملا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کا ذکر قرآن میں کر کے خبر ارشاد فرمائی پھر ان ایمان والوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو اولیاء اللہ سے محبت کرتے ہیں اور ان کی صحبت اختیار کرتے ہیں۔"

اس کے بعد امام قرطبی نے بطورِ دلیل حدیث نقل کی ہے کہ:

حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اٹھا اور ہم مسجد سے نکل رہے تھے کہ ایک شخص حاضر خدمت ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ!

مَتَى السَّاعَةُ؟

آقا! قیامت کب آئے گی؟ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَا أَعْدَدْتَّ لَهَا

تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کیا۔

وَلَا صَدَقَةَ وَلٰكِنِّي أُحِبُّ اللهَ وَرَسُوْلَهُ

میں کوئی زیادہ تیاری نہیں کر سکا لیکن اتنا ہے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے پیار کرتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

تو جس سے پیار کرتا ہے قیامت کو اسی کے ساتھ ہو گا۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَمَا فَرِحْنَا بَعْدَ الْإِسْلَامِ فَرَحًا أَشَدَّ مِنْ قَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْتَ مَعَ مَنْ أَحْبَبْتَ

اسلام لانے کے بعد اتنا خوش کسی شے نے نہیں کیا جتنی خوشی نبی کریم ﷺ کے اس فرمان سے ہوئی ہے کہ تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہو گے۔

Marfat.com

تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَاَنَا اُحِبُّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَاَبَابَکْرٍ وَعُمَرَ فَاَرْجُوْ اَنْ اَکُوْنَ مَعَھُمْ وَاِنْ لَّمْ اَعْمَلْ بِاَعْمَالِھِمْ

"میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پیار کرتا ہوں، مجھے امید ہے کہ میں قیامت کے دن ان کے ساتھ ہوں گا اگرچہ میں ان جیسے عمل نہیں کر سکا"

یہ نقل کرنے کے بعد امام قرطبی فرماتے ہیں۔

جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان مبارک سے حضرت انس رضی اللہ عنہ نے دلیل پکڑی ہے یہ ہر مسلمان کو شامل ہے ہمیں بھی اللہ کی رحمت سے امید ہے۔

کَلْبٌ اَحَبَّ قَوْمًا فَذَکَرَھُمُ اللّٰہُ مَعَھُمْ

کتے نے نیک لوگوں سے پیار کیا تو اللہ نے اس کتے کا تذکرہ نیک لوگوں کے ساتھ کیا۔

فَکَیْفَ بِنَا وَعِنْدَنَا عَقْدُ الْاِیْمَانِ وَکَلِمَۃُ الْاِسْلَامِ وَحُبُّ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم تو پھر صاحب ایمان ہیں اور اسلام کا کلمہ پڑھتے ہیں اور رسول کریم ﷺ سے محبت کرتے ہیں تو پھر ہمارا ذکر کیوں نیک بندوں کے ساتھ نہ ہوگا۔

میرے بھائیو! واضح ہوگیا کہ کتے نے نیک لوگوں کا حیاء کیا اور ان کے ادب کے پیش نظر ان کو نہیں بھونکا اور ان کی تعظیم کرتے ہوئے ان کی حفاظت کرتا ہے تو اللہ نے اس پر جو کرم کیا وہ وضاحت آپ امام قرطبی کے حوالے سے پڑھ چکے ہیں۔

مزید یہ کہ آج اگر کسی گستاخ رسول کو کتا کہا جائے وہ تو غصہ ضرور کرتا ہے مگر کتا زبانِ حال سے یہی کہہ رہا ہوتا ہے کہ میرا نام اس پر لگا کر اس گستاخ کو میرے ساتھ کیوں ملا رہے ہو؟ میں ذات کا کتا ضرور ہوں مگر اس گستاخ کی طرح اللہ کے مقبول بندوں کا بے ادب نہیں ہوں۔

Marfat.com

خلاصہ کلام:

جب ہم قرآنِ مجید فرقانِ حمید بُرہان رشید کی آیات بینات کا مطالعہ کرتے ہیں تو اللہ وحدہٗ لاشریک کی توحید کے مدلل بیان کے ساتھ ساتھ دو باتیں معلوم ہوتی ہیں۔

پہلی بات یہ کہ قرآنِ مجید میں کسی چیز پر اتنا زور نہیں دیا گیا جتنا کہ تاکید کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر پر زور دیا گیا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ پورے قرآنِ مجید میں کسی نافرمانی اور گناہ پر اتنی وعیدیں اور زجر و توبیخ نہیں فرمائی گئی جتنی کہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی پر عذابِ الٰہی کی وعیدیں سنائی گئی ہیں اور جس طرح گستاخِ رسول کے عیبوں اور خامیوں کا پردہ چاک کیا گیا ہے کسی اور کے ساتھ اس طرح معاملہ نہیں برتا گیا۔ اور یہ دونوں باتیں رسولِ مکرم نبی محترم ﷺ کی تعظیم و توقیر کے دو پہلوؤں کو بیان کر رہی ہیں تو گویا کہ قرآنِ مجید میں اللہ کریم جل جلالہ کی توحید کے بعد سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا گیا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ہے۔ جس طرح کہ ولید بن مغیرہ نے محبوب ﷺ کی شان میں بے ادبی کی تو اللہ تعالیٰ نے اس کے دس عیبوں کو گنوایا ہے اور دسویں کے بارے میں فرمایا: عُتُلٍّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ یہ ولید حرام زادہ ہے۔ (تفصیل سورۃ القلم پارہ انیس میں دیکھیں)۔

اس کے علاوہ پورے قرآنِ مجید میں اُمت محمدیہ کے ایک کافر کا نام قرآن میں آیا ہے وہ ہے "ابولہب" اس نے نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی کی تو اللہ نے اس کی مذمت میں پوری سورت اتار دی کہ: تَبَّتْ يَدَآ اَبِيْ لَهَبٍ وَّتَبَّ تباہ ہو جائیں ابولہب کے دونوں ہاتھ اور وہ تباہ ہو ہی گیا۔ (کنز الایمان) اور یہ ابولہب نبی کریم ﷺ کا حقیقی چچا ہے تو اس کی مذمت کر کے بتا دیا کہ اسلام میں رشتہ داری خون سے نہیں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی محبت سے بنتی ہے کہ ادھر اس حقیقی چچا کی مذمت بیان ہوئی۔

میرے بھائیو! بات وہی ہے جو ہم نے شروع میں امام نبہانی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے کی کہ پورا کا پورا قرآن ہی رسول اللہ ﷺ کے ادب و احترام کو بیان کر رہا ہے۔

مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

۱۔ یاد کرنا

۲۔ یاد رکھنا

۳۔ تعظیم کرنا

۴۔ عزت دینا

۵۔ شہرت دینا

(اپنے موضوع کی مناسبت سے صرف تیسرا معنی لیتا ہوں) مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ جب ہم ذکر کا تیسرا معنی مراد لیتے ہیں تو فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ کا معنی بنے گا۔

تم میری تعظیم کرو میں تمہاری عزت کروں گا۔

تو دیکھیں براہِ راست ہم سے حق تعالیٰ کی تعظیم نہیں ہو سکتی کیونکہ کسی کی تعظیم کا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ اس کی آمد پر کھڑے ہو جاؤ، اس کے ہاتھ پاؤں چوم لو وغیرہ وغیرہ اور یہ تعظیم رب کی کیسے ہو سکتی ہے؟ لہٰذا اب رب کی تعظیم کی یہ ہی صورت ہے کہ اس کے نبیوں، ولیوں، اس کی مسجدوں، اس کے قرآن شریف، اس کے رمضان وغیرہ غرض ہر اس چیز کی تعظیم کی جائے جسے رب سے نسبت ہو۔ ایسے شخص کو رب تعالیٰ دین و دنیا میں عزت دیتا ہے۔ علماء فرماتے ہیں کہ ایسی چیزوں کی تعظیم رکن ایمان ہے اور توہین اول درجے کا کفر جس سے دل پر ایسی مہر لگتی ہے کہ وہاں ایمان پہنچ سکتا ہی نہیں۔

(رسائل نعیمیہ صفحہ ۴۲۲، ضیاء القرآن لاہور)

میرے بھائیو! جو کچھ مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے اسی چیز کو ہم نے قرآن حکیم کی آیات سے بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور مزید اسی کا ہی بیان ہے۔ اللہ تعالیٰ فہم قرآن عطا فرمائے۔ آمین

نَسْأَلُ اللّٰهَ الْكَرِيْمَ اَنْ يَّجْعَلَنَا مُتَحَلِّيْنَ بِحِلْيَةِ الْاَدَبِ الْعَظِيْمِ

Marfat.com

Marfat.com

باب ثانی

عقیدۂ تعظیم

اور احادیث مبارکہ

Marfat.com

Marfat.com

یہاں تک تو آپ نے قرآن سے عقیدہ تعظیم ملاحظہ فرمایا۔ اب رسول اللہ ﷺ کی احادیث مبارکہ سے اپنے قلب وجگر میں ٹھنڈک محسوس کریں۔ رسول اللہ ﷺ چونکہ کلام الٰہی کے شارح ہیں تو آپ ﷺ کے فرامین بھی حجت ہیں۔ آئندہ ابواب میں اور اس باب میں آپ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے حوالے سے ملاحظہ فرمائیں گے کہ کس طرح آپ ﷺ کی حدیث قولی اور افعالِ مبارکہ حدیث فعلی سے عقیدہ تعظیم کو تقویت ملی۔ نیز رسول اللہ ﷺ کے سامنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے مختلف طریقوں سے عقیدہ تعظیم کا اظہار کیا اور آپ ﷺ نے اپنے جانثاروں کے عمل پر سکوت فرمایا جو کہ حدیث تقریری ہے اور ہمارے عقیدہ تعظیم کی موید ہے۔

وہ زباں جس کو سب کُن کی کنجی کہیں
اس کی نافذ حکومت پہ لاکھوں سلام
اس کی باتوں کی لذت پر بے حد درود
اس کے خطبے کی ہیبت پر لاکھوں سلام

بڑوں کی عزت

اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے جس نے ہمیں اپنے سے بڑے کی تعظیم کرنے کا درس دیا ہے۔ اگر کتب حدیث کا مطالعہ کیا جائے تو بہت سے ارشادات مصطفیٰ ﷺ اسی سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَلَمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا

"ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو ہمارے چھوٹوں

Marfat.com

پر شفقت نہیں کرتا اور ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں۔"

(ترمذی شریف کتاب البر والصلہ حدیث ۱۹۲۶، مشکوۃ المصابیح صفحہ ۴۲۳، کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۴۲۳، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، الادب المفرد باب فضل الکبیر صفحہ ۹۲ رقم الحدیث ۳۵۵)

اس روایت میں چھوٹوں کو ترغیب دی گئی ہے کہ وہ اپنے سے بڑوں کی عزت کریں اور ساتھ ہی ساتھ بڑوں کو بھی ہدایت فرمائی کہ وہ چھوٹوں پر شفقت کریں گویا کہ یہ حدیث ہر مسلمان کے لئے مشعل راہ ہے کہ اس کی روشنی میں زندگی بسر کی جائے اور بزرگوں کا احترام کیا جائے ورنہ وعید سنا دی گئی کہ جو بڑے کا ادب نہیں کرتا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے۔

اس مذکورہ حدیث میں تو توقیر کے الفاظ ہیں۔ایک دوسری روایت میں تعظیم کے الفاظ کا ذکر ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يَرْحَمْ صَغِيْرَنَا وَيُعَظِّمْ كَبِيْرَنَا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ ہمارے طریقے پر نہیں ہے جو چھوٹوں پر شفقت نہیں کرتا اور بڑوں کی تعظیم نہیں کرتا۔" (شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر حدیث نمبر ۱۰۹۸۲)

مزید اسی مفہوم کو ایک اور حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ يُوَقِّرْ كَبِيْرَنَا وَيَعْرِفْ حَقَّ صَغِيْرِنَا وَيَأْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو ہمارے بڑوں کی عزت نہیں کرتا اور ہمارے چھوٹوں کے حق کو نہیں پہچانتا اور نیکی کا حکم نہیں دیتا اور برائی سے منع نہیں کرتا وہ ہمارے طریقہ پر نہیں ہے۔" (شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر حدیث نمبر ۱۰۹۸۰)

تو ان احادیث مبارکہ سے واضح ہوا کہ اسلامی معاشرہ کی اساس مسلمانوں میں باہمی رابطہ کا ہونا ہے تو اس کے لئے یہ لازمی امر ہے کہ چھوٹا بڑے کے منصب کا خیال رکھتے ہوئے اس کا ادب کرے اور بڑا چھوٹے پر مہربانی کرے تاکہ پورا مسلم معاشرہ صلہ رحمی، محبت و الفت کی خوشگوار فضا میں پروان چڑھے۔

Marfat.com

تعظیم کا صلہ:

اب ان مذکورہ احادیث مبارکہ میں تعظیم اکابر کے پہلو کو بیان کیا گیا کہ چھوٹوں پر بڑوں کا یہ حق ہے کہ چھوٹا بڑے کا احترام کرے اور دوسری طرف خود رسول اللہ ﷺ نے اس تعظیم اکابر کے دنیاوی اور اخروی صلہ کا بھی ذکر فرمایا چنانچہ:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا اَكْرَمَ شَابٌّ شَيْخًا لِسِنِّهٖ اِلَّا قَيَّضَ اللّٰهُ لَهٗ مَنْ يُّكْرِمُهٗ عِنْدَ سِنِّهٖ

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی نوجوان کسی بوڑھے کی اس کے بڑھاپے کی وجہ سے عزت کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے کسی شخص کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس نوجوان کی بڑھاپے میں عزت کرے گا۔"

(کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ دارالکتب العلمیہ بیروت، سنن الترمذی کتاب البر والصلہ باب ماجاء فی اجلال الکبیر حدیث ۲۰۲۲، شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر حدیث ۱۰۹۹۳)

اس حدیث مبارکہ میں نبی دوعالم، نورمجسم، شفیع معظم ﷺ نے تعظیم اکابر کے دنیاوی فائدے کو ذکر فرمایا کہ جو کسی بوڑھے کی عزت کرنے والا جب خود بوڑھا ہوگا تو اللہ تعالیٰ کسی اور سے اس کی عزت کروائے گا۔

میرے بھائیو! یہ فائدہ کوئی معمولی فائدہ نہیں ہے اس بات کو ہر وہ شخص بخوبی سمجھ سکتا ہے جو کہ بڑھاپے کی دہلیز پر قدم رکھ چکا ہے۔

ایک طرف تو بڑھاپے کی عمر کو خود اللہ تعالیٰ نے اَرْذَلِ الْعُمُر یعنی نکمی عمر فرمایا کہ ذہن بچوں والا بن جاتا ہے اور بہت سی چیزوں کا بھول جانا اور اس کے علاوہ بڑھاپے میں امراض جوانی کی نسبت زیادہ ہوتے ہیں۔ بواسیر بھی ہے تو جوڑوں کے درد بھی ہیں، مثانے کی کمزوری ہے تو ساتھ داڑھوں کا نہ ہونا بھی ہے۔اس کے علاوہ نوجوان اولاد کا تلخ رویہ بڑھاپے میں مزید دل شکنی کا باعث بنتا ہے تو ایسے

Marfat.com

ماحول میں رسول اللہ ﷺ نے ہمیں درس دیا کہ اگر ہم اس بوڑھے کی قدر کریں گے تو جب ہم خود اس حالت میں پہنچیں گے تو اللہ تعالیٰ کسی کو مقرر فرما دیتا ہے جو اس وقت ہماری عزت کرے گا اور اس طرح سکون کا باعث بنے گا۔

تعظیم اکابر جنت میں قربِ مصطفیٰ ﷺ کا ذریعہ:

یہ تو تعظیم اکابر کا دنیاوی فائدہ تھا اس کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ نے تعظیم اکابر کے اخروی فائدے کو بیان فرمایا۔

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اَنَسُ وَقِّرِ الْكَبِيْرَ وَارْحَمِ الصَّغِيْرَ تُرَافِقْنِيْ فِي الْجَنَّةِ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے انس! بڑے کی عزت کرو اور چھوٹے پر رحم کرو تو جنت میں میری رفاقت پالو گے۔"

(شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر حدیث ۱۰۹۸۱)

اس روایت میں تعظیم اکابر کے اخروی فائدے کا ذکر ہوا کہ جو کوئی بڑوں کی عزت کرے گا اس کو ایک تو جنت ملے گی اور پھر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ اور پڑوس ملے گا۔

میرے بھائیو! یہ جو تعظیم اکابر کا اخروی صلہ ہے یہی ہر عاشق رسول ﷺ کے دل کی پکار اور ہر مومن کی آرزو ہے کہ جب دنیا کے غموں سے نجات حاصل کر کے جنت میں پہنچ جائے تو وہاں رسول اللہ ﷺ کا پڑوس مل جائے یہی مومن کی معراج ہے۔

اللہ کی رحمت سے تو جنت ہی ملے گی
اے کاش! محلے میں جگہ ان کے ملی ہو

اس حدیث پاک سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقصود بھی پورا ہوا کہ سب صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہی خواہش تھی جنت ملے اور جنت میں قربِ مصطفیٰ ﷺ نصیب ہو جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث سے واضح ہے جس کو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے روایت کیا اور وہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ رَجُلًا سَاَلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّاعَةِ فَقَالَ مَتَى

Marfat.com

السَّاعَةُ قَالَ وَمَا ذَا اَعْدَدتَّ لَهَا قَالَ لَا شَيْءَ اِلَّا اُحِبُّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ

"ایک شخص نے سوال کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! قیامت کب آئے گی تو اس پر مدنی کریم ﷺ نے فرمایا تو نے قیامت کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ تو اس شخص نے عرض کیا تیاری تو کچھ بھی نہیں صرف یہ ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کرتا ہوں تو محبوب دوعالم، نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا تم جس سے محبت کرتے ہو قیامت میں اسی کے ساتھ ہوگے۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

فَمَا فَرِحْنَا بِشَيْءٍ فَرَحْنَا بِقَوْلِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ" اَنَا اُحِبُّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَبَابَكْرٍ وَعُمَرَ وَ اَرْجُوْا اَنْ اَكُوْنَ مَعَهُمْ بِحُبِّيْ اِيَّاهُمْ

"ہمیں اتنی خوشی کسی چیز سے نہیں پہنچی جتنا رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان سے ہمارے دلوں کو سکون پہنچا کہ جس سے محبت کرتے ہو اس کے ساتھ ہوگے تو میں رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے محبت کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ ان سے محبت کی وجہ سے میں ان کے ساتھ رہوں گا۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۱، قدیمی کتب خانہ کراچی)

میرے بھائیو! اس ساری گفتگو سے آپ کو معلوم ہوگیا کہ جو بڑوں کی تعظیم کرے ایک تو اسے جنت ملے گی اور پھر جنت میں رسول اللہ ﷺ کا ساتھ نصیب ہوگا تو جو خود رسول اللہ ﷺ کا ادب کرے اور عقیدۂ تعظیم کے سائے تلے ساری زندگی جمالِ مصطفیٰ ﷺ کے دیدار کی آرزو میں تڑپتا رہے وہ بدرجہ اولیٰ جنت کا اور جنت میں قربِ محبوب ﷺ کا حقدار ہے۔

اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے سب سے بڑے تو خود رسول اللہ ﷺ ہیں جبکہ آگے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے والے باب میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور ان کے

Marfat.com

عقیدۂ تعظیم کے عنوان سے ظاہر ہے تو خود رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا کیا کہنا۔

چنانچہ سیدی مجدد اعظم حسان الہند الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں ارشاد فرماتے ہیں۔

سارے اچھوں سے اچھا سمجھئے جسے
ہے اُس اچھے سے اچھا ہمارا نبی
سارے اونچوں سے اونچا سمجھئے جسے
ہے اُس اونچے سے اونچا ہمارا نبی

☆☆☆

جس کے آگے کھنچی گردنیں جھک گئیں
اُس خداداد شوکت پہ لاکھوں سلام

☆☆☆

تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

اس کے علاوہ مزید رسول اللہ ﷺ نے بزرگوں اور بوڑھے مسلمانوں کے ادب و احترام کی اہمیت کو یوں اجاگر کیا ہے چند احادیث مزید ملاحظہ ہوں۔

عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی الْاَشْعَرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامَ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ

"حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بے شک بوڑھے مسلمان کی عزت کرنا اللہ کی عزت کرنا ہے۔"

(سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۳۰۹ کتاب الآداب باب فی تنزیل منازلھم، کشف الغمہ جلد ا صفحہ ۲۴، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر حدیث ۱۰۹۸۴)

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یُوَسَّعُ

Marfat.com

امام عشق ومحبت، مجدد دین وملت حسان الہند امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں۔

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا
پڑے خاک ہوجائیں جل جانے والے

یہ جو آخر پر سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے مبارک فعل والی روایت المقاصد الحسنہ وغیرہ کے حوالے سے نقل کی ہے اس کے بارے میں دشمنانِ حدیث کی دو واردا تیں جاننا اشد ضروری ہے۔

پہلی تو یہ ہے کہ یہ روایت مقاصد حسنہ کے علاوہ مسند الفردوس میں بھی موجود ہے لیکن آج کے مسند الفردوس کے نسخوں سے عداوتِ محبوب ﷺ کی وجہ سے یہ روایت نکال دی گئی ہے مگر یہ روایت مسند الفردوس میں موجود ضرور ہے۔اس کی دلیل ہمارے پاس یہ موجود ہے کہ اسی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ والی روایت کو غیر مقلد محمد علی شوکانی متوفی ۱۲۵۰ھ نے اپنی کتاب الفوائد المجموعہ میں بھی لکھا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی کہا ہے کہ روایت مسند الفردوس میں ہے۔

(الفوائد المجموعہ صفحہ ۱۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

دوسری روایت یہ ہے کہ علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نے مقاصد حسنہ میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی روایت نقل کرنے کے بعد لَا یَصِحُّ لکھا ہے۔ان کے علاوہ اور بھی کوئی محدث ان روایات کے بارے میں یہ فرمائے کہ لَا یَصِحُّ یعنی یہ روایت صحیح نہیں ہے تو منکرین حضرات محدثین کے لَا یَصِحُّ فرمانے سے یا تو یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ روایت موضوع ہے یعنی من گھڑت ہے یا یہ مراد لیتے ہیں کہ یہ روایت ضعیف ہے جیسا کہ حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کی لاجواب کتاب "جاء الحق" کی اس عبارت "صحیح نہ ہونے سے ضعیف لازم نہیں آتا کیونکہ صحیح کے بعد درجہ حسن باقی ہے" پر مولوی سرفراز گکھڑوی اعتراض کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "مفتی صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ کوئی محدث جب مطلق لَا یَصِحُّ کہتا ہے تو اس کا مطلب صرف یہی ہوتا ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے اگر حسن ہوتی تو اس کی وضاحت کر دیتے کہ یہ حدیث حسن ہے تو مطلق لَا یَصِحُّ سے حسن سمجھنا قلت فہم کا نتیجہ ہے۔

(راہِ سنت صفحہ ۲۴۰ مکتبہ صفدریہ گوجرانوالہ)

Marfat.com

چند اہم گزارشات

یہ جو سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھے چومنے والی حدیث ہے اس کو سمجھنے کے لئے چند اصولِ حدیث عرض کرتا ہوں۔

اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ حدیث موضوع کب ہوتی ہے اس کا علم ہونا چاہئے۔ حدیث کے موضوع ہونے کی چند صورتیں ہیں۔

۱۔ جب حدیث کا مضمون قرآن پاک کے خلاف ہو۔

۲۔ سنت متواترہ کے خلاف ہو۔

۳۔ عقل صریح کے خلاف ہو۔

۴۔ حسن صحیح کے خلاف ہو۔

۵۔ اجماعِ قطعی کے خلاف ہو۔

۶۔ تاریخی یقینی کے خلاف ہو۔

اختلاف بھی اس طرح ہو کہ اس روایت کے معانی میں تاویل و تطبیق نہ ہو۔

۷۔ ساتویں صورت یہ ہے کہ خود حدیث بیان کرنے والا کہہ دے کہ میں نے یہ حدیث جھوٹی گھڑی ہے۔

۸۔ روایت کے اندر برا معنی پایا جا رہا ہو اور اس کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کر دیا جائے جیسے فساد، ظلم وغیرہ۔

۹۔ ایک ایسی جماعت جن کی تعداد حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہو اور ان میں جھوٹ کا احتمال بھی نہ ہو اور ایک دوسرے کے تقلید کا بھی احتمال نہ ہو ایسی جماعت کسی حدیث کو جھوٹی و باطل کہیں تو وہ موضوع ہوگی۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے رسالہ "منیر العین" میں پندرہ صورتیں بیان کی ہیں جو آپ رحمۃ اللہ علیہ کا ہی خاصہ ہیں۔ ان میں سے چند صورتیں ہم نے یہاں ذکر کی ہیں تمام صورتوں کا بنظرِ غائر مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی انگوٹھے چومنے والی حدیث کسی لحاظ

Marfat.com

سے موضوع نہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ محدث اگر کسی روایت کے بارے میں لَا یَصِحُّ یعنی یہ حدیث صحیح نہیں ہے کہہ دے جس طرح کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے چومنے والی حدیث کے بارے میں امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے لَا یَصِحُّ فرمایا ہے تو محدث کے لَا یَصِحُّ فرمانے کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہوتا کہ یہ روایت موضوع ہے بلکہ محدث کا مقصود یہ ہوتا ہے کہ یہ صحیح کی جو اعلیٰ قسم ہے "صحیح لذاتہٖ" وہ نہیں ہے اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحیح لذاتہٖ کے نیچے جو حدیث کی دوسری اقسام ہیں یہ روایت ان میں سے بھی نہیں ہے۔

صحیح لذاتہٖ کے نیچے حدیث کی دوسری اقسام درجہ بدرجہ آتی ہیں صحیح لغیرہٖ دوسرے نمبر پر، حسن لذاتہٖ تیسرے نمبر، حسن لغیرہٖ چوتھے نمبر پر، ضعیف بضعف قریب پانچویں نمبر پر، ضعیف بضعف قوی چھٹے نمبر پر اور پھر اس کے بعد مطروح کا درجہ ہے ان سب کے بعد جا کر موضوع حدیث کا مقام آتا ہے۔

اب اگر کوئی حدیث صحیح لذاتہٖ نہیں ہے تو اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ حدیث موضوع ہو بلکہ صحیح لذاتہٖ کے نیچے جو حدیث کی اقسام ہیں یہ ان سے ہو سکتی ہے۔

اب اگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے چومنے والی حدیث کو ضعیف بھی نہیں کہہ سکتے اس لئے کہ حدیث صحیح نہ ہونے سے ضعیف ہونا لازم نہیں آتا۔

مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا کہ اگر روایت صحیح نہیں تو اس کے بعد حسن کا درجہ آتا ہے اس طرح نہیں کہ روایت صحیح نہ ہو تو وہ ضعیف ہو جائے جس طرح گکھڑوی صاحب نے کہا ہے کہ لَا یَصِحُّ سے مراد ضعیف ہی ہے اور اس پر دلیل کوئی نہیں دی حالانکہ خود گکھڑوی صاحب نے اپنی کتاب "سماع الموتی" میں اس بات کو مانا ہے کہ اگر حدیث صحیح نہ ہو تو حسن ہو سکتی ہے چنانچہ لکھتا ہے حافظ ابن حجر "نتائج الافکار" میں لکھتے ہیں کہ:

لَا يَلْزَمُ مِنْ نَفْيِ الثُّبُوْتِ ثُبُوْتُ الضُّعْفِ لِاِحْتِمَالِ اَنْ يُّرَادَ بِالثُّبُوْتِ الصِّحَّةَ فَلَا يَنْتَفِي الْحَسَنُ

یعنی نفی ثبوت حدیث سے اس حدیث کا ضعف ہونا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ احتمال ہے کہ ثبوت سے صحت مراد ہو تو اس سے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

Marfat.com

حافظ ابن حجر کے اس نقطہ سے معلوم ہوا کہ نفی ثبوت سے ضعف لازم نہیں آتا، ہو سکتا ہے کہ حدیث صحت کو تو نہ پہنچی ہو لیکن حسن کے درجہ تک پہنچ جائے اور اسی کو صالح سے تعبیر کر لیا گیا ہو اور حسن حدیث بھی جمہور کے نزدیک قابل احتجاج ہے۔ (سماع الموتی صفحہ ۲۴۴ مکتبہ صفوریہ گوجرانوالہ)

حدیث صحیح نہ ہو تو وہ حسن ہے لہٰذا اب سرفراز گکھڑوی کی دو عبارتیں ہو گئیں۔

۱۔ سماع الموتی کی عبارت کہ حدیث حسن معتبر ہے۔

۲۔ راہِ سنت کی عبارت کہ حدیث صحیح نہیں ہے سے مراد ضعیف حدیث ہے۔

سرفراز گکھڑوی کی یہ دونوں عبارتیں جن کو اصولِ حدیث کے طور پر بیان کر رہا ہے اور اس کے دونوں بیان آپس میں ٹکرا کر سرفراز گکھڑوی کی علمی حیثیت کو واضح کر رہے ہیں اپنا علم اتنا ہے اور طعنہ قلت فہم کا مفتی احمد یار خان نعیمی رحمۃ اللہ علیہ کو دے رہا ہے اور خود کو پتہ ہی نہیں کہ ایک جگہ نفی سے میں نے کیا مراد لیا ہے اور دوسری جگہ کیا مراد لیا ہے؟

یہ جو اس کی پہلی عبارت ہے حدیث صحیح نہ ہو تو حسن ہو سکتی ہے اور حسن حدیث معتبر ہے یہی بات اب قبلہ مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور یہی بات امام ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی ہے اور یہ اصول بالکل مسلمہ ہے۔

اس کی دوسری عبارت جو ہے کہ حدیث صحیح نہ ہونے سے مراد ضعیف حدیث ہے اگر اس کی اس بات کو مان لیں پھر بھی اصولِ حدیث یہی ہے کہ ضعیف حدیث مختلف طرق سے مروی ہو تو درجہ حسن تک پہنچ جاتی ہے جیسا کہ درمختار جلد اول باب مستحباتِ الوضوء کے تحت علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح ابن حبان کی ایک روایت کو نقل کر کے کہا کہ یہ حدیث ابن حبان نے چند سندوں سے لکھی ہے تو بعض سندیں بعض کو تقویت دیتی ہیں لہٰذا یہ حدیث درجہ حسن تک پہنچ گئی۔

مثال کے طور پر حضرت سیدنا ابو معصب مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ اور زید بن ارقم رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ جب رسول اللہ ﷺ غار ثور میں تشریف لے گئے تو اللہ کے حکم سے آپ ﷺ کے چہرے کے سامنے ایک درخت اُگ آیا اور ایک جنگلی کبوتر کے جوڑے نے انڈے دیئے۔ مشرکین جب تلاش کرتے کرتے غار کے دروازے تک پہنچے تو کبوتروں کے گھونسلوں کو دیکھ کر واپس ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے ان کو ہم سے

Marfat.com

دور کر دیا۔(البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۱)

مولوی ادریس کاندھلوی نے لکھا ہے کہ یہ حدیث مختلف سندوں سے مروی ہے اور ہر سند میں اگرچہ بعض راوی ضعیف ہیں لیکن مجموعہ سے قوت اور وثاقت آجاتی ہے جیسے حضور ﷺ کی حدیث ہے۔

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ

"علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔"

امام نووی کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے لیکن علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ صحیح ہے کیونکہ مجھے اس کی روایت پچاس سندوں سے معلوم ہے۔(سیرۃ مصطفیٰ ﷺ از کاندھلوی جلد ا صفحہ ۹۰۲)

لہٰذا کاندھلوی صاحب کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ کوئی روایت مختلف طرق سے مروی ہو اگرچہ ضعیف ہو قوی ہو کر درجہ حسن تک پہنچتی ہے اور قابل حجت ہے۔

اسی طرح انگوٹھے چومنے والی روایت مختلف سندوں کے ساتھ مروی ہے اور مختلف جید علماء کرام نے اور غیروں نے بھی اس کو روایت کیا ہے لہٰذا یہ روایت بھی قوی ہے۔

☆ اگر حدیث ضعیف ہو اور اس کی تائید قرآن سے ہو جائے تو وہ قوی بن جاتی ہے۔

مثال کے طور پر جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو تورات عطا ہوئی تو انہوں نے فرمایا۔

مُتْ عَلَى التَّوْحِيْدِ وَعَلٰى حُبِّ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

یعنی تمہاری وفات توحید اور محمد ﷺ کی محبت پر آنی چاہئے۔اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کیا اے اللہ! یہ محمد ﷺ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا۔

لَوْ لَا مُحَمَّدٌ لَمَا خَلَقْتُ الْجَنَّةَ وَلَا النَّارَ وَلَا الشَّمْسَ وَلَا الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلَ وَلَا النَّهَارَ وَلَا مَلَكًا مُقَرَّبًا وَلَا نَبِيًّا مُرْسَلًا وَلَا اِيَّاكَ

"اگر محمد ﷺ نہ ہوتے تو میں جنت، دوزخ، سورج، چاند، رات، دن کو پیدا نہ کرتا اور نہ کسی مقرب فرشتے کو اور نہ کسی نبی مرسل کو پیدا کرتا اور نہ ہی تجھے پیدا کرتا۔"

(معارج النبوۃ)

یہ حدیث اگرچہ ضعیف ہے لیکن سیدی محدثِ اعظم پاکستان مولانا سردار احمد قادری رحمۃ اللہ علیہ کے

Marfat.com

فرمان کے مطابق اس روایت کی تائید قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے۔

وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ

(پ ۲۶، سورۃ الاحقاف آیت ۳)

ترجمہ کنزالایمان: "ہم نے نہ بنائے آسمان اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے مگر حق کے ساتھ۔"

حضور محدثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "حق" حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے جس طرح بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۹۳۵ پر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم حق ہیں اور بالحق میں رب نے اسی کی مصاحبت کی ہے تو توسل ثابت ہوا اور آیت کا مطلب یہ ہوا کہ:

"ہم نے زمین اور آسمان اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کو حق یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے سے پیدا کیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا۔"

لہٰذا اب حدیث قرآن کی تائید کی وجہ سے قوی ہوگئی۔

☆ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہے۔

جو ضعیف حدیث فضائل ومناقب میں آجائے تو اس پر عمل کیا جاسکتا ہے یعنی کسی حدیث میں ایک عمل کی ترغیب آئی جو ایسا کرے گا اتنا ثواب پائے گا یا کسی نبی یا کسی صحابی کی خوبی بیان ہوئی کہ اللہ کریم نے انہیں یہ مرتبہ بخشا ہے، یہ فضل عطا فرمایا ہے تو ان چیزوں کے ماننے میں ضعیف حدیث بھی کافی ہے۔

مثال کے طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

"میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں ان میں سے جس کی پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔"

محدثین کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے لیکن چونکہ اس سے صحابہ کی فضیلت ظاہر ہوتی ہے اس لئے اس کا بیان کرنا جائز ہے۔

Marfat.com

دوسری مثال امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وضو کے بعد رومال سے اعضاء مبارک کو صاف فرماتے تھے۔ یہ حدیث بھی ضعیف ہے لیکن عمل کے لحاظ سے اس پر عمل جائز ہے۔

ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہے اس پر چند حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ ردالمحتار علی درالمختار باب الاذان مواقع الاذان جلد ا صفحہ ۲۸۳ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ

۲۔ قوت القلوب فی معاملۃ المحبوب فصل الحادی والعشرون جلد ا صفحہ ۱۷۸

۳۔ شرح اربعین للنووی خطبۃ الکتاب

۴۔ مقاصد حسنہ زیر حدیث من بلغہ عن اللہ

۵۔ فتح القدیر باب الامامۃ

۶۔ تدریب الراوی قبیل نوع الثالث والعشرون

۷۔ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ باب السنن وفضائلھا

۸۔ مظاہر حق شرح مشکوٰۃ باب قیام شہر رمضان

۹۔ نبراس شرح شرح العقائد

۱۰۔ البشیر الکامل صفحہ ۳

تو جب اتنے حوالوں سے ثابت ہوا کہ ضعیف حدیث فضائل اعمال میں معتبر ہے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے انگوٹھے چومنے والی روایت میں بھی عمل کی فضیلت آئی ہے کہ جو اس طرح کرے گا اس کو شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نصیب ہوگی۔

اس کے علاوہ جو دوسری روایتیں ذکر کی گئی ہیں وہ بھی فضائل اعمال کے قبیل سے ہیں لہٰذا یہ ساری حدیثیں معتبر ہیں اور ان پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

☆ اب مزید یہ کہ محدثین کرام کے نزدیک ضعیف حدیث پر عمل صرف جائز نہیں ہوتا بلکہ ضعیف حدیث پر عمل کرنا مستحب ہے۔

اس پر بات پر حوالے ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

۱۔ کتاب الاذکار فصل قال العلماء من المحدثین

۲۔ فتح القدیر فصل فی الصلوٰۃ علیٰ المیت

۳۔ موضوعاتِ کبیر حدیث مسح الرقبہ

۴۔ نسیم الریاض شرح شفاء دیباچہ

الحاصل :

میرے بھائیو! اتنی بحث سے یہ معلوم ہوا کہ انگوٹھے چومنے والی روایات موضوع نہیں ہیں۔ اگر ضعیف بھی ہوں تو مختلف طرق سے مروی ہونے کے سبب قوی ہوگئیں اور قابل حجت ہیں اور صرف ضعیف حدیث پر بھی فضائل اعمال میں عمل کرنا مستحب ہے۔

الغرض جب بھی رسول اللہ ﷺ کا نام اسم گرامی سنیں تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا مستحب ہے اور یہ سب حدیث حسن سے ثابت ہے۔

یہ جو چند باتیں ہم نے اصولِ حدیث کے حوالے سے عرض کی ہیں اگر ان کی تفصیل دیکھنی ہو تو سیدی اعلیٰ حضرت مجدد دین وملت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے رسالے "منیر العین فی تقبیل الابہامین" کا مطالعہ فرمائیں۔

اس رسالے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انگوٹھے چومنے والے مسئلے کو واضح طور پر بیان کیا ہے اور اصولِ حدیث پر مشتمل تیس فائدے ذکر کئے ہیں۔ ہر فائدے میں بے شمار حوالہ جات کی مدد سے سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

اپنے موضوع کے اعتبار سے اصولِ حدیث کی اتنی جامع اور نفیس بحث آپ کو کہیں اور نہیں ملے گی۔ یہ رسالہ دو سو صفحات پر مشتمل ہے اور اس کے علاوہ دوسرا رسالہ اسی انگوٹھے چومنے والے مسئلے پر "نہج السلامہ فی حکم تقبیل الابہامین فی الاقامہ" کے نام سے قصرِ خارجیت پر ایٹم بم بن کر گر رہا ہے اور اس میں مزید دراڑیں پیدا کر رہا ہے اور یہ رسالہ سو صفحات پر مشتمل ہے۔

یہ دونوں رسالے فتاویٰ رضویہ (جدید) مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور کی پانچویں جلد میں ہیں۔ ان کا

Marfat.com

ایک مرتبہ مطالعہ کریں تو آپ سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تبحرِ علمی اور مجد ثانہ شان و شوکت کے معترف ہو جائیں گے اور یہی نعرہ لگائیں گے۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

Marfat.com

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

ہر اِک دل میں ہے احترامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم
سبھی سے ہے اونچا مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

فرشتے لگاتے ہیں آنکھوں سے اپنی
شب و روز پیارا سا نامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

چلو مے کشو آج ساقی کے در پر
بڑا وجد آور ہے جامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

نہ ان سا ہوا ہے کبھی اور نہ ہو گا
خدا نے بنایا ہے وہ مقامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

بڑی مہکی مہکی صبحیں وہاں کی
ہے پرنور رحمت سے شامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

ہے قربان کی عصر مولا علی علیہ السلام نے
کیا خوب جانتے ہیں احترامِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم

Marfat.com

چونکہ رسول اللہ کے نام نامی اسم گرامی کی تعظیم کرتے ہوئے انگوٹھے چومنے کا ذکر چل رہا ہے لہٰذا مزید اسم گرامی کی تعظیم کے حوالے سے پڑھیں چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ اِذَا سَمَّیْتُمْ مُحَمَّدًا فَلَا تَضْرِبُوْہُ وَلَا تَحْرُمُوْہُ

"حضرت ابورافع رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم بچے کا نام "محمد" رکھو تو اسے نہ مارو اور نہ محروم رکھو۔"

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، باب اختصاصہ بفضل التسمی باسمہ)

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم کسی کا نام "محمد" رکھو تو اس کی تعظیم کیا کرو اور اس کے بیٹھنے کی جگہ کو کشادہ رکھو اور اس سے منہ مت بگاڑو۔

(نزہۃ المجالس جلد ۲ صفحہ ۲۱۸)

اسی طرح حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو لڑکے کا نام "محمد" رکھو تو اس کی عزت کرو اور مجلس میں اس کے لئے جگہ کشادہ کرو اور اس کی برائی کی طرف نسبت نہ کرو یا اس پر برائی کی دعا نہ کرو۔ (تاریخ بغداد جلد ۳ صفحہ ۳۰۵)

اسی طرح حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ تُسَمُّوْنَ اَوْلَادَکُمْ مُحَمَّدًا ثُمَّ تَلْعَنُوْنَہُمْ

"نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اپنے بچوں کا نام محمد رکھتے ہو اس کے بعد ان بچوں پر لعنت کرتے ہو۔" (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۴۳۳، باب اختصاصہ بفضل التسمی باسمہ)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب تم اپنے بچے کا نام "محمد" رکھو تو اس کی عزت کرو، اسے محفل میں جگہ دو اور اسے چہرے کی بدصورتی کی بددعا نہ دو۔ (جامع صغیر لسیوطی)

میرے بھائیو! ان روایتوں سے معلوم ہوا کہ جس بندے کا نام "محمد" ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم گرامی کی نسبت کی وجہ سے اس بندے کی بھی عزت کی جائے گی اگر مجلس میں آئے تو اس کی عزت کرتے

Marfat.com

ہوئے جگہ کشادہ کر دیں نہ اس کو مار سکتے ہیں اور نہ جھڑک سکتے ہیں اور نہ اس کے لئے بد دعا کر سکتے ہیں۔

حقیقت یہی ہے کہ یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ اس کے نام کو رسول اللہ ﷺ کے اسم گرامی سے نسبت ہے اور۔

تعظیم جس نے کی ہے محمد ﷺ کے نام کی
خدا نے اس پر آتش دوزخ حرام کی

چنانچہ حضرت علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے نام مصطفیٰ ﷺ کی نسبت کی تعظیم کا بڑا ایمان افروز واقعہ نقل کیا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ سلطان محمود غزنوی کے خادم خاص ایاز کے بیٹے کا نام "محمد" تھا تو سلطان محمود غزنوی جب بھی اس غلام زادے کو بلاتے تو اس کا نام لے کر بلاتے۔ایک دن ایسا ہوا کہ سلطان محمود غزنوی غسل خانے میں تھے ان کو پانی کی ضرورت پڑی تو آواز دی اے ایاز کے بیٹے! پانی لے آؤ۔اس لڑکے نے پانی تو لا کر دے دیا لیکن جا کر اپنے والد ایاز سے عرض کی کہ ابا جان! پتہ نہیں مجھ سے کیا غلطی سرزد ہوئی ہے پہلے تو سلطان میرا نام "محمد" لے کر مجھے بلاتے تھے لیکن آج مجھے ایاز کے بیٹے کہہ کر بلایا۔اس پر ایاز نے سلطان محمود غزنوی کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا حضور! آج غلام زادے سے کیا غلطی سرزد ہوگئی آج اس کا نام نہیں لیا؟ اس پر سلطان محمود غزنوی نے فرمایا میں پہلے جب بھی اس کو بلاتا ہوں تو باوضو بلاتا ہوں کیونکہ اس کا نام "محمد" ہے اور آج میں غسل خانہ میں تھا، میرا وضو نہیں تھا تو میں نے یہ گوارا نہیں کیا کہ بے وضو اسے نام سے بلاؤں۔ (تفسیر روح البیان سورۃ الاحزاب تحت آیت ۴۰)

حضرت شیخ نجیب الدین متوکل رحمۃ اللہ علیہ کے دو لڑکے تھے۔ایک کا نام "محمد" اور دوسرے کا نام "احمد" تھا۔شیخ نجیب الدین رحمۃ اللہ علیہ اگر ان سے ناراض ہوتے تو فرماتے اے خواجہ محمد! اے خواجہ احمد! یہ کام تمہارے لائق نہ تھا گویا آپ کو کیسا ہی سخت غصہ ہوتا بہر حال آپ نام کا ادب ملحوظ رکھتے۔

(فوائد الفواد مجلس ۳۵ صفحہ ۲۸۳)

اسی طرح مولانا عبدالرحمن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہزار بار بشویم دہن ز مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمال بے ادبی است

Marfat.com

یعنی یارسول اللہ ﷺ! اگر میں اپنے منہ کو ہزار بار مشک اور عرقِ گلاب سے دھولوں پھر بھی اپنے منہ سے آپ ﷺ کا نام اقدس لینا بہت بڑی بے ادبی ہے۔

بہر حال آپ اندازہ لگائیں جس محبوب ﷺ کی نسبت کا اتنا ادب کیا جارہا ہے عشاق خود اس شمع رسالت ﷺ پر کیسے پروانہ وار فدا ہوتے ہوں گے؟

اچھے ناموں کی برکت:

پچھلی ساری بحث سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کے نام کی تعظیم ضروری ہے اور نسبتاً جس بندے کا یہ نام ہو اس کا بھی احترام کرنا چاہئے اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ اپنے بچوں کے اچھے نام رکھنے چاہئیں کہ اس میں برکتیں ہیں اور اچھے نام رکھنا والد پر اولاد کا حق بھی ہے جیسا کہ حدیث پاک میں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

حَقُّ الْوَلَدِ عَلَى الْوَالِدِ اَنْ يُّحْسِنَ اِسْمَهٗ وَيُحْسِنَ اَدَبَهٗ

"اولاد کا والد پر حق یہ ہے کہ اس کا اچھا نام رکھے اور اچھا ادب سکھائے۔"

(کنز العمال کتاب النکاح یث نمبر ۴۵۱۹۲)

اس کے علاوہ یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جو جس بندے کا نام ہو گا قیامت کے دن اسی نام سے پکارا جائے گا چنانچہ رسولِ مکرم شفیع معظم نورِ مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّكُمْ تُدْعَوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بِاَسْمَآءِ كُمْ وَ اِسْمَآءِ اٰبَآءِ كُمْ فَاَحْسِنُوْا اَسْمَآءَ كُمْ

"قیامت کے دن تم اپنے اور اپنے باپوں کے ناموں سے پکارے جاؤ گے لہٰذا اچھے اچھے نام رکھا کرو۔" (سنن ابی داؤد کتاب الادب باب فی تغیر الاسماء رقم الحدیث ۴۹۴۸)

اب ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو کہ اپنے بچوں کے نام فلمی اداکاروں یا کرکٹ کے کھلاڑیوں یا معاذ اللہ کفار کے نام پر رکھتے ہیں۔ان کے لئے اس سے بڑھ کر اور شرمندگی کیا ہو گی ان کی اولاد کو

Marfat.com

قیامت کے دن انہی گندے ناموں سے پکارا جائے گا۔

اکثر دیکھا جاتا ہے کہ کسی کے ہاں بچہ پیدا ہوا تو نام رکھنے کی ذمہ داری چچی، پھوپھی وغیرہ رشتہ داروں کو سونپ دی جاتی ہے اور وہ ایسا نام تجویز کرتے ہیں جس کا کوئی معانی نہیں ہوتا اس کی اکثر مثالیں پرانے دیہاتی بوڑھوں کے ناموں سے مل سکتی ہیں۔

لہٰذا چاہئے کہ بچوں کے نام انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء اللہ اور دیگر نیک لوگوں کے نام پر رکھنے چاہئیں جس کا ایک فائدہ تو یہ ہوگا کہ بچے کو اپنے اسلاف سے روحانی رشتہ قائم رہے گا اور دوسرا فائدہ یہ ہوگا کہ ان بزرگانِ دین کے ناموں کی برکت سے اس بچے کی زندگی پر اچھے اثرات مرتب ہوں گے۔ اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تَسَمَّوْا بِاَسْمَاءِ الْاَنْبِيَاءِ وَاَحَبُّ الْاُسْمَآءِ اِلَى اللهِ تَعَالٰى عَبْدُ اللهِ وَ عَبْدُ الرَّحْمٰنِ

"انبیاء کرام علیہم السلام کے ناموں پر نام رکھو اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے پیارے نام عبداللہ اور عبدالرحمن ہیں۔" (سنن ابی داؤد کتاب الادب رقم الحدیث ۴۹۵۰)

تو اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے اچھے نام رکھنے کی تلقین فرمائی ہے اس کا دنیا میں بھی فائدہ ہے اور آخرت میں بھی رحمت الٰہی ملے گی چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

اِذَا كَانَ يَوْمِ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ يَا مُحَمَّدُ قُمْ فَادْخُلِ الْجَنَّةَ بِغَيْرِ حِسَابٍ فَيَقُوْمُ كُلُّ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ يَّتَوَهَّمُ اَنَّ النِّدَآءَ لَهٗ فَلِكَرَامَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يُمْنَعُوْنَ

"قیامت کے دن منادی ندا کرے گا اے محمد! اٹھو اور بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ تو یہ ندا سن کر ہر وہ شخص کھڑا ہو جائے گا جس کا نام محمد تھا۔ وہ یہ سمجھ رہا ہو گا کہ مجھے بلایا جا رہا ہے حالانکہ رسول اللہ ﷺ کو بلایا گیا ہو گا تو اب نام مصطفیٰ ﷺ کی برکت سے ان محمد نام والوں کو بھی جنت میں داخل ہونے سے نہیں روکا جائے گا۔"

(سیرۃ حلبیہ جلد ا صفحہ ۹۹)

Marfat.com

نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکتیں:

اس مذکورہ حدیث سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کی برکت ظاہر ہوئی کہ دنیا میں جس کا نام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام پر ہوگا آخرت میں یہی نسبت ہی اس کی بگڑی بنا دے گی اور حشر کے ہولناک مناظر میں مشکل کشائی کا کام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام مبارک دے گا کیونکہ قیامت کی تکالیف سے بڑھ کر کوئی تکلیف نہیں تو اس وقت جس محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نامِ اقدس کی برکت سے ہزاروں بلکہ لاکھوں بغیر حساب جنت میں داخل ہوں گے تو اس سے بڑھ کر اور مشکل کشائی کیا ہوگی؟۔

مشکل جو سر پر آپڑی تیرے ہی نام سے ٹلی
مشکل کشا ہے تیرا نام آقا تم پر کروڑوں درود وسلام

اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے کہ رحمت عالم سراپا جود و کرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ تَسَمّٰی بِاِسْمِیْ یَرْجُوْ بَرَکَتِیْ غَدَتْ عَلَیْهِ الْبَرَکَةُ وَ رَاحَتْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ

"جس نے میرے نام سے برکت کی امید کرتے ہوئے میرے نام پر نام رکھا قیامت تک صبح وشام اس پر برکت نازل ہوتی رہے گی۔"

(کنز العمال کتاب النکاح الفصل الاول فی الاسماء رقم الحدیث ۴۵۲۱۳، الخصائص الکبریٰ جلد ۱ باب اختصاصه بفضل التسمی باسمه)

یہ نام کوئی کام بگڑنے نہیں دیتا
بگڑے بھی بنا دیتا ہے نامِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اسی طرح ایک اور حدیث پاک میں ہے حضرت سیدنا ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وُلِدَ لَهُ مَوْلُوْدٌ فَسَمَّاهُ مُحَمَّدًا حُبًّا لِّیْ وَتَبَرُّکًا بِاِسْمِیْ کَانَ هُوَ وَمَوْلُوْدُهٗ فِی الْجَنَّةِ

"جس کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور میری محبت میرے نام اور حصولِ برکت کے لئے اس

Marfat.com

بیٹے کا نام "محمد" رکھے تو وہ اور اس کا بیٹا دونوں جنت میں جائیں گے۔"

(تفسیر روح البیان پارہ ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت ۴۰، کنز العمال کتاب النکاح الفصل الاول فی الاسماء رقم الحدیث ۴۵۲۱۵)

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب کوئی قوم مشورہ کے لئے جمع ہو اور ان میں کوئی شخص "محمد" نام کا ہو اور وہ اسے مشورہ میں شریک کریں تو ان کے لئے مشاورت میں برکت ہوگی۔ (الکامل لابن عدی جلد ا صفحہ ۲۷۵)

حضرت ابو شعیب رضی اللہ عنہ، حضرت عطاء رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں جو یہ چاہے کہ اس کی عورت کے حمل میں لڑکا ہو تو اسے چاہئے کہ اپنا ہاتھ عورت کے پیٹ پر رکھ کر کہے۔

اِنْ کَانَ ذَکَرًا فَقَدْ سَمَّیْتُہٗ مُحَمَّدًا

یعنی اگر لڑکا ہوا تو میں نے اس کا نام محمد رکھا ان شاء اللہ عزوجل لڑکا ہوگا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۴ صفحہ ۲۹۰)

لہٰذا معلوم ہوا کہ اچھے نام دنیا و آخرت میں حصولِ برکت اور رحمت الٰہی کے نزول کا سبب بنتے ہیں۔

ناموں کی تاثیر:

یہ بات ذہن میں رہے کہ نام اچھا ہو یا برا ہو اس نام کی تاثیر ہوتی ہے جیسا کہ بخاری شریف کی حدیث ہے۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں میرے دادا رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا حزن۔ فرمایا تم سہل ہو یعنی اپنا نام سہل رکھو اس کے معنی نرمی کے ہیں اور حزن کے معنی سخت کے ہیں تو میرے دادا نے کہا کہ جو نام میرے باپ نے رکھا ہے میں اسے نہیں بدلوں گا۔

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہم میں اب تک سختی پائی جاتی ہے۔

(صحیح بخاری کتاب الادب باب تحویل الاسم رقم الحدیث ۶۱۹۳)

اس کے علاوہ ایک اور روایت ہے۔

Marfat.com

حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کسی شخص سے پوچھا کہ تمہارا نام کیا ہے؟ اس نے بتایا "جمرہ" یعنی دہکتا ہوا انگارہ۔ باپ کا نام پوچھا تو وہ بولا "شہاب" یعنی سلگتی ہوئی آگ۔ قبیلے کا نام پوچھا تو کہنے لگا "حرقۃ" یعنی آگ میں جل کر سیاہ ہو جانے والی شے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اس کے وطن کے متعلق پوچھا تو کہنے لگا "حرۃ النار" یعنی آگ کی تپش۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا تمہارا وطن کہاں ہے؟ وہ کہنے لگا "ذات لظی" یعنی آگ کی لپیٹ جس میں دھواں نہ ہو میں واقع ہے۔ اس شخص کا تعارف سن کر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اَدْرِكْ اَهْلَكَ فَقَدِ احْتَرَقُوْا

اپنے اہل و عیال کی جلد خبر لو کہیں وہ جل کر خاک نہ ہو گئے ہوں۔ وہ شخص اپنے گھر گیا تو واقعی اس کے گھر کو آگ لگ چکی تھی اور سب کے سب جل مرے تھے۔

(الموطا کتاب الاستئذان باب باسماء یکرہ من الاسماء رقم الحدیث ۱۸۷۱)

لہٰذا اپنے بچوں کے نام دنیا اور آخرت کے فوائد کے حصول کے لئے رکھے جائیں اور نیک لوگوں کے نام پر رکھے جائیں۔

Marfat.com

مسئلہ قیام تعظیمی

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیِّ رضی اللہ عنہ قَالَ نَزَلَ اَهْلُ قُرَیْظَةَ عَلٰی حُكْمِ سَعْدِ بْنِ مُعَاذٍ فَاَرْسَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلٰی سَعْدٍ فَاَتَاهُ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنٰی قَرِیْبًا مِّنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِكُمْ اَوْ خَیْرِكُمْ ثُمَّ قَالَ اِنَّ هٰؤُلَاءِ نَزَلُوْا عَلٰی حُكْمِكَ قَالَ تَقْتُلُ مُقَاتِلَتَهُمْ وَتَسْبِیْ ذُرِّیَّتَهُمْ قَالَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِحُكْمِ اللّٰهِ

"حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اہل قریظہ حضرت سعد بن معاذ حکم پر آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو بلوایا تو وہ ایک گدھے پر سوار ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے جب وہ مسجد کے قریب پہنچے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انصار سے فرمایا: "اپنے سردار یا اپنے افضل کی طرف کھڑے ہو" پھر فرمایا یہ لوگ تمہارے حکم پر (قلعہ سے) نکلے ہیں۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو ان میں سے لڑائی کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیجئے اور ان کی اولادوں کو قید کر لیجئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔"

(صحیح مسلم کتاب الجہاد باب جواز قتال من نقض العہد رقم الحدیث ۴۴۸۱، صحیح بخاری کتاب المغازی باب مرجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم من الاحزاب رقم الحدیث ۳۸۹۵، سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی القیام رقم الحدیث ۵۲۱۵)

اس حدیث پاک سے معلوم ہوا کہ کوئی بزرگ عزت دار آئے تو اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز ہے اور یہاں تو یہ ثابت ہو گیا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انصار کو ان کے سردار کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونے کا حکم دے رہے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سواری پر سوار ہو کر آتے تھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار کو

Marfat.com

کھڑا ہونے کا حکم اس لئے نہیں دیا کہ وہ اپنے سردار کو سواری سے نیچے اتاریں اس لئے کہ سواری سے اتارنے کے لئے تو ایک دو بندے کافی تھے اور محبوب ﷺ سب کو کھڑا ہونے کا فرمار ہے ہیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ہے کہ مجلس میں تو بہت سے دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی تشریف فرما تھے کوئی اور چلا جاتا، صرف انصار ہی کو کیوں کھڑے ہونے کا حکم دیا اس لئے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے خاص ان کو کھڑے ہونے کا حکم فرمایا تو یہ ساری باتیں اس چیز پر دلالت کر رہی ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی تعظیم کے لئے قیام کرایا جارہا تھا لہٰذا اس حدیث سے مسئلہ قیام تعظیمی واضح ہوگیا۔

رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریفہ کا بیان ہو رہا ہو یا محفل میلاد میں صلوٰۃ وسلام پڑھا جارہا ہو یا کوئی عالم دین تشریف لائے یا کسی کے پیر صاحب یا والدین تشریف لائیں تو تعظیماً کھڑے ہو جانے کو قیامِ تعظیمی کہتے ہیں جو ہمارے نزدیک مستحب ہے اور اجر وثواب کا موجب ہے لیکن چند بدبخت اس کو بدعت کہتے ہیں اور مختلف زاویوں سے لایعنی اعتراضات کرتے ہیں۔

اعتراض ا:

سب سے بڑا اعتراض ان کا یہی ہے کہ کسی کی تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کو حدیث میں منع فرمایا گیا ہے اس پر تین حدیثیں پیش کرتے ہیں۔

ا۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا بَعْضًا

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم لوگ ایسے کھڑے نہ ہو جیسے عجمی لوگ ایک دوسرے کی کھڑے ہو کر تعظیم کرتے ہیں۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب القیام فصل الثانی صفحہ ۴۰۳)

۲۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّاْ مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ

Marfat.com

"جس کو پسند نہ ہو کہ لوگ تعظیم کرتے ہوئے اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ اپنے ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔" (مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب باب القیام فصل الثانی صفحہ ۴۰۳)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ مِنْ كَرَاهِيَةٍ لِذٰلِكَ

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جب مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے نہیں ہوتے تھے اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ناپسند ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الادب القیام فصل الثانی صفحہ ۴۰۳)

لہٰذا ان تینوں احادیث مبارکہ سے معلوم ہوا کہ کسی کی بھی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا جائز نہیں ہے۔

جواب:

یہ جو آپ نے پہلی دونوں حدیثیں پیش کی ہیں ان میں جو قیامِ تعظیمی سے منع کیا گیا ہے وہ صرف اس صورت میں منع ہے جب بندے کی خواہش ہو کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے ہیں اور خود بیٹھا رہے یا اس کی خواہش ہو کہ میرے آنے پر لوگ کھڑے ہو جائیں بہرحال ہر صورت میں قیامِ تعظیمی ناجائز نہیں ہے اس لئے کہ جہاں تک صرف تعظیم کے لئے کھڑے ہونے کا تعلق ہے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں انصار کو حضرت سعد رضی اللہ عنہ کی آمد پر فرمایا۔

قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ

"اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔"

لہٰذا مطلقاً قیامِ تعظیمی ناجائز ہوتا تو سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کبھی بھی تعظیماً کھڑے ہونے کا حکم ارشاد نہ فرماتے۔

اس حدیث قُوْمُوْا اِلٰى سَيِّدِكُمْ کی شرح میں امام اجل عظیم محدث سیدنا امام شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں۔

فِيْهِ اِكْرَامُ اَهْلِ الْفَضْلِ وَتَلَقِّيْهِمْ بِالْقِيَامِ لَهُمْ اِذَا اَقْبَلُوْا هٰكَذَا

Marfat.com

اِحتَجَّ بِهٖ جَمَاهِيْرُ الْعُلَمَاۗءِ لِاِسْتِحْبَابِ الْقِيَامِ قَالَ الْقَاضِيْ وَلَيْسَ هٰذَا مِنَ الْقِيَامِ الْمَنْهِيِّ عَنْهُ وَاِنَّمَا ذَاكَ فِيْمَنْ يَّقُوْمُوْنَ عَلَيْهِ وَهُوَ جَالِسٌ وَّيُمَثِّلُوْنَ قِيَامًا طُوْلَ جُلُوْسِهٖ قُلْتُ الْقِيَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ اَهْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ جَاۗءَ فِيْهِ اَحَادِيْثُ وَلَمْ يَصِحَّ فِي النَّهْيِ عَنْهُ شَيْءٌ صَرِيْحٌ.

"اس حدیث شریف سے بزرگوں کی تعظیم اوران کے آنے پرکھڑے ہوکران سے ملنا ثابت ہوتا ہے اورقیامِ تعظیمی کے مستحب ہونے پر جمہورعلماء نے اس حدیث سے دلیل پکڑی ہے۔قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایایہ قیام(تعظیمی)ان قیاموں سے نہیں جن سے منع کیا گیا ہومنع اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہوا ہو اور جب تک وہ بیٹھارہے لوگ کھڑے رہیں۔امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے اس مستحب ہونے میں حدیثیں آئی ہیں لیکن اس کی ممانعت پر صراحۃً (واضح) کوئی حدیث نہیں آئی۔" (شرح مسلم النووی جلد ۲ صفحہ ۹۵)

میرے بھائیو!چند انتشار پسند عناصر کا قیامِ تعظیمی کو بدعت و ناجائز ٹھہرانا اس کا جواب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے واضح طور پر مل گیا اور اعتراض میں نقل کردہ تینوں حدیثوں کا جواب آگیا۔اب اعتراض کرنے والے بتائیں کہ یہ حدیث کو زیادہ سمجھتے ہیں یا امام نووی رحمۃ اللہ علیہ۔وہ تو فرمارہے ہیں کہ جو اپنے سامنے لوگوں کا کھڑا ہونا چاہتا ہو اس کے لئے قیام منع ہے مطلقاً منع نہیں ہے اور یہ بھی فرمارہے ہیں کہ بزرگوں کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونے پر احادیث آئی ہیں کسی حدیث میں اس کو منع نہیں کیا گیا۔اب ہم ان اعتراض کرنے والوں کی بات مانیں یا عظیم محدث کا قول؟ کیا معترضین کی نقل کردہ حدیثیں امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی نظر سے نہیں گزریں؟ مزید یہ کہ محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قیام مکروہ بعینہٖ نیست بلکہ مکروہ محبت قیام است از کسے کہ قیام کردہ شدہ است برائے

Marfat.com

وے واگر وے محبت قیام نہ دادِ قیام برائے وے مکروہ نبود۔ قاضی عیاض مالی گفتہ کہ قیام منہی عنہ داحق کسے ست کہ نشستہ باشد وایستادہ باشد پیش وے مردم تانشستن وے۔

ترجمہ: "کھڑا ہونا مکروہ نہیں ہے بلکہ کھڑا ہونے کو چاہنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لئے تعظیماً کھڑا ہونا مکروہ نہیں۔ حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کے لئے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے سامنے اس کے بیٹھنے تک کھڑے رہیں۔"

(اشعۃ اللمعات کتاب الادب باب القیام جلد ۴ صفحہ ۳۰ مکتبہ حقانیہ پشاور)

مزید شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والی روایت پر فرماتے ہیں کہ:

ازیں جا معلوم می شود کہ مکروہ و منہی عنہ دوست داشتن بر پا ایستادن مردم بخدمت بطریق تعظیم و تکبر و آنچہ بریں وجہ نبود مکروہ نباشد۔

ترجمہ: "اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم و تکبر کے طریقے پر خدمت میں کھڑے لوگوں کو چاہنا مکروہ اور منع ہے اور جو اس طریقے پر نہ ہو مکروہ نہیں۔"

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۹ مکتبہ حقانیہ پشاور)

مزید شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

درمطالب المومنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسے کہ درآمدہ بروے بجہت تعظیم

ترجمہ: "مطالب المومنین میں قنیہ سے نقل کیا ہے کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں۔"

(اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۸)

احادیث سے قیامِ تعظیمی کا ثبوت:

۱۔ ایک حدیث حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی گزر گئی جس میں ان کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انصار سے فرمایا۔

Marfat.com

قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ

"اپنے سردار کے لئے کھڑے ہو جاؤ۔"

مزید احادیث پیش کرتا ہوں۔

۲۔ حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں حاضر ہوا تو:

فَقَامَ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِاللّٰہِ یُھَرْوِلُ حَتّٰی صَافَحَنِیْ وَھَنَّأَنِیْ

"حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر آئے اور مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔" (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث پاک کی شرح میں محی السنۃ حضرت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

فِیْہِ اِسْتِحْبَابُ مُصَافَحَۃِ الْقَادِمِ وَالْقِیَامُ لَہٗ اِکْرَامًا وَالْھَرْوَلَۃُ اِلٰی لِقَائِہٖ

"اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے معانقہ کرنا اور اس کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا اور دوڑ کر اس سے ملنا مستحب ہے۔"

(صحیح مسلم مع النووی جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۳۔ ابوداؤد شریف کی حدیث مبارکہ ہے کہ:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ کَانَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُحَدِّثُنَا فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِیَامًا حَتّٰی نَرَاہُ قَدْ دَخَلَ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے گفتگو فرمایا کرتے تھے پھر جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اٹھتے تو ہم سب کھڑے ہو جاتے اور کھڑے ہی رہتے یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دولت کدہ (گھر مبارک) میں تشریف لے جاتے۔"

۴۔ اسی طرح بخاری شریف میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ چکتے تو:

فَاِذَا قَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَامَ الرِّجَالُ

Marfat.com

"جب رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوتے تو سب مرد حضرات کھڑے ہو جاتے۔"

(صحیح بخاری جلد اصفحہ ۱۱۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

۵۔ اسی طرح حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لئے دروازہ مبارکہ پر حاضر ہوئے اور دستک دی تو:

فَقَامَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرْیَانًا فَاعْتَنَقَہٗ وَقَبَّلَہٗ

"رسول اللہ ﷺ بغیر چادر شریف کے ان کی طرف کھڑے ہو گئے پھر ان کو گلے سے لگا لیا اور بوسہ دیا۔"

(مشکوۃ المصابیح کتاب الادب باب المصافحہ، سنن الترمذی کتاب الاستئذان باب ما جاء فی المعانقہ والقبلہ رقم الحدیث ۲۷۳۲، شرح معانی الآثار جلد ۴ صفحہ ۹۲ رقم الحدیث ۶۷۶۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۶۔ اسی طرح سیدہ شہزادی کونین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوتیں تو:

قَامَ اِلَیْھَا فَاَخَذَ بِیَدِھَا فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ

"رسول اللہ ﷺ ان کے کے لئے کھڑے ہو جاتے اور ان کا ہاتھ پکڑتے اور چوم کر اپنی جگہ بٹھاتے اسی طرح فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی رسول اللہ ﷺ کے آنے پر کرتیں۔"

تفصیل سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور عقیدہ تعظیم کے عنوان کے تحت دیکھیں۔

۷۔ مشکوۃ شریف میں ہے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھے ایک خوشخبری سنائی۔

فَقُمْتُ اِلَیْہِ وَقُلْتُ بِاَبِیْ اَنْتَ وَاُمِّیْ اَنْتَ اَحَقُّ بِھَا

"تو میں ان کی طرف کھڑا ہو گیا اور میں نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں آپ اس کے زیادہ لائق ہیں۔" (مشکوۃ المصابیح کتاب الایمان الفصل الثالث صفحہ ۱۶)

۸۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اسلام لائے تو

Marfat.com

اِنَّهُ لَمَّا بَلَغَ بَابَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِسْتَبْشَرَ وَوَثَبَ قَائِمًا عَلٰى رِجْلَيْهِ فَرَحًا لِقُدُوْمِهٖ

"جب حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے دروازے پر پہنچے تو محبوب دو عالم ﷺ خوش ہو گئے اور ان کے اسلام لانے پر اور حاضر خدمت ہونے پر خوشی سے رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے۔" (الآداب للبیہقی روایت ۲۴۱ صفحہ ۳۰۸)

ساری احادیث مبارکہ صراحۃً دلالت کر رہی ہیں کہ کسی کے آنے پر اس کے لئے کھڑا ہو جانا جائز ہے۔

محدثین اور فقہاء کرام کی تصریحات:

۱۔ قیامِ تعظیمی کے حوالے سے آپ نے امام نووی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحتیں تو پڑھ لی ہیں مزید یہ ہے۔

۲۔ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

فِيهِ اِيمَاءٌ اِلٰى نَدْبِ الْقِيَامِ لِتَعْظِيمِ الْفُضَلَاءِ وَالْكُبَرَاءِ

"اس میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ فضلاء اور اکابر کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مستحب ہے۔" (مرقاۃ المفاتیح کتاب الجنازہ باب المشی بالجنائز جلد ۴ صفحہ ۴۳)

۳۔ شیخ علاؤ الدین محمد بن علی الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

يَجُوْزُ بَلْ يُنْدَبُ الْقِيَامُ تَعْظِيمًا لِلْقَادِمِ كَمَا يَجُوْزُ الْقِيَامُ لِلْقَارِيْ بَيْنَ يَدَيِ الْعَالِمِ

"آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا مستحب ہے جیسا کہ قرآن پاک پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا چاہئے۔" (درمختار مع شامی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

۴۔ اس عبارت کے تحت علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

قِيَامُ قَارِئِ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ يَجِيْءُ تَعْظِيمًا لَا يُكْرَهُ اِذَا كَانَ مِمَّنْ يَسْتَحِقُّ التَّعْظِيمَ

Marfat.com

"قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جبکہ آنے والا تعظیم کے لائق ہو۔"

۵۔ امام تقی الدین سبکی رحمۃ اللہ علیہ جن کو مخالفین بھی دین کا پیشوا اور بہت بڑا مجتہد مانتے ہیں ان کا واقعہ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے کہ امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں علماء کا مجمع تھا تو ایک نعت خوان نے نعت شریف کے دو شعر پڑھے تو:

فَعِنْدَ ذٰلِكَ قَامَ الْاِمَامُ السُّبْكِيُّ وَجَمِيْعُ مَنْ بِالْمَجْلِسِ فَحَصَلَ اُنْسٌ عَظِيْمٌ بِذٰلِكَ الْمَجْلِسِ وَيَكْفِيْ ذٰلِكَ فِي الْاِقْتِدَاءِ

"تو فوراً امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور تمام حاضرین کھڑے ہو گئے اور اس مجلس میں بڑا لطف آیا اور پیروی کے لئے اسی قدر کافی ہے۔" (روح البیان پ ۲۶ آیت ۲۹ سورۃ الفتح)

۶۔ عارف باللہ سید برزنجی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَدِ اسْتَحْسَنَ الْقِيَامَ عِنْدَ ذِكْرِ الْوِلَادَةِ الشَّرِيْفَةِ اَئِمَّةٌ ذُوْ دِرَايَةٍ وَ رِوَايَةٍ

"بے شک حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے ذکر کے وقت کھڑا ہونے کو ان اماموں نے مستحسن قرار دیا ہے جو صاحب درایت و روایت ہیں۔" (اقامۃ القیام صفحہ ۱۲)

۷۔ حضرت علامہ عثمان بن حسن دمیاطی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ:

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَةِ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَمْرٌ لَا شَكَّ فِيْ اِسْتِحْبَابِهٖ وَاِسْتِحْسَانِهٖ وَ نُدْبِهٖ وَ يَحْصُلُ لِفَاعِلِهٖ مِنَ الثَّوَابِ الْاَوْفَرِ وَالْخَيْرِ الْاَكْبَرِ لِاَنَّهٗ تَعْظِيْمٌ اَيْ تَعْظِيْمُ النَّبِيِّ الْكَرِيْمِ ذِي الْخُلُقِ الْعَظِيْمِ الَّذِيْ اَخْرَجَنَا اللهُ بِهٖ مِنْ ظُلُمَاتِ الْكُفْرِ اِلَى الْاِيْمَانِ وَخَلَّصَنَا اللهُ بِهٖ مِنْ نَّارِ الْجَهْلِ اِلٰى جَنَّاتِ الْمَعَارِفِ وَالْاِيْقَانِ فَتَعْظِيْمُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْهِ مُسَارَعَةٌ اِلٰى رِضَاءِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ وَاَقْوٰى شَعَائِرِ الدِّيْنِ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَائِرَ اللهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوٰى

Marfat.com

اَلْقُلُوْبِ وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

ترجمہ: "نبی اکرم ﷺ کی ولادت شریف کے ذکر کے وقت (تعظیماً) قیام کرنا بے شک مستحب اور مستحسن ہے جس کے کرنے والے کو ثواب کبیر اور فضل کثیر حاصل ہوگا اس لئے کہ یہ نبی کریم صاحب خلق عظیم ﷺ کی تعظیم ہے جن کی برکت سے اللہ نے ہمیں کفر کے اندھیروں سے نکال کر ایمان کا نور عطا فرمایا اور جن کے ذریعے جہالت کے دوزخ سے بچا کر معرفت ویقین کی جنت میں داخل فرمایا تو محبوب ﷺ کی تعظیم کرنا رب تعالیٰ کی خوشنودی کی طرف دوڑنا ہے اور مضبوط ترین شعائر دین کا اظہار ہے کہ (اللہ تعالیٰ نے فرمایا) اور جو اللہ تعالیٰ کے شعائر کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے (پ ۱۷ ع ۱۱) اور ارشاد فرمایا اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو وہ اس کے لئے اس کے رب کے ہاں بہتر ہے۔"

۸۔ حضرت سیدنا امام رزین دحلان مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلْقِيَامُ عِنْدَ ذِكْرِ وِلَادَتِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاِطْعَامُ الطَّعَامِ وَغَيْرُ ذٰلِكَ مِمَّا يَعْتَادُ النَّاسُ فِعْلَهٗ مِنْ اَنْوَاعِ الْبِرِّ فَاِنَّ ذٰلِكَ كُلَّهٗ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"رسول اللہ ﷺ کی ولادت شریف (میلاد پاک) کے ذکر کے وقت کھڑا ہونا اور محفل میلاد کے حاضرین کو کھانا وغیرہ کھلانا اور ان کے علاوہ دوسری نیکی کی باتیں جو مسلمانوں میں رائج ہیں تو وہ سب رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے ہیں۔"

(الدر السنیہ بحوالہ اقامۃ القیامہ صفحہ ۱۵)

۹۔ سراج العلماء حضرت عبداللہ سراج مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

تَوَارَثَهُ الْاَئِمَّةُ الْاَعْلَامُ وَ اَقَرَّهُ الْاَئِمَّةُ وَالْحُكَّامُ مِنْ غَيْرِ نَكِيْرِ مُنْكِرٍ وَّرَدِّ رَادٍّ وَّ بِهٰذَا كَانَ حَسَنًا وَمَنْ يَّسْتَحِقُّ التَّعْظِيْمَ غَيْرُهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَكْفِيْ اَثَرُ عَبْدِ اللهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ رضی اللہ عنہ مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ

Marfat.com

حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ

"قیامِ تعظیمی مشہور اماموں میں برابر متوارث چلا آرہا ہے اور اسے آئمہ اور حکام نے برقرار رکھا ہے اور کسی نے اس کا رد اور انکار نہیں کیا لہٰذا وہ مستحب ٹھہرا اور حضور ﷺ کے علاوہ دوسرا کون تعظیم کا مستحق ہے؟ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث کافی ہے کہ جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہے۔"

(اقامۃ القیامہ صفحہ ۱۷)

لہٰذا احادیث مبارکہ سے اور محدثین کرام اور فقہاء عظام کی تصریحات سے واضح ہوگیا کہ نیک بندے کی تعظیم کے لئے کھڑا مستحب ہے اور محافل میلاد میں بھی قیامِ تعظیمی مستحب ہے۔

اعتراض ۲:

منکرین عظمت مصطفیٰ ﷺ ایک یہ اعتراض کرتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے قیامِ تعظیمی ثابت نہیں یعنی ولادت کا ذکر ہو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوں ایسا ثابت نہیں تم کیوں کھڑے ہوتے ہو؟ کیا تم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے زیادہ رسول اللہ ﷺ سے محبت کرتے ہو؟ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟

جواب:

اس کے دو جواب ہیں۔ اوّلاً: اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فرمایا۔

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (پ ۲۶، سورۃ الفتح آیت ۹)

ترجمہ کنزالایمان: "اور رسول کی تعظیم وتوقیر کرو۔"

اس آیت میں اللہ نے مطلقاً رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا حکم فرمایا ہے مقید نہیں کیا تو مسلمانوں کا جذبہ ایمان تعظیم کے جس طریقے کی طرف بھی رہنمائی کرے شریعت کے مطابق ہو وہ اچھا ہے اور ویسے بھی مسلمانوں کے فعل کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں خاص مقام حاصل ہے۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ

"جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کریم کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔"

ثانیاً: اگر کسی کام کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا تو وہ کام کرنا ناجائز نہیں ہو جائے گا اس لئے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا کسی کام کو کرنا اس کے جائز ہونے کی دلیل تو ہے مگر کسی کام کو نہ کرنا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل نہیں ہے۔

علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

اَلْفِعْلُ یَدُلُّ عَلَی الْجَوَازِ وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا یَدُلُّ عَلَی الْمَنْعِ

"کرنے سے جائز ہونا سمجھا جاتا ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں سمجھی جاتی۔"

(اقامۃ القیامہ صفحہ ۶۹)

اسی طرح شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

نکردن چیزے دیگر ست ومنع فرمودن چیزے دیگر

"نہ کرنا اور چیز ہے اور منع کر دینا اور چیز ہے۔"

لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نہ کرنے سے قیامِ تعظیمی بدعت وشرک یا حرام وناجائز نہیں ہو جائے گا۔

ضروری بحث:

قیامِ تعظیمی، اذان سے پہلے درودِ پاک پڑھنا، گیارہویں اور بارہویں شریف کا ختم دینا اور لنگر تقسیم کرنا، میلاد شریف منانا، جلسے کرنا، میلاد کا جلوس نکالنا، جھنڈیاں لگانا یا لائٹنگ کرنا وغیرہ وغیرہ کاموں کے بارے میں یہ کہنا کہ یہ کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں ہوئے لہٰذا یہ بدعت ہیں اور حدیث پاک میں ہے کہ:

کُلُّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

لہٰذا قیامِ تعظیمی اور دوسرے سارے کام ناجائز و بدعت وگمراہی ہیں۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ جو حدیث آپ نے پیش کی ہے کہ:

Marfat.com

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

یہ مخصوص منہ البعض ہے یعنی یہ کلام ہے تو عام لیکن اس عام میں تخصیص ہے کہ اگرچہ رسول اللہ ﷺ نے ہر بدعت کو گمراہی فرمایا ہے لیکن اس سے مراد بدعت کی خاص قسم "بدعت سیئہ" ہے۔ بدعت حسنہ گمراہی میں شامل نہیں ہے۔

اس کی تائید میں ہم قرآن پاک کی آیت پیش کرتے ہیں چنانچہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ

(پ ۷، سورۃ الانعام آیت ۴۴)

ترجمہ کنزالایمان: "پھر جب انہوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو کی گئی تھیں ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دیئے۔"

یہ آیت شریفہ بھی عام مخصوص منہ البعض ہے یعنی فرمایا کہ ہر چیز کے دروازے ان پر کھول دیئے حالانکہ رحمت کے دروازے ان کافروں پر نہیں کھولے گئے۔

اسی طرح دوسری آیت میں ملکہ بلقیس کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ (پ ۱۹، سورۃ النمل آیت ۲۳)

ترجمہ کنزالایمان: "اور اسے ہر چیز میں سے ملا ہے۔"

یہ بھی عام مخصوص منہ البعض ہے یعنی اس عام میں بھی تخصیص ہے وہ اس لئے کہ بلقیس کو حضرت سلیمان علیہ السلام کا تخت نہیں دیا گیا اس کے علاوہ بھی بہت کچھ نہیں دیا گیا۔

تو جس طرح ان دونوں آیتوں میں لفظ "کُل" آیا ہے جو عموم پر دلالت کرتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا خاص فرد مراد ہے اسی طرح ہی:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

میں کُل کی وجہ سے عموم تو ہے مگر خاص فرد بدعت سیئہ ہی مراد ہے۔

Marfat.com

مزید اس پر مسلم شریف کی حدیث بھی موید ہے چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً فَلَهُ أَجْرُهَا وَأَجْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَّمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ مِنْ غَيْرِ أَنْ يُّنْقَصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ

"جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقے کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہیں ہوگی اور جو اسلام میں کسی برے طریقے کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے بعد بھی اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے گناہوں میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔"

(مشکوۃ المصابیح صفحہ ۳۳)

لہٰذا اس حدیث پاک سے یہ بات روزِ روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ بدعت صرف سئیہ نہیں ہوتی بلکہ حسنہ بھی ہوتی ہے۔

اب اس پچھلی ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ بدعت سیئہ بھی ہے اور حسنہ بھی ہے۔اب بدعت سیئہ کے برے ہونے اور بدعت حسنہ کے اچھا ہونے کا معیار یہ ہے جس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے۔

مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ وَالسُّنَّةَ أَوِ الْأَثَرَ أَوِ الْإِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ وَمَا أُحْدِثَ مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ بِمَذْمُوْمٍ

"اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید، حدیث شریف، آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم یا اجماعِ امت کے خلاف ہو تو یہ گمراہی ہے اور اگر ایسی بات ایجاد کی گئی جو ان میں سے کسی کے خلاف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔" (مرقاۃ شرح مشکوۃ جلد ۱ صفحہ ۱۷۹)

اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

Marfat.com

آنچہ موافق اصول وقواعد سنت اوست وقیاس کردہ باشد بر آں آنرا بدعت حسنہ گویند و آنچہ مخالف آں باشد بدعت ضلالت گویند

"جو بدعت رسول اللہ ﷺ کی سنت کے اصول وقواعد کے مطابق ہو اور اس پر قیاس کی گئی ہو اس کو بدعت حسنہ کہتے ہیں اور جو بدعت سنت کے مخالف ہو اسے بدعت سیئہ کہتے ہیں۔" (اشعۃ اللمعات جلد ا صفحہ ۱۳۵)

میرے بھائیو! آپ اس ساری گفتگو سے بخوبی سمجھ گئے ہوں گے کہ بدعت صرف بدعت سیئہ نہیں ہے کہ منکرین حضرات:

كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ

"ہر بدعت گمراہی ہے۔"

کہہ کر ہر کام کو جو بدعت سیئہ بناتے ہیں اور بدعت حسنہ کا انکار کرتے ہیں تو کیا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ علم رکھتے ہیں کہ ان دونوں حضرات کے نزدیک تو بدعت اچھی بھی ہوتی ہے اور بری بھی ہوتی ہے لیکن گمراہ طائفہ اس کا انکاری ہے۔ اگر اب بھی نہ مانیں اور کہیں کہ جو کام رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں نہیں ہوا اور وہ بدعت وگمراہی ہے تو اس مبارک زمانہ میں جو چیزیں نہیں تھیں بعد میں ایجاد ہوئیں تو ان کے ایجاد واستعمال کو بھی ناجائز قرار دیں۔ چند مثالیں عرض کرتا ہوں۔

۱۔ قرآن مجید پر نقطے اور اعراب حجاج بن یوسف نے ۹۵ھ میں لگوائے۔

۲۔ اسی نے آیت کے اختتام کی علامت لگوائی۔

۳۔ قرآن پاک کی چھپائی۔

۴۔ مسجد میں امام کے کھڑے ہونے کے لئے محراب پہلے نہ تھی ولید مروانی کے دور میں حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ایجاد کی آج پوری دنیا میں کوئی بھی مسجد محراب سے خالی نہیں ہے۔

۵۔ چھ کلمے۔

۶۔ علم صرف ونحو۔

Marfat.com

۷۔ علم حدیث اور حدیث کی اقسام۔

۸۔ موجودہ درسِ نظامی۔

۹۔ شریعت وطریقت کے چار سلاسل قادریہ چشتیہ، نقشبندیہ اور سہروردیہ۔

۱۰۔ زبان کے ساتھ نماز کی نیت۔

۱۱۔ ہوائی جہاز کے ذریعے حج وعمرہ کرنا۔

۱۲۔ جدید سائنسی ہتھیاروں کے ذریعے جہاد کرنا۔

۱۳۔ کمپیوٹر کی مدد سے تحقیق کرنا۔

۱۴۔ کتابیں بیچنے کے لئے جگہ جگہ مکتبوں کا قیام۔

۱۵۔ لاؤڈ اسپیکر پر اذان وتقریر اور لاؤڈ اسپیکر کے ذریعے چوکوں پر کھڑے ہو کر چندہ مانگنا۔

۱۶۔ ختم بخاری وختم مشکوٰۃ وغیرہ۔

گواہوں کی تعظیم

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَکْرِمُوْ الشُّھُوْدَ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی یَسْتَخْرِجُ بِهِمُ الْحُقُوْقَ وَیَرْفَعُ بِهِمُ الظُّلْمَ

"گواہوں کی عزت کرو کیونکہ ان کے ذریعے اللہ تعالیٰ حق کو ظاہر فرماتا ہے اور ظلم و جبر کو دور کرتا ہے۔" (کنزالعمال رقم الحدیث ۱۷۷۳۳)

اس سے معلوم ہوا کہ جو گواہ سچی گواہی دے اس کا اللہ ورسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں بڑا مقام ہے اور اس کی عزت کی جائے گی اس لئے کہ اس سے حق واضح ہوا تو محبوب ﷺ کی عزت کا کیا عالم ہوگا؟ جن کی آمد پر جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ کے نعرے گونجتے ہیں اور ظلمت کدے نور کے آشیانوں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور جن کی گواہی کو اللہ یوں بیان فرمائے۔

وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا (پ ۲، سورۃ البقرہ آیت ۱۴۳)

ترجمہ کنزالایمان: "اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ۔"

Marfat.com

اور آپ ﷺ کی گواہی کی صداقت پر مخالفین بھی مہر ثبت کر رہے ہیں چنانچہ محمد بن صالح العثیمین سورۃ الحجرات کی دوسری آیت کی تفسیر میں لکھتا ہے کہ:

لِاَنَّ كُلَّ اِنْسَانٍ يَشْهَدُ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِاَنَّهُ فِي الْجَنَّةِ فَهُوَ فِي الْجَنَّةِ وَ كُلَّ اِنْسَانٍ يَشْهَدُ لَهُ بِاَنَّهُ فِي النَّارِ فَهُوَ فِي النَّارِ

"ہر وہ انسان جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ گواہی دیں کہ جنتی ہے تو وہ پکا جنتی ہے اور جس کے بارے میں گواہی دیں کہ وہ جہنمی ہے تو وہ پکا جہنمی ہے۔"

(تفسیر محمد بن صالح العثیمین تحت سورۃ الحجرات آیت ۲)

لہٰذا جو گواہ ہمارے دینی یا دنیاوی معاملات میں سچی گواہی دے تو اس کی تعظیم ضروری ہے تو جو دنیا و آخرت میں سچی گواہی دینے والے ہیں اور جن کی گواہی پر جنت جانا اور دوزخ ٹھکانہ ہے اس محبوب ﷺ کی عزت و احترام کا کیا عالم ہوگا؟

بکری کی عزت کرو

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَكْرِمُوا الْمُعْزٰى وَامْسَحُوْا بِرَغَامِهَا فَاِنَّهَا مِنْ دَوَابِّ الْجَنَّةِ

"بکری کی عزت کرو اور اس سے مٹی جھاڑو کیونکہ یہ جنتی جانور ہے۔"

(فتاویٰ رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۷۵، الفردوس بما ثور الخطاب جلد ا صفحہ ۶۹ رقم الحدیث ۲۰۱، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۶۷، سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۷ صفحہ ۴۶، عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۲۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ بکری کی بھی عزت کرنی چاہئے اس لئے کہ اس کو جنت سے نسبت حاصل ہے اور جنت اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور عطاؤں کا مظہر ہے تو مقدمے میں ہم نے عرض کیا تھا کہ جس جس مخلوق کو بھی اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کا قرب حاصل ہے اس کی تعظیم کرنی چاہئے تو بکری کو بھی جنتی جانور ہونے کی حیثیت سے قربِ خداوندی حاصل ہے لہٰذا اس کی بھی عزت ضروری ہے اور خود اس جنتی جانور کا طرزِ عمل کیا ہے۔
حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے فرمان کا حاصل ہے کہ ہمارے گھر میں ایک بکری تھی جو ہر وقت اچھلتی کودتی رہتی تھی لیکن جب رسول اللہ ﷺ گھر میں تشریف لاتے تو بکری اچھلنا کودنا بند کر دیتی اور تعظیم نبوی ﷺ کی

Marfat.com

خاطر آرام سے بیٹھ جاتی تھی۔ (کتاب الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۱)

کھجور کی تعظیم کرو

حضرت علی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَکْرِمُوْا عَمَّتَکُمُ النَّخْلَۃَ فَاِنَّھَا خُلِقَتْ مِنَ الطِّیْنِ الَّذِیْ خُلِقَ مِنْہُ اٰدَمُ

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اپنی پھوپھی کھجور کی تعظیم کرو اس لئے کہ یہ اسی مٹی سے بنائی گئی ہے جس مٹی سے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا تھا"

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، تفسیر مظہری سورۃ ق تحت آیت ۱۰، مسند ابی یعلیٰ جلد ۱ صفحہ ۲۲۰ دار الکتب العلمیہ بیروت)

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

عَلَیْکُمْ بِالتَّمْرِ فَاِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی جَعَلَ فِیْہِ شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَاءٍ

"کھجور کو لازم پکڑو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس میں ہر بیماری کی شفاء رکھی ہے۔"

(سبل الھدی والرشاد جلد ۱۲ صفحہ ۲۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

والدین کی تعظیم

اللہ تعالیٰ قرآن میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَقَضٰی رَبُّکَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ؕ اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ اَحَدُھُمَآ اَوْ کِلٰھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا (پ ۱۵، سورۃ بنی اسرائیل آیت ۲۳)

ترجمہ کنز الایمان: "اور تمہارے رب نے حکم فرمایا کہ اس کے سوا کسی کو نہ پوجو اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو اگر تیرے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان سے ہوں اُف تک نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا اور ان سے

Marfat.com

تعظیم کی بات کہنا۔"

اس آیت مقدسہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ بھلائی کرنے کا حکم دیا ہے کہ ان کے سامنے اُف بھی نہیں کرنی اور اُف سے مراد یہ ہے۔

هُوَ صَوْتٌ يَدُلُّ عَلٰى تَضَجُّرٍ

"ایسی آواز جو تنگ دل ہونے پر دلالت کرے۔" (روح البیان تحت هذه الآیۃ)

امام خازن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس طرح بندے پر مٹی یا راکھ پڑے تو اُف کہتا ہے والدین کے سامنا اتنا بھی نہیں کہنا۔

دوسری بات یہ سمجھیں کہ اُف کے حوالے سے عرف کا اعتبار ہے اگر کسی زبان میں یہ کلمہ تنگ دل ہونے اور بیزاری کے لئے نہیں بولا جاتا تو اس زبان میں اس کی ممانعت نہیں ہے۔ مزید ہر زبان میں تنگ دل ہونے پر علیحدہ علیحدہ الفاظ ہیں تو اپنی اپنی زبان کا اعتبار ہو گا کہ جو بھی زبان بولتا ہے اس میں والدین سے تنگ آنے والے الفاظ استعمال نہ کرے۔

اس کے علاوہ یہ بات زیادہ قابل توجہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے والدین کے سامنے اُف تک کہنا منع فرمایا تو پھر بھلا والدین کو ستانا، مارنا، گالی دینا، دھکے دے کر گھر سے نکالنا کب جائز ہو سکتا ہے؟ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ بے ادبی پر دلالت کرنے والے ادنیٰ لفظ سے منع فرمایا تو بڑی بے ادبی تو بطریق اولیٰ ممنوع قرار پائی اور آگے پھر اللہ تعالیٰ نے جھڑکنے سے منع فرمایا۔ والدین کی بے ادبی سے منع کرنے کے بعد ان کی تعظیم کا حکم فرمایا کہ:

قُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا

امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

هُوَ الْقَوْلُ الْجَمِيْلُ يَقْتَضِيْهِ حُسْنُ الْاَدَبِ

"اچھی بات ہے جس کا حسن ادب تقاضا کرتا ہے۔"

آگے فرماتے ہیں۔

وَلَا يَدْعُوْهُمَا بِاَسْمَائِهِمَا فَاِنَّهٗ مِنَ الْجَفَاءِ وَسُوْءِ الْاَدَبِ

Marfat.com

"والدین کو ان کے نام لے کر نہ پکارے اس لئے کہ یہ جفا اور بے ادبی ہے۔"

سید نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ یعنی والدین سامنے نہ ہوں تو ان کا ذکر نام لے کر کرنا جائز ہے۔ (تفسیر خزائن العرفان)

تفسیر خازن میں ہے کہ ماں باپ سے ایسے کلام کرے جس طرح غلام اپنے آقا سے کرتا ہے۔

تفسیر روح البیان میں والدین کے یہ آداب بھی مذکور ہیں کہ والدین کی آواز سے اپنی آواز اونچی نہ کرے، نرمی سے گفتگو کرے اور ان کی طرف غصے سے نہ دیکھے۔

تفسیر روح البیان میں ہے۔

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما كُنْ مَعَ الْوَالِدَيْنِ كَالْمُذْنِبِ الذَّلِيْلِ

"حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ والدین کے ساتھ عاجز و گنہگار غلام کی طرح ہو جا۔"

جس طرح ایک غلام اپنے آقا کے سامنے پہلے بولنے کی جرأت نہیں کرتا، کھانے، پینے میں پہل نہیں کرتا، آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا ایسے ہی اولاد کو چاہئے کہ والدین کے سامنے کسی بات میں پہل نہ کریں، عاجزی وانکساری کا بازو بچھائے رکھیں اور نہایت ادب واحترام کے ساتھ پیش آئیں جس طرح ایک غلام اپنے آقا کے حضور حاضر ہوتا ہے تو اس کی آنکھیں نیچی رہتی ہیں، سر جھکا رہتا ہے، ایسے ہی والدین کی بارگاہ میں جب حاضری ہو تو عاجزی سے سر جھکا ہو، ادب سے نگاہیں نیچی ہوں اور جب اس انداز کے ساتھ بیٹا حاضر خدمت ہوگا اللہ تعالیٰ اس کا سر عزت سے بلند کر دے گا اور اس خدمت کے بدلے مخدوم بنا دیا جائے گا۔

☆ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ قبیلہ بنی سلمہ کا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی۔

اِنَّ اَبَوَیَّ قَدْ مَاتَا فَهَلْ بَقِیَ مِنْ بِرِّهِمَا عَلَیَّ شَیْئٌ

"میرے والدین وفات پا چکے ہیں کیا ان کے ساتھ بھلائی ابھی میرے ذمہ باقی ہے؟"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

نَعَمْ الْاِسْتِغْفَارُ لَهُمَا وَاِنْفَاذُ عَهْدِهِمَا وَاِكْرَامُ صَدِيْقِهِمَا

"ہاں! ان کے لئے بخشش کی دعا کرنا، ان کے عہد کو نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی عزت کرنا۔" (تنبیہ الغافلین صفحہ ۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا والدین کے دوستوں کی عزت کرنا بھی والدین کے ساتھ بھلائی اور ان ہی کی عزت ہے۔

☆ والدین کی تعظیم پر مزید احادیث کریمہ اور افعالِ صحابہ رضی اللہ عنہم بھی دال ہیں چنانچہ حضرت قاضی عیاض مالکی رضی اللہ عنہ شفاء شریف میں نقل فرماتے ہیں کہ:

وَلَمَّا وَرَدَتْ حَلِيْمَةُ السَّعْدِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَسَطَ لَهَا رِدَائَهُ وَقَضٰى حَاجَتَهُ

"اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور جس کام کے لئے آئی تھیں وہ حاجت پوری کر دی۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۲۹۳)

یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رضاعی ماں کے لئے چادر بچھا کر امتیوں کو والدین کا ادب کرنے کا درس دیا جبکہ دوسرے مقام پر اپنی سگی والدہ ماجدہ سیدہ، طیبہ، آمنہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تعظیم کا انداز اس سے بھی جدا ہے۔

☆ چنانچہ طلق بھی علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَوْ اَدْرَكْتُ وَالِدَيَّ اَوْ اَحَدَهُمَا وَاَنَا فِيْ صَلٰوةِ الْعِشَاءِ وَقَرَءْتُ فِيْهَا بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ تُنَادِيْ يَا مُحَمَّدُ لَاَجَبْتُهَا لَبَّيْكَ

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ اگر آج میرے والدین دونوں یا ایک زندہ ہوتے اور میں عشاء کی نماز پڑھ رہا ہوتا اور اس میں سورہ فاتحہ کی تلاوت کر رہا

Marfat.com

ہوتا تو (میری ماں) مجھے آواز دیتی یا محمد! اے میرے لختِ جگر محمد ﷺ! تو میں اپنی ماں کو لبیک کہتے ہوئے جواب دیتا میری ماں! میں حاضر ہوں۔"

(شعب الایمان جلد ۶ صفحہ ۱۹۵، رقم الحدیث ۷۸۸۱، الحاوی للفتاوی)

میرے بھائیو! ایک بندہ تکالیف اور پریشانی میں زندگی گزارے اور غریبی حالت میں پلے بڑھے، والدین خون پسینہ ایک کر کے تربیت کریں، محنت و مشقت سے مال حاصل کر کے بچے کو پڑھائیں، پھر بچے پر بعد میں خوشحالی کے دن آجائیں اور والدین موجود نہ ہوں تو وہ بیٹا خواہش کا اظہار کرتا ہے کہ کاش آج میرے ماں باپ زندہ ہوتے، میری دنیاوی جاہ وحشمت دیکھتے، غربت کی حالت میں مجھے پروان چڑھایا آج میرے پاس پیسے کی فراوانی ہے۔ آج میرے ماں باپ ہوتے تو وہ کتنا خوش ہوتے وغیرہ وغیرہ۔

بلاتشبیہ اسلام کے ابتدائی دور میں رسول اللہ ﷺ نے تکالیف ومصائب برداشت کئے، ہر طرح سے آپ ﷺ کو ستایا گیا یہاں تک کہ کفارِ مکہ نے مکہ مکرمہ میں رہنا دشوار کر دیا تو پھر جب مدنی دور کی بہاریں آئیں ہزاروں کی تعداد میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے قدموں پر جان قربان کرنے کے لئے حاضر ہیں، تکالیف کے دن ختم ہو گئے، اسلام کی شان وشوکت کے دن ہیں، محبوب ﷺ اپنے جانثاروں کے ہجوم کو بھی دیکھ رہے ہیں اور دور دور سے مختلف ممالک سے وفد آ کر اسلام قبول کر رہے ہیں، کفر کے اندھیرے دور ہو گئے اور ایمان کی شمعیں جگمگانے لگیں تو اس وقت رسول اللہ ﷺ خواہش کا اظہار فرما رہے ہیں کہ اگر میرے والدین زندہ ہوتے مجھے نماز کی حالت میں بھی آواز دیتے میں نماز چھوڑ کر لبیک کہہ کر والدین کو جواب دیتا۔

میرے بھائیو! اس حدیث سے ہمیں جہاں والدین کی تعظیم وتوقیر کا درس ملا وہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو نماز میں امی جان آواز دیں تو محبوب ﷺ اپنی ماں کی تعظیم کے پیش نظر نماز چھوڑ کر ماں کو جواب دیں تو یہ جائز ہے تو یقیناً نماز بھی ہو جائے تو جب رسول اللہ ﷺ کی نماز میں غیر اللہ کا خیال تعظیم سے آئے تو نماز پر حرف نہیں آتا۔ اسی طرح امتی کو نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے آئے تو نماز میں فرق نہیں پڑتا۔

Marfat.com

☆ مزید حدیث میں ہے:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ مَنْ قَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْ اُمِّهٖ كَانَ لَهٗ سَتْرًا مِّنَ النَّارِ

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کسی نے اپنی ماں کی دونوں آنکھوں کے درمیان یعنی پیشانی پر بوسہ دیا تو یہ بوسہ اس کے لئے جہنم سے روک بن جائے گا۔" (شعب الایمان جلد ۶ صفحہ ۱۸۶ رقم الحدیث ۷۸۶۱)

☆ اسی طرح مولوی عبدالحلیم ولد مولوی عبدالحی لکھنوی نے کفایۃ الشعبی کے حوالے سے لکھا ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت سراپا عظمت میں حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں نے قسم کھائی ہے کہ میں جنت کے دروازے کی چوکھٹ کو بوسہ دوں گا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اپنی ماں کے قدم اور اپنے باپ کی پیشانی چوم لو۔ اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! اگر میرے والدین زندہ نہ ہوں تو فرمایا ان کی قبروں کو چوم لو۔ عرض کی اگر ان کی قبریں یاد نہ ہوں تو ارشاد فرمایا زمین پر دو خط کھینچ لو اور نیت کرو کہ ایک تمہاری والدہ کی قبر ہے اور دوسرا خط تمہارے والد کی قبر ہے ان دونوں کو چوم تو تمہاری قسم نہیں ٹوٹے گی۔ (نور الایمان صفحہ ۶)

☆ اسی طرح حضرت طاؤس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ مِنَ السُّنَّةِ اَنْ يُّوَقِّرَ اَرْبَعَةً اَلْعَالِمَ وَذَا الشَّيْبَةِ وَالسُّلْطَانَ وَالْوَالِدَ

"سنت سے ہے کہ بندہ چار طرح کے اشخاص کی تعظیم کرے۔

(۱) عالم (۲) بوڑھا شخص

(۳) نیک بادشاہ (۴) باپ۔"

☆ اسی طرح ایک روایت میں ہے:

عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ دِيْنَارٍ عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّ رَجُلًا مِنَ الْاَعْرَابِ لَقِيَهٗ بِطَرِيْقِ مَكَّةَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ عَبْدُ اللهِ بْنُ عُمَرَ رضی اللہ عنہما وَحَمَلَهٗ عَلٰى حِمَارٍ كَانَ يَرْكَبُهٗ وَاَعْطَاهُ عِمَامَةً كَانَتْ عَلٰى رَاْسِهٖ فَقَالَ ابْنُ دِيْنَارٍ

Marfat.com

فَقُلْنَا لَهُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّهُمُ الْاَعْرَابُ يَرْضُوْنَ بِالْيَسِيْرِ فَقَالَ عَبْدُ اللّٰهِ اِنَّ اَبَا هٰذَا كَانَ وَادًّا لِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ وَاِنِّيْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اِنَّ اَبَرَّ الْبِرِّ صِلَةُ الْوَلَدِ اَهْلَ وُدِّ اَبِيْهِ

"حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مکہ کے راستے میں ایک دیہاتی شخص حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو ملا تو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اسے سلام دیا اور جس گدھے پر خود سوار تھے اسی گدھے پر اس دیہاتی کو اپنے پیچھے بٹھالیا اور اپنے سر مبارک پر جو عمامہ باندھا ہوا تھا وہ اتار کر اس دیہاتی کو دے دیا۔ حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اللہ آپ کے معاملے آسان فرمائے۔ دیہاتی لوگ تو تھوڑی سی چیز ملنے پر بھی خوش ہو جاتے ہیں۔ آپ نے اپنا عمامہ ہی اتار کر دے دیا۔ اس پر حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ اس دیہاتی کا باپ میرے والد محترم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا دوست تھا اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا کہ سب سے بڑی نیکی یہ ہے کہ بیٹا اپنے باپ کے دوستوں سے صلہ رحمی کرے۔"

(صحیح مسلم کتاب البر والصلۃ باب اصدقاء الاب، الآداب للبیہقی صفحہ ۵ مکتبہ شاملہ)

میرے بھائیو! دیکھا آپ نے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دیہاتی کی تعظیم اس لئے کر رہے ہیں کہ اس دیہاتی کا والد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے والد گرامی کا دوست تھا تو اپنے باپ کے دوست کے بیٹے کی تعظیم کر کے نسبت کی تعظیم کر رہے ہیں اور وہ بھی کس طرح کہ اپنا عمامہ سر سے اتار کر اس کو پہنا رہے ہیں جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

اَلْعَمَائِمُ تِيْجَانُ الْعَرَبِ

"عمامے اہل عرب کے لئے عزت کا تاج ہیں۔"

تو اس سے بڑھ کر اور کیا تعظیم ہو گی کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما جیسے جلیل القدر اور متبع سنت صحابی اپنے باپ کی نسبت کی تعظیم کے لئے اپنا عمامہ اتار کر عطا کر رہے ہیں۔ اس میں غایت درجہ کی تعظیم پائی جاتی

Marfat.com

ہے اسی لئے تو عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ جیسے عالی مرتبت شخص کو بھی حیرانگی ہوئی اور ایک دیہاتی کی اس قدر عزت کرنے پر تعجب کیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دے کر درس دیا کہ خود والد کی تعظیم وتوقیر تو اپنی جگہ ہے۔ والد کے دوستوں کی عزت کرنا بھی اسلام میں بہت بڑی نیکی ہے۔

☆ حضرت فقیہہ ابواللیث سمرقندی رضی اللہ عنہ نے حضرت فرقد سنجی کے حوالے سے نقل فرمایا ہے کہ:

لَا یَنْبَغِیْ لِلْوَلَدِ اَنْ یَّتَکَلَّمَ اِذَا شَهِدَ وَالِدَیْهِ اِلَّا بِاِذْنِهِمَا وَلَا یَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْهِمَا وَلَا عَنْ یَمِیْنِهِمَا وَلَا عَنْ شِمَالِهِمَا اِلَّا اَنْ یَّدْعُوْهُ فَیُجِیْبُهُمَا وَلٰکِنْ یَّمْشِیْ خَلْفَهُمَا کَمَا یَمْشِی الْعَبْدُ خَلْفَ مَوْلَاهُ

”بیٹے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ والدین کی اجازت کے بغیر ان کے سامنے گفتگو کرے بیٹا نہ والدین کے آگے چلے نہ دائیں طرف اور نہ بائیں طرف مگر جب والدین اس کو بلائیں تو ان کی بات کا جواب دے لیکن والدین کے پیچھے پیچھے اس طرح چلے جس طرح غلام اپنے آقا کے پیچھے چلتا ہے۔“

(تنبیہ الغافلین صفحہ ۶۶ باب حق الوالدین دارالکتب العلمیہ بیروت)

روٹی کا احترام

☆ عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَکْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی اَکْرَمَهٗ

ترجمہ: ”روٹی کا احترام کرو بے شک اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت بخشی ہے۔“

(سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۷ صفحہ ۱۸۳)

☆ اسی طرح حضرت عبداللہ بن حرام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ اَكْرِمُوا الْخُبْزَ فَاِنَّ اللهَ تَعَالٰی اَنْزَلَهٗ مِنْ بَرَکَاتِ السَّمَآءِ وَسَخَّرَ لَهٗ بَرَکَاتِ الْاَرْضِ وَمَنْ تَتَبَّعَ مَا یَسْقُطُ مِنَ السُّفَرِ غُفِرَ لَهٗ

”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ روٹی کی عزت کرو اس لئے کہ اللہ تعالیٰ

Marfat.com

نے اسے آسمان کی برکتیں دے کر نازل فرمایا ہے اور اس کے لئے زمین کی برکتیں
مسخر فرما دی ہیں اور جو دستر خوان پر گرے ہوئے روٹی کے ذرات اٹھا کر کھاتا ہے
اس کی بخشش کر دی جاتی ہے۔"

☆ حضرت سیدنا امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ وضو خانہ پر تشریف لائے تو آپ رضی اللہ عنہ نے بول و براز بہنے کی جگہ پر روٹی کا ٹکڑا پڑا دیکھا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اٹھایا، صاف کیا اور دھویا، پھر اپنے غلام کو دے کر فرمایا کہ جب میں وضو کرلوں تو مجھے یاد کرانا۔ تو جب آپ رضی اللہ عنہ نے وضو کر لیا تو غلام سے فرمایا کہ وہ روٹی کا ٹکڑا لے آؤ۔ غلام نے عرض کی میرے آقا! وہ تو میں نے کھا لیا ہے۔ فرمایا جا تو اللہ کی رضا کے لئے آزاد ہے۔ غلام عرض کرتا ہے میرے آقا! کس وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ مجھے آزاد فرما رہے ہیں؟ فرمایا کہ میں نے اپنی امی جان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان سنا ہے۔

مَنْ اَخَذَ لُقْمَةً اَوْ كَسْرَةً مِّنْ مَّجْرَى الْغَائِطِ وَالْبَوْلِ فَاَخَذَهَا فَاَمَاطَ عَنْهَا الْاَذٰى وَغَسَلَهَا غُسْلًا نِعِمًّا ثُمَّ اَكَلَهَا لَمْ تَسْتَقِرَّ فِيْ بَطْنِهٖ حَتّٰى يُغْفَرَلَهٗ

"جس نے روٹی کا ٹکڑا گندگی اور پیشاب کے بہنے کی جگہ سے اٹھایا اور پھر اس سے گندگی صاف کی اور اچھے طریقے سے دھویا پھر کھا لیا وہ لقمہ اس کے پیٹ میں استقرار نہیں پکڑتا یہاں تک کہ اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔"

(مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۷ دار الکتب العلمیہ بیروت، مسند ابی یعلی جلد ۶ صفحہ ۲۲ رقم الحدیث ۶۷۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس طرح گندی جگہ پر روٹی کو نہ رکھنا ہیں اس کا ادب ہے اسی طرح روٹی کو کھاتے ہوئے اس کو اونچی جگہ پر رکھنا بھی اس کا ادب ہے۔ مزید یہ کہ کھانے کو ضائع نہ کرنا بھی ادب ہے کہ روٹی وغیرہ بچ جائے تو جانوروں کو یا پرندوں کو کھلا دینا بھی اس کا ادب ہے۔

ایک روایت میں یہ بھی ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا روٹی کا ادب کرو کہ جس قوم سے بھاگی ہے لوٹ کر نہیں آئی ہے۔

Marfat.com

درخت اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کائنات کی ہر شے انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کرتی ہے انہی میں سے شجر بھی ہیں اور میں صرف یہاں ایک روایت نقل کرتا ہوں۔

عَنْ یَعْلٰی بْنِ مُرَّةَ مِنْ حَدِیْثٍ قَالَ فِیْهِ ثُمَّ سِرْنَا فَنَزَلْنَا مَنْزِلًا فَنَامَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَاءَتْ شَجَرَةٌ تَشُقُّ الْاَرْضَ حَتّٰی غَشِیَتْهُ ثُمَّ رَجَعَتْ اِلٰی مَکَانِهَا فَلَمَّا اسْتَیْقَظَ ذَکَرْتُ لَهٗ فَقَالَ هِیَ شَجَرَةٌ اِسْتَاْذَنَتْ رَبَّهَا عَزَّوَجَلَّ اَنْ تُسَلِّمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَاَذِنَ لَهَا

"حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ ایک روایت میں فرماتے ہیں کہ پھر ہم چلے اور ایک جگہ ٹھہرے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سو گئے اتنے میں ایک درخت زمین کو پھاڑتا ہوا آیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سایہ کر لیا پھر اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیدار ہوئے تو میں نے یہ سارا واقعہ حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں عرض کیا تو ارشاد فرمایا اس درخت نے اللہ تعالیٰ سے اجازت مانگی ہے کہ مجھے آ کر سلام کرے تو اللہ تعالیٰ نے اسے اجازت عطا فرما دی۔" (وفا الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۹۲)

اس روایت کو نقل کر کے امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَاِذَا کَانَ هٰذَا حَالُ شَجَرَةٍ فَکَیْفَ بِالْمُؤْمِنِ الْمَاْمُوْرِ بِتَعْظِیْمِ هٰذَا النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُمْتَلِیْ بِالشَّوْقِ اِلَیْهِ

"جب ایک درخت اس قدر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کر رہا ہے تو بندہ مومن جس کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کا حکم دیا گیا ہے اسے کس قدر محبت و شوق سے لبریز ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کرنی چاہیے۔"

اسی سلسلے میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

چاند شق ہو، پیڑ بولیں، جانور سجدہ کریں
بارک اللہ مرجع عالم یہی سرکار ہے

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم
جانور بھی کریں جن کی تعظیم

سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم
پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

میرے بھائیو! اس روایت سے ایک تو درخت کی محبت رسول اللہ ﷺ کا پہلو سامنے آیا اور دوسری بات جو ہمارے عقیدہ علم غیب مصطفیٰ ﷺ کو تقویت دینے والی ہے وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ تو سو رہے ہیں لیکن یہ جانتے ہیں کہ درخت آیا تھا، یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو کر اللہ سے دعا کر رہا تھا اور یہ بھی جانتے ہیں کہ وہ کس چیز کا سوال کر رہا تھا۔ یہ نگاہِ نبوت کا کمال تھا کیونکہ خود محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

تَنَامُ عَيْنَيَّ وَلَا يَنَامُ قَلْبِي اَوْ كَمَا قَالَ (بخاری)

"میری آنکھیں سوتی ہیں اور میرا دل جاگتا ہے۔"

ظاہری طور پر جو آنکھیں سونے والی ہیں ان کا یہ کمال ہے تو خاطر اقدس کی شان کیا ہو گی؟

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

شش جہت سمت مقابل شب و روز ایک ہی حال
دھوم والنجم میں ہے آپ کی بینائی کی
فرش تا عرش سب آئینہ ضمائر حاضر
بس قسم کھائیے اُمّی تیری دانائی کی

مزید یہ کہ نبی کریم ﷺ سونے کی حالت میں درخت کی ساری باتیں سن رہے ہیں تو قوت

Marfat.com

سماعت کی عظمت ظاہر ہوئی حالانکہ حضرت یعلی بن مرہ رضی اللہ عنہ بھی تو وہیں تھے ان کو سنائی نہیں دی ہیں اس لئے کہ درخت کا کلام انسانوں کی طرح زبان سے نہیں ہے مگر شان سماعت کے کیا کہنے۔

دور و نزدیک سے سننے والے وہ کان

کانِ لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

حضرت یعلی رضی اللہ عنہ نے اس شان کے ظہور پر یہ نہیں کیا کہ مجھے تو سنائی نہیں دیا اس لئے کہ ان کا نظریہ تھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہماری طرح نہیں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی شان سننے پر سر تسلیم خم کرنا اور دل سے اقرارِ عظمت کرنا ہی بندہ مومن کی شان ہے۔

علماء واساتذہ کی تعظیم

استاد اور عالم دین ملت اسلامیہ کا وہ شجر سایہ دار ہے کہ جس کے علم کی چھاؤں میں کتنے ہی راہ بھٹکے ہوئے آرام حاصل کرتے ہیں اور جہالت و بطالت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں پھرنے والے اسی عالم دین کے نورِ علم سے ہدایت کی راہیں پاتے ہیں۔ عالم دین امت مسلمہ کے لئے عدیم النظیر سوغات ہونے کے ساتھ ساتھ گوہر نایاب سے کم نہیں ہوتا۔ عالم دین کے وجود کی برکت سے ہی تو عرفان و ایقان کی منزل ملتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام ہمیں اساتذہ و علماء کا ادب سکھاتا ہے چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تَعَلَّمُوا الْعِلْمَ وَتَعَلَّمُوْا لِلْعِلْمِ السَّكِيْنَةَ وَالْوَقَارَ وَتَوَاضَعُوْا لِمَنْ تَعَلَّمُوْنَ مِنْهُ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علم حاصل کرو اور علم کے لئے بردباری اور وقار سیکھو اور جس سے علم حاصل کر رہے ہو اس کے سامنے عاجزی اور انکساری اختیار کرو۔" (معجم الاوسط جلد ۴ صفحہ ۳۴۲ رقم الحدیث ۶۱۸۴)

☆ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ پاک صاحب لولاک سیاحِ افلاک صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا جس نے کسی شخص کو قرآن مجید کی آیت بھی سکھائی وہ اس کا آقا ہے لہٰذا اس شخص کو زیب نہیں دیتا کہ اپنے استاد کو چھوڑ کر کسی دوسرے کو اس پر ترجیح دے۔

(معجم الکبیر جلد ۸ صفحہ رقم الحدیث ۷۵۲۸)

☆ ایک روایت میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللهِ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَكْرِمُوا الْعُلَمَآءَ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ فَمَنْ اَكْرَمَهُمْ فَقَدْ اَكْرَمَ اللهَ وَ رَسُوْلَهٗ

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا علماء کی عزت کرو بے شک علماء انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں پس جس نے بھی علماء کی عزت کی اس نے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی۔"

(فتاوی رضویہ جلد ۵ صفحہ ۴۷۵، میزان الاعتدال جلد ۲ صفحہ ۳۲۴، مسند الفردوس جلد ۱ صفحہ ۳۲، کنز العمال جلد ۱۰ صفحہ ۶۵)

☆ امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ روح البیان میں سورۃ الحجرات کی پہلی آیت

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(سورۃ الحجرات:۱)

ترجمہ کنز الایمان: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔" کے تحت فرماتے ہیں۔

وَكَانَ فِي الزَّمَانِ الْاَوَّلِ اِذَا مَشَى الشَّبَابُ اَمَامَ الشَّيْخِ يُخْسِفُ اللهُ بِهِ الْاَرْضَ وَيَدْخُلُ فِي النَّهْيِ الْمَشْيُ بَيْنَ يَدَيِ الْعُلَمَآءِ فَاِنَّهُمْ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَآءِ

"پہلے زمانہ میں تو یہ تھا کہ جب نوجوان کسی بزرگ کے آگے چلتا تو اللہ تعالیٰ اس کو زمین میں دھنسا دیتا علماء کے آگے چلنا بھی اسی آیت کی نہی سے منع ہے کیونکہ علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔" (تفسیر روح البیان سورۃ الحجرات آیت ۱)

Marfat.com

☆ اسی طرح امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ زَیْدٍ مَعْنٰی لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَمْشُوْا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَذٰلِکَ بَیْنَ یَدَیِ الْعُلَمَآءِ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ

"ابن زید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ "لا تقدموا" کا معنی یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے نہ چلو اور اسی طرح علماء کے آگے چلنا بھی منع ہے کیونکہ علماء، انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔" (شرح زرقانی علی المواہب جلد ۶ صفحہ ۲۴۷)

☆ شیخ علاء الدین الحصکفی فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ زَیْدٍ مَعْنٰی لَا تُقَدِّمُوْا لَا تَمْشُوْا بَیْنَ یَدَیْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَ کَذٰلِکَ بَیْنَ یَدَیِ الْعُلَمَآءِ فَاِنَّھُمْ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ

"آنے والے کی تعظیم کے لئے کھڑا ہو جانا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ قرآن پاک پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہونا جائز ہے۔" (درمختار مع شامی جلد ۵ صفحہ ۲۴۶)

☆ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ:

اِنَّ زَیْنَ الْعَابِدِیْنَ عَلِیَّ بْنِ الْحُسَیْنِ رضی اللہ عنہما کَانَ یَذْھَبُ اِلٰی زَیْدِ بْنِ اَسْلَمٍ فَیَجْلِسُ اِلَیْہِ فَقِیْلَ لَہٗ اَنْتَ سَیِّدُ النَّاسِ وَاَفْضَلُھُمْ تَذْھَبُ اِلٰی ھٰذَا الْعَبْدِ فَتَجْلِسُ اِلَیْہِ فَقَالَ الْعِلْمُ یُتَّبَعُ حَیْثُ کَانَ وَمَنْ کَانَ

"مروی ہے کہ حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ، حضرت زید بن اسلم رضی اللہ عنہ کے پاس پڑھنے جاتے اور ان سے پڑھتے کسی نے ان سے عرض کیا آپ لوگوں کے سردار ہیں اور افضل ہیں اور اس غلام کے پاس چل کر پڑھنے کے لئے جاتے ہیں؟ ارشاد فرمایا جس کے پاس علم ہو اسی کی پیروی کی جائے گی وہ جہاں بھی رہتا ہو اور جو بھی ہو۔"

☆ اسی طرح ایک اور روایت میں بھی ہے:

عَنْ اَبِیْ اُمَامَۃَ الْبَاھِلِیِّ رضی اللہ عنہ مَرْفُوْعًا مَنْ عَلَّمَ عَبْدًا اٰیَۃً مِّنْ کِتَابِ اللّٰہِ

Marfat.com

فَهُوَ مَوْلَاهُ

"حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت بیان کرتے ہیں کہ جس نے کسی شخص کو اللہ کے کلام کی ایک آیت سکھادی تو یہ سکھانے والا اس کا مالک و مولیٰ ہے۔"

سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

"سخت حرام سخت گناہ اشد کبیرہ عالم دین سنی صحیح العقیدہ کہ لوگوں کو حق کی طرف بلائے اور حق بات بتائے محمد رسول اللہ ﷺ کا نائب ہے۔اس کی تحقیر (توہین) معاذ اللہ محمد ﷺ کی توہین ہے اور محمد ﷺ کی جناب میں گستاخی موجب لعنت الٰہی اور عذاب الیم ہے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۶۴۹)

☆ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ ابْنُ بَطَّالٍ فِيْهِ اَنَّ الْاِنْصَاتَ لِلْعُلَمَآءِ وَالتَّوْقِيْرَ لَهُمْ لَازِمٌ لِّلْمُتَعَلِّمِيْنَ قَالَ اللّٰهُ لَا تَرْفَعُوْا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

(پ ۲۶ سورۃ الحجرات آیت ۲)

وَيَجِبُ الْاِنْصَاتُ عِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللّٰهِ مِثْلَ مَا يَجِبُ لَهٗ وَكَذَا يَجِبُ لِلْعُلَمَآءِ لِاَنَّهُمُ الَّذِيْنَ يُحْيُوْنَ سُنَّتَهٗ وَيَقُوْمُوْنَ بِشَرِيْعَتِهٖ

"ابن بطال نے فرمایا کہ علماء کرام کے سامنے خاموش رہنا اور ان کی عزت کرنا طالب علم کے لئے ضروری ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) سے اور جس طرح رسول اللہ ﷺ کے سامنے خاموش رہنا ضروری ہے اسی طرح آپ ﷺ کی حدیث پڑھی جارہی ہو تو بھی خاموشی ضروری ہے اسی طرح علماء کے سامنے خاموشی بھی ضروری ہے اس لئے کہ علماء رسول اللہ ﷺ کی سنت کو زندہ کرتے اور شریعت کو قائم کرتے ہیں۔"

(عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۲۸۲ رقم الحدیث ۱۲۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

بدمذہب استاد اور عالم کی تعظیم کرنا کیسا؟

استاد اور عالم کی تعظیم کے بارے میں جو کچھ بیان ہوا ہے وہ صرف صحیح العقیدہ اور غیر فاسق استاد و عالم کے لئے ہے۔ اگر معاذ اللہ استاد غیر مسلم یا مرتد و بدمذہب ہو تو اس کا احترام نہیں کیا جائے گا بلکہ ایسوں سے پڑھنا اور انہیں استاد بنانا ایمان کے لئے زہر قاتل ہے۔

اگر استاد سنی مذہب کے علاوہ کسی فرقے سے تعلق رکھتا ہو یا مرتد ہو تو کیا اس کی تعظیم کریں گے؟
اس سوال کے جواب میں سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں فرماتے ہیں کہ

"اس قسم کے استاد کا شاگرد پر وہی حق ہے جو کہ (فرشتوں کے سابقہ استاد) شیطان لعین کا فرشتوں پر ہے کہ فرشتے اس پر لعنت بھیجتے ہیں اور قیامت کے دن (اپنے استاد کو) گھسیٹ گھسیٹ کر دوزخ میں پھینک دیں گے۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۰۷)

یہاں تک کہ خود نبی دو عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ وَقَّرَ صَاحِبَ بِدْعَةٍ فَقَدْ اَعَانَ عَلٰی هَدْمِ الْاِسْلَامِ

"جس نے بدمذہب کی عزت کی اس نے اسلام کو گرا دینے پر مدد کی۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب الایمان باب الاعتصام رقم الحدیث ۱۷۹)

اسی طرح مسند امام احمد میں مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَا تَقُوْلُوْا لِلْمُنَافِقِ یَا سَیِّدَنَا

"منافق کو یا سیدنا یعنی اے ہمارے سردار! کہہ کر نہ بلاؤ۔"

(مسند امام احمد حدیث بریدہ اسلمی)

چونکہ اس طرح بلانے میں اس کی تعریف و تعظیم ہے اس لئے منع فرمایا۔

اسی طرح حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِذَا مُدِحَ الْفَاسِقُ غَضِبَ الرَّبُّ وَاهْتَزَّ لِذٰلِكَ الْعَرْشُ

"جب فاسق کی تعریف کی جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ غضب فرماتا ہے اور عرشِ الٰہی لرز اٹھتا ہے۔" (کشف الخفاء رقم الحدیث ۲۷۵، شعب الایمان ۴۸۸۶، فتاویٰ رضویہ جلد ۲۷ صفحہ ۱۵۸)

Marfat.com

سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مزید فتاویٰ رضویہ کی جلد ۴ صفحہ ۶۱۱ پر فرماتے ہیں کہ عالم دین سنی صحیح العقیدہ داعی الی اللہ یعنی اللہ کی طرف بلانے والے کی توہین کفر ہے۔ مجمع الانھر میں ہے علماء اور سادات کی توہین کفر ہے۔ (مجمع الانھر جلد ۲ صفحہ ۵۰۹)

اسی میں ہے جو کسی عالم کو حقارت سے "مولویا" کہے وہ کافر مگر یہ اوپر بتا دیا گیا اور واجب اللحاظ ہے کہ عالم وہی ہے جو سنی صحیح العقیدہ ہو، بدمذہبوں کے علماء، علمائے دین نہیں، یوں تو ہندوؤں میں پنڈت اور نصاریٰ میں پادری ہوتے ہیں اور ابلیس کتنا بڑا عالم تھا جسے مُعَلِّمُ الْمَلَكُوْتِ "فرشتوں کا استاد" کہا جاتا ہے اللہ فرماتا ہے۔

اَضَلَّهُ اللّٰهُ عَلٰى عِلْمٍ ۔

ترجمہ کنزالایمان: "اللہ نے اسے باوصف علم کے گمراہ کیا" (پ ۲۵، سورۃ الجاثیہ آیت ۲۳)

ایسوں (یعنی بدمذہب علماء) کی توہین کفر نہیں بلکہ تاحد مقدور فرض ہے۔ حدیث شریف میں ہے نبی ﷺ فرماتے ہیں کیا فاجر کے ذکر سے بچتے ہو اس کو لوگ کب پہچانیں گے؟ فاجر کا ذکر اس چیز کے ساتھ کرو جو اس میں ہے تاکہ لوگ اس سے بچیں۔ (سنن الکبریٰ جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۴ رقم الحد...)

اس ساری گفتگو سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کتنا ہی بڑا عالم ہونے کا دعویٰ کرے مگر نبی کریم ﷺ کا گستاخ اور بے ادب ہو تو اس کی عزت نہیں کی جائے گی بلکہ اس فاسق کی توہین واجب ہے

ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا۔

دستار کے ہر پیچ کی تحقیق ہے لازم
ہر صاحب دستار معزز نہیں ہوتا

اس کے برعکس سنی استاد و علماء کی عزت و احترام طلباء تو طلبہ عوام پر بھی لازم ہے اور یہ دنیاوی و اخروی سعادت ہے۔ اسی لئے مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

از خدا جوئیم توفیق ادب
بے ادب محروم ماند از فضل رب

Marfat.com

بے ادب تنہا نہ خود را دشت بد
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد

”ہم اللہ تعالیٰ سے حصولِ ادب کی توفیق مانگتے ہیں کیونکہ بے ادب رب کے فضل سے محروم رہتا ہے۔ بے ادب نہ صرف اپنے آپ کو برے حالات میں رکھتا ہے بلکہ اس کی بے ادبی کی آگ تمام دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔“

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۷۰۹)

Marfat.com

باب ثالث

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

Marfat.com

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

سب سے پہلے ہم خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عاشق اکبر امیر المومنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عقیدے کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ:

سفر ہجرت اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم:

☆ میر عبدالواحد بلگرامی رحمۃ اللہ علیہ "سبع سنابل" میں لکھتے ہیں کہ ہجرت کرنے سے پہلے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب ہجرت ہوگی لیکن ایسے وقت میں کہ کسی کو خبر نہ ہو۔ پھر اسی طرح چند دن کے بعد آدھی رات کے وقت حضرت جبرائیل امین علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے کہ مکہ سے ہجرت فرمائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اٹھ کھڑے ہوئے اور چل دیئے۔ جب دروازے پر پہنچے تو دیکھا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ دروازے پر کھڑے ہیں۔ ارشاد فرمایا اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں کس نے خبر دی؟ عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس روز سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ہجرت ایسے وقت میں ہوگی کہ کسی کو خبر نہ ہوگی اسی روز سے میں اپنے گھر میں نہیں سویا اور تمام رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے درِ دولت پر حاضر رہتا ہوں۔

(سبع سنابل صفحہ ۶۲)

سفر ہجرت جس کا ذکر کتب سیر میں تفصیل کے ساتھ موجود ہے اور تفاسیر کے اندر بھی مفسرین کرام رحمۃ اللہ علیہم نے سورۃ توبہ کی آیت ۴۰:

ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ

کے تحت تفصیلاً ذکر کیا ہے چنانچہ روح البیان میں علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جب

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ غارِ ثور کے دروازے پر پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے غار میں داخل ہونے کا ارادہ فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

مَكَانَكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ اَسْتَبْرِئُ الْغَارَ

یارسول اللہ ﷺ! ٹھہر جائیں میں پہلے غار کو صاف کرتا ہوں۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے غار میں داخل ہو کر اس کو صاف کیا اور:

جَعَلَ يُسَرِّدُ الْجُحْرَةَ بِثِيَابِهٖ خَشْيَةَ اَنْ تَخْرُجَ مِنْهَا شَيْئٌ يُؤْذِيْهِ اَيْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ

غار میں جتنے سوراخ تھے ان کو اپنے کپڑوں سے بند کر دیا اس ڈر سے کہ کہیں کوئی نقصان دہ چیز نکل کر رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ دے۔

ضَبَقِيَ جُحْرَةٌ وَّكَانَ فِيْهِ حَيَّةٌ

ایک سوراخ باقی رہ گیا اس میں سانپ تھا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اس پر اپنی ایڑھی رکھ دی اور پھر رسول اللہ ﷺ غار میں تشریف لائے۔

اس کے بعد تفسیر خازن میں لکھا ہے کہ:

وَضَعَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِهٖ وَنَامَ

رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر انور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی گود میں رکھا اور سو گئے۔

فَلُدِغَ اَبُوْبَكْرٍ فِيْ رِجْلِهٖ مِنَ الْجُحْرِ وَلَمْ يَتَحَرَّكْ مَخَافَةَ اَنْ يَّنْتَبِهَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اچانک ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں ڈنگ لگا (یعنی سانپ نے ڈسا) لیکن آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے پاؤں کو حرکت نہ دی اس ڈر سے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کی نیند میں خلل واقع نہ ہو۔

فَسَقَطَتْ دُمُوْعُهٗ عَلٰى وَجْهِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

درد کی وجہ سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آنسو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر گرے۔ محبوب ﷺ نے پوچھا۔

Marfat.com

فَقَالَ مَا لَكَ يَا اَبَا بَكْرٍ؟

پوچھا اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں کیا ہوا؟

فَقَالَ لُدِغْتُ فِدَاكَ اَبِيْ وَ اُمِّيْ

عرض کیا میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہوں مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے؟

فَتَفِلَ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَهَبَ مَا يَجِدُهٗ

تو رسول اللہ ﷺ نے ڈنگ کی جگہ پر لعابِ دہن لگایا تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی ساری تکلیف دور ہوگئی۔

ثُمَّ انْتَقَضَ عَلَيْهِ وَ كَانَ سَبَبَ مَوْتِهٖ

پھر وہی درد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر لوٹتا اور آپ رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بھی یہی سانپ کا ڈنگ بنا۔

(تفسیر خازن و روح البیان وغیرہما تحت آیت ۴۰ سورۃ التوبہ)

میرے بھائیو! اپنی جان کی حفاظت کتنی ضروری ہے اس کو ہر شخص بخوبی سمجھتا ہے لیکن سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے آرامِ نبی ﷺ کی خاطر سانپ کا ڈنگ برداشت کیا۔ درد کی وجہ سے آنسو تو گرے لیکن پاؤں کو حرکت نہیں دی کہ کہیں میرے حرکت کرنے کی وجہ سے محبوب ﷺ کی نیند میں حرج نہ آجائے۔ محبوب ﷺ کے لعابِ دہن کی برکت کے درد فوراً جاتا رہا لیکن یہی درد لوٹا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات کا سبب بنا اس لحاظ سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر اپنی جان قربان کردی اور مقامِ شہادت حاصل کرلیا۔

اسی واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت سیدنا امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ حدائق بخشش میں فرماتے ہیں کہ ؎

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جان فروضِ غرر کی ہے

اسی طرح اس تعظیم کے واقعہ کو دوسری جگہ پر یوں بیان فرمایا۔

Marfat.com

تعظیم سے منکر ہیں دمساز نہیں چھپتے
دل و جان سے حاضر ہیں دمساز نہیں چھپتے

☆☆☆

افعیٰ سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں
جاناں کو سلاتے ہیں جانباز نہیں چھپتے

☆ اسی سورۂ توبہ کی آیت ۴۰ کے تحت امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام خازن رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

قَالَ الْبَغَوِیُّ رُوِیَ اَنَّهٗ حِیْنَ اِنْطَلَقَ مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِلَی الْغَارِ جَعَلَ یَمْشِیْ سَاعَةً بَیْنَ یَدَیْهِ وَسَاعَةً خَلْفَهٗ فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَا لَكَ یَا اَبَابَكْرٍ فَقَالَ اَذْكُرُ الطَّلَبَ فَأَمْشِیْ خَلْفَكَ وَاَذْكُرُ الرَّصَدَ فَأَمْشِیْ بَیْنَ یَدَیْكَ

"امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مروی ہے کہ جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غارِ ثور کی طرف جا رہے تھے تو کبھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہو جاتے اور کبھی آگے ہو جاتے اس پر مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ تو عرض کی کہ جب مجھے یاد آتا ہے کہ کہیں دشمن ڈھونڈتا ہوا پیچھے سے نہ آ جائے تو پیچھے ہو جاتا ہوں اور جب یاد آتا ہے کہ کہیں کوئی آگے گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے آ جاتا ہوں۔" (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۹۰)

☆ اس کے علاوہ ہجرت کے سفر میں یہ روایت بھی ہے جو کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کو واضح کرتی ہے جسے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں درج کیا ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حدیث ہجرت کے آخر میں سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت بیان کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی ایک جماعت ملک شام سے تجارت کر کے لوٹ رہی تھی۔ اس جماعت میں سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ ان سے ملاقات ہوئی اور جب ان کو معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت فرما رہے ہیں تو انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو سفید کپڑے پہنائے۔ مدینہ کے مسلمانوں نے سن لیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے

Marfat.com

ہجرت کر کے تشریف لا رہے ہیں۔ وہ روزانہ مدینہ منورہ سے باہر نکلتے اور آمد مصطفیٰ ﷺ کا انتظار کر کے دوپہر کو لوٹ آتے۔ ایک دن جب مدینہ کے لوگ رسول اللہ ﷺ کی آمد کا انتظار کر کے گھروں کو لوٹ گئے تو ایک یہودی جو کہ کسی ٹیلے پر کھڑا ہو کر کسی کا انتظار کر رہا تھا بے ساختہ بلند آواز سے کہنے لگا اے گروہ عرب! یہ وہ تمہارے بزرگ ہیں جن کا تم انتظار کر رہے تھے۔ مسلمانوں نے پتھریلی زمین پر رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ لوگوں کے سامنے کھڑے رہے اور رسول اللہ ﷺ خاموش بیٹھے رہے۔ پھر انصار کے جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہلے نہیں دیکھا ہوا تھا وہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنے لگے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ پر دھوپ آ گئی تب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی چادر سے رسول اللہ ﷺ پر سایہ کیا اور اس وقت لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو پہچان لیا۔

(صحیح بخاری رقم الحدیث ۳۹۰۵)

☆ حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے میرے والد حضرت عازب رضی اللہ عنہ سے اونٹ کا کجاوہ خریدا تو میرے بارے میں میرے باپ سے فرمایا کہ اپنے بیٹے براء سے کہو یہ کجاوہ اونٹ پر باندھ دے تو میرے باپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ پہلے آپ یہ بتائیں کہ جب آپ اور رسول اللہ ﷺ مکہ شریف سے نکلے تھے اور مشرکین آپ کے پیچھے تھے تو آپ نے کیا کیا تھا جب یہ بتائیں گے اس وقت کجاوہ باندھ دیں گے؟ اس پر سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

ہم مکہ سے نکلے۔ ایک دن رات کا سفر کیا تو جب دوپہر کا وقت ہو گیا تو میں نے نظر دوڑائی تا کہ کوئی سایہ مل جائے جس کے نیچے ہم آرام کر لیں تو مجھے ایک پتھر نظر آیا۔ میں اس کے پاس آیا اور جہاں جہاں اس کا سایہ تھا وہاں سے میں نے زمین صاف کی اور رسول اللہ ﷺ کے لئے بچھونا لگایا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ آرام فرمائیں۔ محبوب ﷺ لیٹ گئے اور میں نکلا تا کہ آس پاس سے کوئی چیز تلاش کروں تو میں نے دیکھا کہ ایک چرواہا ہے جو اپنی بکریوں کو اسی پتھر کی طرف لا رہا ہے جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ آرام فرما رہے تھے۔ میں نے اس سے پوچھا کس کے چرواہے ہو تو اس نے قریش کے کسی بندے کا نام لیا جسے میں جانتا تھا۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کوئی بکری دودھ دینے والی بھی

Marfat.com

ہے؟اس نے کہاہاں۔میں نے اس کو دودھ دوہنے کا کہا تواس نے بکری کی ٹانگ کو باندھ دیا تاکہ حرکت نہ کرے۔

پھر:

اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّنْقُضَ ضَرْعَهَا مِنَ الْغُبَارِ

میں نے اس کو کہا کہ بکری کے تھنوں سے مٹی وغیرہ کو صاف کرلے۔

ثُمَّ اَمَرْتُهٗ اَنْ يَّنْقُضَ كَفَّيْهِ

پھر میں نے اس سے کہا کہ اپنی ہتھیلیاں جھاڑے۔

حضرت ابواسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء رضی اللہ عنہ کو ایک ہتھیلی کو دوسری ہتھیلی پر مار کر صاف کرتے دیکھا۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

فَحَلَبَ كُثْبَةً مِّنْ لَّبَنٍ

پھر چرواہے نے ایک پیالے کے برابر میرے لئے دودھ دوہا۔

فَقَدْ جَعَلْتُ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِدَاوَةً عَلٰى فَمِهَا خِرْقَةٌ

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک چمڑے کے برتن میں دودھ ڈالا جس کے منہ پر کپڑا تھا۔

فَصَبَبْتُ عَلَى اللَّبَنِ حَتّٰى بَرَدَ اَسْفَلُهٗ

پھر میں نے دودھ پر پانی ڈالا یہاں تک کہ ٹھنڈا ہو گیا یعنی کچی لسی بن گئی۔

فَانْتَهَيْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُلْتُ اِشْرَبْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں اس کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پی لیجیے۔

فَشَرِبَ حَتّٰى رَضِيْتُ

Marfat.com

تو محبوب دوعالم ﷺ نے دودھ پیا یہاں تک کہ میں خوش ہوگیا۔

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۵۱۵، صفحہ ۵۱۰، قدیمی کتب خانہ کراچی، مسند امام احمد جلد ا)

بخاری شریف میں جو دوسرے مقام پر صفحہ ۵۱۰ پر یہ روایت ہے اس میں یہ بھی ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَوَّيْتُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَكَانًا بِيَدَيَّ يَنَامُ عَلَيْهِ وَبَسَطْتُّ عَلَيْهِ فَرْوَةً

میں نے اپنے ہاتھوں سے رسول اللہ ﷺ کے لئے جگہ ہموار کی تاکہ محبوب ﷺ اس پر آرام فرمائیں اور میں نے اس جگہ پر ایک چٹائی بچھا دی پھر:

قُلْتُ نَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَنْفُضُ لَكَ مَا حَوْلَكَ

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ سو جائیں اور میں آپ ﷺ کی پہرہ داری کرتا ہوں۔ پھر جب چرواہے سے دودھ لے لیا تو فرماتے ہیں کہ:

اَتَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔

فَكَرِهْتُ اَنْ اُوْقِظَ فَوَافَقْتُهُ حِيْنَ اسْتَيْقَظَ

میں نے ناپسند کیا کہ محبوب ﷺ کو نیند سے جگاؤں پس میں انتظار کرتا رہا یہاں تک کہ محبوب ﷺ خود ہی بیدار ہوگئے۔

یہ روایات سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو جامع انداز میں بیان کر رہی ہیں کہ

۱۔ رسول اللہ ﷺ کو سلانے کے لئے جگہ کو ہاتھوں سے صاف کیا۔

۲۔ آپ ﷺ کے آرام کرنے کے وقت حفاظت کرنے کے لئے پہرہ دینا۔

۳۔ چرواہے سے رسول اللہ ﷺ کے لئے دودھ مانگنا اور اسے بکری کے تھن اور ہاتھ صاف کرنے کا کہنا پھر ٹھنڈا کر کے ڈھانپ کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں لانا یہ سارے امور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے انداز کو واضح کر رہے ہیں۔

Marfat.com

۴۔ اس کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو دودھ پیتے دیکھ کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خوش ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کی خوشی محبوب ﷺ کو آرام پہنچانے اور آپ ﷺ کی خدمت میں ہے۔

نماز میں تعظیمِ مصطفیٰ ﷺ:

☆ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَهَبَ اِلٰى بَنِيْ عَمْرِو بْنِ عَوْفٍ لِيُصْلِحَ بَيْنَهُمْ فَحَانَتِ الصَّلٰوةُ فَجَاءَ الْمُؤَذِّنُ اِلٰى اَبِيْ بَكْرٍ فَقَالَ اَتُصَلِّيْ لِلنَّاسِ فَاُقِيْمَ قَالَ نَعَمْ فَصَلّٰى اَبُوْبَكْرٍ فَجَاءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ فِي الصَّلٰوةِ فَتَخَلَّصَ حَتّٰى وَقَفَ فِي الصَّفِّ فَصَفَّقَ النَّاسُ وَ كَانَ اَبُوْبَكْرٍ لَا يَلْتَفِتُ فِيْ صَلٰوتِهٖ فَلَمَّا اَكْثَرَ النَّاسُ التَّصْفِيْقَ الْتَفَتَ فَرَاٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَشَارَ اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنِ امْكُثْ مَكَانَكَ فَرَفَعَ اَبُوْبَكْرٍ حَتّٰى اسْتَوٰى فِي الصَّفِّ وَتَقَدَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰى فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ يَا اَبَابَكْرٍ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَثْبُتَ اِذْ اَمَرْتُكَ فَقَالَ اَبُوْبَكْرٍ مَا كَانَ لِابْنِ اَبِيْ قُحَافَةَ اَنْ يُّصَلِّيَ بَيْنَ يَدَيْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”رسول اللہ ﷺ قبیلہ بنی عمرو بن عوف کے پاس تشریف لے گئے تاکہ ان میں صلح کروائیں۔ (جس وقت اس قبیلہ والے لوگوں میں کچھ رنجش ہوگئی تھی) اسی دوران نماز کا وقت آگیا (چونکہ نبی اکرم ﷺ موجود نہیں تھے) حضرت بلال رضی اللہ عنہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور عرض کی کیا آپ نماز پڑھائیں گے؟ فرمایا ہاں! پڑھاؤں گا۔ پس ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھانا شروع کی۔ پیچھے جو صحابہ رضی اللہ عنہم

Marfat.com

تھے وہ بھی نماز پڑھ رہے تھے تو اتنے میں آقا کریم ﷺ تشریف لے آئے اور صفوں کے درمیان سے ہوتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ہاتھ پر ہاتھ مار کر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو آگاہ کرنا چاہا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے ہیں لیکن ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ متوجہ نہیں ہو رہے تھے اس لئے کہ نماز میں مصروف تھے۔ جب تصفیق (تالی) زیادہ ہوئی تو آپ کو احساس ہو گیا کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے پیچھے ہٹنا چاہا تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ کھڑے رہ لیکن اس کے باوجود سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ کر پہلی صف میں آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ جب نماز پڑھ چکے تو ارشاد فرمایا اے ابوبکر (رضی اللہ عنہ)! جب میں نے تمہیں اشارہ کیا کہ اپنی جگہ ٹھہرے رہو تو کس چیز نے تمہیں وہاں کھڑا نہیں رہنے دیا اور تم پیچھے آ گئے؟ عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا مجال کہ وہ نبی کریم ﷺ کے آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھائے۔" (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۹۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میرے بھائیو! آپ توجہ فرمائیں کہ جب سرکار ﷺ تشریف لے آئے ہیں تو نماز کی حالت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اس قدر کی کہ اپنے امام کو تنبیہ کر رہے ہیں کہ پیچھے آجاؤ اور خود سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے نماز میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے مصلی امامت کی حالت میں چھوڑ دیا اور پیچھے آ گئے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عین نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی اور انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد پوری کائنات میں سے افضل ترین انسان سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بھی عین نماز کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی اور پیچھے ہٹ گئے لیکن دوسری طرف عظمت مصطفیٰ ﷺ کے منکروں کو دیکھیں ان کا نظریہ یہ ہے کہ نماز کی حالت میں نبی ﷺ کا تعظیم سے خیال آنا شرک کا باعث ہے اور یہ خیال گدھے اور بیل اور زنا کے خیال سے زیادہ برا ہے۔ (نعوذ باللہ)

جبکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو نماز میں خیالِ محبوب ﷺ کے آنے کو اپنی نمازوں کی معراج سمجھتے

Marfat.com

تھے جس طرح کہ مذکورہ روایت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے عمل سے واضح ہوا۔

جب نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پیچھے ہٹنے کی وجہ دریافت کی تو عرض کیا میرے آقا! میں ابو بکر (رضی اللہ عنہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا۔ اس وجہ پر غور کریں تو آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے کس قدر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے دل و دماغ کو روشن کیا ہوا تھا۔

اس حدیث کی شرح میں امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نماز میں ہاتھ اٹھانے کی وجہ پوچھی کہ

يَا اَبَابَكْرٍ لِمَ رَفَعْتَ يَدَيْكَ

اے ابو بکر (رضی اللہ عنہ)! تم نے اپنے ہاتھوں کو نماز میں کیوں اٹھایا تھا؟"

تو عرض کرتے ہیں کہ

رَفَعْتُ يَدَيَّ لِاَنِّيْ حَمِدْتُّ اللهَ عَلٰى مَا رَاَيْتُ مِنْكَ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں نے اپنے ہاتھوں کو اس لئے بلند کیا کہ میں نے جو کچھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نوازشات ولطف وکرم دیکھا ہے اس پر اللہ کی حمد بیان کروں۔ (عمدۃ القاری جلد ۵ صفحہ ۳۱۲)

اس گذشتہ روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بالعموم اور سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا بالخصوص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے بارے میں عقیدہ واضح ہوا جس کی مزید توضیح مسلم شریف کی حدیث سے ہوتی ہے جس کو حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے چنانچہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ اَبَابَكْرٍ كَانَ يُصَلِّيْ لَهُمْ فِيْ وَجَعِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّذِيْ تُوُفِّيَ فِيْهِ حَتّٰى اِذَا كَانَ يَوْمُ الْاِثْنَيْنِ وَهُمْ صُفُوْفٌ فِي الصَّلٰوةِ كَشَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سِتْرَ الْحُجْرَةِ فَنَظَرَ اِلَيْنَا وَهُوَ قَائِمٌ كَاَنَّ وَجْهَهٗ وَرَقَةُ مُصْحَفٍ ثُمَّ تَبَسَّمَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا قَالَ فَبُهِتْنَا وَنَحْنُ فِي الصَّلٰوةِ مِنْ فَرَحٍ بِخُرُوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَكَصَ اَبُوْبَكْرٍ عَلٰى عَقِبَيْهِ لِيَصِلَ الصَّفَّ وَظَنَّ

Marfat.com

اَنَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَارِجٌ لِلصَّلٰوۃِ فَاَشَارَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ اَنْ اَتِمُّوْا صَلٰوتَکُمْ ثُمَّ دَخَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَرْخَی السِّتْرَ

”حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو نماز پڑھایا کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے اس درد مبارک میں جس میں آپ ﷺ نے وصال فرمایا یہاں تک کہ پیر کا دن آیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پیچھے صفیں باندھ کر نماز پڑھ رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹایا اور کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھا۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ کا چہرۂ انور قرآن کے ورق کی طرح تھا۔ پھر رسول اللہ ﷺ مسکرائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نماز میں تھے اور رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری کی خوشی میں ہمیں اس چیز کا خوف ہوا کہ نماز نہ توڑ بیٹھیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی ایڑیوں کے بل پیچھے ہٹے تاکہ صف میں شامل ہو جائیں اس لئے کہ آپ کو یہ گمان ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں پس رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے دست انور سے اشارہ کیا کہ اپنی نماز مکمل کرو۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے حجرۂ مقدسہ کا پردہ نیچے لٹکا دیا۔“ (صحیح مسلم جلد اصفحہ ۱۷۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

مسلم شریف کی اسی صفحہ کی دوسری روایت میں یوں ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حجرہ شریف سے پردہ اٹھایا تو:

فَلَمَّا وَضَحَ لَنَا وَجْہُ نَبِیٍّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب ہمیں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک نظر آیا تو:

مَا نَظَرْنَا مَنْظَرًا قَطُّ کَانَ اَعْجَبَ اِلَیْنَا مِنْ وَّجْہِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

ہم نے ایسا منظر کبھی نہیں دیکھا جو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور سے زیادہ پیارا ہو۔

Marfat.com

نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال مفسد نماز نہیں:

میرے بھائیو! دیکھا آپ نے ایک یا دو صحابہ رضی اللہ عنہم کی بات نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا جم غفیر ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نماز ادا کر رہے ہیں اور سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ امامت فرما رہے ہیں تو جب رسول اللہ ﷺ نے حجرہ مقدسہ کا پردہ ہٹایا تاکہ دیکھیں کہ میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کس طرح عبادتِ الٰہی میں مصروف ہیں؟ پردہ ہٹنے کی دیر تھی کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ مبارک کو دیکھنا شروع کر دیا اس لئے کہ اگر نہ دیکھا ہوتا تو قرآن کے ورق سے تشبیہ نہ دیتے اور نہ خوبصورتی کی منظرکشی کرتے اور مزید یہ ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اتنی دلجمعی کے ساتھ دیدارِ مصطفیٰ ﷺ میں مصروف ہو گئے کہ فرمایا ہمیں خوف ہوا کہ ہم نماز پڑھ رہے ہیں اور رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لا رہے ہیں تو آپ ﷺ کی آمد کی خوشی میں کہیں نماز ہی نہ توڑ بیٹھیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ نماز ہی میں کر رہے تھے کیونکہ روایت میں نَحْنُ فِی الصَّلٰوۃِ کے الفاظ موجود ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ امامت کر رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سمجھا کہ شاید رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر مصلیٰ چھوڑ رہے ہیں۔

میرے بھائیو! دیکھو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا انداز کہ نماز پڑھتے ہوئے بھی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کر رہے ہیں۔

اگر نماز کے اندر صحابہ رضی اللہ عنہم کی یہ کیفیت غلط ہوتی تو محبوب ﷺ ناراض ہوتے اور ڈانٹتے کہ میرے صحابہ میں نے ساری زندگی تمہیں اسلام کے قوانین سکھائے اور قرآن کی تعلیم دی ہے ابھی تک تمہیں نماز پڑھنے کا طریقہ نہیں آیا۔ اللہ کی نماز پڑھ رہے ہو اس میں میرا خیال لا رہے ہو اور تعظیم کرتے ہوئے مجھے دیکھ رہے ہو اور اے صدیق (رضی اللہ عنہ)! میں نے تمہیں اپنے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا ہے تم لوگوں کے امام ہو اور تم نماز میں میری تعظیم کر رہے ہو اور مصلیٰ امامت چھوڑ رہے ہو۔ تم سارے صحابہ نماز کی حالت میں میری تعظیم کر کے غیر اللہ کی تعظیم کر رہے ہو لہٰذا تمہاری عبادتیں قبول نہیں شرک کا موجب ہیں۔

Marfat.com

نہیں، نہیں ایسا کوئی جملہ محبوب ﷺ کی زبانِ اقدس سے نہیں نکلا بلکہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو عبادتِ الٰہی میں مصروف دیکھ کر چہرۂ انور خوشی سے کھل اٹھا اور مسکرا کر حجرۂ مقدسہ کا پردہ نیچے ڈال دیا۔

لہٰذا معلوم یہ ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظریہ تھا کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے ہی آتا ہے اور اس سے نماز ٹوٹنے کی بجائے قبولیت کے درجہ تک پہنچ جاتی ہے۔

میرے بھائیو! اس کے علاوہ اگلے باب میں آپ حضرت عبداللہ بن عباس اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہم کا عمل پڑھیں گے کہ انہوں نے بھی عین حالت نماز میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی۔

مزید یہ کہ نماز میں التحیات واجب ہے اور اس میں

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

پڑھنا لازم ہے تو جب نماز میں رسول اللہ ﷺ پر سلام پیش کریں گے تو یقیناً آپ ﷺ کا خیال تو آئے گا اور تعظیم سے ہی آئے گا اس لئے کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے آنا لازم بین بمعنی الاخص ہے۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اُحْضُرْ فِيْ قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِيْمَ وَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

التحیات میں نبی کریم ﷺ کو اپنے دل میں حاضر کر اور حضور ﷺ کی صورتِ مقدسہ کا تصور باندھ اور عرض کر:

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

"اے نبی ﷺ! آپ ﷺ پر سلام ہو اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔"

(احیاء العلوم کتاب اسرار الصلوٰۃ بیان تفصیل ماینبغی)

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ التحیات میں رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے سلام پیش کرنے کی وجہ بیان فرماتے ہیں کہ:

اِنَّ الْمُصَلِّيْنَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوْا بَابَ الْمَلَكُوْتِ بِالتَّحِيَّاتِ اُذِنَ لَهُمْ

Marfat.com

بِالدُّخُولِ فِيْ حَرِيْمِ الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ فَقَرَّتْ اَعْيُنُهُمْ بِالْمُنَاجَاةِ فَنَبَّهُوْا عَلٰى اَنَّ ذٰلِكَ بِوَاسِطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبَرَكَةِ مُتَابَعَتِهٖ فَاِذَا الْتَفَتُوْا فَاِذَا الْحَبِيْبُ فِيْ حَرَمِ الْحَبِيْبِ حَاضِرٌ فَاَقْبَلُوْا عَلَيْهِ قَائِلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهٗ

"بے شک نمازیوں نے جب التحیات کے ساتھ ملکوت کے دروازے کو کھولنا چاہا تو ان کو اس زندہ کے حریم میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی جسے موت نہیں پس مناجات کے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں۔ ان نمازیوں کے دل میں خیال آیا کہ یہ سب کرم تو رسول اللہ ﷺ کے وسیلے سے اور ان کی پیروی سے ہوا ہے جب پیچھے مڑ کر دیکھتے ہیں تو حبیب اکرم ﷺ حرم حبیب عزوجل میں موجود ہوتے ہیں تو نمازی نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں یہ کہتے ہوئے حاضر ہوتے ہیں۔

السلام علیك ایها النبی ورحمة الله وبرکاته۔" (عمدۃ القاری جلد ۶ صفحہ ۱۶۳)

ان عبارتوں سے معلوم ہوا کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر سلام عرض کریں گے جب مخاطب کر کے سلام عرض کریں گے تو یقیناً نبی کریم ﷺ کا خیال بھی ضرور آئے گا اور تعظیم سے ہی آئے گا۔

اس ضمن میں مزید وضاحت دیکھنی ہو تو سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ تفصیل کو پڑھیں جو کہ فتاویٰ رضویہ شریف کی پندرہویں جلد میں رسالہ الکوکبۃ الشھابیۃ میں موجود ہے۔

میں یہاں پر اتنا عرض کرتا ہوں کہ جب حضرت زکریا علیہ السلام، حضرت مریم علیہا السلام کے پاس آئے تو دیکھا کہ بے موسم پھل آرہے ہیں خیال آیا کہ اللہ کریم بغیر موسم کے پھل دے سکتا ہے وہ بغیر موسم کے اولاد بھی دے سکتا ہے اگرچہ میں بوڑھا ہو چکا ہوں میری بیوی بھی بوڑھی ہو چکی ہے مگر اللہ اس بات پر قادر ہے کہ اس عمر میں ہمیں اولاد دے دے۔ وہیں کھڑے کھڑے حضرت زکریا علیہ السلام نے دعا مانگی۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ ذُرِّيَّةً طَيِّبَةً

"اے میرے رب! مجھے اپنے پاس سے دے ستھری اولاد۔"

Marfat.com

اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

فَنَادَتْهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ يُّصَلِّيْ فِي الْمِحْرَابِ اَنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكَ بِيَحْيٰى مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَيِّدًا وَّحَصُوْرًا وَّنَبِيًّا مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ (پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۳۹)

”تو فرشتوں نے اسے آواز دی اور وہ اپنی نماز کی جگہ کھڑا نماز پڑھ رہا تھا بے شک اللہ آپ کو مژدہ سناتا ہے یحییٰ کا جو اللہ کی طرف کے ایک کلمہ کی تصدیق کرے گا اور سردار اور ہمیشہ کے لئے عورتوں سے بچنے والا اور نبی ہمارے خاصوں میں سے۔“

میرے بھائیو! اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام نماز پڑھ رہے ہیں، فرشتوں نے آواز دی تو فرشتوں کا خیال حالت نماز میں حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں آیا ہے کہ نہیں؟ یقیناً آیا ہے تو کیا اللہ کے نبی کی نماز ٹوٹ گئی یا ہوگئی؟ یقیناً ہوگئی بلکہ میں تو یوں کہوں گا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اُرْسِلْتُ اِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً

”میں ساری مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔“

اس فرمان عالی کے مطابق چونکہ فرشتے بھی مخلوق ہیں تو فرشتے بھی رسول اللہ ﷺ کے امتی ہوئے۔

پس غور کریں کہ اللہ کے نبی حضرت زکریا علیہ السلام کے دل میں فرشتوں کا خیال جائے تو نماز ہو جائے بلکہ یوں کہیں کہ نمازی کے دل میں رسول اللہ ﷺ کے امتی کا خیال آئے تو نماز نہیں ٹوٹتی تو اگر نمازی کے دل میں خود رسول اللہ ﷺ کا خیال آجائے تو بھلا کیسے ٹوٹے گی؟

بعد وصال رسول اللہ ﷺ کو بوسہ دینا:

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کا وصال شریف ہوا تو اس وقت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ عوالی مدینہ میں مقام سخ پر موجود تھے۔ جب آپ کو وصالِ باکمال کی اطلاع ہوئی تو:

Marfat.com

فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ فَکَشَفَ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ بِاَبِیْ اَنْتَ وَ اُمِّیْ طِبْتَ حَیًّا وَ مَیِّتًا

"ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ پرنور سے کپڑا ہٹا کر چوم لیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر قربان ہو جائیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگی بھی رحمت تھی اور وصال بھی باکمال ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۷ قدیمی کتب خانہ کراچی، مسند امام احمد جلد ۱ صفحہ ۱۸، سنن ابی داؤد باب فی تقبیل المیت رقم الحدیث ۳۱۶۳)

معلوم ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ظاہری حالت میں تعظیم کرتے تھے اسی طرح وصال باکمال کے بعد بھی اسی عقیدۂ تعظیم کو نبھا رہے ہیں۔

اس حدیث کے تحت عون المعبود شرح ابی داؤد میں ہے کہ:

فِیْهِ دَلِیْلٌ عَلٰی جَوَازِ تَقْبِیْلِ الْمَیِّتِ

"اس روایت میں مردے کو چومنے کے جواز پر دلیل موجود ہے۔"

منکرین نہ ماننے پر آئیں تو زندہ کے ہاتھ پاؤں چومنے کو شرک و بدعت کہہ دیں اور ماننے پر آئیں تو مردے کو چومنا جائز کہہ دیں۔

اس کے علاوہ یہی روایت بخاری شریف جلد ۱ صفحہ ۱۶۶ پر بھی موجود ہے اس میں جو زائد الفاظ ہیں وہ یہ ہیں۔

بِاَبِیْ اَنْتَ یَا نَبِیَّ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔"

جس سے واضح ہوا کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو زندہ سمجھتے تھے اور "یا" کے ساتھ ندا کرنا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا امتی کے کلام کو سننا بھی اسی سے ثابت ہوتے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے آواز اونچی نہ کرتے:

۱۔ الشفاء کے اندر قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جب سورۃ الحجرات کی دوسری آیت

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَکُمْ الخ

Marfat.com

نازل ہوئی تو بارگاہِ محبوب ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا اُکَلِّمُکَ بَعْدَھَا اِلَّا کَاَخِی السِّرَارِ

یعنی اے اللہ کے رسول ﷺ! آج کے بعد میں آپ ﷺ سے ایسے بات کروں گا جیسے کہ راز کی بات آہستہ سے کی جاتی ہے۔

سبحان اللہ! یہ کمالِ ادب تھا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے سامنے اونچا بولنے کو بھی ناپسند کرتے تھے اور صرف خود ہی نہیں بلکہ دوسروں کو بھی اسی اندازِ تعظیم کا درس دیتے تھے چنانچہ مروی ہے کہ:

۲۔ ایک دن سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، بارگاہِ رسالت ﷺ میں حاضر ہوئے اس وقت آپ کی بیٹی ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، رسول اللہ ﷺ سے اونچی آواز میں باتیں کر رہی تھیں تو آپ یہ کہتے ہوئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی طرف بڑھے اے ام رومان کی بیٹی! کیا تو رسول اللہ ﷺ پر اپنی آواز بلند کرتی ہے؟ پھر نبی کریم ﷺ درمیان میں حائل ہو گئے۔

(مسند امام احمد، مسند الکوفیین حدیث نعمان بن بشیر رقم الحدیث ۱۸۸۹۱)

۳۔ یہ تو آپ نے رسول اللہ ﷺ کی ظاہری حیاتِ طیبہ کے حوالے سے پڑھا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، حضورِ انور ﷺ کی بارگاہ میں آواز اونچی نہیں کرتے تھے اسی طرح سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد بھی اسی طرح ہی بارگاہِ رسالت ﷺ میں آواز پست رکھنے کے عقیدے پر گامزن رہے۔ چنانچہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَا یَنْبَغِیْ رَفْعُ الصَّوْتِ عِنْدَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ حَیًّا وَ مَیِّتًا

"نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں زندگی میں بھی آواز اونچی کرنا جائز نہیں تھا اور وصال شریف کے بعد بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں اونچی آواز کرنا جائز نہیں ہے۔"

(بغیۃ الحارث جلد ا صفحہ ۲۸۸)

اسی طرح تقبیل کے بارے میں ایک اور روایت ہے۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کا سبب وہ مشہور واقعہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ ملک

Marfat.com

شام تجارت کے سفر پر گئے۔ایک خواب دیکھا جس کو بحیرہ راہب کے سامنے بیان کیا تو اس راہب نے پوچھا تم کہاں سے آئے ہو؟ فرمایا مکہ سے۔پھر اس نے پوچھا قبیلہ کون سا ہے؟ فرمایا قریش سے۔پھر اس نے پوچھا کیا کرتے ہو؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تاجر ہوں۔اس پر بحیرہ راہب نے کہا اللہ تعالیٰ تمہارے خواب کو سچا فرمائے گا کہ تمہاری قوم سے ایک نبی مبعوث ہوں گے اور تم ان کی زندگی مبارکہ میں ان کے وزیر بنو گے اور وصال کے بعد ان کے خلیفہ ہو گے۔خواب کی یہ تعبیر سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خوش ہو گئے۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانِ نبوت فرمایا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! نبوت پر دلیل کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اَلرُّؤیَا الَّتِیْ رَءَیْتَ بِالشَّامِ

"وہ خواب جو تم نے شام میں دیکھا تھا"

فَعَانَقَهٗ وَقَبَّلَ مَا بَیْنَ عَیْنَیْهِ وَقَالَ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ

یہ سن کر سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے معانقہ کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا اور پکار اٹھے میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ا صفحہ ۱۵ ادارالکتب العلمیہ بیروت)

کمال درجہ تعظیم:

رُوِیَ اَنَّ اَعْرَابِیًّا جَاءَ اِلٰی اَبِیْ بَکْرٍ فَقَالَ اَنْتَ خَلِیْفَةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَا قَالَ فَمَا اَنْتَ قَالَ اَلْخَالِفَةُ بَعْدَهٗ

روایت ہے کہ ایک اعرابی سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا کہ آپ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ ہیں۔فرمایا نہیں۔اعرابی نے پھر کہا کہ پھر آپ رضی اللہ عنہ کیا ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خالفہ ہوں۔

امام جوہری نے "صحاح" میں الخالفہ کا معنی بیان کیا ہے۔

Marfat.com

فُلَانٌ خَالِفَةُ اَهْلِ بَيْتِهٖ اِذَا كَانَ لَا خَيْرَ فِيْهِ

کسی کے گھر کے افراد میں سے اس شخص کو خالفہ کہتے ہیں جس میں کچھ خیر نہ ہو۔

آپ غور فرمائیں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کمال ادب کہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں آپ رضی اللہ عنہ کو تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا اس قدر لحاظ تھا کہ ادب کی وجہ سے آپ رضی اللہ عنہ نے گوارا نہ کیا کہ لفظ خلیفہ کا اپنے آپ کو مصداق ٹھہرائیں حالانکہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا خلیفہ ہونا اجماع سے ثابت ہے بلکہ احادیث مبارکہ سے صراحۃً بھی اور کنایۃً بھی ثابت ہے۔

تو جب امام العاشقین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ کہنے سے گریز کر رہے ہیں تو منکرین حضرات اپنے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھائی کس منہ سے کہتے ہیں ان کا یہ قول کتنی بڑی حماقت و بے باکی پر مبنی ہے۔

ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ

نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سن کر انگوٹھے چومے:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اذان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائے تو اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ فَعَلَ مِثْلَ مَا فَعَلَ خَلِيْلِيْ فَقَدْ حَلَّتْ لَهٗ شَفَاعَتِيْ

"جو شخص اس طرح کرے جس طرح میرے پیارے صدیق نے کیا ہے میں اس کی شفاعت کروں گا"

اس حدیث کی وضاحت انگوٹھے چومنے کے مسئلہ کے تحت دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے:

حضرت سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم آپ کو پچھلی روایات سے معلوم ہو گیا کہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معزز و معظم جانتے تھے۔ سفر ہو یا حضر، نجی ملاقات ہو یا اجتماع، دنیاوی معاملات ہوں یا اللہ کی عبادت نماز میں مصروف ہوں گویا کہ ہر لمحہ، ہر لحظہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا پہلو

Marfat.com

اپنائے رکھا اور اسی کو اپنا حرزِ جان بنایا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب ﷺ کے صدقے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس گروہ کے بعد لوگوں میں سے سب سے بلند مقام عطا فرمایا اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ادب کرنے کی تلقین فرمائی چنانچہ:

عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَالَ رَاٰنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا اَمْشِیْ اَمَامَ اَبِیْ بَکْرٍ مَا طَلَعَتِ الشَّمْسُ وَلَا غَرَبَتْ بَعْدَ النَّبِیِّیْنَ وَالْمُرْسَلِیْنَ عَلٰی اَحَدٍ اَفْضَلَ مِنْ اَبِیْ بَکْرٍ

"حضرت سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے آگے آگے چل رہا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیکھ لیا اور فرمایا کیا تم ابو بکر (رضی اللہ عنہ) کے آگے چلتے ہو؟ نبیوں اور رسولوں کے بعد کسی ایسے شخص پر سورج طلوع اور غروب نہیں ہوا جو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل ہو۔"

(تفسیر روح البیان سورۃ الحجرات تحت آیت ۱، تفسیر معارف القرآن، تفسیر عزیزی، فضائل صحابہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۰، حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صفحہ ۳۷۳ ترجمہ عطاء بن ابی رباح، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱، سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۱۱ صفحہ ۲۵۶، کنز العمال رقم الحدیث ۳۲۶۲۱)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو عظیم عزت و وجاہت عطا فرمائی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اپنے صحابی رضی اللہ عنہ کو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرنے کا درس دے کر واضح فرما دیا کہ جس کو دین میں شرف حاصل ہے اس کی عزت ضروری ہے۔

یہ شان ہے خدمت گاروں کی
سردار کا عالم کیا ہو گا

اس مذکورہ روایت کے بعد مولوی شفیع دیوبندی نے معارف القرآن میں یہ بھی لکھا ہے کہ "اپنے استاد اور مرشد کے ساتھ بھی یہی ادب ملحوظ رکھنا چاہئے یعنی ان کے آگے آگے نہیں چلنا چاہئے۔"

Marfat.com

الحاصل:

جب سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا عقیدہ اتنا پیارا ہے تو ہمیں بھی اسی عقیدے کو مضبوطی سے تھام لینا چاہئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِقْتَدُوْا بِاللَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ مِنْ اَصْحَابِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَ عُمَرَ

"میرے بعد میرے صحابہ میں سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہم کی پیروی کرو۔"

(معجم الاوسط جلد ۸ صفحہ ۸۷، سیر الاعلام جلد ۲ صفحہ ۳۲۱)

مصطفیٰ کریم ﷺ کے فرمان پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اندازِ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو اپنانا چاہئے۔

الحمدللہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی سوچ کے حامل اہل سنت و جماعت ہیں جو کہ تعظیم نبی ﷺ کے عقیدے کا دم بھرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں صبح قیامت تک اسی عقیدے پر قائم رکھے۔ آمین

Marfat.com

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

اب خلیفہ دوم تاجدار عدالت حضرت سیدنا امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب واحترام:

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيْدَ قَالَ كُنْتُ قَائِمًا فِي الْمَسْجِدِ فَحَصَبَنِي رَجُلٌ فَنَظَرْتُ فَإِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَالَ اِذْهَبْ فَأْتِنِي بِهٰذَيْنِ فَجِئْتُهُ بِهِمَا قَالَ مَنْ اَنْتُمَا اَوْ مِنْ اَيْنَ اَنْتُمَا قَالَا مِنْ اَهْلِ الطَّائِفِ قَالَ لَوْ كُنْتُمَا مِنْ اَهْلِ الْبَلَدِ لَاَوْجَعْتُكُمَا تَرْفَعَانِ اَصْوَاتَكُمَا فِي مَسْجِدِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت سائب بن یزید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں مسجد میں کھڑا تھا مجھے کسی نے کنکری ماری۔ میں نے جب دیکھا تو وہ امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ تھے۔ ارشاد فرمایا جاؤ اور ان دونوں آدمیوں کو میرے پاس لے آؤ پس میں ان دونوں کو امیر المومنین کی بارگاہ میں لے آیا۔ (یہ دونوں آدمی مسجد نبوی شریف میں بلند آواز سے باتیں کر رہے تھے) تو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا تم کون ہو یا تم کہاں سے آئے ہو؟ ان دونوں نے عرض کی ہم طائف سے آئے ہیں۔ یہ سن کر عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا اگر تم مدینہ منورہ کے رہائشی ہوتے تو میں تمہیں ضرور کوڑے مارتا اس لئے کہ تم دونوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسجد میں اپنی آوازوں کو بلند کیا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۷ کتاب الصلوٰۃ باب رفع الصوت فی المسجد قدیمی کتب خانہ کراچی، مشکوٰۃ المصابیح باب المساجد ومواضع الصلوٰۃ رقم الحدیث ۶۸۸، تفسیر ابن کثیر سورۃ الحجرات تحت الآیۃ ۱ تا ۲، تاریخ مدینہ لابن شیبہ جلد ۱ صفحہ ۳۳، آداب مساجد از اشرف تھانوی صفحہ ۱۹)

Marfat.com

اس روایت سے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا وصالِ نبوی ﷺ کے بعد تعظیم حبیب ﷺ کا عقیدہ ثابت ہوا اس طرح کہ مسجد نبوی ﷺ میں آواز بلند کرنا رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں آواز بلند کرنا ہے جس کو قرآن نے لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ کہہ کر منع فرما دیا۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو گوارا نہ ہوا کہ کوئی مسجد نبوی میں آواز بلند کرے اور اس طرح بے ادبی کرے۔ آپ نے خود بھی ایسا نہیں کیا کہ ان بلند آواز سے گفتگو کرنے والوں کو آپ رضی اللہ عنہ بلند آواز سے ڈانٹ دیں کہ اس طرح آپ رضی اللہ عنہ کی آواز بلند ہو جاتی بلکہ آپ رضی اللہ عنہ نے کنکری مار کر ایک صحابی کو ان کے بلانے کا کہا تو یہ مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کا ادب کرنا نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کی روشن مثال ہے۔

اسی چیز کو امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں اسی حدیث کی شرح میں بیان فرمایا ہے کہ:

قَدْ كَرِهَ بَعْضُ عُلَمَآءِ الْمَالِكِيَّةِ فِي مَسْجِدِ الْمَدِيْنَةِ خَاصَّةً لِمَنْ بَعْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّزِيْدَ فِيْ رَفْعِ صَوْتِهٖ فِي الْخُطَبِ وَالْمَوَاعِظِ عَلٰى حَاجَةِ اِسْمَاعِ الْحَاضِرِيْنَ تَاَدُّبًا مَّعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَاضِرٌ يَسْمَعُ ذٰلِكَ فَيَلْزَمُ التَّاَدُّبُ مَعَهٗ كَمَا لَوْ كَانَ حَيًّا

"بعض مالکی علماء نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد سامعین کو سنانے کی غرض سے بھی خطبوں اور تقریروں میں آواز بلند کرنا ناپسندیدہ عمل ہے تعظیم مصطفیٰ ﷺ کی وجہ سے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ وہاں موجود ہیں اور اس گفتگو کو سنتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح زندگی مبارکہ میں لازم تھا۔"

تھانوی کی وضاحت:

اشرف تھانوی نے اپنی کتاب "آداب المساجد" میں اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ

Marfat.com

"یہ جو عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں آواز بلند کرتے ہو اس سے تمہیں یہ شبہ نہ پڑے کہ صرف مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آواز بلند کرنا منع ہے بلکہ ساری مسجدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہیں۔ (دلیل دیتا ہے) چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

فَلَا يَقْرَبَنَّ مَسَاجِدَنَا

"پس ہرگز قریب نہ آئیں ہماری مسجدوں کے"

تو اس ارشاد میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساری مسجدوں کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے ہاں! مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا اور زیادہ ادب ہوگا۔ علاوہ ازیں یہ تو ہے ہی کہ:

اَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ

"بے شک ساری مسجدیں اللہ کی ہیں۔"

اور جب اللہ کی ہوئی تو یہ ادب کو بدرجہ اولیٰ مقتضی ہوگا۔"

(آداب المساجد از اشرف تھانوی صفحہ ۱۹ مطبوعہ جنوری ۱۹۹۹ء جامع دار العلوم اسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

اب اس عبارت میں تھانوی صاحب نے ہمارے عقیدے کی عکاسی کی ہے اس طرح کہ ایک طرف تو کہتا ہے کہ مسجدیں ساری رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں اور دوسری طرف کہا کہ مسجدیں ساری اللہ کی ہیں تو معلوم ہوا کہ اللہ کی مسجدیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی ہیں اسی لئے تو میرے امام سیدی الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب و محب میں نہیں میرا تیرا

لہٰذا تھانوی صاحب نے دو چیزیں ثابت کی ہیں۔

۱۔ اللہ کی مسجدوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجدیں ثابت کیا ہے اور یہ عقیدہ مذکورہ شعر کے دوسرے مصرعے کا ترجمان ہے۔

۲۔ جس چیز کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو جائے اس کا احترام لازمی ہے۔

آثارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم:

Marfat.com

جس طرح فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد کی تعظیم کی اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی بھی تعظیم کی اور برکت کے لئے ان کو استعمال بھی کیا جیسا کہ روایت میں ہے۔

عَنْ اَیُّوْبَ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اِنَّ خِدَاشًا رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاْکُلُ فِیْ صَحْفَۃٍ فَاسْتَوْھَبَھَا مِنْہُ قَالَ فَکَانَتْ عِنْدَنَا اِذَا قَدِمَ عَلَیْنَا عُمَرُ رضی اللہ عنہ قَالَ اَئْتُوْنِیْ بِصَحْفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَنُخْرِجُھَا لَہٗ فَیَمْلَؤُھَا مِنْ مَّاءِ زَمْزَمَ فَیَشْرَبُ مِنْھَا وَیَنْضَحُ عَلٰی وَجْھِہٖ

"حضرت ایوب بن ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت خداش مکی رضی اللہ عنہ نے ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پیالے میں کھاتے دیکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پیالہ بطورِ تبرک مانگ لیا۔ حضرت خداش رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں وہ پیالہ ہمارے پاس تھا جب ہمارے پاس سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لاتے تو فرماتے کہ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیالہ لا کر دو پس ہم پیالہ نکال کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو دے دیتے تو آپ رضی اللہ عنہ اس پیالے کو آبِ زم زم سے بھر دیتے اور پھر اس میں سے پیتے اور اپنے چہرے پر چھینٹے مارتے۔" (الاصابہ ترجمہ ۲۲۲۱ خداش بن ابی خداش المکی)

لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب چیزوں کی تعظیم کرنا ان سے برکت لینا اور ان کو حصولِ شفاء کا ذریعہ سمجھنا یہ کوئی دقیانوسی یا بعد از فہم و شریعت باتیں نہیں بلکہ طریقہ فاروقی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا استعمال کردہ پیالہ منگوانا، پھر آبِ زم زم سے بھرنا، پھر پینا اور پھر برکت کے لئے پانی کو چہرے پر لگانا یہ سارے کام جو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اہتمام سے کر رہے ہیں یقیناً آثارِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی بین دلیل ہے۔

محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے مالِ غنیمت میں سے اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو تین ہزار درہم عطا کئے اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو ساڑھے تین ہزار درہم عطا فرمائے۔ حضرت عبداللہ بن عمر

Marfat.com

رضی اللہ عنہما بول پڑے کہ ابا جان!

لِمَ فَضَّلْتَهٗ فَوَ اللّٰهِ مَا سَبَقَنِيْ اِلٰى مَشْهَدٍ

آپ رضی اللہ عنہ نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو زیادہ کیوں دیئے ہیں؟ اللہ کی قسم! یہ جنگ میں بھی مجھ سے آگے نہیں ہوئے یعنی جنگیں زیادہ میں نے لڑی ہیں تو اس پر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

لِاَنَّ زَيْدًا كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِيْكَ وَاُسَامَةُ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنْكَ فَاٰثَرْتُ حُبَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلٰى حُبِّيْ

"بیٹا! اس لئے میں نے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو زیادہ دیئے ہیں کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے والد حضرت زید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کو تیرے باپ سے زیادہ پیارے تھے اور حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ خود رسول اللہ ﷺ کو تجھ سے زیادہ پیارے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کی محبت کو اپنی محبت پر ترجیح دیتے ہوئے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کو تجھ سے زیادہ حصہ عطا فرمایا ہے۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۲، جامع الترمذی کتاب المناقب باب مناقب زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ رقم الحدیث ۳۸۳۹)

نامِ مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم:

حضرت عبد المالک بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

اَتٰى عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ بِحُلَلٍ فَقَالَ عَلَيَّ بِالْمُحَمَّدِيِّيْنَ فَاُتِيَ بِمُحَمَّدِ بْنِ اَبِيْ بَكْرٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرٍ وَ مُحَمَّدِ بْنِ طَلْحَةَ وَ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ حَزْمٍ و مُحَمَّدِ بْنِ حَاطِبٍ و ابْنِ عُمَرَ مُحَمَّدِ بْنِ خَطَّابٍ وَكُلُّهُمْ سَمَّاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا

"ایک مرتبہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں کپڑوں کے جوڑے آئے تو ان کو تقسیم کرنے کے بارے میں فرمایا جس کا نام محمد ہے اس کو بلاؤ لہٰذا محمد بن ابی بکر صدیق،

Marfat.com

محمد بن جعفر، محمد بن طلحہ، محمد بن عمرو بن حاطب اور محمد بن خطاب رضی اللہ عنہم کو لایا گیا اور یہ وہ حضرات ہیں جن کا نام رسول اللہ ﷺ نے محمد رکھا تھا۔" (الاصابۃ ترجمہ محمد بن حاطب)

اسی طرح نامِ محبوب ﷺ کی تعظیم والی دوسری روایت بھی موجود ہے چنانچہ ایک مرتبہ "محمد" نام کے شخص کو کسی نے برا بھلا کہا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے وہ نام تبدیل کروا دیا اور قبیلہ بنو طلحہ سے فرمایا کہ جس کا نام "محمد" ہے اس کا نام تبدیل کر دو۔ اس پر حضرت محمد بن طلحہ رضی اللہ عنہما نے کہا کہ اے امیر المومنین! میرا نام رسول اللہ ﷺ نے محمد رکھا تھا تو فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم رہنے دو اور تبدیل نہ کرو۔

(مسند امام احمد حدیث محمد بن طلحہ بن عبداللہ رضی اللہ عنہما رقم الحدیث ۱۷۹۱۶، سیرتِ حلبیہ جلد ا صفحہ ۲۷۰)

پرنالہ دوبارہ وہیں لگوایا:

ازالۃ الخفاء اور فضائلِ صحابہ میں ایک روایت ہے کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

كَانَ لِلْعَبَّاسِ مِيْزَابٌ عَلٰى طَرِيْقِ عُمَرَ

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے گھر مبارک کا ایک پرنالہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے راستے میں پڑتا تھا۔

فَلَبِسَ ثِيَابَهٗ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

ایک مرتبہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ جمعہ کے دن اپنے کپڑے پہن کر نکلے تو

وَقَدْ كَانَ ذُبِحَ لِلْعَبَّاسِ فَرْخَانِ فَلَمَّا وَافَا الْمِيْزَابَ صُبَّ مَاءٌ بِدَمِ الْفَرْخَيْنِ فَاَصَابَ عُمَرَ

اس وقت حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دو مرغیاں ذبح کی گئیں اور اسی پرنالے پر ان کا خون تھا اوپر سے پانی بہایا گیا تو پانی خون والا پرنالے سے بہہ کر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اوپر گرا تو

اَمَرَ عُمَرُ بِقَلْعِهٖ

آپ رضی اللہ عنہ نے اس پرنالے کو اکھاڑنے کا حکم دیا۔

Marfat.com

ثُمَّ رَجَعَ عُمَرُ فَطَرَحَ ثِيَابَهُ وَلَبِسَ ثِيَابًا غَيْرَ ثِيَابِهِ

پھر عمر فاروق رضی اللہ عنہ واپس آگئے اور پہلے والے کپڑے اتار کر نئے کپڑے پہن لئے۔

ثُمَّ جَآءَ فَصَلّٰى بِالنَّاسِ

پھر آپ رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں کو نمازِ جمعہ پڑھائی۔

فَاَتَاهُ الْعَبَّاسُ ثُمَّ قَالَ وَاللّٰهِ اِنَّهُ لَلْمَوْضِعُ الَّذِىْ وَضَعَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اتنے میں حضرت عباس رضی اللہ عنہ بھی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے اور کہنے لگے یہ جو آپ نے پرنالہ اکھڑوا دیا ہے اللہ کی قسم! اس پرنالے کو اس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست کرم سے لگایا تھا۔

فَقَالَ عُمَرُ اَنَا اَعْزِمُ عَلَيْكَ اَعِدْ مِيْزَابَكَ حَيْثُ كَانَ وَاللّٰهِ لَا يَكُوْنَ لَكَ سُلَّمٌ غَيْرِىْ فَقَامَ عَلٰى عُنُقِهِ حَتّٰى فَرِغَ مِنْ مِيْزَابِهِ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں تمہیں قسم دیتا ہوں کہ وہ پرنالہ جہاں تھا وہیں لگا دو اللہ کی قسم! میں اس کے لئے سیڑھی بنوں گا اور یوں حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی گردن پر کھڑے ہو کر وہ پرنالہ اپنی جگہ پر لگا دیا۔ (ازالۃ الخفاء جلد ۴ صفحہ ۴۸، فضائل صحابہ رقم الحدیث ۱۸۱۵)

نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

حضرت زبیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک بندے نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے حجر اسود کے استلام کے متعلق سوال کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

رَئَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَسْتَلِمُهُ وَيُقَبِّلُهُ

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجر اسود کا استلام کرتے اور بوسہ لیتے دیکھا ہے۔"

(مشکوٰۃ المصابیح کتاب المناسک باب دخول مکہ والفصل اوّل)

اب دیکھنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو حجر اسود کا بوسہ لیا تو سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس نسبت کا کس

Marfat.com

قدر احترام کرتے ہیں؟

چنانچہ سیدنا امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں روایت نقل کی ہے کہ

عَنْ عَابِسٍ عَنْ عُمَرَ رضی اللہ عنہ اَنَّهٗ جَاءَ اِلَى الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ فَقَبَّلَهٗ فَقَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْلَا اَنِّیْ رَءَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُكَ مَا قَبَّلْتُكَ

"حضرت عابس رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حجر اسود کے پاس تشریف لائے اور اسے چوم لیا اور فرمایا کہ بے شک میں جانتا ہوں تو پتھر ہے نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے اور اگر میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا تو میں بھی کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔"

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۲۱۷ رقم الحدیث ۱۵۹۷، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۱۰، مسند شامیین جلد ۲ صفحہ ۳۹۶)

اس روایت میں سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو مخاطب کر کے دو باتیں فرمائیں۔

۱۔ اے حجر اسود! میں تجھ کو اس لئے چوم رہا ہوں کہ تجھے میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے چوما ہے۔

۲۔ اے حجر اسود! تو پتھر ہے نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے۔

پہلی بات:

اب جہاں تک پہلی بات کا تعلق ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کا بوسہ اس لئے لیا کہ اس کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹ لگے ہیں تو یہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی تعظیم پر برہانِ صادق ہے۔

محدث کبیر امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں کہ

اَنَّ ذٰلِكَ مِنْ شَعَائِرِ الْحَجِّ الَّتِیْ اَمَرَ اللّٰهُ بِتَعْظِیْمِهَا

"بے شک حجر اسود حج کے شعائر میں سے ہے جس کی تعظیم کا اللہ نے حکم دیا ہے۔"

مزید علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں لکھا ہے کہ

اِنَّ تَقْبِیْلَ الْحَجَرِ اِكْرَامٌ وَاِعْظَامٌ لِحَقِّهٖ

Marfat.com

"بے شک حجر اسود کا بوسہ لینا اس کے حق کی تعظیم ہے۔" (عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۳۴۴)

میرے بھائیو! دیکھو تاجدارِ عدالت امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جذبہ اتباع اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عقیدہ کہ حجر اسود جنتی پتھر ہے، کعبہ سے جڑا ہوا ہے لیکن فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اس کو اس لئے نہیں چوم رہے ہیں کہ اس کی نسبت جنت سے ہے اور نہ ہی اس لئے چوم رہے ہیں کہ اس کی نسبت کعبہ شریف کی طرف ہے بلکہ چومنے کی وجہ یہ بیان کی کہ میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے لب ہائے مبارکہ تجھ سے مس ہو گئے ہیں اس لئے میں چوم رہا ہوں۔

انہی لب ہائے مبارکہ کا تذکرہ کرتے ہوئے واصف شاہ ہدی، حسان الہند بوصیری وقت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ گل ہیں لب ہائے نازک ان کے
ہزاروں جھڑتے ہیں پھول جن سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل
یہ دیکھ گلشن گلاب میں ہے

لب زُلالِ چشمہ کُن میں گندھے وقت خمیر
مردے زندہ کرنا اے جاں! تم کو کیا دشوار ہے

حجر اسود کی نسبت رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہونٹوں کے ساتھ ہوئی تو اس نسبت کی وجہ سے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ حجر اسود کو چومنا شروع کر دیتے ہیں اور قیامت تک آنے والے ہر عاشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو درسِ تعظیم دے رہے ہیں کہ جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہو جائے اور جس فعل کو بھی نسبت ہو اس کے کرنے یا نہ کرنے کی وجہ اگرچہ تمہیں معلوم نہ ہو پھر بھی عقل کے گھوڑے نہ دوڑاؤ بلکہ ہمارے نقش قدم پر چلتے ہوئے اتباعِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم و تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو ہی اپنا مقصد حیات بنا لو اور دنیا میں بھی تمہیں عزت ملے گی اور آخرت میں بھی سرخروئی ملے گی۔

چونکہ اس روایت میں حجر اسود کی تقبیل کا ذکر آیا ہے تو علامہ بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث

Marfat.com

کے تحت لکھتے ہیں کہ:

اَمَّا تَقْبِیْلُ الْاَمَاکِنِ الشَّرِیْفَةِ عَلٰی قَصْدِ التَّبَرُّكِ وَکَذٰلِكَ تَقْبِیْلُ اَیْدِی الصَّالِحِیْنَ وَاَرْجُلِهِمْ فَهُوَ حَسَنٌ مَّحْمُوْدٌ بِاِعْتِبَارِ الْقَصْدِ وَالنِّیَّةِ

”برکت حاصل کرنے کی نیت سے مقدس مقامات کا بوسہ لینا اور نیک لوگوں کے ہاتھ اور پاؤں کا بوسہ لینا اچھا اور محبوب عمل ہے۔“

اس کے بعد علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ نے تقبیل کے لحاظ سے کافی دلنشیں گفتگو کی ہے جو کہ اپنے مقام پر آئے گی۔ آخر پر بعض مشائخ کا عمل ذکر کرتے ہوئے فرمایا۔

اَنَّ بَعْضَهُمْ اِذَا رَاٰی الْمَصَاحِفَ قَبَّلَهَا وَاِذَا رَاٰی اَجْزَاءَ الْحَدِیْثِ قَبَّلَهَا وَاِذَا رَاٰی قُبُوْرَ الصَّالِحِیْنَ قَبَّلَهَا

”بعض مشائخ جب قرآن کو دیکھتے تو اس کو چوم لیتے اور جب حدیث شریف کی کتاب کو دیکھتے تو چوم لیتے اور اسی طرح جب بزرگوں کی قبروں کو دیکھتے تو انہیں چوم لیتے۔“

دوسری بات:

جہاں تک مذکورہ حدیث کی دوسری بات کا تعلق ہے جو سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اِنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ

”اے حجر اسود! تو پتھر ہے نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے۔“

تو اس سے حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی کیا مراد تھی؟ کیا واقعی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حجر اسود نفع ونقصان کا مالک نہیں؟ اس چیز کے بارے میں شارحین حدیث نے بڑی وضاحت سے کلام کیا ہے۔

چنانچہ اس حدیث پاک کی شرح میں علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ ”عمدة القاری“ میں ابن جریر الطبری کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کا مقصد یہ ہے کہ اس وقت لوگ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، ان کو سجدہ کرتے تھے اور ان کو بڑا جانتے تھے تو جب عمر فاروق رضی اللہ عنہ استلام کے لئے حجر اسود کے پاس آئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے حجر اسود کو دیکھ کر خوف محسوس کیا کہ جب اس کو بوسہ دیں گے تو جاہل لوگ کہیں گے کہ تم بھی اسی طرح کر رہے ہو جس طرح اہل عرب بتوں کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔

Marfat.com

وہ بھی پتھروں کی تعظیم کرتے ہیں تم بھی پتھروں کی تعظیم کرتے ہو۔ ایک طرف تو لوگوں کو لات و منات، عزیٰ کے سامنے سجدہ کرنے سے منع کر دیا ہے اور کہا کہ یہ بت جو پتھر کے بنے ہوئے ہیں کسی کو فائدہ و نقصان نہیں دے سکتے اور خود ایک پتھر کے سامنے آ کر کھڑے ہو گئے ہو۔ اس کی تعظیم کر رہے ہو۔ اس کو چوم رہے ہو۔ تو اس پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ کہہ کر یہ بتلایا کہ استلام سے مقصود اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے اور یہ شعائرِ حج میں سے ہے لہٰذا حجر اسود کی تعظیم کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بات قابلِ غور ہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ کہہ کر یہ واضح کر دیا کہ حجر اسود کا بوسہ لینا یہ جاہلیت کا فعل نہیں ہے اور نہ ہی بت پرستی کے مشابہ ہے وہ اس لئے کہ کفار بتوں کی عبادت اس لئے کرتے تھے کہ ان بتوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہو گا تو لہٰذا لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ کا مقصود یہ ہے کہ حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک نہیں عبادت تو اس کی کی جاتی ہے جو ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک ہو۔ وہ اللہ ہے جو ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک ہے لہٰذا عبادت اسی کی ہو گی۔

اب کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ کے ساتھ ذاتی کی قید کہاں سے آئی؟ تو علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اے حجر اسود! تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان دے سکتا ہے مگر اللہ کے حکم سے تو اب اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰہِ کہنے سے معلوم ہو گیا کہ ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک اللہ کے سوا کوئی نہیں۔ ہاں! اللہ کی عطا سے اس کے نیک بندے انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام لوگوں کے نفع و نقصان کے مالک ہیں۔

اسی بات کو امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کے حوالہ سے تفصیلاً لکھا ہے چنانچہ نقل فرماتے ہیں کہ:

قَالَ الطَّبَرِيُّ اِنَّمَا قَالَ ذٰلِكَ عُمَرُ لِاَنَّ النَّاسَ كَانُوْا حَدِيْثِيْ عَهْدٍ بِعِبَادَةِ الْاَصْنَامِ فَخَشِيَ عُمَرُ رضی اللہ عنہ اَنْ يَّظُنَّ الْجُهَّالُ اَنَّ اِسْتِلَامَ الْحَجَرِ مِنْ بَابِ تَعْظِيْمِ الْاَحْجَارِ كَمَا كَانَتِ الْعَرَبُ تَفْعَلُ فِي الْجَاهِلِيَّةِ فَاَرَادَ عُمَرُ اَنْ يُّعَلِّمَ النَّاسَ اَنَّ اسْتِلَامَهٗ اِتِّبَاعٌ لِّفِعْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ لِاَنَّ الْحَجَرَ يَنْفَعُ وَيَضُرُّ بِذَاتِهٖ كَمَا كَانَتِ الْجَاهِلِيَّةُ تَعْتَقِدُهٗ فِي الْاَوْثَانِ

"امام طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جو حجر اسد کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تو نہ نفع دیتا ہے اور نہ نقصان اور تجھے صرف رسول اللہ ﷺ کے چومنے کی وجہ سے چوم رہا ہوں یہ جملہ اس لئے فرمایا کہ اس وقت لوگ بتوں کی پوجا کرتے تھے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خوف ہوا کہ اگر میں نے بھی حجر اسود کا بوسہ لیا تو جاہل سمجھیں گے کہ یہ حجر اسود کو چومنا بھی اسی طرح پتھروں کی عبادت ہے جس طرح اہل عرب زمانہ جاہلیت میں کرتے تھے تو حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ ارادہ فرمایا کہ وہ لوگوں کو بتائیں کہ حجر اسود کو چومنا رسول اللہ ﷺ کی اتباع کی وجہ سے ہے اس لئے نہیں کہ حجر اسود ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک ہے جس طرح کفار بتوں کے بارے میں عقیدہ رکھتے ہیں۔" (فتح الباری جلد ۳ صفحہ ۵۲۵ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

اب فتح الباری کی اس عبارت سے بھی یہی واضح ہوا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے مبارک فرمان میں ذاتی نفع و نقصان کی نفی ہے۔ اللہ کی عطا سے حجر اسود لوگوں کے نفع و نقصان کا مالک ہے۔ اس بات پر دلیل عمدۃ القاری میں بیان کی گئی ہے۔

حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ساتھ حج کیا تو جب آپ رضی اللہ عنہ طواف کرنے لگے تو حجر اسود کی طرف منہ کر کے کہا۔

اِنِّيْ اَعْلَمُ اَنَّكَ حَجَرٌ لَا تَضُرُّ وَلَا تَنْفَعُ وَلَوْ لَا اَنِّيْ رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَبَّلَكَ مَا قَبَّلْتُكَ

"بے شک میں جانتا ہوں اے حجر اسود! تو نہ فائدہ دیتا ہے اور نہ نقصان دیتا ہے اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو تیرا بوسہ لیتے نہ دیکھا ہوتا میں کبھی تیرا بوسہ نہ لیتا۔"

اس پر حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ بول پڑے کہ امیر المومنین! یہ حجر اسود نفع بھی دیتا ہے اور نقصان بھی دیتا ہے۔

Marfat.com

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ اے علی (رضی اللہ عنہ)! وہ کیسے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کتاب اللہ سے ثابت ہے وہ اس طرح کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى (سورہ الاعراف: ۱۷۲)

ترجمہ کنزالایمان: "اور اے محبوب! یاد کرو جب تمہارے رب نے اولادِ آدم کی پشت سے ان کی نسل نکالی اور انہیں خود ان پر گواہ کیا کیا میں تمہارا رب نہیں سب بولے کیوں نہیں۔"

اے امیر المومنین! وہ اس طرح کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت پر دست قدرت رکھا تو آدم علیہ السلام کو یقین ہوگیا کہ وہ رب تعالیٰ ہے اور یہ سب اس کے بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے بندوں سے عہد لیا اور اس کو ایک کاغذ پر لکھ دیا تو اس حجر اسود کی دو آنکھیں اور ایک زبان ہے اس وقت اللہ نے حجر اسود سے فرمایا کہ اپنا منہ کھول۔ اس نے منہ کھولا تو اللہ تعالیٰ نے وہ کاغذ اس کے منہ میں ڈالا اور اس کے منہ کو بند کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

اِشْهَدْ لِمَنْ وَافَاكَ بِالْمُوَافَاةِ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ

"جو تجھ سے وفا کرے قیامت کے دن اس کے حق میں گواہی دینا۔"

پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو مزید بتاتے ہوئے فرمایا کہ:

اِنِّیْ اَشْهَدُ لَسَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ يُؤْتٰى يَوْمَ الْقِيٰمَةِ بِالْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَلَهٗ لِسَانٌ ذَلْقٌ يَشْهَدُ لِمَنْ يَّسْتَلِمُهٗ بِالتَّوْحِيْدِ

"میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ قیامت کے دن حجر اسود کو لایا جائے گا اس حال میں کہ اس کی زبان ہوگی جس نے بھی اس کا استلام کیا ہوگا اس کے حق میں گواہی دے گا۔"

فَهُوَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ يَضُرُّ وَيَنْفَعُ

"اے امیر المومنین! یہ پتھر فائدہ بھی دیتا ہے اور نقصان بھی دیتا ہے۔"

Marfat.com

اس پر حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ قَوْمٍ لَّسْتَ فِیْھِمْ یَا اَبَا الْحَسَنِ

"اے ابوالحسن (حضرت علی رضی اللہ عنہ کی کنیت)! جس قوم میں تم نہ ہو میں اس قوم سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔"

(عمدۃ القاری جلد ۹ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷، الروض الفائق مترجم بیان نمبر ۹ صفحہ ۱۲۳، مکتبہ المدینہ)

میرے بھائیو! دیکھا آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان فَھُوَ یَضُرُّ وَ یَنْفَعُ یہ واضح کر رہا ہے کہ حجرِ اسود نفع و نقصان کا مالک ہے۔ اب حجرِ اسود خدا تو نہیں ہے مخلوق ہے اور غیر اللہ ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا عقیدہ تھا کہ ذاتی طور پر نفع و نقصان کا مالک اللہ ہی ہے اور اس کی عطا سے اس کی بارگاہ کے مقبول بندے بھی نفع و نقصان کے مالک ہیں۔

اب اگر دوسرے زاویے سے دیکھیں تو جب ایک پتھر جو بے جان ہے لیکن قربِ خداوندی حاصل ہے تو اس کا نفع و نقصان کا مالک ہونا حدیث سے ثابت ہو گیا تو پھر انبیاء علیہم السلام اور اولیاء، صلحاء وغیرہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی اذنِ خداوندی سے نفع و نقصان کے مالک ہو سکتے ہیں اور بالخصوص تاجدارِ انبیاء احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ جو کہ اللہ رب العزت کی بارگاہ میں سب سے زیادہ عزت و وجاہت والے ہیں وہ بھی نفع و نقصان کے مالک ہو سکتے ہیں۔

حجرِ اسود کے بوسے کی برکت:

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں اللہ کی قسم! حجرِ اسود کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس طرح اٹھائے گا کہ اس کی آنکھیں ہوں گی جن سے دیکھے گا اور زبان ہو گی جس سے کلام کرے گا اور جس نے حق کے ساتھ اسے بوسہ دیا اس کے لئے گواہی دے گا۔

۲۔ اسی طرح ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ہی ایک اور روایت ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ نَزَلَ الْحَجَرُ الْاَسْوَدُ مِنَ الْجَنَّۃِ وَھُوَ اَشَدُّ بَیَاضًا مِّنَ اللَّبَنِ فَسَوَّدَتْہُ خَطَایَا بَنِیْ اٰدَمَ

Marfat.com

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا حجر اسود جب جنت سے نازل ہوا دودھ سے زیادہ سفید تھا بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔"

(جامع الترمذی ابواب الحج باب ما جاء فی الحجر الاسود رقم الحدیث ۸۷۷)

اس کا مطلب یہ ہے کہ جب گنہگار بندہ حجر اسود کو چومنے کے لئے اپنے ہونٹ اس پر لگاتا ہے تو حجر اسود بندے کے ہونٹوں کے راستے اس کے گناہوں کو کھینچ لیتا ہے لہٰذا لوگوں کے گناہ چوس چوس کر سیاہ ہو چکا ہے۔

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جس نے کامل وضو کیا اور پھر حجر اسود کے پاس بوسہ دینے کے لئے آیا وہ رحمت میں داخل ہوا پھر جب بوسہ دیا اور یہ پڑھا:

بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اسے رحمت نے ڈھانپ لیا۔

(الترغیب والترہیب کتاب الحج الترغیب فی الطواف رقم الحدیث ۱۱ جلد ۲ صفحہ ۱۲۴)

۴۔ حضرت عبید بن عمیر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ حجر اسود اور رکن یمانی کو بوسہ دیتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ ان کو بوسہ دینا خطاؤں کو گرا دیتا ہے۔ (مسند امام احمد رقم الحدیث ۴۴۶۲)

ان ساری روایات سے معلوم ہوا کہ جو بندہ زندگی میں ایک مرتبہ حجر اسود کا بوسہ لے تو بروزِ قیامت حجر اسود اس اپنے چومنے والے کو تلاش کر کے جنت میں بھجوائے گا تو اس طرح مشکل کشائی کرے گا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا سر چوم لیا:

پچھلی بحث میں آپ نے تفصیلاً پڑھ لیا ہے کہ بوسہ لینا تعظیم کی دلیل ہے اور جس کا بوسہ لیا جا رہا ہے وہ یقیناً بوسہ لینے والے کے نزدیک معظم اور معزز ہوتا ہے اسی لئے تو بطورِ تعظیم اس کی تقبیل کر رہا ہے۔ اسی ضمن میں ایک روایت ہے جس سے فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم ظاہر ہوتا ہے۔

Marfat.com

چنانچہ ابو رجا العطاردی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں مدینہ شریف میں آیا اور دیکھا کہ لوگوں کا اجتماع ہے اور ان کے درمیان ایک آدمی ہے جو دوسرے آدمی کا سر چوم رہا ہے اور کہہ رہا ہے میں آپ پر قربان جاؤں اگر آپ نہ ہوتے تو ہم ہلاک ہو جاتے۔ میں نے پوچھا کہ سر چومنے والا کون ہے اور جس کا چوما جا رہا ہے یہ کون ہے؟ مجھے بتایا گیا کہ سر چومنے والے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں اور جس کا سر چوما جا رہا ہے وہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں اور چومنے کی وجہ یہ ہے کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ نہ دینے والے مرتدوں کے خلاف جہاد کیا ہے۔

(کنز العمال جلد ۱۲ صفحہ ۴۹۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم کا بوسہ لیا:

جب لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم پر اعتراض کیا تو فرمایا۔

لَا تَسْأَلُوْنِیْ عَنْ شَیْءٍ اِلَّا اَنْبَأْتُکُمْ بِهٖ

"تم جس چیز کے بارے میں مجھ سے پوچھو گے میں اس کے بارے میں بتا دوں گا"

حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور پوچھا۔

یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَبِیْ

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرا باپ کون ہے؟"

فرمایا تیرا باپ حذافہ ہی ہے۔

فَقَامَ اِلَیْهِ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ فَقَبَّلَ رِجْلَهٗ

"حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اٹھ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم مبارک کو چوم لیا"

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۱۰۵، تفسیر ابن جریر رقم الحدیث ۸۰۵ ۱۲ تحت سورہ آل عمران، آیت: ۱۷۹)

دشمن احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ شدت کیجئے:

یہ تو آپ نے پڑھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مختلف پہلوؤں کا کس طرح لحاظ رکھا۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر کسی نے کسی اعتبار سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی گستاخی و بے ادبی کی تو

Marfat.com

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ کا عملی مظاہرہ کر کے دکھایا چنانچہ ایک مرتبہ بشر نامی منافق اور ایک یہودی کے درمیان کسی معاملے میں جھگڑا ہوگیا۔ یہودی نے کہا چلو محمد ﷺ کے پاس جا کر فیصلہ کرواتے ہیں۔ منافق بولا نہیں بلکہ کعب بن اشرف (یہودیوں کا سردار) کے پاس جاتے ہیں۔ یہودی فیصلہ صرف رسول اللہ ﷺ کے پاس لانے ہی کے لئے اصرار کرتا رہا۔ آخر کار جب منافق نے دیکھا کہ یہودی کسی قیمت پر کعب بن اشرف کے پاس جانے کے لئے تیار نہیں تو پھر مجبوراً منافق یہودی کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فریقین کی گفتگو سننے کے بعد فیصلہ یہودی کے حق میں کر دیا۔ فیصلہ سننے کے بعد جب دونوں نبی کریم ﷺ کے پاس سے باہر نکلے تو منافق اس بات پر اڑ گیا کہ چلو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس چلتے ہیں۔ دونوں چلتے چلتے سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آگئے۔ یہودی بولا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! اس بشر کا اور میرا جھگڑا ہوا ہے اور فیصلہ کرانے کے لیے ہم محمد ﷺ کے پاس گئے تو انہوں نے میرے حق میں فیصلہ دے دیا لیکن یہ تمہارے نبی ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں ہوا اور اب تم سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لے گئے اور تلوار اٹھا لائے اور تلوار سے اس منافق کا سر قلم کر دیا اور فرمایا۔

هٰكَذَا اَقْضِيْ بَيْنَ مَنْ لَّمْ يَرْضَ بِقَضَاءِ اللهِ وَقَضَاءِ رَسُوْلِهٖ

جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے سے راضی نہیں میں اس کا اسی طرح فیصلہ کرتا ہوں۔

اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًاۢ بَعِيْدًا ○

(سورۃ النساء آیت ۶۰)

ترجمہ کنزالایمان: "کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جن کا دعویٰ ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو تمہاری طرف اترا اور اس پر جو تم سے پہلے اترا پھر چاہتے ہیں کہ شیطان کو اپنا پنچ

Marfat.com

(حاکم) بنالیں اور ان کو تو حکم یہ تھا کہ اسے اصلاً نہ مانیں اور ابلیس یہ چاہتا ہے کہ انہیں دور بہکا دے۔"

بے شک عمر رضی اللہ عنہ نے حق اور باطل کے درمیان تفریق کر دی ہے۔

فَسُمِّیَ الْفَارُوْق

پس اس دن سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو "فاروق" کا لقب ملا۔ (تفسیر خازن سورۃ النساء آیت ٦٠)

سورۃ النساء کی اسی آیت ٦٠ کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے فیصلہ کروانے کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے فیصلہ کروانے گئے تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فیصلہ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تھے اور یہ بھی لکھا ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْتَ الْفَارُوْقُ

یعنی یہ جو فاروق کا لقب ملا ہے یہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا اے عمر (رضی اللہ عنہ)! تو فاروق ہے۔ (تفسیر قرطبی تحت آیۃ مذکورہ)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ذرہ بھر بے ادبی بھی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو برداشت نہیں تو آج کل اگر عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے بادشاہ حکمران کے حصول کی دعا کی جاتی ہے لیکن یہ ذہن میں رہے کہ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے کبھی کسی بھی رسول کریم ﷺ کے گستاخ کو معاف نہیں کیا تو آج کل جتنی گستاخیاں ہو رہی ہیں اگر سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی حکومت ہوتی تو آن واحد میں انسان نما درندے جو گستاخ ہیں ان سے زمین کو پاک کر دیا جاتا۔

ترجمانِ نبی ہم زبانِ نبی
جانِ شانِ عدالت پہ لاکھوں سلام

٢۔ اسی طرح ایک دوسرا واقعہ بھی ہے کہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ایک امام ہر نماز میں پارہ ٣٠ کی سورۃ عبس ہی پڑھا کرتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خبر ہوئی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس امام کو بلوا کر قتل کرا دیا کیونکہ ہر نماز میں یہ سورت پڑھنے سے معلوم ہو گیا اور پہچان لیا کہ یہ منافق ہے اور اس کے دل میں حضور ﷺ سے بغض ہے اس لئے تو ہر نماز میں اسی سورت کو پڑھتا ہے جو بظاہر عتاب معلوم ہوتی

Marfat.com

ہے۔ (روح البیان جلد ۱۰ صفحہ ۳۳۱)

اس سے معلوم ہوا کہ وہ امام جو کہ قرآن تو پڑھتا تھا لیکن رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کی نیت سے پڑھتا تھا تو فقط تلاوت کا فائدہ نہ ہوا بلکہ گستاخی کی وجہ سے قتل کر دیا گیا لہٰذا صرف قرآن پڑھنا حقانیت کی دلیل نہیں ہاں! قرآن پڑھے اور دل میں رسول اللہ ﷺ کی محبت کی شمع روشن رکھے تو فائدہ ہوگا ورنہ صرف تلاوتِ قرآن ہی نہیں ساری عبادتیں رد ہو جائیں گی اور قہرِ الٰہی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

ذکرِ خدا کرے، ذکرِ مصطفیٰ ﷺ نہ کرے
ہمارے منہ میں ہو ایسی زباں خدا نہ کرے

ذکرِ حق جو ان سے جدا چاہو نجدیو
ذکرِ حق نہیں واللہ کنجی سقر کی ہے

(حدائقِ بخشش)

فرشتے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ادب کرتے ہیں:

اس طویل گفتگو سے آپ کو معلوم ہو گیا ہو گا کہ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کی کس قدر تعظیم کرتے تھے۔ اسی تعظیمِ محبوب ﷺ کی برکت سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ پر جو انعاماتِ الٰہیہ کی برسات ہوئی اس میں سے یہ بھی ہے کہ سارے آسمانی فرشتے آپ رضی اللہ عنہ کا ادب واحترام کرتے ہیں چنانچہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں۔

قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا فِي السَّمَآءِ مَلَكٌ اِلَّا وَهُوَ يُوَقِّرُ عُمَرَ وَلَا فِي الْاَرْضِ شَيْطَانٌ اِلَّا وَهُوَ يَفْرِقُ مِنْ عُمَرَ

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آسمانوں میں کوئی ایسا فرشتہ نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی عزت نہ کرتا ہو اور زمین پر کوئی ایسا شیطان نہیں جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ڈرتا

Marfat.com

اور گھبراتا نہ ہو۔"

(الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۳۷ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور)

سبحان اللہ! قربان جائیں فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی عظمت وشان پر کہ وہ زمین پر اپنے محبوب کی تعظیم وعزت کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے نورانی فرشتے آسمان پر آپ رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے ہیں۔ الغرض فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ چلتے زمین پر ہیں لیکن ان کی عزت کے ڈنکے آسمانوں میں بھی بجائے جارہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ساتھ یہ بھی واضح کر دیا کہ زمین پر جو جو بھی شیطان ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے ڈرتا اور گھبراتا ہے۔ آپ یوں سمجھیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے افعال و کردار سے گھبراتا ہے یا نام سے نفرت کرتا ہے۔ شیطان ہے گویا کہ گفتگو جانبین سے ہے یا یہ کہ جو بھی شیطان ہے وہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے نام و کام سے گھبراتا اور ڈرتا ہے یا جو بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ذکر اور نام اور کام سے گھبراتا ہے وہ شیطان ہی ہے۔

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ

"اے بصارت والو! عبرت حاصل کرو۔"

عقلمنداں را اشارہ کافی است

وہ عمر رضی اللہ عنہ جس کے اعداء پہ شیدا سقر
اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام

(حدائق بخشش)

اس کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی تعظیم کرتے تھے جیسا کہ روایتوں میں آتا ہے کہ حضرت تمیم بن سلمہ فرماتے ہیں کہ:

قَدِمَ عُمَرُ الشَّامَ اِسْتَقْبَلَهٗ اَبُوْ عُبَيْدَةَ بْنُ الْجَرَّاحِ فَصَافَحَهٗ وَقَبَّلَ يَدَهٗ ثُمَّ خَلَوْا يُبْكِيَانِ فَكَانَ تَمِيْمٌ يَّقُوْلُ تَقْبِيْلُ الْيَدِ سُنَّةٌ

"سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ جب ملک شام میں تشریف لائے تو حضرت ابوعبیدہ بن الجراح

Marfat.com

رضی اللہ عنہ نے ان کا استقبال کیا اور مصافحہ کیا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو چوم لیا اور پھر دونوں صحابی تنہائی میں رونے لگے۔ حضرت تمیم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہاتھوں کو بوسہ دینا سنت ہے۔"

(کنزالعمال جلد ۹ صفحہ ۲۲۰ مؤسسۃ الرسالت بیروت)

اس روایت میں بیان کردہ سیدنا ابوعبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کے ہاتھ چومنے والے انداز سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کی آمد پر ان کے ہاتھ پاؤں چومنا بدعت نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مبارک عمل ہے اور ساتھ ہی ساتھ ان دونوں عشرہ مبشرہ کے افراد کے عمل سے معلوم ہوا کہ تعظیم اکابر جائز ہے۔

Marfat.com

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

اب امیر المؤمنین، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ذوالنورین خلیفہ سوم حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بغیر طواف نہیں کیا:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عمرہ کرنے کے لئے جب مدینہ طیبہ سے مکہ مکرمہ کی طرف تشریف لائے اور حدیبیہ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قیام فرمایا اور حضرت خراش رضی اللہ عنہ بن امیہ کو بلایا اور اپنے اونٹ پر بٹھا کر مکہ کی طرف روانہ کیا تا کہ قریش کے سرداروں کو بتایا جائے کہ ہم عمرہ کے لئے آئے ہیں۔ جب حضرت خراش رضی اللہ عنہ وہاں پہنچے تو کفارِ مکہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اونٹ مبارک کو شہید کر دیا اور حضرت خراش رضی اللہ عنہ کو بھی شہید کرنے کا ارادہ کیا لیکن کچھ قبیلے والوں نے منع کر دیا تو جب حضرت خراش رضی اللہ عنہ واپس حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں پہنچے اور سارا واقعہ بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بلایا تا کہ ان کو مکہ بھیجا جائے۔ اس پر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں کہ میرے قبیلے بنی عدی کا کوئی فرد مکہ میں نہیں ہے اور قریش سے میری عداوت کے بارے میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتے ہیں تو مجھے خطرہ ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بھیج دیجئے کیونکہ قریش ان کی بہت عزت کرتے ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو بلایا اور یہ پیغام دے کر مکہ روانہ کیا کہ مکہ جا کر ابوسفیان اور دوسرے سرداروں کو بتایا جائے کہ ہم جنگ کرنے نہیں آئے ہم تو صرف بیت اللہ کی تعظیم وحرمت کی خاطر اس کی زیارت کرنے اور عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔

حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ سردارانِ قریش کے پاس پہنچے تو انہوں نے کہا اے عثمان (رضی اللہ عنہ)!

Marfat.com

اِنْ شِئْتَ اَنْ تَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَطُفْ بِهٖ

"اگر تم کعبہ معظمہ کا طواف کرنا چاہو تو کرو۔"

لیکن ہم رسول اللہ ﷺ کو آنے کی اجازت نہیں دیتے۔

اس پر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا وہ پیارا جواب جو آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہے اور ان کے عقیدہ عظیم مصطفیٰ ﷺ کی ترجمانی کرتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے کافروں کو جواب دیا۔

مَا كُنْتُ لِاَفْعَلَ حَتّٰى يَطُوْفَ بِهٖ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں اس وقت تک طواف نہیں کروں گا جب تک میرے محبوب رسول ﷺ طواف نہ فرمالیں۔

یہ الفاظ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے عقیدے پر دال ہیں اگر ویسے ہی دیکھا جائے تو کعبہ شریف کا طواف کرنے کی ان کو تو اجازت مل رہی تھی اور یہ سوچ کر طواف کر لیتے کہ یہ طواف تو اللہ کے گھر کا کرنا ہے جب مجھے یہ سعادت مل رہی ہے تو ضرور حاصل کرنی چاہئے لیکن حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایسا نہیں کیا اس لئے آپ قرآن پاک کی سورۃ الحجرات کی پہلی آیت پر عمل کر رہے تھے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ

(سورۃ الحجرات:۱)

ترجمہ کنز الایمان: "اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول سے آگے نہ بڑھو۔"

تو اس آیت کریمہ میں اللہ نے جس ادب کا درس دیا سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اس کی عملی تصویر بنے ہوئے تھے۔

سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واپس مقام حدیبیہ پر آئے تو فرمایا۔

دَعَتْنِيْ قُرَيْشٌ اِلٰى اَنْ اَطُوْفَ بِالْبَيْتِ فَاَبَيْتُ وَالَّذِيْ نَفْسِيْ بِيَدِهٖ لَوْ مَكَثْتُ بِهَا مُعْتَمِرًا سَنَةً وَّرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُقِيْمًا بِالْحُدَيْبِيَةِ مَا طُفْتُ حَتّٰى يَطُوْفَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"قریش نے مجھے طواف کرنے کا کہا میں نے انکار کر دیا اور مجھے اس ذات کی قسم

Marfat.com

جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر میں عمرہ کی غرض سے مکہ میں ایک سال بھی ٹھہرا رہتا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں تشریف فرما ہوتے تو جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ فرما لیتے میں ہرگز طواف نہ کرتا۔"

(سیرتِ حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

دست عثمان رضی اللہ عنہ دست مصطفیٰ ﷺ ہے:

ادھر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ ادب کے تقاضوں کو نبھا رہے تھے اور ادھر رسول اللہ ﷺ تک جب یہ خبر پہنچی کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ میں شہید کر دیا گیا ہے تو حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بیعت لی جسے بیعت رضوان کہتے ہیں۔ جب سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بیعت کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّ عُثْمَانَ فِیْ حَاجَۃِ اللّٰہِ وَحَاجَۃِ رَسُوْلِہٖ

"اے اللہ! عثمان (رضی اللہ عنہ) تیرے اور تیرے رسول کے کام گیا ہوا ہے۔"

اس کے بعد نبی دوعالم ﷺ نے اپنے ایک ہاتھ کے اوپر دوسرا ہاتھ رکھا اور فرمایا یہ عثمان (رضی اللہ عنہ) کا ہاتھ ہے تو اس طرح رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ مبارک کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا ہاتھ قرار دیا۔

اللہ تعالیٰ نے اسی بیعت رضوان کا ذکر قرآن پاک میں یوں کیا۔

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَكَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ ؕ یَدُ اللّٰہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ ۚ (پ ۲۶، سورۃ الفتح آیت ۱۰)

ترجمہ کنزالایمان: "وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔"

ابن کثیر نے اسی آیت کے تحت لکھا ہے کہ

فَھُوَ تَعَالٰی ھُوَ الْمُبَایِعُ بِوَاسِطَۃِ رَسُوْلِہٖ

"اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کے واسطے سے خود بیعت لے رہا تھا۔"

Marfat.com

سرانور کا بوسہ:

فتح مکہ کے وقت جن کفار کے قتل کا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا ان میں ابن ابی سرح بھی تھا۔ اس نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے ہاں پناہ لی کیونکہ وہ رضاعی بھائی تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس کافر کو لے کر آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! اس کی والدہ نے بچپن میں میری بڑی خدمت کی ہے، یہ میرا رضاعی بھائی بھی ہے اسے معاف فرمادیں۔ حضور انور ﷺ نے چہرۂ انور پھیر لیا۔ چہرہ مبارک پھیرنے کا مقصد یہ تھا کہ کوئی صحابی اس کو قتل کردے مگر آپ ﷺ کے ارادے کا کسی صحابی کو علم نہ ہوا پھر:

قَدْ اَکَبَّ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُقَبِّلُ رَأْسَہٗ وَھُوَ یَقُوْلُ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ بَایِعْہُ فِدَاکَ اُمِّیْ وَاَبِیْ

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے جسم مبارک کی طرف جھک گئے اور سرانور کو چوم لیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں اسے معاف کر کے بیعت کر لیجئے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے معاف فرمادیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔

مَا مَنَعَکُمْ اَنْ یَّقُوْمَ رَجُلٌ مِّنْکُمْ اِلٰی ھٰذَا الْکَلْبِ فَیَقْتُلُہٗ

تمہیں کس بات نے روکا کہ ایک کھڑا ہو کر اس کا سر قلم کر دیتا۔

حضرت عباد بن بشر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! ہم سمجھ نہ پائے آپ ﷺ اشارہ فرما دیتے ہم اس کی گردن اڑا دیتے۔ ارشاد فرمایا میں قتل کا اشارہ نہیں کیا کرتا۔ (الصارم المسلول صفحہ ۱۱۴)

۳۔ دایاں ہاتھ کبھی شرمگاہ کو نہیں لگایا:

اب آپ کنزالعمال کی روایت پڑھیں اور عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو دیکھیں۔ چنانچہ سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

اِنِّیْ لَرَابِعُ الْاِسْلَامِ قَدْ زَوَّجَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ ابْنَتَیْہِ وَقَدْ بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ بِیَدِیْ ھٰذِہِ الْیُمْنٰی۔ فَمَا مَسَسْتُ بِھَا ذَکَرِیْ وَلَا تَغَنَّیْتُ وَلَا تَمَنَّیْتُ وَلَا شَرِبْتُ فِی الْجَاھِلِیَّۃِ وَالْاِسْلَامِ وَقَدْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَآلِہٖ وَسَلَّمَ مَنْ یَّشْتَرِیْ ھٰذِہِ الرُّبْعَۃَ وَیَزِیْدُھَا فِی الْمَسْجِدِ وَلَہٗ بَیْتٌ فِی الْجَنَّۃِ فَاشْتَرَیْتُھَا وَزِدْتُّھَا فِی الْمَسْجِدِ

ترجمہ: ”میں اسلام میں چوتھا شخص ہوں اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی دو صاحبزادیاں میرے نکاح میں دیں اور جب سے میں نے اپنے دائیں ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے دستِ اقدس پر بیعت کی ہے اس کے بعد میں نے کبھی وہ دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگایا اور نہ میں نے عشق بازی کی اور نہ آرزو کی اور اسلام لانے سے پہلے بھی اور بعد میں بھی میں نے شراب نہیں پی اور رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو کوئی اس زمین کے ٹکڑے کو خرید کر مسجد میں شامل کر دے اس کے لئے جنت میں ایک گھر ہے تو میں نے اس زمین کے ٹکڑے کو خرید کر مسجد میں شامل کر دیا۔“ (انوار احمدی بحوالہ کنز العمال، صفحہ ۳۰۹، مطبوعہ نوریہ رضویہ)

یہی مفہوم کنز العمال کی دوسری روایت میں ہے۔ جس میں رسول اللہ ﷺ نے اصحابِ ثلاثہ کو جنت کی بشارت دی جب حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ حاضرِ خدمت ہوئے تو عرض کی یا رسول اللہ ﷺ:

وَلَا مَسَسْتُ ذَکَرِیْ بِیَمِیْنِیْ مُنْذُ بَایَعْتُكَ بِھَا

ترجمہ: ”یعنی جب سے میں نے آپ ﷺ کی بیعت کی ہے اس دن سے کبھی میں نے یہ دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگایا۔“

فرشتوں نے نمازِ جنازہ پڑھی:

جب حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو باغیوں نے شہید کر دیا تو باغیوں نے یہ بھی مہلت نہ دی

Marfat.com

کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو دفن کر سکیں۔ حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آدھی رات کے وقت جب باغی سو گئے تو ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کا جنازہ اٹھایا اور جنت البقیع کی طرف لے چلے۔ راستے میں ہمیں کچھ لوگوں کے پاؤں کی آہٹ سنائی دی۔ ہم نے سمجھا شاید باغی ہمارے تعاقب میں آرہے ہیں، ہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے جنازے کو رکھ کر چلنے کا ارادہ کر لیا۔ اتنے میں آواز آئی دوڑو نہیں ثابت قدم رہو ہم اللہ کے فرشتے ہیں اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے جنازے میں شرکت کے لئے آئے ہیں۔ (تحفہ اثناء عشریہ صفحہ ۳۲۸ کتب خانہ اشاعت اسلام مٹیا محل دہلی)

گویا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا بھی اللہ کے فرشتے ادب کرتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفہ اثنائے عشریہ کے اسی صفحہ پر فرشتوں کے نمازِ جنازہ پڑھنے کی وجہ بیان کرتے ہوئے حدیث نقل فرمائی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ:

يَوْمَ يَمُوْتُ عُثْمَانُ يُصَلِّيْ عَلَيْهِ مَلٰئِكَةُ السَّمَآءِ

"جس دن عثمان (رضی اللہ عنہ) وفات پائیں گے آسمان کے فرشتے ان کی نمازِ جنازہ ادا فرمائیں گے۔"

Marfat.com

حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

خلیفہ چہارم، دامادِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تاجدار اہل اتی، زوج فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، فاتح خیبر، شیر خدا، امیر المومنین حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم بھی انفرادی شان کا حامل ہے چنانچہ:

ا۔ مولا علی رضی اللہ عنہ نے واری تیری نیند پر نماز:

حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ بِالصَّهْبَاءِ ثُمَّ اَرْسَلَ عَلِيًّا فِيْ حَاجَةٍ فَرَجَعَ وَقَدْ صَلَّى النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ الْعَصْرَ، فَوَضَعَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ رَاْسَهٗ فِيْ حِجْرِ عَلِيٍّ فَنَامَ فَلَمْ يُحَرِّكْهُ حَتّٰى غَابَتِ الشَّمْسُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ عَلِيًّا اِحْتَبَسَ بِنَفْسِهٖ عَلٰى نَبِيِّهٖ فَرُدَّ عَلَيْهِ الشَّمْسَ. قَالَتْ فَطَلَعَتْ عَلَيْهِ الشَّمْسُ حَتّٰى رُفِعَتْ عَلَى الْجِبَالِ وَعَلَى الْاَرْضِ وَقَامَ عَلِيٌّ فَتَوَضَّاَ وَصَلَّى الْعَصْرَ ثُمَّ غَابَتْ وَذٰلِكَ بِالصَّهْبَاءِ

ترجمہ: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مقام صہباء پر ظہر کی نماز پڑھی پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ کو کسی کام کے لئے بھیجا۔ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ واپس آئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عصر کی نماز پڑھ لی تھی (حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ابھی نہیں پڑھی تھی) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سرِ انور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زانو پر رکھ کر آرام فرمانے لگے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اپنی رانوں کو حرکت بھی نہ دی۔ یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا، اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا مانگی۔ اے اللہ! تیرے بندہ علی نے اپنے آپ کو

Marfat.com

(نبی ﷺ) کے لئے روکا ہوا تھا تو اس کے لئے سورج کو لوٹا دے۔ پس ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا یہاں تک کہ پہاڑوں اور زمین پر بلند ہو گیا پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے وضو کیا اور نماز عصر پڑھی پھر سورج غروب ہو گیا۔ یہ واقعہ مقام صہباء پر پیش آیا۔"

شفاء شریف میں یوں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا۔

اَصَلَّیْتَ یَا عَلِیُّ؟

ترجمہ: "اے علی کیا تو نے نماز پڑھ لی ہے۔"

عرض کرتے ہیں نہیں یا رسول اللہ ﷺ تو اس پر نبی دو عالم ﷺ نے یوں دعا مانگی۔

اَللّٰھُمَّ اِنَّہٗ فِیْ طَاعَتِكَ وَطَاعَةِ رَسُوْلِكَ فَارْدُدْ...... عَلَیْہِ الشَّمْسَ

ترجمہ: "اے اللہ ﷺ علی تیری اور تیرے رسول ﷺ کی فرمانبرداری میں تھا تو اس کے لئے سورج لوٹا دے پھر ڈوبا ہوا سورج لوٹ آیا اور آپ رضی اللہ عنہ نے نماز عصر پڑھی۔" (شفاء شریف فصل انشقاق القمر) (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

فوائد:

اس روایت سے چند باتیں روزِ روشن کی طرح واضح ہوئی ہیں۔ ان میں سب سے پہلی تو یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا جذبہ محبت و عقیدۂ تعظیم اور اطاعت مصطفیٰ ﷺ کا حسین انداز کہ رسول اللہ ﷺ کا سرِ انور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی گود میں ہے، محبوب علیہ السلام آرام فرما رہے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابھی نمازِ عصر نہیں پڑھی اپنی آنکھوں کے سامنے سورج غروب ہوتا دیکھ رہے ہیں اور دو باتیں آپ کے پیش نظر تھیں۔

ایک تو نماز کا وقت گزر رہا تھا یہ فکر دامن گیر تھی اور وہ بھی نمازِ عصر کہ جس کی تاکید اللہ نے یوں بیان فرمائی۔

حٰفِظُوْا عَلَی الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰی (پ ۲، البقرہ: ۲۳۸)

ترجمہ: "نگہبانی کرو سب نمازوں اور بیچ کی نماز کی (یعنی عصر)۔ (کنز الایمان)"

Marfat.com

اور دوسرا رسول اللہ ﷺ کے آرام کا خیال تھا کہ اگر رانوں کو حرکت دیتا ہوں تو رسول اللہ ﷺ کی نیند مبارک میں خلل واقع تھا۔ آخرکار سورج غروب ہوگیا لیکن رسول اللہ ﷺ کو جگایا نہیں اور نماز کا وقت گزر گیا گویا کہ رسول اللہ ﷺ کے آرام پر نماز کو قربان کر دیا۔

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت حسان الہند امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ ؎

مولا علی نے واری تیری نیند پر نماز
اور وہ بھی عصر سب سے جو اعلیٰ خطر کی ہے

آپ اندازہ لگائیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اتنے بڑے عابد و زاہد نماز کو قضا ہوتی دیکھ رہے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ کو آواز نہیں دی، اٹھایا نہیں، ٹانگ کو حرکت تک نہیں دی کیونکہ محبوب ﷺ کا ادب پیش نظر تھا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک ایک فرض تو نماز کا پڑھنا تھا اور دوسرا فرض رسول اللہ ﷺ کے آرام کا لحاظ رکھنا تھا۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی نیند پر نماز قربان کر کے درس دیا کہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ وغیرہ تمام فرائض و اعمال سے بڑھ کر اہم و مقدم فرض رسول اللہ ﷺ کا احترام و اکرام ہے۔

چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ثابت ہوا کہ جملہ فرائض فروع ہیں
اصل الاصول بندگی اس تاجور کی ہے

(حدائقِ بخشش)

اس کے علاوہ یہ کہ جب محبوب دوعالم ﷺ بیدار ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ڈانٹا نہیں کہ اے علی تو نے نماز قضا کر دی، مجھے اٹھا ہی دیتے، اتنے بڑے فرض نمازِ عصر کو تم نے چھوڑ دیا۔ ایسا نہیں فرمایا بلکہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی اور ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا۔ مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ نے بھی نہیں فرمایا کہ اے محبوب ﷺ علی نے تو تیری نیند کے پیچھے میری عبادت ترک کر دی اور غیر اللہ کی تعظیم میں لگا رہا، اس طرح نہیں فرمایا بلکہ دعاءِ مصطفیٰ ﷺ کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے ڈوبے ہوئے سورج کو واپس کر دیا گویا کہ اللہ تعالیٰ کی رضا بھی اسی میں ہے کہ سب عبادتوں اور ریاضتوں سے بڑھ کر منصب نبوت کے

Marfat.com

آداب کی پاسداری کی جائے۔

اجابت کا سہرا عنایت کا جوڑا
دلہن بن کے نکلی دعاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اجابت نے جھک کر گلے سے لگایا
بڑھی ناز سے جب دعاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوسرا فائدہ یہ ہوا کہ اس روایت سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو قرآن وحدیث کی مخالفت میں تین نمازیں لئے پھرتے ہیں۔ فجر، ظہرین، مغربین۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ظہرین نہیں پڑھی لیکن ظہر کے وقت میں ظہر پڑھی اور عصر کے وقت میں عصر پڑھی تو معلوم ہوا کہ نمازیں تین نہیں ہیں اور ہر نماز کا اپنا اپنا وقت ہے۔

اِنَّ الصَّلٰوۃَ کَانَتۡ عَلَی الۡمُؤۡمِنِیۡنَ کِتٰبًا مَّوۡقُوۡتًا

ترجمہ: "بے شک نماز مسلمانوں پر وقت باندھا ہوا فرض ہے۔"

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

سَمِعۡتُ الۡبَرَّاءَ بۡنَ عَازِبٍ یَقُوۡلُ کَتَبَ عَلِیُّ بۡنُ اَبِیۡ طَالِبٍ رَضِیَ اللہُ عَنۡہُ الصُّلۡحَ بَیۡنَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ وَبَیۡنَ الۡمُشۡرِکِیۡنَ یَوۡمَا الۡحُدَیۡبِیَّۃِ فَکَتَبَ "ھٰذَا مَا کَاتَبَ عَلَیۡہِ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللہِ" فَقَالُوۡا لَا تَکۡتُبۡ رَسُوۡلَ اللہِ فَلَوۡ نَعۡلَمُ اَنَّکَ رَسُوۡلُ اللہِ لَمۡ نُقَاتِلۡکَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ لِعَلِیٍّ "اُمۡحُہٗ" فَقَالَ مَا اَنَا بِالَّذِیۡ اَمۡحَاہُ فَمَحَاہُ النَّبِیُّ صَلَّی اللہُ عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ بِیَدِہٖ

ترجمہ: "میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ (حدیبیہ کے مقام پر) حضرت علی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکین کے درمیان صلح نامہ لکھا اور اس میں یہ لکھا کہ "یہ وہ ہے جس پر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکاتبہ فرمایا ہے" مشرکوں نے کہا کہ "رسول اللہ" کا لفظ مٹا دو اس لئے کہ اگر ہم یہ مان لیں کہ آپ اللہ کے رسول

Marfat.com

ہیں تو پھر ہم آپ سے جنگ ہی نہیں کریں گے اس پر رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علی یہ (رسول کا لفظ) مٹا دو عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ میں رسول اللہ ﷺ کا لفظ لکھ کر اس کو مٹا دوں پھر نبی کریم ﷺ نے اپنے دستِ اقدس سے خود مٹا دیا۔" (الصحیح المسلم، رقم الحدیث: ۴۶۲۹)

بعد از وصال تعظیم:

كَانَ سَيِّدُنَا عَلِيُّ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ اِذَا اَرَادَ اَنْ يَّصْنَعَ مِصْرَاعَيْ بَابِ بَيْتِهٖ خَرَجَ اِلَى الْمَنَاصِعِ حَتّٰى لَا يُؤْذِيَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ بِمَا يَحْدُثُ مِنْ صَوْتٍ اَوْ ضَجِيْجٍ

ترجمہ: "حضرت علی رضی اللہ عنہ جب اپنے گھر کے دروازے کے کواڑ بنانے یا درست کرنا چاہتے تو کھلے مقام پر باہر تشریف لے جاتے اس لئے کہ دروازے کو صحیح کرنے سے جو آواز یا شور آئے اس سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف نہ پہنچے۔"

(وصف المسجد النبوی الشریف، صفحہ ۲۲) (الدر الثمین صفحہ ۷۲)

چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا گھر نبی کریم ﷺ کی قبر شریف کے قریب تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ دروازے کو درست کرنے کے لئے کیل بھی وہاں نہیں لگاتے تھے کہ کہیں اس آواز سے آپ ﷺ کو تکلیف نہ ہو کیونکہ اللہ نے:

لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

ترجمہ: "اے ایمان والو! نبی کریم ﷺ کی آواز سے اپنی آوازیں اونچی نہ کرو۔"

کہہ کر تعظیم کا درس دیا ہے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اپنے اس عمل سے واضح کر رہے تھے کہ جس طرح زندگی میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم ضروری تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی تعظیم ضروری ہے۔

دعاء رسول اللہ ﷺ کی تعظیم:

Marfat.com

حضرت شریح بن عبید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عراق میں حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے سامنے اہل شام کا ذکر ہوا تو لوگوں نے کہا، اے امیر المومنین! ان پر لعنت کیجئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، نہیں۔

اِنِّیْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ: ثُمَّ الْاَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ وَھُمْ اَرْبَعُوْنَ رَجُلًا کُلَّمَا مَاتَ رَجُلٌ اَبْدَلَ اللّٰہُ مَکَانَہٗ رَجُلًا یُسْقٰی بِھِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصِرُ بِھِمْ عَلَی الْاَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ اَھْلِ الشَّامِ بِھِمُ الْعَذَابُ

ترجمہ: "اس لئے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ابدال شام میں ہوں گے اور وہ چالیس مرد ہیں۔ جب بھی ان میں سے ایک شخص فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ کسی اور شخص کو اس کا بدل بنا دیتا ہے۔ ان چالیس ابدالوں کے صدقے سے بارشیں ہوتی ہیں ان کی وجہ سے دشمنوں کے خلاف مدد ملتی ہے اور ان کی وجہ سے اہل شام سے عذاب دور کیا جاتا ہے۔"

(حلیۃ الاولیاء، ذکر زید بن وہب) (سبل الھدیٰ والرشاد، جلد ۱۰، صفحہ ۳۰۷، دار الکتب العلمیہ بیروت) (خصائص الکبریٰ، جلد ۲، صفحہ ۳۰۷، باب اختصاصہ بان طائفۃ من امتہ، دار الکتب العلمیہ بیروت) (فضائل صحابہ، جلد ۲، صفحہ ۹۰۶، رقم الحدیث: ۱۷۲۷) (دلائل النبوۃ للبیہقی، جلد ۶، صفحہ ۴۴۹، دار الکتب العلمیہ بیروت) (الدر المنثور فی التفسیر الماثور، جلد ۱، صفحہ ۵۶۷، دار الکتب العلمیہ بیروت) (الفتح الکبیر فی ضم الزیادۃ الی الجامع الصغیر، جلد ۱، صفحہ ۲۷۳، رقم الحدیث: ۲۹۶۵، دار الفکر بیروت) (البدایۃ والنھایہ، جلد ۶، صفحہ ۲۱۶)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کی تعظیم کرتے ہوئے اہل شام کے خلاف دعا نہیں کر رہے۔ دوسرے الفاظ میں یوں سمجھیں کہ اہلِ شام کی عزت کر رہے ہیں اور ان کی ہلاکت کی دُعا نہیں فرمائی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پاؤں چومے:

عَنْ صُھَیْبٍ قَالَ رَءَیْتُ عَلِیًا یُقَبِّلُ یَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَیْہِ

ترجمہ: "حضرت صہیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ

Marfat.com

آپ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چوم رہے ہیں۔"

(شرح صحیح مسلم جلد ۳ صفحہ ۴۹۹)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے چچا ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے اپنے چچا کے ہاتھ اور پاؤں چومنے سے ہمیں درس ملا کہ بڑوں کی تعظیم جائز ہے اور ان کی عزت کے پیش نظر ان کے ہاتھ اور پاؤں چومنا جائز ہے۔

Marfat.com

خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متفرق واقعات

یہاں تک تو آپ نے خلفاء راشدین کے عقیدۂ تعظیم کو انفرادی طور پر پڑھا اب چند روایات ایسی ذکر کرتے ہیں جن سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُن پیارے یاروں کے اجتماعی نظریہ تعظیم کا پتہ چلتا ہے۔

نسبت رسول کی تعظیم:

① وَكَانَ اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرُ يَزُوْرَانِ اُمَّ اَيْمَنَ مَوْلَاةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَيَقُوْلَانِ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا

ترجمہ: "حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نبی دو عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی لونڈی حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا کو ملنے کے لئے آتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو ملنے کے لئے تشریف لاتے تھے۔"

(الشفاء، جلد ۲ صفحہ ۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

② وَلَمَّا وَرَدَتْ حَلِيْمَةُ السَّعْدِيَّةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَسَطَ لَهَا رِدَائَهٗ وَقَضٰى حَاجَتَهَا فَلَمَّا تُوُفِّيَ وَفَدَتْ عَلٰى اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَصَنَعَا بِهَا مِثْلَ ذٰلِكَ.

ترجمہ: "اور جب حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے اپنی چادر بچھا دی اور ان کی حاجت کو پورا کر دیا۔ تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وصال شریف ہوگیا تو اس کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت

Marfat.com

میں آئیں تو ان دونوں حضرات نے بھی حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ وہی سلوک کیا جو رسول اللہ ﷺ نے برتاؤ کیا تھا۔" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! ان دونوں روایتوں سے حضرات شیخین کریمین یعنی سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کے عقیدے کو ملاحظہ فرمائیں کہ حضرت اُم ایمن رضی اللہ عنہا سے ملنے کو آیا کرتے تھے کہ ان سے رسول اللہ ﷺ ملنے کو تشریف لایا کرتے تھے۔ یہ ایک دفعہ کا عمل نہیں بلکہ بار بار کے عمل پر دلالت کرتا ہے اس لئے کہ صیغہ ماضی استمراری کا ہے۔

اور حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا کے لئے اپنی چادریں بچھا رہے ہیں صرف اس لئے کہ ان کے لئے رسول اللہ ﷺ نے چادر مبارک بچھائی تھی۔

(۳) اسی طرح ان دونوں حضرات صحابہ کرام کے نسبتِ رسول ﷺ کی تعظیم پر ایک اور روایت پڑھیں۔ چنانچہ مسند امام احمد کی روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جن غلاموں کے ناک کان کاٹ لئے گئے ہیں وہ آزاد ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے مولیٰ یعنی آزاد کردہ غلام ہیں۔ لوگ یہ سن کر ایک خواجہ سرا یعنی ہیجڑے کو لائے جس کا نام سندر تھا تو آپ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا (اب اس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی کہ یہ آپ ﷺ کا آزاد کردہ غلام ہے) تو نبی کریم ﷺ کے وصال شریف کے بعد وہ ہیجڑا حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے زمانہ خلافت میں آتا تو دونوں حضرات اس کے ساتھ عمدہ سلوک فرمایا کرتے تھے۔ اس خواجہ سرا نے ایک دفعہ مصر جانا چاہا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو خط لکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی وصیت کے موافق اس سے اچھا سلوک کرنا۔ (مسند امام احمد، حدیث عبداللہ بن عمرو بن العاص، نمبر ۶۷۱۰)

دوسری روایت میں ہے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اس کی اور اس کے اہل و عیال کی بیت المال سے کفالت کرتے تھے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے گورنر مصر کو لکھا کہ اس کو کچھ زمین دے دی جائے۔

ان دونوں صحابہ کا اس خواجہ سرا سے اچھا سلوک صرف اس لئے تھا کہ اس کی نسبت رسول اللہ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہوگئی ہے۔اس طرح کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا آزاد کردہ غلام ہے تو حضرات شیخین کریمین جب نسبتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا اس قدر پاس کرتے ہیں تو خود ذاتِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا احترام واکرام کس قدر عظیم ہوگا۔

مسند مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعظیم:

(۴) عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ لَمْ يَجْلِسْ اَبُوْبَكْرِ الصِّدِّيْقُ فِيْ مَجْلِسِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ وَلَمْ يَجْلِسْ عُمَرُ فِيْ مَجْلِسِ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ وَلَمْ يَجْلِسْ عُثْمَانُ فِيْ مَجْلِسِ عُمَرَ حَتّٰى لَقِيَ اللهَ

ترجمہ: "حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کبھی بھی منبر پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بیٹھنے کی جگہ پر نہیں بیٹھے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے (یعنی وصال فرما گئے) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کبھی منبر پر ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کبھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بیٹھنے کی جگہ نہیں بیٹھے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ سے جا ملے۔" (المعجم الاوسط، جلد ۶ صفحہ ۴۰، رقم الحدیث ۷۹۳۳، دارالکتب العلمیہ بیروت) (تاریخ الخلفاء)

یہ روایت اصحابِ ثلاثہ کے عقیدۂ تعظیم کے اوج وکمال پر بین برھان ہے کہ جس جگہ منبر پر محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہوئے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مسند مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ادب کرتے ہوئے ساری زندگی اس جگہ نہیں بیٹھے۔حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ساری زندگی منبر پر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی مسند پر نہیں بیٹھے اور بعد میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ مسند عمر فاروق رضی اللہ عنہ پر نہیں بیٹھے۔

یہ روایت جہاں نسبتِ رسول کی تعظیم پر دلالت کرتی ہے وہیں تعظیمِ اکابر کا بھی روشن بیان ہے کہ بعد میں آنے والے ہر خلیفہ راشد نے اپنے سے پہلے خلیفہ کی مسند کا احترام واکرام کیا ہے۔لہٰذا اولیاء کرام اور علماء عاملین وغیرہم معظمین دینی کی مسندوں کا ادب کیا جائے اور ان کے بیٹھنے کی جگہ نہ بیٹھا جائے اسی طرح اپنے پیر ومرشد اور استاذ صاحب کی نشست پر بھی نہ بیٹھا جائے کیونکہ یہ بھی بے ادبی ہے۔

Marfat.com

تعظیماً سواری سے اُتر جاتے:

⑤ سیر اعلام النبلاء میں امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں کہ:-

كَانَ الْعَبَّاسُ إِذَا مَرَّ بِعُمَرَ أَوْ بِعُثْمَانَ وَهُمَا رَاكِبَانِ نَزَلَا حَتّٰى يُجَاوِزَهُمَا إِجْلَالًا لِعَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ

ترجمہ: "حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ جب بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ یا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرتے اور یہ حضرات سوار ہوتے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا کی تعظیم کے لئے سواری سے اتر جاتے۔" (سیر اعلام النبلاء، جلد ۳، صفحہ ۲۸۹، دار الکتب العلمیہ بیروت)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور شیرِ خدا رضی اللہ عنہ نے ایک دوسرے کی عزت کی:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مدنی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصالِ ظاہری کے چھ دن بعد سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ دونوں حضرات قبرِ انور کی زیارت کے لئے مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں حاضر ہوئے۔ مسجد کے باہر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے خلیفہ آگے بڑھیے یعنی پہلے آپ مسجد میں داخل ہوں تو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ علی رضی اللہ عنہ کا مقام میرے ہاں ایسا ہے جیسا اللہ کے ہاں میرا مقام ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جواباً عرض کیا میں بھی ایسے شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جن کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے سنا ہے کہ ہر ایک نے میری تکذیب کی سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اور صبح ہر شخص کے دروازے پر اندھیرا ہوتا ہے سوائے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے۔ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا واقعی آپ نے اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو یہی فرماتے سنا ہے عرض کی جی ہاں۔ پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور دونوں اکٹھے مسجد میں داخل ہوئے۔ (الریاض النضرۃ جلد ا صفحہ ۱۲۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے مقام کے پیش نظر ان کا ادب کرتے ہوئے اُن سے پہلے مسجد میں داخل نہیں ہو رہے اور سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

Marfat.com

تعظیم کی وجہ سے ان سے پہلے مسجد میں داخل نہیں ہو رہے۔

تو اس روایت سے جہاں ان دونوں حضرات کے تعظیم اکابر کے پہلو کا پتہ چلا وہاں یہ بات بھی معلوم ہوئی کہ ان اصحاب کے آپس میں گہرے مراسم وتعلقات تھے۔ آپس میں ایک دوسرے سے محبت کرتے تھے لہٰذا ہمیں بھی چاہیئے کہ چاروں خلفاء سے محبت کریں اوران کی تعظیم کریں یہی ہمارا شعار ہے۔ چنانچہ تفسیراتِ احمدیہ میں سورۃ انعام کی آیت وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا کے تحت امام ملاجیون رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ جس میں دس نشانیاں ہوں وہ سنی ہے ان میں یہ بھی ہے کہ:

تَفْضِيْلُ الشَّيْخَيْنِ وَتَوْقِيْرُ الْخَتَنَيْنِ

ترجمہ: "یعنی سیدنا ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہ کو سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے افضل جاننا اور عثمان غنی وعلی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی تعظیم کرنا۔"

یہی بات امام اعظم رضی اللہ عنہ نے بھی فرمائی تھی کہ:

نُفَضِّلُ الشَّيْخَيْنِ وَنُحِبُّ الْخَتَنَيْنِ

ترجمہ: "ہم ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کو افضل مانتے ہیں اور عثمان وعلی رضی اللہ عنہما سے پیار کرتے ہیں۔"

لہٰذا معلوم ہوا کہ ہم اہل سنت و جماعت کی تو علامات اور شعائر میں سے ہے کہ ہم خلفاء راشدین اور سارے صحابہ سے محبت بھی کریں اوران کی عزت بھی کریں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسی عقیدے پر زندہ رکھے اور اسی نظریہ پر موت عطا کرے۔ آمین بجاہ النبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔

خلفاء راشدین کی پیروی لازمی ہے:

میرے بھائیو! خلفاء راشدین کے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپس میں ایک دوسرے کی عزت کرنے سے ہمیں یہ درس ملا کہ ہم بھی ان چاروں یاروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے آج کے پرآشوب اور بگڑے ہوئے معاشرے میں دینی بزرگوں، اپنے بڑوں اور علماء اہل سنت اور صحیح العقیدہ مشائخ کرام کا

Marfat.com

ادب کریں تاکہ یہ معاشرہ ایک بار پھر تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصحابہ واکابر رضی اللہ عنہم کے مہکتے ہوئے اور خوشبودار پھولوں سے سجا ہوا حسین گلزار بن جائے۔

خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بعد خلفاء راشدین کی اتباع کرنے کا حکم بھی ارشاد فرمایا ہے۔

چنانچہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ یَّعِشْ مِنْکُمْ بَعْدِیْ فَسَیَرٰی اِخْتِلَافًا کَثِیْرًا فَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَآءِ الرَّاشِدِیْنَ

ترجمہ: "میرے دنیا سے وصال کر کے جانے کے بعد تم میں سے جو شخص زندہ رہے گا وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا پس تم پر میری اور خلفاء راشدین کی پیروی لازم ہے۔" (المشکاۃ المصابیح، صفحہ ۳۰)

اس کے علاوہ طبرانی اوسط میں یہ روایت موجود ہے جسے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آمنہ کے لال، رسول باکمال وبے مثال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

اُقْتَدُوْا بِاللَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَّعُمَرَ

ترجمہ: "میرے بعد ابوبکر صدیق وعمر فاروق رضی اللہ عنہما کی پیروی کرنا۔"

(المعجم الاوسط، جلد ۸، صفحہ ۸۷)

الغرض ہم سب کی نجاتِ اخروی کا دارومدار اسی نظریہ وعقیدہ پر ہے کہ ہم خلفاء راشدین سے سچی محبت کریں اور ان حضرات کی سیرت طیبہ کے حسین گوشوں پر عمل کریں۔

چنانچہ سیدی امام اہل سنت، اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ حدائقِ بخشش میں فرماتے ہیں کہ:

صدق و عدل و کرم و ہمت میں
چار سو شہرے ہیں ان چاروں کے
جناں بنے گی محبانِ چار یار کی قبر
جو اپنے سینہ میں یہ چار باغ لے کے چلے

Marfat.com

Marfat.com

باب رابع

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

Marfat.com

یہاں تک تو آپ نے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ تعظیم کو پڑھا اب بقایا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ تعظیم کی جھلک ملاحظہ فرمائیں لیکن خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کا ذکر بھی ہوگا۔ یہاں پر باب کا نام ہم نے رکھا "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدۂ تعظیم" تو اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ خلفاء راشدین بھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے گروہ میں شامل ہیں تو پھر علیحدہ کیوں ذکر کیا تو اس کے لئے عرض کرتا ہوں کہ ایک اصول ہے "تخصیص بعد التعمیم" یعنی ایک شے عام کے تحت داخل ہوتی ہے پھر اس کو دوبارہ علیحدہ ذکر کیا جائے تو یہ اس کی فضیلت اور اہمیت پر دلیل ہوتی ہے جس طرح کہ اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک میں ارشاد فرمایا:

مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰٓىِٕلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ○

ترجمہ: "جو کوئی دشمن ہو تو اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں اور جبرئیل اور میکائیل کا تو اللہ دشمن ہے کافروں کا۔"

(سورۃ البقرۃ۔ آیت: ۹۸)

اس آیت کریمہ میں پہلے فرشتوں کا ذکر ہوا تو ان کے ضمن میں حضرت جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام کا بھی ذکر آ گیا مگر علیحدہ سے پھر ذکر ہوا تو یہ ان دونوں فرشتوں کی فضیلت پر دلالت کر رہا ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدہ کو ذکر کرنے کی وجہ:

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقدس گروہ بعد میں آنے والوں کے لئے نمونہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ فَبِاَیِّهِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

ترجمہ: "میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں تم جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پاجاؤ گے۔" (الصواعق المحرقہ صفحہ ۳۰۳ مطبوعہ نوریہ رضویہ لاہور)

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک میں ارشاد فرماتا ہے:

وَاِذَا قِیْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا كَمَآ اٰمَنَ النَّاسُ قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ كَمَآ اٰمَنَ السُّفَهَآءُ ؕ اَلَآ اِنَّهُمْ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰكِنْ لَّا يَعْلَمُوْنَ ○

(سورۃ البقرہ، آیت: ۱۳)

ترجمہ: "اور جب ان سے کہا جائے ایمان لاؤ جیسے اور لوگ ایمان لائے ہیں تو کہیں کیا ہم احمقوں کی طرح ایمان لے آئیں۔ سنتا ہے وہی احمق ہیں مگر جانتے نہیں۔"

یہ آیت منافقوں کے بارے میں نازل ہوئی اور "النَّاسُ" سے مراد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں۔ مطلب یہ ہوا کہ جب منافقوں سے کہا جاتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا عقیدہ اپناؤ تو وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بُرا کہنا شروع کر دیتے ہیں تو معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نقشِ قدم پر چلنا اور انہی کی طرح ایمان لانا اللہ تعالیٰ کو پسند ہے۔ ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ نیک لوگوں کو بُرا کہنا اور ان کی شان میں بے ادبی کرنا منافقین کا پرانا طریقہ ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنْ اٰمَنُوْا بِمِثْلِ مَآ اٰمَنْتُمْ بِهٖ فَقَدِ اهْتَدَوْا

ترجمہ: "پھر اگر وہ بھی یونہی ایمان لائیں جیسا تم لائے جب تو وہ ہدایت پاگئے۔"

(سورۃ البقرۃ: آیت۔ ۱۳۷)

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ یہود و نصاریٰ کے بارے میں فرما رہا ہے کہ اگر یہ یہودی اور عیسائی اس طرح ایمان لے آئیں جس طرح اے صحابہ رضی اللہ عنہم تم ایمان لے آئے ہو۔ جس طرح تم ان کی کتابوں کی تصدیق کرتے ہو اگر یہ بھی۔ قرآن کی تصدیق کریں اور پہلے والا دین چھوڑ کر تمہاری طرح دین اسلام کو قبول کرلیں اور سارے نبیوں کی نبوت کا اقرار کرلیں۔ جس طرح تم اقرار کرتے ہو اور یہ

Marfat.com

یہودی اور عیسائی بھی تمہاری طرح ایمان لا کر مومن بن جائیں تو کامیاب ہو جائیں گے۔ چونکہ نزولِ قرآن کے وقت مومنین کا گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے تو اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والا ایمان وعقیدہ اختیار کرنے کو ہدایت کی کنجی اور نجات کا راستہ بتایا ہے اس لئے ذیل میں ہم رسول اللہ ﷺ کی عزت وتعظیم کے حوالے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدہ ذکر کرتے ہیں تا کہ ہم بھی اسی پر کاربند ہوں۔ اللہ تعالیٰ اسی نظریے پر زندگی اور موت عطا فرمائے۔ آمین

اہلسنت کا ہے بیڑا پار اصحاب حضور
نجم ہیں اور ناؤ ہے عترت رسول اللہ ﷺ کی

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سب سے پہلے میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ آپ کے سامنے پیش کرتا ہوں جن کا لقب حِبْرُ الْاُمَّۃِ ہے۔ (   ) اور قرآن پاک کے سب سے پہلے مفسر اور جن کو خود رسول اللہ ﷺ:

اَللّٰھُمَّ عَلِّمْهُ بِالْکِتَابِ

ترجمہ: "یعنی اے اللہ اس کو قرآن کا علم عطا فرما۔"

کے ساتھ دعائیں دیں اس سے بڑھ کر قرآن کو سمجھنے والا کون ہو سکتا ہے۔ تو آئیے ان کے عقیدۂ تعظیم کی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

نماز میں تعظیم

۱۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ:

اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اٰخِرِ اللَّیْلِ فَصَلَّیْتُ خَلْفَهٗ فَاَخَذَ بِیَدِیْ فَجَرَّنِیْ فَجَعَلَنِیْ حِذَاءَهٗ فَلَمَّا اَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی صَلٰوتِهٖ خَنَسْتُ فَصَلّٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا انْصَرَفَ قَالَ لِیْ مَا شَأْنِیْ اَجْعَلُكَ حِذَائِیْ فَتَخْنَسُ فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ

Marfat.com

اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ أَمَہٗ یَنۡبَغِیۡ لِاَحَدٍ اَنۡ یُّصَلِّیَ حَذَاءَكَ وَاَنۡتَ رَسُوۡلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ الَّذِیۡ أَعۡطَاكَ اللّٰہُ قَالَ فَأَعۡجَبۡتُہٗ فَدَعَا اللّٰہَ لِیۡ اَنۡ یَزِیۡدَنِیۡ عِلۡمًا وَّفَہۡمًا

"میں رات کے آخری حصہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو میں نے آپ ﷺ کے پیچھے نماز پڑھی۔ آپ ﷺ نے ہاتھ پکڑ کر کھینچا اور مجھے اپنے برابر کھڑا کر دیا۔ جب رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی طرف متوجہ ہوئے تو میں پیچھے ہٹ گیا تو رسول اللہ ﷺ جب نماز پڑھ کر فارغ ہوئے تو مجھے ارشاد فرمایا یہ کیا بات ہے میں تجھے اپنے برابر کھڑا کرتا ہوں تم پیچھے ہٹ جاتے ہو؟ اس پر میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا کسی شخص کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ آپ ﷺ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھے حالانکہ آپ ﷺ اللہ کے رسول ہیں جس نے آپ ﷺ کو بلند مقام عطا فرمایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ یہ بات سن کر خوش ہوئے اور میرے لئے اللہ کی بارگاہ میں یہ دعا کی کہ اللہ تعالیٰ میرے علم اور فہم کو زیادہ فرمائے۔"

(مسند امام احمد مسند عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما رقم الحدیث ۳۰۶۱، شعب الایمان رقم الحدیث ۱۵۲۳)

اس حدیث پاک میں اس بات کی تصریح ہے کہ عین نماز کی حالت میں بھی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم محمود ہے اس لئے کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نماز کی حالت میں ہیں اور محبوبِ خدا ﷺ ان کو آگے کرتے ہیں لیکن تعظیم حبیب ﷺ کے پیش نظر پیچھے ہٹ گئے اور بعد میں استفسار پر اس عقیدے کی وضاحت بھی کر دی کہ یارسول اللہ ﷺ میں اگرچہ نماز میں ہوں آپ ﷺ مجھے اپنے برابر کر رہے ہیں لیکن آپ ﷺ تو اللہ کے رسول ہیں کسی امتی کی کیا مجال ہے کہ آپ ﷺ کے برابر کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکے۔

ایک تو معلوم ہوا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے نماز میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی اور دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کو اپنے جیسا نہیں سمجھتے تھے اگر سمجھتے ہوتے تو آپ ﷺ کے برابر کھڑے ہو کر نماز پڑھ لیتے۔ یہ سوچ کر کہ یہ نبی ﷺ بھی تو ہمارے جیسے ہیں، یہ بھی

Marfat.com

اللہ کی عبادت کرتے ہیں اور ہم بھی عبادت کرتے ہیں برابر کھڑا ہونے میں کیا حرج ہے؟ ایسا نہیں کیا بلکہ پیچھے ہٹ گئے اور واضح کیا کہ ہم تو محبوب ﷺ کے برابر عبادت کی ادائیگی میں بھی نہیں ہو سکتے ویسے ان کے مثل کیسے ہو سکتے ہیں؟

استاد کا ادب و احترام:

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں علم دین حاصل کرنے کے لئے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے گھر مبارک پر جاتا اور وہ باہر تشریف فرما نہ ہوتے تو میں ادب کی وجہ سے اپنے استاد کو آواز نہ دیتا اور ان کی چوکھٹ پر سر رکھ کر سو جاتا۔ ہوا ریت اور خاک اڑا کر مجھ پر ڈالتی۔ جب میرے استادِ محترم زید بن ثابت رضی اللہ عنہ اپنے کاشانہ اقدس سے باہر تشریف لاتے مجھے دیکھتے تو فرماتے۔

اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے بیٹے! آپ رضی اللہ عنہ نے مجھے اطلاع کیوں نہ کروا دی؟ اس پر میں عرض کرتا میرے لئے مناسب نہیں تھا کہ میں آپ ﷺ کو اطلاع کراتا۔

(المرآۃ الجنان الیافعی جلد ۱ صفحہ ۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۳۔ اسی طرح ایک روایت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی نقل فرمائی ہے کہ

عَنِ الشَّعْبِيِّ قَالَ صَلّٰى زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ عَلٰى جَنَازَةِ اُمِّهٖ ثُمَّ قُرِّبَتْ بَغْلَتُهٗ لِيَرْكَبَهَا فَجَاءَ ابْنُ عَبَّاسٍ فَاَخَذَ بِرِكَابِهٖ فَقَالَ زَيْدٌ خَلِّ عَنْهُ يَا ابْنَ عَمِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هٰكَذَا نَفْعَلُ بِالْعُلَمَاءِ فَتَقَبَّلَ زَيْدٌ يَدَ ابْنِ عَبَّاسٍ وَقَالَ هٰكَذَا اُمِرْنَا اَنْ نَّفْعَلَ بِاَهْلِ بَيْتِ نَبِيِّنَا

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

"امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے اپنی امی جان کی نمازِ جنازہ ادا کی۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آپ رضی اللہ عنہ کی سواری (خچر) لائی گئی تاکہ آپ رضی اللہ عنہ اس پر سوار ہو جائیں تو یکدم حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما آگے آئے اور رکاب کو پکڑ لیا۔ اس پر حضرت زید رضی اللہ عنہ نے فرمایا اے رسول اللہ ﷺ کے چچا کے

Marfat.com

بیٹے! اس کو چھوڑ دو۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا ہم علماء کی عزت اسی طرح کرتے ہیں۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ نے ابن عباس رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑ کر چوم لیا اور فرمایا کہ ہمیں اپنے نبی ﷺ کے اہل بیت کی اسی طرح عزت کرنے کا حکم ملا ہے۔"

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ اپنے اساتذہ اور علمائے حق کا ادب کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طریقہ ہے اور نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر آپ ﷺ کے اہل بیت کی عزت کرنا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے فعل مبارک سے ثابت ہے لہٰذا ہمیں چاہئے کہ اپنے اساتذہ کا ادب کریں تاکہ ہم صحابہ رضی اللہ عنہم کے نقش قدم پر چلنے والے بن جائیں۔

مزید اس روایت سے یہ بات بھی واضح ہوئی کہ چچا کی اولاد اہل سنت ہے کہ زید بن ثابت نے رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی عبداللہ بن عباس کو آپ ﷺ کے اہل بیت سے شمار کیا ہے تو صرف آپ ﷺ کی ایک بیٹی فاطمۃ الزہرا اور دو نواسوں امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم کو ہی اہل بیت ماننے والی سوچ کی نفی ہوگی اس لئے کہ آپ ﷺ کی ایک بیٹی نہیں بلکہ صاحبزادیاں چار ہیں تو جس طرح حضرت فاطمۃ الزہرا اہل بیت ہیں اسی طرح حضرت اُمّ کلثوم، حضرت رقیہ، حضرت زینب رضی اللہ عنہن بھی اہل بیت سے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کی چار نواسیاں ہیں۔ وہ بھی اہل بیت سے ہیں۔ اس کے علاوہ بیوی بھی اہل بیت سے ہوتی ہے اور بیٹیاں بھی اہل بیت سے ہوتی ہیں۔ اس پر دلیل قرآن پاک کی سورہ ھود کی آیت ۷۳ ہے۔

قرآن کا ادب:

۴۔ قَالَ اَبُوْ حَمْزَةَ كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ اِذَا سُئِلَ عَنْ شَيْءٍ مِنْ تَفْسِيْرِ الْقُرْاٰنِ تَمَضْمَضَ ثُمَّ فَسَّرَ

"حضرت ابوحمزہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے جب قرآن کی کسی آیت کی تفسیر پوچھی جاتی تو آپ رضی اللہ عنہ کلی کرتے اس کے بعد تفسیر بیان فرماتے تھے۔" (فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۹۴۴ رقم الحدیث ۱۹۳۷ دار ابن جوزی)

Marfat.com

میرے بھائیو! یہ جو حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے تفسیر قرآن کا نیا انداز اختیار کیا ہے نہ قرآن میں اس کا حکم ہے اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا حکم دیا ہے بلکہ عظمت قرآن کے پیش نظر اس کی تعظیم کرتے ہوئے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے یہ طریقہ اپنایا ہے۔ اب یہ تعظیم کا نیا طریقہ ہے تو بدعت ہوا لیکن بدعت حسنہ ہے تو جب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے قرآن کی تعظیم کے نئے طریقے پر اعتراض نہیں تو آج کے ماحول میں صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نیا طریقہ اختیار کیا جائے جو شرع شریف میں ممنوع نہ ہو تو اس پر بھی کسی قسم کا اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم کا عقیدۂ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھیں جنہوں نے دس سال تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کا شرف حاصل کیا اور دامن کرم کی ٹھنڈی چھاؤں تلے تربیت پاتے رہے۔

۱۔ چنانچہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا مبارک فرمان بخاری شریف میں ہے کہ:

لَاَنْ یَّکُوْنَ عِنْدِیْ مِنْهُ شَعْرَةٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنَ الدُّنْیَا وَمَا فِیْهَا

"میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک بال مبارک ہو تو یہ مجھے ساری دنیا اور جو کچھ اس کے اندر ہے سب سے زیادہ محبوب ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۹ قدیمی کتب خانہ کراچی، شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۳۲)

حضرت انس رضی اللہ عنہ کے دل میں جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی اس قدر عظمت ہے تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا کیا عالم ہوگا؟

۲۔ موئے مبارک سے تبرک:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی والہانہ عقیدت اور ان کی تعظیم کا مزید واقعہ پڑھیں چنانچہ:

قَالَ ثَابِتُ الْبُنَانِیُّ قَالَ لِیْ اَنَسُ بْنُ مَالِكٍ هٰذِهٖ شَعْرَةٌ مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَضَعْهَا تَحْتَ لِسَانِیْ قَالَ فَوَضَعْتُهَا تَحْتَ

Marfat.com

لِسَانِهٖ فَدُفِنَ وَهِيَ تَحْتَ لِسَانِهٖ

"حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک ہیں تو جب میں فوت ہو جاؤں تو ان مبارک بالوں کو میری زبان کے نیچے رکھ دینا۔ حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے وہ بال مبارک وفات کے بعد حضرت انس رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے رکھ دیئے اور آپ رضی اللہ عنہ کو دفن کیا گیا اس حال میں کہ موئے مبارک آپ رضی اللہ عنہ کی زبان مبارک کے نیچے تھے۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ انس بن مالک رضی اللہ عنہ ترجمہ نمبر ۲۷۵)

جس صحابی رضی اللہ عنہ نے دس سال سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لگائے ہیں اور شب و روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عبادتِ الٰہی کے انداز کو بھی ملاحظہ فرمایا ہے جب وہ تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کر رہے ہیں اور ان سے برکت حاصل کرتے ہوئے سفر آخرت میں ان تبرکات کو اپنا رفیق اور مونس بنا رہے ہیں تو ہم پھر صالحین کے تبرکات کا احترام کیوں نہ کریں؟

۳۔ باکمال رومال:

حضرت سیدنا عباد بن عبد الصمد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم ایک دن حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے دولت خانہ پر حاضر ہوئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی کنیز سے فرمایا کہ دسترخوان لے آؤ تو اس نے دسترخوان لا کر بچھا دیا۔ پھر اس سے فرمایا کہ رومال بھی لے آؤ۔ وہ لونڈی ایک رومال لے آئی جسے دھونے کی حاجت تھی۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کنیز سے فرمایا کہ تنور گرم کرو۔ اس نے گرم کیا پھر اس کو حکم دیا کہ اس رومال کو تنور میں ڈال دو اور انہوں نے تنور میں ڈال دیا۔

فَأَمَرَ بِالْمِنْدِيْلِ فَطُرِحَ فِيْهِ فَخَرَجَ اَبْيَضُ كَاَنَّهُ اللَّبَنُ

جب تنور سے اس رومال کو نکالا تو وہ ایسا سفید تھا جیسا کہ دودھ۔ ہم نے عرض کیا۔

مَا هٰذَا

اس رومال کا راز کیا ہے؟ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

Marfat.com

هٰذَا مِنْدِيْلٌ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ بِهٖ وَجْهَهٗ

یہ وہ رومال ہے جس سے رسول اللہ ﷺ اپنا چہرۂ انور صاف فرمایا کرتے تھے۔

فَاِذَا اتَّسَخَ صَنَعْنَا بِهٖ هٰكَذَا

جب دھونے کی حاجت ہوتی ہے تو ہم اس کو اسی طرح آگ میں ڈال کر صاف کر لیتے ہیں۔

لِاَنَّ النَّارَ لَا تَاْكُلُ شَيْئًا مَرَّ عَلٰى وُجُوْهِ الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام

اس لئے کہ جو چیز انبیاء کرام علیہم السلام کے مبارک چہروں سے لگ جائے اسے آگ نہیں جلاتی۔

(الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب اس روایت سے حضرت انس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ واضح ہوگیا کہ جس رومال کو رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور سے نسبت ہوگئی تو حضرت انس رضی اللہ عنہ نے نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر اس رومال کو سنبھال کر رکھا ہوا تھا اور آگ میں ڈال کر اس کو صاف کر رہے ہیں اور آخر پر یہ واضح کر دیا کہ کوئی بھی شے ہو جو انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس جسموں سے چھو جائے تو اس کو آگ نہیں جلا سکتی۔

دوسری بات یہ سمجھ میں آئی کہ آگ کا کام تو ہے جلانا، جو چیز بھی اس کے اندر آئے یہ اس کو جلا دیتی ہے لیکن جب رسول اللہ ﷺ کے چہرہ مبارکہ سے لگنے والے رومال کو اس آگ میں ڈالا گیا تو آگ نے اسے نہیں جلایا گویا کہ آگ بھی نسبت رسول اللہ ﷺ کا ادب کر رہی تھی۔ اب آگ کو کس طرح پتہ چلا کہ میرے اندر آنے والا کپڑا اللہ کے رسول ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہوا ہے حالانکہ ہم اگر کوئی کپڑا ڈالیں تو فوراً جل جاتا ہے۔ وہ رومال مبارک نہیں جلا تھا تو اس کا جواب شفاء شریف کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ شَيْءٌ اِلَّا يَعْلَمُ اَنِّيْ رَسُوْلُ اللهِ اِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

"زمین و آسمان کے درمیان ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش جنوں اور انسانوں کے۔" (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

گویا کہ آگ رسول اللہ ﷺ کو پہچان کر آپ ﷺ سے منسوب رومال کا ادب کر رہی تھی اور بتا

Marfat.com

رہی تھی کہ اے لوگو! تمہارے بدن سے کپڑا لگے تو میں اس کو جلاسکتی ہوں مگر رسول اللہ ﷺ کے مبارک بدن سے مس ہونے والے کپڑے کو نہیں جلاسکتی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ تمہاری طرح نہیں وہ بے مثال و باکمال ہیں۔

یہ روایت مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مثنوی شریف میں نقل فرمائی ہے اور اس کے بعد بڑی ہی پیاری بات ارشاد فرماتے ہیں۔

اے دل ترسندہ از نار و عذاب
باجناں دست و بے کن اقتراب
چوں جمادے را چناں تشریف داد
جانِ عاشق را چہا خواہد کشاد

"اے وہ دل جس کو عذابِ نار (جہنم) کا ڈر ہے ان پیارے پیارے ہونٹوں اور مقدس ہاتھوں سے نزدیکی کیوں نہیں حاصل کر لیتا جنہوں نے بے جان چیز رومال تک کو ایسی فضیلت و بزرگی عطا فرمائی کہ وہ آگ میں نہ جلے تو ان کے جو عاشق زار ہیں ان پر عذابِ نار کیوں حرام نہ ہو؟"

آگ نسبت رسول ﷺ کا ادب کرتی ہے:

جس طرح آپ نے یہ واقعہ پڑھا کہ جس رومال کو رسول اللہ ﷺ کا دست انور لگ گیا آگ نے ادب کرتے ہوئے اسے نہیں جلایا اسی طرح علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی نے نسیم الریاض کے حوالے سے ایک واقعہ لکھا ہے کہ:

ا۔ عدیم بن طاہر علوی کے پاس رسول اللہ ﷺ کے چودہ موئے مبارکہ تھے۔ انہوں نے ان کو امیر حلب کے دربار میں پیش کیا۔ امیر حلب نے خوش کر اس مقدس تحفہ کو قبول کیا اور علوی صاحب کی انتہائی تعظیم وتکریم کرتے ہوئے ان کو انعام و اکرام سے مالامال کر دیا لیکن اس کے بعد جب دوبارہ علوی صاحب، امیر حلب کے پاس گئے تو امیر نے تیوری چڑھا کر بہت ہی ترش روئی کے ساتھ بات کی

Marfat.com

اور ان کی طرف سے نہایت بے التفاتی کے ساتھ منہ پھیر لیا۔ علوی صاحب نے اس بے توجہی اور ترش روئی کا سبب پوچھا تو امیر حلب نے کہا کہ میں نے لوگوں کی زبانی یہ سنا ہے کہ تم جو موئے مبارک میرے پاس لائے تھے ان کی کچھ اصل اور کوئی سند نہیں ہے۔ علوی صاحب نے کہا آپ ان مقدس بالوں کو میرے سامنے لائیے۔ جب بال مبارک لائے گئے تو علوی صاحب نے آگ منگوائی اور موئے مبارک کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال دیا۔ پوری آگ جل کر راکھ ہوگئی مگر موئے مبارک پر کوئی آنچ نہیں آئی بلکہ آگ کے شعلوں میں موئے مبارک کی چمک دمک اور زیادہ نکھر گئی۔ یہ منظر دیکھ کر امیر حلب نے علوی صاحب کے قدموں کا بوسہ لیا اور پھر اس قدر علوی صاحب کو انعام و اکرام سے نوازا کہ اہل دربار ان کے اعزاز و وقار کو دیکھ کر حیران رہ گئے۔ (سیرۃ مصطفیٰ ﷺ از عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۸۱۸ مکتبہ المدینہ کراچی)

۲۔ اسی طرح شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مدارج النبوت میں نقل فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ شہزادی کونین سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے اور دیکھا کہ شہزادی کونین رضی اللہ عنہا تنور میں روٹیاں لگا رہی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے بھی چند روٹیاں تنور میں لگائیں۔ جو روٹیاں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے لگائی تھیں وہ تو پک کر تیار ہوگئیں مگر جو روٹیاں نبی کریم ﷺ نے لگائی تھیں وہ کچی کی کچی تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا حیران ہوئیں تو حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا حیران ہونے کی ضرورت نہیں میرے جسم سے جو چیز چھو جاتی ہے اس پر آگ اثر نہیں کیا کرتی۔ (مدارج النبوت جلد ۲ صفحہ ۳۵۸)

۳۔ اسی طرح امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں مدینہ شریف کے قریب کے ایک پہاڑ کی غار سے آگ نکلی جس کا رخ مدینہ شریف کی طرف تھا۔ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور فرمایا۔

قُمْ اِلٰی هٰذِهِ النَّارِ

"اٹھو اور اس آگ کی طرف جاؤ۔"

حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ دونوں چلتے چلتے اس آگ کے پاس آ گئے۔

فَجَعَلَ تَمِيْمٌ يَحُوْشُهَا بِيَدِهٖ حَتّٰى دَخَلَتِ الشِّعْبَ وَدَخَلَ تَمِيْمٌ خَلْفَهَا

Marfat.com

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے آگ کو اکٹھا کر ہاتھ کے ساتھ ہانکنا شروع کر دیا اور اس کو اتنا دھکیلا کہ وہ آگ غار میں چلی گئی اور آپ رضی اللہ عنہ بھی اس کے پیچھے غار میں داخل ہو گئے۔

(سیر الاعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۴۴۶ ترجمہ تمیم داری دار الکتب العلمیہ بیروت، الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ ۱۳۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! یہ تو چند روایتیں نقل کی ہیں کہ آگ اس چیز کو نہیں جلا سکتی جس چیز کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نسبت ہو جائے چاہے کپڑا ہو، آٹا ہو، بال مبارک ہوں یا صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ ہو۔

اس کے علاوہ اگر چودہ سو سالہ تاریخ سے مکمل واقعات اکٹھے کرنے شروع کر دیئے جائیں تو یہ علیحدہ ایک کتاب بن جائے گی جس طرح فیصل آباد میں محمد پناہ ٹوٹانی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آگ سے صحیح سلامت باہر آیا اور حاضر ناظر عقیدہ کا منکر آگ ہی میں جھلس گیا۔

اَلْعَاقِلُ تَكْفِيْهِ الْاِشَارَةُ

"عقل مند کے لئے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔"

بعد وفات تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عَنْ سَلْمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَءَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اِذَا سَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَأْتِيْ فَيَقُوْمُ أَمَامَهُ

"حضرت سلمہ رضی اللہ عنہ بن وردان فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام عرض کرتے تو روضہ مقدسہ پر حاضر ہوتے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۹۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے صراحۃً تین فائدے حاصل ہوئے۔

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زندہ مانتے تھے اسی لئے تو سلام کرنے کے لئے قبر انور پر آ کر سامنے کھڑے ہو گئے ہیں۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے سفر کرنا بھی ثابت ہوا۔

Marfat.com

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں تعظیم لازم سمجھتے تھے اسی طرح وصال پُرملال و باکمال کے بعد بھی تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو اہم سمجھتے تھے اسی لئے تو چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر سلام عرض کرتے۔

یہ جو بعد وصال تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز ہے اس کو مزید پختگی اس روایت سے ملتی ہے جسے قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں نقل فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

قَالَ بَعْضُهُمْ رَءَيْتُ اَنَسَ بْنَ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ اَتٰى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَقَفَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ حَتّٰى ظَنَنْتُ اَنَّهٗ اَفْتَتَحَ الصَّلٰوةَ فَسَلَّمَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ انْصَرَفَ

"ایک بزرگ فرماتے ہیں میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبرِ انور پر حاضر ہوئے تو کھڑے ہو گئے اور اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھا دیا یہاں تک کہ میں نے گمان کیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نماز شروع کرنے لگے ہیں پس آپ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام عرض کیا اور پھر تشریف لے گئے۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۵۵ دار الکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال شریف کے بعد بھی تعظیم و تکریم کے غایت درجہ کے معتقد ہیں کہ دیکھنے والا نماز پڑھنے کا گمان کر رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ ان حضرات کے عقیدے کے مہکتے گلستان کی خوشبو ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

اب آسمانِ صحابیت کے درخشندہ ستارے، عظیم محدث اور ذخیرہ حدیث کو سب سے زیادہ روایت کرنے والے اس عظیم المرتبت جلیل القدر صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدۂ تعظیم پڑھئے جنہیں "ابوہریرہ" کے لقب سے پہچانا جاتا ہے۔ آج اکثریت آپ رضی اللہ عنہ کے نام کو نہیں جانتی حالانکہ آپ رضی اللہ عنہ کا نام عبدالرحمن ہے لیکن جب آپ رضی اللہ عنہ کا لقب ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) لیا جائے تو ہر کسی کی توجہ کا مرکز آپ رضی اللہ عنہ کی ذاتِ گرامی

Marfat.com

ہی ہوتی ہے گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا لقب آپ رضی اللہ عنہ کے اسم گرامی سے زیادہ مشہور ہے۔اس لقب مبارک کی شہرت کا سبب ہی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کو واضح کرتا ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا تو آپ رضی اللہ عنہ کو یہ رسول اللہ ﷺ کی عطا کردہ نسبت اتنی پسند آئی کہ بعد میں اسی کو پسند فرمایا یہاں تک کہ لوگ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام ہی بھول گئے۔

رسول اللہ ﷺ کا ادب:

عَنْ اَبِیْ رَافِعٍ رضی اللہ عنہ عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقِيَهُ فِيْ بَعْضِ طَرِيْقِ الْمَدِيْنَةِ وَهُوَ جُنُبٌ فَانْتَجَسْتُ مِنْهُ فَذَهَبْتُ فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ جَاءَ فَقَالَ اَيْنَ كُنْتَ يَا اَبَاهُرَيْرَةَ؟ قَالَ كُنْتُ جُنُبًا فَكَرِهْتُ اَنْ اُجَالِسَكَ وَاَنَا عَلٰى غَيْرِ طَهَارَةٍ فَقَالَ سُبْحَانَ اللهِ اِنَّ الْمُؤْمِنَ لَا يَنْجُسُ

"حضرت ابو رافع رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں مدینہ طیبہ کے بازار میں رسول اللہ ﷺ تشریف لا رہے ہیں آگے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ آجاتے ہیں۔اس وقت حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ جنبی تھے تو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں آپ ﷺ سے چھپ گیا۔پھر جا کر غسل کیا پھر رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو مدنی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ)! کہاں گئے تھے؟ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ عرض کرتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ! مجھ پر غسل فرض تھا اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا کہ ناپاکی کی حالت میں آپ ﷺ کے ساتھ بیٹھوں۔محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا سبحان اللہ! مومن ناپاک نہیں ہوتا۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۴۲ قدیمی کتب خانہ کراچی حدیث ۲۸۳، سنن ابی داؤد کتاب الطہارۃ باب فی الجنب یصافح رقم الحدیث ۲۳۱)

میرے بھائیو! آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ پر غسل فرض ہے تو محبوب ﷺ سے ملاقات نہیں کر رہے۔آخر ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ یہ تو جانتے تھے کہ احتلام وغیرہ کی وجہ سے غسل فرض ہو تو یہ نجاست تو ہے لیکن نجاست حکمی ہے حقیقی اور حسی نہیں۔وہ نجاست حقیقی ہے جس سے دوسرا بندہ کراہت محسوس کرتا ہے

Marfat.com

یہ حکمی ہے جس کا اثر دوسرے تک نہیں پہنچتا۔اس کے باوجود وہ کون سی چیز تھی جس نے ایسی حالت میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے سے دور رکھا وہ صرف رسول محترم صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام تھا۔

اگر ویسے دیکھ لیا جائے تو اسلام کی شروعات تھیں نئے نئے مسئلے معلوم کرنے کی ضرورت ہوتی تھی۔اس نیت سے ہی ملاقات کر لیتے کہ اگر اس حالت میں ملاقات ناجائز ہوئی تو پتہ چل جائے گا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ادب نے ان سارے خیالات سے باز رکھا۔اب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اتنا پسند آیا کہ نہ ڈانٹا ہے اور نہ زجر وتوبیخ فرمائی بلکہ پسند فرماتے ہوئے مسئلہ بیان فرما دیا کہ اس حالت میں ملنے میں کوئی حرج نہیں ہے تو اب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا نظریہ تعظیم ہمارے لئے مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے کہ ہم اس کی روشنی میں محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی منازل طے کرتے رہیں۔

اس حدیث کی شرح میں امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فِيهِ اِسْتِحْبَابُ اِحْتِرَامِ اَهْلِ الْفَضْلِ وَاَنْ يُّوَقِّرَهُمْ جَلِيْسُهُمْ وَمَصَاحِبُهُمْ

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ عظمت و بزرگی والے لوگوں کا ادب کرنا مستحب ہے اور یہ کہ ان کے پاس بیٹھنے والا ان کی تعظیم کرے۔(عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۳۵۹ دار احیاء تراث عربی بیروت)

مدینہ کے ہرن کا احترام:

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی وجہ سے حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ مدینہ کے ہرن کا بھی ادب کرتے تھے چنانچہ حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّهُ كَانَ يَقُوْلُ لَوْ رَءَيْتُ الظِّبَاءَ بِالْمَدِيْنَةِ تَرْتَعُ مَا ذَعَرْتُهَا قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا حَرَامٌ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اگر میں مدینہ کے ہرن کو دیکھوں کہ وہ چر رہا

Marfat.com

ہے تو میں اس کو ڈراتا نہیں (اس لئے کہ) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مدینہ کی دو وادیوں (شرقی اور غربی) کے درمیان والی جگہ حرم ہے۔"

(صحیح البخاری جلد ۱ صفحہ ۲۵۲ رقم الحدیث قدیمی کتب خانہ کراچی)

نسبت رسول ﷺ کی تعظیم:

عمدۃ القاری میں امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں۔

قَدْ سَأَلَ اَبُوْهُرَيْرَةَ الْحَسَنَ رضی اللہ عنہما اَنْ يَّكْشِفَ لَهُ الْمَكَانَ الَّذِیْ قَبَّلَهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلَهُ تَبَرُّكًا بِاٰثَارِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ وہ اپنی وہ جگہ ننگی کریں جہاں ان کو رسول اللہ ﷺ نے چوما تھا تاکہ رسول اللہ ﷺ کے چومنے کی جگہ کو چوم لیں۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ نے اپنی اس جگہ سے کپڑا اٹھایا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے آثار اور اولادِ پاک سے برکت حاصل کرنے کے لئے امام حسن رضی اللہ عنہ کی اس جگہ کو چوم لیا۔"

(عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۳۴۵ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نسبت رسول ﷺ احترام کر رہے ہیں وہاں ساتھ ہی یہ بھی پتہ چلا کہ صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار کے درمیان محبّت کی فضا قائم تھی کہ امام حسن رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو، پیشانی کو، پاؤں کو، کسی عضو کو بھی چومتے تو نسبت رسول ﷺ کا احترام تو تھا ہی لیکن خاص اس جگہ کا بوسہ لینا جہاں نبی کریم ﷺ کے ہونٹ لگے ہیں کمال درجہ کی تعظیم اور محبوب ﷺ کی آل سے محبت ہے گویا کہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُرْبٰى

"یعنی اے محبوب فرمادو میں تم سے اس پر کچھ اجر نہیں مانگتا مگر یہ کہ میرے قرابت داروں سے مودّت کرنا"

Marfat.com

پر عمل کر رہے تھے۔

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ وہ صحابی ہیں کہ مکہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرما کر سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو میزبانی کا شرف بخشا تھا۔ اسی حوالے سے حضرت علامہ عبدالمصطفیٰ اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑا ہی پیارا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ

۱۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرتِ مدینہ کے وقت حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر میں قیام فرمایا تو ملاقات کرنے والوں کی آسانی کے لئے محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے نیچے والی منزل میں قیام کو پسند فرمایا۔ مجبوراً حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ اوپر والی منزل پر رہے۔ ایک مرتبہ اتفاقاً پانی والا گھڑا ٹوٹ گیا تو اس اندیشہ سے کہ کہیں پانی بہہ کر نیچے والی منزل میں نہ چلا جائے اور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ پہنچ جائے۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ گھبرا گئے اور سارا پانی اپنے لحاف میں جذب کرلیا۔ گھر میں بس ایک ہی رضائی تھی جو گیلی ہوگئی۔ رات بھر میاں بیوی سردی میں رہے مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذرہ برابر تکلیف پہنچے یہ گوارا نہیں کیا۔

غرض بے پناہ ادب واحترام اور عقیدت ومحبت کے ساتھ سلطانِ دارین صلی اللہ علیہ وسلم کی مہمان نوازی اور میزبانی کے فرائض ادا کرتے رہے۔ (کراماتِ صحابہ رضی اللہ عنہم صفحہ ۱۳۷ پروگریسو بکس لاہور)

۲۔ اسی طرح تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا واقعہ مسلم شریف میں ہے چنانچہ

عَنْ اَبِیْ اَیُّوْبَ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَزَلَ عَلَیْهِ فَنَزَلَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی السِّفْلِ وَاَبُوْ اَیُّوْبَ فِی الْعُلُوِّ فَانْتَبَهَ اَبُوْ اَیُّوْبَ لَیْلَةً فَقَالَ نَمْشِیْ فَوْقَ رَأْسِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَتَنَحَّوْا فَبَاتُوْا فِیْ جَانِبٍ ثُمَّ قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلسِّفْلُ اَرْفَقُ فَقَالَ لَا اَعْلُوْا سَقِیْفَةً اَنْتَ تَحْتَهَا

Marfat.com

فَتَحَوَّلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْعِلْوِ وَاَبُو اَيُّوبَ فِي السِّفْلِ فَكَانَ يَصْنَعُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا فَإِذَا جِيئَ بِهِ اِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ اَصَابِعِهِ فَيَتَتَبَّعُ مَوْضِعَ اَصَابِعِهِ فَصَنَعَ لَهُ طَعَامًا فِيهِ ثُوْمٌ فَلَمَّا رُدَّ اِلَيْهِ سَأَلَ عَنْ مَوْضِعِ اَصَابِعِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقِيلَ لَهُ لَمْ يَأْكُلْ فَفَزِعَ وَصَعِدَ اِلَيْهِ فَقَالَ اَحَرَامٌ هُوَ؟ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا وَلٰكِنِّي اَكْرَهُهُ قَالَ فَإِنِّي اَكْرَهُ مَا تَكْرَهُ اَوْ مَا كَرِهْتَ قَالَ وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُؤْتٰى بِالْوَحْيِ

"حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ہجرت فرما کر) محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے پاس قیام فرمایا تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم مکان کی نیچے والی منزل پر تشریف فرما ہوئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ اوپر والے حصہ میں رہنے لگے۔ رات کو حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو سوچا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوپر چلتے ہیں پس جدا ہوئے اور مکان کے ایک کونے میں رات گزار دی۔ پھر صبح محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سارا ماجرا عرض کر دیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نیچے والے حصہ میں ہمارے لئے زیادہ آسانی ہے۔ اس پر عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! جس چھت کے نیچے آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوں میں تو اس چھت کے اوپر نہیں رہوں گا پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوپر والے حصہ میں تشریف لے گئے اور حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نیچے والے حصہ میں رہنے لگے۔ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا کرتے تھے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا بچا ہوا کھانا جب حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کے پاس آتا تو پوچھتے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کس جگہ ہاتھ رکھ کر کھانا تناول فرمایا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ اسی جگہ سے ہی کھاتے۔ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے کھانا تیار کیا جس میں لہسن تھا۔ جب کھانا واپس آیا تو پوچھا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے کس طرف سے تناول فرمایا ہے؟ تو بتایا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو کھانا تناول ہی نہیں فرمایا۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ گھبرا

Marfat.com

گئے اور اوپر خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا یہ حرام ہے؟ فرمایا نہیں لیکن میں اس کو ناپسند کرتا ہوں اس پر حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ نے عرض کی جس چیز کو آپ ﷺ ناپسند فرمائیں میں بھی اسے ناپسند کرتا ہوں۔ راوی فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ پر وحی آتی تھی۔" (صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے تین فائدے حاصل ہوئے۔

ا۔ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم مختلف جہتوں سے واضح ہوا وہ اس طرح کہ منزل کے نچلے حصہ میں رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہوں تو اوپر والے حصہ میں رہنے کو ناپسند کرنا یہ تعظیم ہے اور ساری رات ایک کونے میں کھڑے ہو کر گزار دینا بھی تعظیم ہے اس کے علاوہ درمیان میں چھت کا پردہ بھی ہے پھر بھی منصب نبوت کا ادب آرام کے مانع ہے جس سے معلوم ہوا کہ معظم یعنی جس کی تعظیم کی جائے کا سامنے موجود ہونا ضروری نہیں۔

۲۔ جس جگہ رسول اللہ ﷺ کا ہاتھ مبارک لگے تلاش وجستجو سے اسی جگہ سے کھانا یہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے برکت وتبرک کے عقیدے کو واضح کرتا ہے حالانکہ کھانا جب رسول اللہ ﷺ سے بچ کر آیا ہے تو اس میں یقیناً برکت ہی برکت ہے پھر بھی آپ ﷺ کی مبارک انگلیوں کے لگنے کی جگہ کو تلاش کرنا بطورِ تبرک بھی ہے اور نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم بھی ہے۔

۳۔ رسول اللہ ﷺ کے کھانا تناول نہ فرمانے کی وجہ سے بے چین ہونا اور جسے محبوب ﷺ ناپسند کریں اسے ناپسند کرنا یہ طرزِ عمل واضح کرتا ہے کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کی رضا وخوشنودی مقصود تھی۔

۴۔ قبرِ رسول ﷺ کی تعظیم:

تعظیم کا ایک بڑا حسین واقعہ ہے جس کو امام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

عَنْ دَاوٗدَ بْنِ اَبِیْ صَالِحٍ قَالَ ثُمَّ اَقْبَلَ مَرْوَانُ یَوْمًا فَوَجَدَ رَجُلًا وَاضِعًا

Marfat.com

وَجْهَهُ عَلَى الْقَبْرِ فَقَالَ اَتَدْرِيْ مَا تَصْنَعُ فَاَقْبَلَ عَلَيْهِ فَاِذَا هُوَ اَبُو اَيُّوْبَ فَقَالَ نَعَمْ جِئْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَمْ اٰتِ الْحَجَرَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ لَا تَبْكُوْا عَلَى الدِّيْنِ اِذَا وَلِيَهُ اَهْلُهُ وَلٰكِنِ ابْكُوْا عَلَى الدِّيْنِ اِذَا وَلِيَهُ غَيْرُ اَهْلِهِ

"حضرت داؤد بن ابی صالح رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں ایک دن مروان بن حکم اموی خلیفہ آیا تو اس نے ایک آدمی کو رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر اپنا چہرہ رکھے ہوئے پایا تو مروان نے اس کی گردن سے پکڑ کر کہا تو جانتا ہے کہ کیا کر رہا ہے؟ جب اس آدمی نے مڑ کر دیکھا تو وہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تھے۔ مروان سے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا ہے کہ دین پر مت رویا کرو جب اس کا ولی اہل ہو لیکن اس وقت رویا کرو جب اس کا ولی نااہل ہو۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، المستدرک جلد ۴ صفحہ ۵۶۰ رقم الحدیث ۸۵۷۱، مسند امام احمد رقم الحدیث ۲۳۶۳۳، المعجم الاوسط جلد ۱۰ صفحہ ۱۴۴ رقم الحدیث ۹۳۶۶، تاریخ دمشق جلد ۵۷ صفحہ ۲۴۹ دار الفکر بیروت، مجمع الزوائد جلد ۵ صفحہ ۲۴۵، معجم الکبیر جلد ۴ صفحہ ۱۵۸ رقم الحدیث ۳۹۹۹)

اس روایت سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر حاضری دینا بھی موجب ثواب ہے اور اس کی تعظیم بھی جائز ہے جیسا کہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے عمل مبارک سے ثابت ہوا۔

اور ساتھ ہی جو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا تو اس سے پتہ چلا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی طرف منہ کرنے کو شرک کہنا اور قبر انور کو بتوں سے تشبیہ دینا حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدے سے انحراف اور کھلی بغاوت ہے جیسا کہ آج کل حج اور عمرہ کرنے والوں کو جو لٹریچر دیا جاتا ہے اس میں یہی بات باور کرائی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی طرف منہ کرنا شرک ہے جس طرح کہ مشاہداتِ معصومیہ میں ہے۔

Marfat.com

فَالَّذِیْ یَتَوَجَّهُ اِلَی الْقَبْرِ وَلَوْ قَبْرُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ اِتَّخَذَهٗ قِبْلَةً وَّ كَعْبَةً وَذٰلِكَ عَیْنُ الشِّرْكِ الْاَكْبَرِ وَعَیْنُ عِبَادَةِ الْاَوْثَانِ

"جو قبر کی طرف متوجہ ہوا اگرچہ رسول اللہ ﷺ کی قبر ہی کیوں نہ ہو پس اس نے اسے قبلہ اور کعبہ بنالیا تو یہ سب سے بڑا شرک ہے اور ہو بہو بتوں کی عبادت ہے۔"

(مشاہداتِ معصومیہ صفحہ ۷ مطبوعہ سعودی حکومت)

اسی طرح صفحہ ۶ پر لکھا ہے۔

اَمَّا التَّوَجُّهُ اِلٰی قَبْرِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ كُلِّ نَوَاحِی الْمَسْجِدِ كُلَّمَا دَخَلَ الْمَسْجِدَ اَوْ كُلَّمَا فَرَغَ مِنَ الصَّلَاةِ فَلَیْسَ مِنْ دِیْنِ الْاِسْلَامِ اَصْلًا بَلْ مِنْ شِعَارِ عُبَّادِ الْاَوْثَانِ وَالْمُشْرِكِیْنَ قَطْعًا

"رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی طرف رخ کرنا مسجد کے تمام کونوں سے مسجد میں داخل ہوتے وقت یا نماز سے فارغ ہو کر یعنی کہیں سے اور کسی وقت اس کا دین اسلام سے بالکل تعلق نہیں بلکہ بتوں کی پوجا کرنے والوں اور مشرکین کے طریقے سے یقینی طور پر ہے۔" (مشاہداتِ معصومیہ صفحہ ۶ حکومت سعودیہ)

تو زندہ ہے واللہ:

اس گذشتہ روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ قبر انور میں حیاتِ حقیقی حسی وجسمانی کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں اسی لئے تو فرما رہے تھے کہ

جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا ہوں۔"

تفسیر روح المعانی میں سورۃ الاحزاب کی آیت ۴۰ کے تحت لکھا ہے کہ:

اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ بِجَسَدِهٖ وَرُوْحِهٖ وَاَنَّهٗ یَتَصَرَّفُ وَیَسِیْرُ حَیْثُ شَاءَ فِیْ اَقْطَارِ الْاَرْضِ وَفِی الْمَلَكُوْتِ وَذَهَبَ اَیِ الْاِمَامُ جَلَالُ

Marfat.com

الدِّیْنِ السُّیُوْطِیُّ اِلٰی نَحْوِ ھٰذَا فِیْ سَائِرِ الْاَنْبِیَاءِ علیہم السلام فَقَالَ اِنَّھُمْ اَحْیَاءٌ رُدَّتْ اِلَیْھِمْ اَرْوَاحُھُمْ بَعْدَ مَا قُبِضُوْا وَاُذِنَ لَھُمْ فِی الْخُرُوْجِ مِنْ قُبُوْرِھِمْ وَالتَّصَرُّفِ فِی الْمَلَکُوْتِ الْعَلْوِیِّ وَالسِّفْلِیِّ

"بے شک نبی کریم ﷺ اپنی روح پاک اور جسم اقدس کے ساتھ قبر انور میں زندہ ہیں اور زمین و آسمان میں جہاں چاہتے ہیں تشریف لے جاتے ہیں اور جیسے چاہتے ہیں کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ تو یہ بات سارے انبیاء کرام علیہم السلام کے بارے میں فرماتے ہیں کہ سارے نبی زندہ ہیں ان کی ارواح مقدسہ کو قبض کرنے کے بعد دوبارہ جسم میں لوٹا دیا گیا ہے اور ان کو قبروں سے باہر تشریف لانے کی بھی اجازت دی گئی ہے اور عالم علوی اور سفلی سب میں تصرف کی بھی اللہ تعالیٰ نے اجازت عطا فرمائی ہے۔" (تفسیر روح المعانی)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَی الْاَرْضِ اَنْ تَاْکُلَ اَجْسَادَ الْاَنْبِیَاءِ علیہم السلام فَنَبِیُّ اللّٰہِ حَیٌّ یُّرْزَقُ

"بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسم کو کھائے اللہ کا نبی زندہ ہوتا ہے اور اس کو رزق دیا جاتا ہے۔"

(سنن ابن ماجہ کتاب الجنائز ذکر وفاتہ و دفنہ رقم الحدیث ۱۶۳۷)

مسند ابی یعلی کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَلْاَنْبِیَاءُ اَحْیَاءٌ فِیْ قُبُوْرِھِمْ یُصَلُّوْنَ

"انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں ادا فرماتے ہیں۔"

(مسند ابی یعلی رقم الحدیث ۳۴۸۲)

یہ تو ضمنی طور پر دو تین باتیں عرض کی ہیں ورنہ اس کے علاوہ ایسے بہت سے دلائل ہیں جو قرآن و حدیث میں موجود ہیں جن سے انبیاء کرام علیہم السلام کا زندہ ہونا ثابت ہوتا ہے اور خود رسول اللہ ﷺ کا حیاتِ

Marfat.com

حقیقی، حسی و جسمانی کے ساتھ زندہ ہونا اظہر من الشمس ہے۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق بخشش)

جس کے حضور ﷺ ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا:

کسی نے کیا خوب حقیقت بیان کی ہے کہ۔

دامن مصطفیٰ ﷺ سے جو لپٹا یگانہ ہو گیا
جس کے حضور ﷺ ہو گئے اس کا زمانہ ہو گیا

یہی صورتحال حضرت سیدنا ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کے وصال باکمال کے بعد آپ ﷺ کی قبر انور کی تعظیم کرتے ہیں اور اس سے برکت حاصل کرتے ہیں تو اس کا ایک بدلہ ملا ہے کہ لوگوں کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کی عظمت بٹھا دی ہے کہ لوگوں کی مشکلیں اس کی برکت سے حاصل ہوتی ہیں۔

امام حاکم نے یوں بیان کیا ہے کہ:

اَبُوْ اَیُّوْبَ الْاَنْصَارِیُّ غَزٰی فِیْ خِلَافَةِ مُعَاوِیَةَ فَقُتِلَ هُنَاكَ وَدَفَنَهُ الْمُسْلِمُوْنَ فِیْ وَصْلِ سُوْرِ الْبَلَدِ قَالَ الرَّاوِیُّ فَالرُّوْمُ یَزُوْرُوْنَ قَبْرَهٗ وَیَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ اِذَا قُحِطُوْا

"حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد کے لئے گئے اور وہیں شہید ہو گئے۔ مسلمانوں نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہر کی فصیل (حفاظتی دیوار) کے قریب دفن کر دیا۔

راوی فرماتے ہیں کہ روم کے لوگ ہمیشہ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کو جاتے اور جب قحط پڑتا تو آپ رضی اللہ عنہ کی قبر پر جا کر اس کے وسیلہ سے بارش

Marfat.com

مانگتے۔" (مستدرک الحاکم جلد ۳ صفحہ ۴۵۸)

اسی طرح امام عبد البر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَقَبْرُ اَبِیْ اَیُّوْبَ قُرْبَ سُوْرِهَا مَعْلُوْمٌ ... یَسْتَسْقُوْنَ بِهٖ فَیُسْقَوْنَ

"حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ کی قبر مبارک قلعہ کی فصیل کے قریب ہے سب کو معلوم ہے۔ وہاں پہنچ کر لوگ اس قبر کے وسیلے سے بارش کی دعا کرتے ہیں تو ان پر بارش نازل ہو جاتی ہے۔"

(عمدۃ القاری جلد ۲ رقم الحدیث ۱۴۴ صفحہ ۲۴۰، الاستعیاب فی معرفۃ الاصحاب جلد ا صفحہ ۴۰۵)

امام اہل سنت سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مومن ان کا کیا ہوا اللہ اس کا ہو گیا
کافر ان سے کیا پھرا اللہ ہی سے پھر گیا

وہ کہ اس در کا ہوا خلق خدا اس کی ہوئی
وہ کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا

(حدائق بخشش صفحہ ۵۳ مکتبۃ المدینہ)

حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

ا۔ نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے عقیدہ تعظیم کو سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں بیان فرمایا ہے چنانچہ نقل فرماتے ہیں کہ:

عَنْ اَبِیْ رَزِیْنٍ قَالَ قِیْلَ لِلْعَبَّاسِ اَنْتَ اَکْبَرُ اَوِالنَّبِیُّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ هُوَ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَوُلِدْتُّ قَبْلَهٗ

"حضرت ابو رزین رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں؟ تو فرمایا بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں لیکن پیدائش میری پہلے ہوئی ہے۔"

(فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۲۰۰ رقم الحدیث ۱۸۳۱ دار ابن جوزی، مستدرک الحاکم جلد ۲ صفحہ ۳۲۰، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۷، سیر الاعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

میرے بھائیو! سائل نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے جو سوال کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بڑے ہیں تو اس سوال سے سائل کا مقصد یہ تھا کہ عمر کس کی زیادہ ہے؟ آگے سے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے جس پیرائے میں جواب دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی بڑے ہیں لیکن پیدا میں پہلے ہوا ہوں تو سوال میں دو شقیں تھیں آپ رضی اللہ عنہ بڑے ہیں یا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم؟ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے جواب سے واضح کیا کہ "یا" کہہ کر دو شقیں نہ بناؤ بلکہ بڑے تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اگرچہ عمر میری زیادہ ہے مگر "اکبر" تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں تو یہ انداز حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی کمال درجہ تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کر رہا ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے بارے میں

رُدُّوْا اِلَیَّ اَبِیْ عَبَّاسٍ

میرے اباجان عباس (رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس لاؤ۔ اور

عَمُّ الرَّجُلِ صِنْوُ اَبِیْہِ

بندے کا چچا اس کے باپ کی مثل ہوتا ہے فرما رہے ہیں۔ اتنی عظمت ہونے کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب کر کے بتا دیا کہ مقام رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب سے آگاہی کا یہی تقاضہ ہے۔

یہی مفہوم حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والی روایت کا ہے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے قباث بن اشیم رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔

اَنْتَ اَکْبَرُ اَوِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

آپ بڑے ہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم؟ تو اس پر حضرت قباث رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

رَسُوْلُ اللّٰہِ اَکْبَرُ مِنِّیْ وَاَنَا اَقْدَمُ فِی الْمِیْلَادِ

بڑے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن پیدا میں پہلے ہوا ہوں۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۳۳ دار ابن کثیر بیروت، جامع الآثار فی مولد النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۱ صفحہ ۷۶۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۱ صفحہ ۷۷ بیروت، ترجمان السنۃ جلد ۳ صفحہ ۵۵۸ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

Marfat.com

۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے:

حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ تو منصب نبوت کے آداب کا لحاظ رکھتے تھے خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عزت کرتے تھے تاکہ تعظیم اکابر کا امت میں جذبہ پیدا ہو۔

چنانچہ امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل کرتے ہیں۔

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ مَا رَءَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُكْرِمُ اَحَدًا مَّا يُكْرِمُ الْعَبَّاسَ

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کسی کی اتنی عزت کرتے نہیں دیکھا جتنی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی عزت کیا کرتے تھے۔"

(معجم الاوسط جلد ۵ صفحہ ۱۶۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اسی مفہوم کی حدیث فضائل صحابہ رضی اللہ عنہم میں بھی ہے کہ:

قَالَ كُرَيْبٌ مَوْلَى بْنِ عَبَّاسٍ اِنْ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيُجِلُّ الْعَبَّاسَ اِجْلَالَ الْوَلَدِ وَالِدًا اَوْ عَمًّا

"حضرت کریب، ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی تعظیم اس طرح کرتے تھے جس طرح بیٹا اپنے باپ یا چچا کی تعظیم کرتا ہے۔" (فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۸۶ دار ابن جوزی رقم الحدیث ۱۷۹۹)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل پیرا ہوتے ہوئے اپنے بزرگوں کی عزت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

ا۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

امیر المومنین فی الحدیث سیدنا امام محمد بن اسماعیل البخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم پر مبنی ایک روایت نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةً فَلَمْ يَزَلْ قَائِمًا حَتّٰى هَمَمْتُ بِاَمْرِ سُوْءٍ قُلْنَا مَا هَمَمْتَ قَالَ هَمَمْتُ اَنْ اَقْعُدَ وَاَذَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک رات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تہجد کے نوافل پڑھ رہا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (قرأت کر کے) قیام کو لمبا کر دیا یہاں تک کہ میں نے (تھک کر) برا ارادہ کر لیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے پوچھا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے وہ برا ارادہ کیا کیا تھا؟ فرمایا میں نے ارادہ کیا کہ بیٹھ جاؤں اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دوں یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے رہیں۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۵۲ کتاب تہجد باب طول الصلوٰۃ فی قیام اللیل)

اس روایت میں سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ جس کو برا ارادہ کہہ رہے ہیں اس میں ادب کے ترک کرنے کا پہلو نکلتا ہے اگرچہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہے جیسا کہ اس حدیث کی شرح میں امام المحدثین امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

هٰذَا السُّوْءُ مِنْ جِهَةِ تَرْكِ الْاَدَبِ وَصُوْرَةِ الْمُخَالِفَةِ وَاِنْ كَانَ الْقُعُوْدُ جَائِزًا فِي النَّفْلِ مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ

"یہ جو ارادہ کا برا ہونا کہا ادب کے پہلو کے ترک کی وجہ سے ہے اور اس میں صورۃً مخالفت لازم آتی ہے اگرچہ قیام پر قدرت کے باوجود نفل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔"

(عمدۃ القاری جلد ۷ صفحہ ۲۷۵)

Marfat.com

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اتنا ارادہ کیا کہ میں تھک گیا ہوں بیٹھ کر پڑھ لیتا ہوں لیکن پھر سوچا کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے محبوب ﷺ کھڑے ہو کر نماز پڑھیں اور میں بیٹھ کر پڑھوں اگر چہ بیٹھ کر پڑھنا بھی جائز ہی کیوں نہ ہو۔ اس طرح نماز میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کر کے یہ بتا دیا کہ نماز میں رسول اللہ ﷺ کا خیال تعظیم سے آئے تو نماز نہیں ٹوٹتی بلکہ قبولیت کی منازل کو پا لیتی ہے۔

۲۔ اسی طرح ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔

عَنِ قَاسِمِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ قَالَ كَانَ عَبْدُ اللهِ يُلْبِسُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَعْلَيْهِ ثُمَّ مَشٰى اَمَامَهٗ بِالْعَصَا حَتّٰى اِذَا اَتٰى مَجْلِسَهٗ نَزَعَ نَعْلَيْهِ فَاَدْخَلَهُمَا فِيْ ذِرَاعَيْهِ وَاَعْطَاهُ الْعَصَا فَاِذَا اَرَادَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ يَّقُوْمَ اَلْبَسَهٗ نَعْلَيْهِ ثُمَّ مَشٰى بِالْعَصَا اَمَامَهٗ حَتّٰى يَدْخُلَ الْحُجْرَةَ قَبْلَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

”حضرت قاسم بن عبدالرحمن رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، رسول اللہ ﷺ کو جوتا مبارک پہنایا کرتے تھے پھر عصا (ڈنڈا) مبارک لے کر آگے آگے چلتے، جب رسول اللہ ﷺ اپنی نشست پر تشریف فرما ہوتے تو جوتا اتار دیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نعلین شریف اٹھا کر اپنی آستینوں یعنی بغلوں میں رکھ لیتے اور عصا مبارک رسول اللہ ﷺ کو دے دیتے۔ جب رسول اللہ ﷺ اٹھنے کا ارادہ فرماتے تو حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کو نعلین شریف پہناتے اور عصا مبارک پکڑ کر آگے آگے چلتے یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے حجرہ میں داخل ہو جاتے۔“

(صفۃ الصفوۃ ذکرہ قربہ من رسول اللہ ﷺ جلد ۱ صفحہ ۳۹۷، تاریخ مدینہ لابن شبہ النمیری جلد ۱ صفحہ ۳۰۳ مکتبہ شاملہ)

میرے بھائیو! رسول اللہ ﷺ کو جوتا مبارک پہنانا، عصا مبارک اٹھا کر بغرضِ حفاظت رسول اللہ ﷺ کے آگے چلنا اور نعلین شریف کو اتارنے پر ان کو اٹھا کر اپنی بغلوں میں بہ نیت حفاظت رکھنا یہ

Marfat.com

تمام امور سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عقیدہ تعظیم نبی ﷺ کو بیان کر رہے ہیں۔

۳۔ یہی وجہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ "صاحب نعل رسول ﷺ" کے لقب سے ملقب تھے جیسا کہ ایک روایت میں ہے حضرت عبداللہ بن شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰہِ کَانَ صَاحِبَ الْوِسَادِ وَالسِّوَاکِ وَالنَّعْلَیْنِ

"حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا لقب صاحب وسادہ رسول، صاحب سواک رسول اور صاحب نعل رسول ﷺ تھا۔" (صفۃ الصفوۃ ذکر قربہ رسول اللہ ﷺ جلد ۱ صفحہ ۳۹۷)

۴۔ اسی طرح حضرت ابو ملیح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ اَنَّہٗ کَانَ یُوْقِظُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا نَامَ وَیَسْتُرُہٗ اِذَا اغْتَسَلَ وَیَمْشِیْ مَعَہٗ فِی الْاَرْضِ وَحْشًا

"حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہوتے تو اٹھانے کی ذمہ داری عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی تھی اور جب محبوب ﷺ غسل فرماتے تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پردہ کر کے کھڑے رہتے اور خوفناک جگہ پر رسول اللہ ﷺ کی حفاظت کے لئے ساتھ ساتھ چلتے۔"

(صفۃ الصفوۃ ذکر قربۃ رسول اللہ ﷺ جلد ۱ صفحہ ۳۹۷)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

جالوں پر جال پڑ گئے للہ وقت ہے

۱۔ مشکل کشائی آپ کے ناخن اگر کریں:

کاتب وحی، خال المومنین (مومنوں کے ماموں) اور قطعی جنتی حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم پر مبنی روایت کو حافظ ابن عبدالبر نے لکھا ہے کہ جب حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا وصال شریف کا وقت قریب آیا تو وصیت فرمائی۔

اِنِّیْ صَحِبْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ لِحَاجَۃٍ فَاتَّبَعْتُہٗ

Marfat.com

بِاِدَاوَةٍ فَكَسَانِيْ اَحَدُ ثَوْبَيْهِ الَّذِيْ كَانَ عَلٰى جِلْدِهٖ فَخَبَأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ وَ اٰخُذُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَظْفَارِهٖ وَشَعْرِهٖ ذَاتَ يَوْمٍ فَأَخَذْتُهُ وَ خَبَأْتُهُ لِهٰذَا الْيَوْمِ فَاِذَا اَنَا مُتُّ فَاجْعَلْ ذٰلِكَ الْقَمِيْصَ دُوْنَ كَفَنِيْ مِمَّا يَلِيْ جِلْدِيْ وَخُذْ ذٰلِكَ الشَّعْرَ وَالْاَظْفَارَ فَاجْعَلْهُ فِيْ فَمِيْ وَعَلٰى عَيْنَيَّ وَمَوَاضِعِ السُّجُوْدِ مِنِّيْ فَاِنْ نَّفَعَ شَيْءٌ فَذَاكَ وَاِلَّا فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

"(خود فرماتے ہیں) ایک دن میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ آپ ﷺ قضائے حاجت کے لئے تشریف لے گئے۔ میں لوٹا لے کر محبوب ﷺ کے ساتھ چلا گیا تو محبوب ﷺ نے اپنا کرتا مجھے عطا فرما دیا جو میں نے آج کے دن کے لئے سنبھال کر رکھا تھا اور ایک دن رسول اللہ ﷺ نے اپنے ناخن مبارک کٹوائے اور بال مبارک ترشوائے تو میں نے وہ لے لئے اور آج کے دن کے لئے سنبھال کر رکھے تھے لہٰذا جب میں مر جاؤں تو رسول اللہ ﷺ کی عطا کی ہوئی مقدس قمیص کو میرے کفن میں رکھ دینا اور بال مبارک اور ناخن پاک کو میرے منہ اور میری آنکھوں اور میرے سجدے کی جگہوں پیشانی وغیرہ پر ان کو رکھ دینا اگر فائدہ ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔"

(الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب ترجمہ معاویہ بن ابی سفیان)

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ وہ عظمت والے صحابی ہیں جن کو نبی کریم ﷺ نے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ هَادِيًا مَّهْدِيًّا

"اے اللہ! امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ) کو ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا دے۔"

فرما کر دعا دی۔

اتنی عظمت و شان کے حامل و جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کے پیش نظر تبرکاتِ نبوی ﷺ کو ساری زندگی سنبھال کر رکھا اور پھر بوقت وصال کفن میں رکھنے اور اعضائے بدن پر

Marfat.com

رکھنے کی وصیت فرما کر عقیدہ واضح کر دیا کہ جس چیز کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو یا جو چیز محبوب ﷺ کے مقدس بدن سے مس ہو جائے وہ قبر میں مشکل کشا بن جاتی ہے تو جن کو رسول اللہ ﷺ "ہادی" کی دعا دے رہے ہوں اگر تبرکاتِ نبوی ﷺ کا فائدہ نہ ہوتا تو وہ کبھی بھی اپنے پاس نہ تو ساری زندگی سنبھال کر رکھتے اور نہ ہی قبر میں ساتھ لے جانے کی وصیت فرماتے۔

اب کوئی یہ دھوکہ دینا چاہے کہ انہوں نے تو فرمایا اگر ان سے فائدہ ہوا تو ٹھیک ہے ورنہ اللہ ہی بخشنے والا ہے۔

میرے بھائیو! حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تو قطعی جنتی ہیں مگر چونکہ آخرت کی نجات ایمان کی سلامتی پر موقوف ہے تو ہمیں یہ درس دینے کے لئے ایسا جملہ ارشاد فرمایا تاکہ پتہ چلے کہ تبرکات بزرگانِ دین بھی اسی وقت نافع ثابت ہوتے ہیں جب اللہ چاہے اور اس سلسلے میں ہمارا نظریہ بھی یہی ہے کہ اللہ چاہے تو اپنے مقبول بندوں کے تبرکات کو مشکل کشا بنا دیتا ہے اور ان کے وسیلہ سے رحمت نازل فرماتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس روایت سے سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا تبرکاتِ نبوی ﷺ سے نفع کی امید رکھنا تو ثابت ہوا۔ اللہ تعالیٰ ہدایت عطا فرمائے۔

۲۔ شبیہہ رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں ایک روایت نقل فرمائی ہے۔

بَلَغَ مُعَاوِيَةَ اَنَّ كَابِسَ بْنَ رَبِيْعَةَ يُشْبِهُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا دَخَلَ عَلَيْهِ مِنْ بَابِ الدَّارِ قَامَ عَنْ سَرِيْرِهٖ وَتَلَقَّاهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ وَاَقْطَعَهُ الْمِرْغَابَ لِشِبْهِهٖ صُوْرَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع ملی کہ حضرت کابس بن ربیعہ رضی اللہ عنہ صورت کے لحاظ سے رسول اللہ ﷺ سے مشابہ ہیں تو جب حضرت کابس رضی اللہ عنہ، حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے گھر کے دروازے سے داخل ہوئے تو حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ اپنے تخت سے اٹھ کھڑے ہوئے، ان کا استقبال کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے

Marfat.com

درمیان بوسہ دیا اور ان کو مرعاب (ایک جگہ کا نام) پر بٹھایا۔ حضرت کابس رضی اللہ عنہ کی تعظیم اس لئے تھی کہ ان کی صورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتی جلتی تھی۔"

(الشفاء الباب الثالث جلد ۲ صفحہ ۳۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے جہاں نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم معلوم ہوئی وہاں یہ بھی پتہ چل گیا کہ کسی معظم دینی یا عالم دین یا والدین کی آمد پر تعظیماً کھڑے ہونا سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا طریقہ ہے یعنی قیامِ تعظیمی کا جواز ثابت ہوا۔

حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

نبی دوعالم، نورِ مجسم، رسولِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا جب وصال ظاہری ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر قیامت قائم ہونے کا منظر تھا، زندگیاں مضطرب ہوئیں، غمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے قرار ہو گئے۔ ان شمع رسالت کے پروانوں میں حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ بھی تھے جو مدینہ طیبہ کی گلیوں میں عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں دیوانہ وار پھرا کرتے تھے۔ آخر کار جدائی کی تاب نہ لا کر مدینہ طیبہ سے ہجرت کر کے ملک شام کے شہر حلب میں چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار فرمائی۔

شام سے مدینہ پہنچے:

ایک دفعہ ایک واقعہ پیش آیا کہ:

اَنَّ بِلَالًا رضی اللہ عنہ رَأٰی فِیْ مَنَامِهِ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ یَقُوْلُ مَا هٰذِهِ الْجَفْوَةُ یَا بِلَالُ؟ اَمَا اٰنَ لَكَ اَنْ تَزُوْرَنِیْ یَا بِلَالُ؟ فَانْتَبَهَ حَزِیْنًا وَجِلًا خَائِفًا فَرَکِبَ رَاحِلَتَهٗ وَقَصَدَ الْمَدِیْنَةَ فَاَتٰی قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ یَبْکِیْ عِنْدَهٗ وَیُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَیْهِ فَاَقْبَلَ الْحَسَنُ وَالْحُسَیْنُ رضی اللہ عنہما فَجَعَلَ یَضُمُّهُمَا وَیُقَبِّلُهُمَا فَقَالَا لَهٗ یَا بِلَالُ نَشْتَهِیْ اَنْ نَّسْمَعَ اَذَانَكَ الَّذِیْ کُنْتَ تُؤَذِّنُ بِهٖ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَسْجِدِ فَفَعَلَ فَعَلَا سَطْحَ الْمَسْجِدِ فَوَقَفَ مَوْقِفَهُ الَّذِیْ کَانَ یَقِفُ فِیْهِ فَلَمَّا اَنْ قَالَ اللّٰهُ اَکْبَرُ اللّٰهُ اَکْبَرُ اِرْتَجَّتِ الْمَدِیْنَةُ فَلَمَّا اَنْ قَالَ

Marfat.com

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اِزْدَادَتْ رَجَّتُهَا فَلَمَّا اَنْ قَالَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَرَجَتِ الْعَوَاتِقُ مِنْ خُدُوْرِهِنَّ وَقَالُوْا بَعَثَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَمَا رُؤِیَ یَوْمَ اَكْثَرُ بَاكِیًا وَّلَا بَالِیَةً بِالْمَدِیْنَةِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ ذٰلِكَ الْیَوْمِ

”حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ کو خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ہوئی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے بلال (رضی اللہ عنہ)! یہ کیا جفا ہے؟ کیا وہ وقت نہیں آیا کہ تم ہماری زیارت کے لئے حاضر ہو جاؤ؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ غمگین ڈرتے ہوئے بیدار ہوئے اور اپنی سواری پر سوار ہو کر مدینہ طیبہ کا رخ کیا۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوئے تو رونا شروع کر دیا اور اپنا چہرہ قبر انور پر ملنے لگے۔ اتنے میں حضرت سیدنا امام حسن اور حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہما تشریف لے آئے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے ان دونوں شہزادوں کو سینے سے لگا لیا اور بوسہ لینا شروع کر دیا۔ دونوں شہزادوں نے فرمایا اے بلال (رضی اللہ عنہ)! ہم تمہاری وہ اذان سننا چاہتے ہیں جو تم رسول اللہ ﷺ کو مسجد شریف میں سنایا کرتے تھے۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے حکم والا کی تعمیل کی اور مسجد کے چبوترے پر چڑھ گئے جس جگہ وہ پہلے کھڑے ہو کر اذان پڑھا کرتے تھے اسی جگہ کھڑے ہو گئے تو جب آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ اکبر اللہ اکبر کی صدا بلند کی تو پورا مدینہ منورہ گونج اٹھا۔ جب کہا اشھدان لاالٰہ الااللہ کہا تو گونج میں اور اضافہ ہو گیا۔ پھر جب اشھدان محمد رسول اللہ پڑھا تو پردے دار عورتیں بھی گھروں سے باہر نکل آئیں (بچے، بوڑھے، جوان سارے ہجر فراق رسول اللہ ﷺ سے بے تاب ہو کر مدینہ طیبہ کے بازاروں میں نکل آئے) اور کہنے لگے رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد یہ وہ دن تھا جس دن سب سے زیادہ (رسول اللہ ﷺ کے فراق میں) آنسو بہائے گئے۔“

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۲ دارالکتب العلمیہ بیروت، شفاء السقام صفحہ ۷ ۴ دارالکتب العلمیہ بیروت، سیر الاعلام النبلاء جلد ۱ صفحہ ۳۵۸ دارالکتب العلمیہ بیروت، نیل الاوطار للشوکانی جلد ۵ صفحہ ۱۸۰)

Marfat.com

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ "وفاء الوفاء" میں فرماتے ہیں کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے یہ اذان مکمل نہیں کی تھی اور آگے اسی جلد کے صفحہ ۲۱۷ پر اس روایت کے بارے میں بھی فرماتے ہیں کہ اِسۡنَادُہٗ جَیِّدٌ اس روایت کی سند جید ہے۔

ماخوذ فوائد:

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ سب سے بنیادی بات یہ ہے کہ سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم کس قدر دل نشین و دل آراء ہے کہ جس قبر میں رسول اللہ ﷺ آرام فرما ہیں اس کی تعظیم کرتے ہوئے اپنے چہرہ کو قبر انور سے مس کر رہے ہیں اور یہ سمجھتے ہیں کہ یہ برکتوں اور رحمتوں کی جگہ ہے۔ اب سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم ہمارے لئے مشعل راہ ہے کہ ہم غلامانِ مصطفیٰ ﷺ رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت کی عزت کریں اگرچہ محبوب ﷺ کی قبر ہی کیوں نہ ہو؟

۲۔ نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کے حوالے سے دوسرا پہلو بھی سامنے آیا کہ جب رسول اللہ ﷺ کے نواسے حضرات حسنین کریمین رضی اللہ عنہما جب تشریف لائے تو حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے سینے سے لگایا اور بوسہ لیا جو کہ آلِ رسول ﷺ کی تعظیم پر واضح دلیل ہے۔

۳۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ حضورِ انور ﷺ زندہ ہیں، حیاتِ حقیقی حسی و جسمانی کے ساتھ قبر انور میں تشریف فرما ہیں اس لئے کہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کا حیاتِ نبوی ﷺ کا عقیدہ نہ ہوتا تو کبھی بھی ملک شام سے اتنا لمبا سفر کر کے زیارت کی نیت سے مدینہ طیبہ حاضر نہ ہوتے۔

کیا خوب فرمایا ہے سیدی حسان الہند، بحر العلوم امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

(حدائق بخشش)

۴۔ حضرت سیدنا بلال حبشی رضی اللہ عنہ، روضہ رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی نیت سے سفر کرنے کو جائز سمجھتے

Marfat.com

تھے اسی لئے تو حاضر ہوئے۔

حضرت امام بکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لَیْسَ اِعْتِمَادُنَا یَعْنِیْ فِی الْاَخْذِ بِذٰلِكَ فِی السَّفَرِ لِلزِّیَارَةِ عَلٰی رُؤْیَا الْمَنَامِ فَقَطْ بَلْ عَلٰی فِعْلِ بِلَالٍ رضی اللہ عنہ سِیَّمَا فِیْ خِلَافَةِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ وَالصَّحَابَةُ مُتَوَافِرُوْنَ وَلَا تَخْفٰی عَنْهُمْ هٰذِهِ الْقِصَّةُ وَرُؤْیَا بِلَالٍ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مُؤَكِّدَةٌ لِّذٰلِكَ

"ہم صرف خواب پر روضہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا سفر کا حکم نہیں لگاتے بلکہ ہمارا اعتماد حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے اس طرح کرنے پر ہے (کہ انہوں نے سفر زیارت کیا ہے) خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود ہیں اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا روضہ اطہر پر حاضری کا واقعہ ان حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم سے چھپا ہوا بھی نہیں تھا تو یہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کا عمل ہماری دلیل ہے اور ان کا خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھنا اسی چیز کی تاکید ہے۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، شفاء السقام صفحہ ۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

جس خواب میں ہو جائے دیدارِ نبی حاصل
اے عشق! ہم کو ایسی نیند سلا جانا

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں فرمایا۔

اَنْ تَزُوْرَنِیْ

کہ تم ہماری زیارت کو حاضر ہو حالانکہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جانتے تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو چکا ہے پھر بھی زیارت قبر کے عمل سے بتایا قبر انور کی زیارت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہے جس پر حدیث پاک بھی شاہد ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

Marfat.com

جس نے حج کیا اور پھر میرے وصال ظاہری کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس شخص کی طرح ہے جس نے مجھے زندگی میں دیکھ لیا۔ (وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۷ ادار الکتب العلمیہ بیروت)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ تعظیم

ا۔ تعظیم اکابر:

سیدنا محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف میں روایت نقل کی ہے کہ

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِنَ الشَّجَرِ شَجَرَةً لَا يَسْقُطُ وَرَقُهَا وَاِنَّهَا مَثَلُ الْمُسْلِمِ فَحَدِّثُوْنِيْ مَا هِيَ؟ فَوَقَعَ النَّاسُ فِيْ شَجَرِ الْبَوَادِيْ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ وَوَقَعَ فِيْ نَفْسِيْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ فَاسْتَحْيَيْتُ ثُمَّ قَالُوْا حَدِّثْنَا مَا هِيَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هِيَ النَّخْلَةُ

"خود حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ دو جہانوں کے تاجور رسولوں کے سرور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک ایک ایسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور اس کی مثال مسلمان جیسی ہے مجھے بتاؤ وہ کون سا درخت ہے؟ پس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم دیہاتوں کے درختوں کے بارے میں سوچنے لگے (ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں) میرے ذہن میں آیا کہ وہ کھجور کا درخت ہے پس میں نے حیاء کی پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بتا دیجئے۔ ارشاد فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۴ باب طرح الامام المسألۃ علی اصحابہ رقم الحدیث ۶۱ قدیمی کتب خانہ کراچی، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۱ دار الکتب العلمیہ بیروت، صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۳۷۵ باب النخلہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس حدیث پاک کی شرح میں امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

فِیْهِ تَوْقِیْرُ الْکِبَارِ وَتَرْكُ التَّکَلُّمِ عِنْدَهُمْ

"اس روایت میں بڑوں کی تعظیم اور ان کے سامنے گفتگو کو چھوڑنا پایا جاتا ہے۔"

دوسرے مقام پر جو روایت نمبر ۷۲ یہی ہے اس میں فَسَکَتُّ کے الفاظ ہیں۔اس کے تحت بھی امام عینی رحمۃ اللہ علیہ، ابن عمر رضی اللہ عنہما کے خاموش رہنے کی وجہ بیان فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

سُکُوْتُهٗ کَانَ اِسْتِحْیَاءً وَّتَعْظِیْمًا لِلْاَکَابِرِ

یعنی ابن عمر رضی اللہ عنہما کا خاموش رہنا بڑوں سے حیاء کرتے ہوئے اور ان کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

(عمدۃ القاری جلد ۲ صفحہ ۸۱ تحت رقم الحدیث ۷۲)

اسی طرح امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس حدیث کے تحت لکھا ہے کہ

فِیْهِ تَوْقِیْرُ الْکِبَارِ

"اس میں بڑوں کی عزت پائی جاتی ہے۔"

میرے بھائیو! اندازہ لگائیں جو سوال رسول اللہ ﷺ نے پوچھا حضرت سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو جواب آتا تھا مگر وہاں بڑے بڑے صحابہ رضی اللہ عنہم خاموش بیٹھے تھے تو ان کی تعظیم کی وجہ سے انہوں نے جواب نہیں دیا۔

بخاری شریف جلد ۲ صفحہ ۶۸۱ پر بھی یہ روایت موجود ہے لیکن وہاں پر یہ ہے کہ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہم چپ بیٹھے ہیں تو اس لئے میں بھی نہیں بولا اور جب رسول اللہ ﷺ نے جواب ارشاد فرمایا کہ وہ کھجور کا درخت ہے تو میں نے اپنے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔

یَا اَبَتَاهُ وَاللّٰهِ لَقَدْ کَانَ وَقَعَ فِیْ نَفْسِیْ اَنَّهَا النَّخْلَةُ

یعنی اے ابا جان! اللہ کی قسم! میرے دل میں یہ جواب آیا تھا کہ یہ کھجور کا درخت ہے۔

فَقَالَ مَا مَنَعَكَ اَنْ تَکَلَّمَ؟

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا پھر تم بولے کیوں نہیں؟

قَالَ لَمْ اَرَکُمْ تَکَلَّمُوْنَ فَکَرِهْتُ اَنْ اَتَکَلَّمَ وَاَقُوْلَ شَیْئًا

Marfat.com

عرض کرتے ہیں میں نے جب آپ رضی اللہ عنہ کو بولتے نہیں دیکھا تو میں نے ناپسند کیا کہ میں بولوں اور کسی شے کے بارے میں بات کروں۔

میرے بھائیو! ان بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو خاموش دیکھ کر جواب آتے ہوئے بھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تعظیماً خاموش رہے لہٰذا اس سے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا تعظیم اکابر والا عقیدہ واضح ہوا۔

لیکن اس کے دوسری طرف فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا!

لَاَنْ تَكُوْنَ قُلْتَهَا اَحَبُّ اِلَيَّ مِنْ كَذَا وَ كَذَا

اگر تو محبوب ﷺ کے سوال کا جواب دے دیتا تو یہ مجھے سرخ اونٹوں سے بھی زیادہ پسند تھا۔

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۸۱ قدیمی کتب خانہ کراچی، الادب المفرد)

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اپنے بیٹے کے جواب کی خواہش اور نہ دینے پر افسوس کا اظہار کر رہے ہیں اس لئے کہ اگر فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے بیٹے جواب دے دیتے تو رسول اللہ ﷺ نے خوش ہونا تھا یہ خوشی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ساری کائنات سے زیادہ پیاری تھی۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی وجہ لکھی ہے کہ

اَرَادَ بِذٰلِكَ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَدْعُوْ لِابْنِهٖ وَيَعْلَمُ حُسْنَ فَهْمِهٖ وَنَجَابَتِهٖ

فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی اس خواہش کا مقصد یہ تھا کہ میرے محبوب ﷺ میرے بیٹے کے لئے دعا کر دیں گے اور سرکار ﷺ کے سامنے میرے بیٹے کے حافظہ کی قدر بن جاتی۔

۲۔ نسبت رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

نَظَرَ ابْنُ عُمَرَ يَوْمًا وَهُوَ فِي الْمَسْجِدِ اِلٰى رَجُلٍ يَسْحَبُ ثِيَابَهٗ فِيْ نَاحِيَةٍ مِّنَ الْمَسْجِدِ فَقَالَ اُنْظُرْ مَنْ هٰذَا هٰذَا عِنْدِيْ فَقَالَ لَهٗ اِنْسَانٌ اَمَا

Marfat.com

تَعۡرِفُ هٰذَا يَا اَبَا عَبۡدِ الرَّحۡمٰنِ هٰذَا مُحَمَّدُ بۡنُ اُسَامَةَ قَالَ فَطَأۡطَأَ ابۡنُ عُمَرَ رَأۡسَهٗ وَنَقَرَ بِيَدَيۡهِ فِي الۡاَرۡضِ ثُمَّ قَالَ لَوۡ رَاٰهُ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ لَاَحَبَّهٗ

"حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن مسجد میں بیٹھے تھے تو ایک شخص کو مسجد کے کونے میں کپڑا گھسیٹ کر چلتے دیکھا تو فرمایا دیکھو! یہ کون ہے؟ اگر میرے پاس ہوتا تو میں نصیحت کرتا۔ کسی نے آگے سے کہا اے ابو عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)! کیا آپ رضی اللہ عنہ ان کو نہیں جانتے یہ سیدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے صاحبزادے محمد بن اسامہ رضی اللہ عنہما ہیں۔ عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ سن کر سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اپنے سر کو جھکا لیا اور ہاتھوں سے زمین کریدنے لگے اور ارشاد فرمایا کہ ان کو رسول اللہ ﷺ دیکھ لیتے تو ضرور ان سے محبت فرماتے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۲۸ قدیمی کتب خانہ کراچی، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۲ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۳۔ حضرت نافع رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ

رَاَيۡتُ ابۡنَ عُمَرَ يَسۡتَلِمُ الۡحَجَرَ بِيَدِهٖ ثُمَّ قَبَّلَ يَدَهٗ وَقَالَ مَا تَرَكۡتُهٗ مُنۡذُ رَاَيۡتُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ يَفۡعَلُهٗ

"میں نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو حجر اسود کا ہاتھ سے استلام کرتے دیکھا پھر انہوں نے اپنے ہاتھ کو چوم لیا اور فرمایا جب سے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے اس طریقہ استلام کو نہیں چھوڑا۔"

۴۔ اسی طرح نسبت رسول ﷺ کی تعظیم پر ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں چنانچہ قاضی عیاض علیہ رحمۃ اللہ لکھتے ہیں کہ

رُئِيَ ابۡنُ عُمَرَ وَاضِعًا يَدَهٗ عَلٰى مَقۡعَدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ مِنَ الۡمِنۡبَرِ ثُمَّ وَضَعَهَا عَلٰى وَجۡهِهٖ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو اس حالت میں دیکھا گیا کہ آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا ہاتھ منبر

Marfat.com

رسول ﷺ پر اس جگہ رکھا جہاں نبی کریم ﷺ تشریف فرما ہوتے تھے پھر ہاتھ کو اپنے چہرے پر مل لیا۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ دارالکتب العلمیہ بیروت، الثقات لابن حبان جلد ۴ صفحہ ۹ رقم الحدیث ۱۶۰۶ دارالفکر بیروت، طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۲۵۴ بیروت)

آثارِ رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس قدر رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتے تھے کہ جہاں کہیں محبوب ﷺ نے زندگی مبارکہ میں نماز پڑھی تھی آپ رضی اللہ عنہ ان جگہوں کو تلاش کر کے وہاں نمازیں ادا کرتے تھے جیسا کہ بخاری شریف میں ہے۔

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

رَأَیْتُ سَالِمَ بْنَ عَبْدِ اللّٰہِ یَتَحَرّٰی اَمَاکِنَ مِنَ الطَّرِیْقِ فَیُصَلِّیْ وَیُحَدِّثُ اَنَّ اَبَاہُ کَانَ یُصَلِّیْ فِیْھَا وَاَنَّہٗ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یُصَلِّیْ فِیْ تِلْکَ الْاَمْکِنَۃِ

"میں نے حضرت سالم بن عبداللہ رضی اللہ عنہما کو دیکھا نماز کے وقت وہ راستے میں جگہ تلاش کر کے وہاں نماز پڑھتے اور ارشاد فرماتے کہ ان کے ابا جان حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان جگہوں پر نماز پڑھا کرتے تھے اس لئے کہ انہوں نے ان جگہوں میں رسول اللہ ﷺ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۰ رقم الحدیث ۴۸۳ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میرے بھائیو! مکہ شریف اور مدینہ طیبہ کے درمیان وہ جگہیں جہاں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب مدینہ پاک سے مکہ مکرمہ تشریف لا رہے تھے تو راستے میں ان جگہوں کو تلاش کر کے نماز پڑھتے۔ وہ کوئی ایک جگہ نہیں تھی بلکہ متعدد مقام تھے جن کا بخاری شریف میں وضاحت سے ذکر موجود ہے۔

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کو سرکار ﷺ کے اس فرمان کا تو علم تھا۔

Marfat.com

فَجُعِلَتْ لِيَ الْاَرْضُ مَسْجِدًا وَّطَهُوْرًا

"میرے لئے ساری زمین پاک کر دی گئی ہے اور مسجد بنائی گئی ہے۔" (بخاری شریف)

جب ساری زمین پاک ہے جہاں چاہیں نماز پڑھیں اس کے باوجود سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس جگہ کو نماز کے لئے منتخب فرماتے جس کی نسبت رسول اللہ ﷺ سے ہوگئی ہے اور آپ ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں تو یہ صرف اسی لئے تھا کہ ابن عمر رضی اللہ عنہما اس جگہ کو دوسری زمین سے زیادہ برکت والا سمجھتے تھے تو یہ نسبت رسول ﷺ کی تعظیم پر دلالت کر رہا ہے۔

۴۔ اس پر مزید بخاری شریف کی حدیث ملاحظہ فرمائیں جو اسی عقیدۂ تعظیم کی وضاحت کر رہی ہے۔

جب مکہ فتح ہوا اور رسول اللہ ﷺ کعبہ معظمہ کے اندر تشریف لے گئے تو ساتھ حضرت اسامہ بن زید اور حضرت عثمان بن طلحہ اور حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہم تھے۔ دروازہ بند ہوگیا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اندر نہ جاسکے۔ جب رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کعبہ معظمہ کے اندر کیا کیا ہے؟ فرمایا نماز ادا فرمائی ہے۔ پھر پوچھا کہاں نماز پڑھی ہے؟ اس پر حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اس جگہ کی نشاندہی فرمادی جہاں کعبہ میں رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی تھی تو حضرت نافع رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ اِذَا دَخَلَ الْكَعْبَةَ مَشٰى قِبَلَ وَجْهِهٖ حِيْنَ يَدْخُلُ وَجَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهٖ فَمَشٰى حَتّٰى يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِيْ قِبَلَ وَجْهِهٖ قَرِيْبًا مِّنْ ثَلَاثَةِ اَذْرُعٍ صَلّٰى يَتَوَخّٰى الْمَكَانَ الَّذِيْ اَخْبَرَهٗ بِلَالٌ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلّٰى فِيْهِ

"حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جب کعبہ میں داخل ہوئے تو سیدھے چلے، دروازہ پیٹھ پیچھے کر دیا اور چلے یہاں تک کہ سامنے والی دیوار اور ان کے درمیان تین گز کا فاصلہ رہ گیا پھر وہاں پر اس جگہ کو تلاش کر کے نماز پڑھتے ہیں جن کے بارے میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ اس جگہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۷۲ رقم الحدیث ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اس حدیث کے تحت استاذی الکریم بحرالعلوم کنزالعلماء مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید مجدہٗ وشرفہٗ فرماتے ہیں کہ

"دیکھو برکت وتبرک کے لحاظ سے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عقیدہ کتنا پیارا ہے کہ جہاں رسول اللہ ﷺ کے قدم گئے وہاں نماز پڑھ رہے ہیں حالانکہ عجم سے عرب برکت والا، عرب میں پھر حرم برکت والا، حرم میں پھر مسجد حرام زیادہ برکت والی، پھر اس کے اندر کعبہ معظمہ زیادہ برکت والا تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اتنی برکتوں والی جگہ پر پہنچ گئے ہیں۔ سارا کا سارا کعبہ ہی برکتوں والا ہے لیکن کعبہ کے اندر جا کر بھی اس جگہ کو تلاش کر رہے ہیں جس جگہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک لگے ہیں تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سارے کعبہ کو تو برکتوں والا سمجھتے تھے اور جہاں بھی نماز پڑھتے برکت ہی برکت تھی لیکن کعبہ میں بھی اس جگہ کو تلاش کرنا جہاں محبوب ﷺ کے قدم لگے تھے پھر وہاں نماز پڑھنا اس بات پر دلالت کر رہا ہے کہ کعبہ کی جگہ کو رسول اللہ ﷺ سے نسبت ہوگئی ہے وہ برکت کے لحاظ سے دوسرے کعبہ سے افضل ہے۔ گویا کہ وہاں پہنچ کر سجدہ خدا کو کر رہے تھے اور یادِ مصطفیٰ ﷺ کو دل میں بسا رہے تھے۔"

اسی طرح ایک اور روایت ہے کہ:

كَانَ ابْنُ عُمَرَ يَتَّبِعُ آثَارَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فِيْ كُلِّ مَسْجِدٍ صَلّٰى فِيْهِ وَكَانَ يَتَعَرَّضُ بِرَاحِلَتِهٖ فِيْ طَرِيْقٍ رَاٰى رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَرَّضَ نَاقَتَهٗ فِيْهِ

"جن جن مقامات پر حضور سید عالم ﷺ نے حالت سفر وحضر میں نمازیں پڑھیں تھیں حضرت عبداللہ بن عمر ان مقامات کو تلاش کر کے نمازیں پڑھتے اور جہاں رسول اللہ ﷺ نے اپنی سواری کا رخ پھیرا ہوتا وہاں قصداً آپ بھی ایسا ہی کرتے۔"

(زاد المسلم للشنقیطی، جلد ۳، صفحہ ۲۳۸، احیاء التراث العربی بیروت)

یہاں تک کہ کہا جاتا ہے کہ سفر کے موقع پر اگر حضور ﷺ نے کسی جگہ استنجا فرمایا ہوتا تو بغیر ضرورت اسی جگہ اسی حالت میں بیٹھ جاتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرتِ طیبہ کے چلتے پھرتے نمونے تھے جن کو

Marfat.com

دیکھ کر دوسرے صحابہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یاد تازہ کرتے تھے۔

امام مبارک رحمۃ اللہ علیہ سے ایک دن ان کے شاگرد یحییٰ بن یحییٰ نے پوچھا۔

أَسَمِعْتَ الْمَشَائِخَ يَقُوْلُوْنَ مَنْ اَخَذَ يَقُوْلِ ابْنِ عُمَرَ لَمْ يَدَعْ مِنَ الْاِسْتِقْصَآءِ شَيْئًا ؟ قَالَ: نَعَمْ

"کیا آپ نے مشائخ کرام کو یہ فرماتے سنا ہے کہ جس نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی پیروی کی اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ تو امام مالک نے فرمایا: ہاں"۔ (سنن ابی داود، باب الرخصۃ فی ذلک)

دستِ پُرنور کا بوسہ:

حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں عبداللہ اور میرے کچھ ساتھی ایک جنگ کے موقع پر میدان سے پیچھے ہٹ گئے اور بعد میں پریشان ہوئے اب کیا کریں؟ سوچا مدینہ طیبہ جا کر چھپ جاتے ہیں تاکہ کوئی بھی ہمیں نہ دیکھ سکے اور کسی دوسرے غزوہ میں شریک ہو کر اپنی اس پیچھے رہ جانے والی حرکت کا ازالہ کر لیں گے اور پھر بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو جائیں گے اور پھر جب مدینہ پہنچے تو مشورہ ہوا۔

لَوْ عَرَضْنَا اَنْفُسَنَا عَلٰی رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِنْ كَانَتْ لَنَا تَوْبَةٌ قُمْنَا وَاِنْ كَانَ غَيْرُ ذٰلِكَ ذَهَبْنَا

"کیوں نہ ہم اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پیش کر دیں اگر توبہ قبول ہو جائے تو شہر مدینہ میں رہیں گے اور اگر کوئی اور صورت ہوئی تو چلے جائیں گے۔"

لہٰذا ہم طے شدہ پروگرام کے مطابق نمازِ فجر سے پہلے مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتظار میں بیٹھ گئے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر ادا فرمالی تو

قُلْنَا نَحْنُ الْفَرَّارُوْنَ

Marfat.com

ہم نے عرض کیا آقا! ہم فرار ہونے والوں میں سے ہیں۔ محبوب ﷺ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور کمال شفقت سے فرمایا۔

اَنْتُمُ الْعَكَّارُوْنَ

"تم پلٹ کر حملہ کرنے والے ہو۔"

اس پر ہم نہایت ہی خوش ہوئے اور پھر

فَدَنَوْنَا فَقَبَّلْنَا يَدَهُ

ہم آپ ﷺ کے قریب ہوئے اور آپ ﷺ کے مبارک ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

(تفسیر ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۹۳، سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۲۶۴۷، الادب المفرد باب تقبیل الید باب نمبر ۴۴۳ رقم الحدیث ۹۷۲، سنن ترمذی رقم الحدیث ۱۷۱۶، سنن ابن ماجہ ۳۷۰۴)

اسی طرح مجمع الزوائد کی ایک روایت ہے۔

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہما اَنَّهُ قَبَّلَ يَدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا بیان ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو بوسہ دیا۔ (مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۴۲ دارالکتب العربیہ بیروت)

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

۱۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں ایک روایت نقل فرمائی ہے جس سے حضرت سیدنا براء ابن عازب رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم واضح ہوتا ہے چنانچہ خود حضرت سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَقَدْ كُنْتُ اُرِيْدُ اَنْ اَسْاَلَ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْاَمْرِ فَاُؤَخِّرُ سِنِيْنَ مِنْ هَيْبَتِهِ

"میں نے رسول اللہ ﷺ سے ایک مسئلہ پوچھنے کا ارادہ کیا لیکن کئی سالوں تک رسول اللہ ﷺ کی ہیبت (اور تعظیم) کی وجہ سے میں مسئلہ نہ پوچھ سکا۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۶ دارالکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

۲۔کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہوگا شہا صلی اللہ علیہ وسلم

ابوداؤد شریف کی حدیث پاک ہے۔

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ فَيْرُوْزٍ قَالَ سَأَلْتُ الْبَرَّاءَ بْنَ عَازِبٍ رضی اللہ عنہ مَالَا يَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيْ؛ فَقَالَ قَامَ فِيْنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصَابِعِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ وَاَنَامِلِيْ اَقْصَرُ مِنْ اَنَامِلِهٖ فَقَالَ اَرْبَعٌ لَّا تَجُوْزُ فِي الْاَضَاحِيْ الْعَوْرَاءُ بَيِّنٌ عَوَرُهَا وَالْمَرِيْضَةُ بَيِّنٌ مَّرَضُهَا وَالْعَرْجَاءُ بَيِّنٌ ظَلْعُهَا وَالْكَسِيْرُ الَّتِيْ لَا تَنْقِيْ

”حضرت عبید بن فیروز رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کن جانوروں کی قربانی درست نہیں ہے تو ارشاد فرمایا ہمارے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے حالانکہ میری انگلیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں اور میرے پورے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پوروں سے چھوٹے ہیں پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا چار طرح کے جانور ہیں ان کی قربانی جائز نہیں ہے۔ایک وہ جس کی آنکھ پھوٹی ہو، دوسرا وہ جو سخت بیمار ہو، تیسرا وہ جس کا لنگ ظاہر ہو اور چوتھا وہ جو نہایت دبلا ہو۔“

(سنن ابی داؤد کتاب الضحایا باب مایکرہ من الضحایا رقم الحدیث ۲۸۰۴، مسند ابن الجعد رقم الحدیث ۸۷۳)

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حدیث کو مسلسل بنانے کے لئے ایک طریقہ اختیار فرماتے تھے کہ اگر کسی موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دورانِ گفتگو اشارہ فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اسی طرح اشارہ کرتے۔اگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے تبسم فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی تبسم فرماتے جس طرح عثمان غنی رضی اللہ عنہ وضو کرنے کے بعد مسکرائے تھے۔اگر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے مصافحہ کیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی مصافحہ کرتے تاکہ ہم سے حدیث لینے والے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ سے چمک پانے کے ساتھ ساتھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف انداز اور اداؤں سے بھی اپنے قلوب و اذہان کو معطر کریں۔پھر مزید محدثین کرام بھی یہی طریقہ اختیار

Marfat.com

فرماتے جو کہ آج بھی سلسلۃ الذہب ہیں۔

بہرحال جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے قربانی کے جانوروں کے بارے میں سوال ہوا تو اپنے ہاتھ کی انگلیوں سے اشارہ کر کے بتایا کہ اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی دست اقدس کے اشارے سے بتایا تھا۔

جب حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ اشارہ کر چکے تو دل میں خیال آیا کہ میں نے انگلیوں کو اشارہ کیا ہے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح انگلیوں کا اشارہ کیا تھا تو کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ یہ میرے ہاتھ کی انگلیاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کی انگلیوں جیسی ہیں، نہیں ہیں بلکہ

اَصَابِعِیْ اَقْصَرُ مِنْ اَصَابِعِهٖ

میری انگلیاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں اور

اَنَامِلِیْ اَقْصَرُ مِنْ اَنَامِلِهٖ

میری انگلیوں کے پورے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں کے پوروں سے چھوٹے ہیں۔ اتنا فرمانے کے بعد آگے ان جانوروں کا ذکر کر دیا جن کی قربانی جائز نہیں ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ سائل نے مسئلہ تو قربانی کے جانوروں کے بارے میں پوچھا تو وہ آپ رضی اللہ عنہ نے بتا دیا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کو ادا کرتے ہوئے ہاتھ اٹھا کر انگلیوں سے اشارہ کر کے بتا دیا۔ مسئلہ تو واضح ہو گیا مگر درمیان میں ان دو جملوں کی ضرورت کیوں پیش آئی کہ میری انگلیاں محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں سے چھوٹی ہیں اور میرے پُورے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پُوروں سے چھوٹے ہیں۔

میرے بھائیو! یہی دو جملے تو حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے کی ترجمانی کر رہے ہیں گویا کہ حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ ہمیں اس انداز میں تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا درس دے رہے تھے کہ اے لوگو! ہاتھ تو اگرچہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ادا کو ادا کرنے کے لئے اٹھایا ہے مگر میری انگلیاں اور ان کے پَورے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلیوں اور ان کے پَوروں جیسے نہیں تو جب انگلیوں میں مماثلت نہیں تو پھر ہمارے ہاتھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھوں جیسے نہیں ہیں۔ جب ہاتھ میں برابری نہیں تو ہمارا جسم محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم جیسا نہیں لہٰذا اس عقیدے کی نفی ہو گئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے

Marfat.com

جیسے بشر ہیں۔ان کے بھی دو ہاتھ ہیں اور ہمارے بھی دو ہاتھ ہیں اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ بشر تو ہیں لیکن خیرالبشر، افضل البشر ہیں ہمارے جیسے نہیں اور آپ ﷺ کے ہاتھوں کو بھی اللہ نے بے مثال بنایا ہے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

ہاتھ جس سمت اٹھا غنی کر دیا
موج بحر سماحت پہ لاکھوں سلام
جس کو بارِ دوعالم کی پرواہ نہیں
ایسے بازو کی قوت پہ لاکھوں سلام
کعبہ دین و ایماں کے دونوں ستون
ساعدین رسالت پہ لاکھوں سلام
نور کے چشمے لہرائیں دریا بہیں
انگلیوں کی کرامت پہ لاکھوں سلام
جس کے ہر خط میں ہے موج نورِ کرم
اس کف بحر ہمت پہ لاکھوں سلام
عید مشکل کشائی کے چمکے ہلال
ناخنوں کی بشارت پہ لاکھوں سلام

الغرض رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں جیسا کہنا بہت بڑی حماقت ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں کا کمال ہے، انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو جائے۔اگر حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ٹکرائیں وہ کہیں محبوب ﷺ کی ہتھیلیاں ریشم سے بھی نرم ہیں۔اگر کسی شخص سے مصافحہ فرمائیں تو سارا دن اس شخص کے ہاتھوں سے خوشبو آتی رہے۔اگر کسی بچے کے سر پر دست شفقت پھیریں تو وہ دوسرے تمام بچوں سے ممتاز ہو جائے۔(حدیبیہ کے مقام پر) انگلیوں سے پانی چشمے جاری ہوں۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کو کھجور کی چھڑی پکڑائیں تو ہاتھ مبارک لگنے کی برکت سے اندھیری رات میں چھڑی روشنی کا کام دیتی رہے۔الغرض۔

Marfat.com

تنکا بھی ہمارے تو ہلائے نہیں ہلتا
تم جو چاہو تو ہو جائے کوہِ محن پھول

(حدائق بخشش)

لہٰذا اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ کے طریقے پر عمل کرتے ہوئے ہمیں بھی حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کے عقیدہ تعظیم کی پیروی کرنی چاہیئے اور یہی نعرہ لگانا چاہیئے۔

تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

تیرے خُلق کو حق نے عظیم کہا تیری خَلق کو حق جمیل کیا
کوئی تجھ سا ہوا ہے نہ ہو گا شہا تیرے خالقِ حسن و ادا کی قسم

میرے بھائیو! ہمارا موضوع تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اس حوالے سے میں نے حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ پیش کیا ہے جس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہماری مثل نہیں ہیں۔ اس پر قرآن و حدیث میں سینکڑوں دلائل موجود ہیں مگر میں صرف ایک حوالہ اشرف علی تھانوی کی کتاب سے دے رہا ہوں تاکہ ثابت ہو سچ وہ ہے جو سر چڑھ کر بولے۔

چنانچہ اشرف علی تھانوی نے لکھا ہے کہ

"اولیاء کو اپنے اوپر قیاس نہ کرو اگرچہ دیکھنے میں تمہارا اور ان کا کام ایک جیسا ہو اس لئے کہ لکھنے میں شیر اور شِیر دونوں ایک جیسے ہیں مگر ایک شیر ہے اور دوسرا دودھ ہے۔ تمام دنیا اسی خام خیال کی وجہ سے گمراہ ہوگئی کہ انہوں نے اولیاء اللہ کو نہ پہچانا۔ کہنے لگے ہم بھی انسان وہ بھی انسان۔ ہم بھی کھاتے پیتے ہیں وہ بھی کھاتے پیتے ہیں۔ آپ نے خیال نہ کیا کہ ان میں اور ہم میں بڑا فرق ہے کہ احمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوجہل دونوں بت خانہ گئے اور دونوں کے جانے میں بڑا فرق ہے۔ ابوجہل بت پرستی کے لئے گیا جبکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بت توڑنے کے لئے۔"

(آداب المساجد صفحہ ۱۷ مطبوعہ جنوری ۱۹۹۹ء دار العلوم اسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور)

Marfat.com

جب رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا ثانی نہیں تو پھر رسول اللہ ﷺ کا مثل کیسے ہو سکتا ہے؟

عقل منداں را اشارہ کافی است

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

مہرِ نبوت سے منہ لگانا:

حضرت سیدنا جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَرْدَفَنِی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ خَلْفَہٗ فَالْتَقَمْتُ خَاتَمَ النُّبُوَّۃِ بِفَمِیْ فَکَانَ یَنِمُّ عَلَیَّ مِسْکًا

"مجھے نبی کریم ﷺ نے اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور میں نے مہر نبوت کو چوم لیا تو مہر نبوت سے مجھ پر کستوری کی طرح خوشبو پھیلنے لگی۔"

(الشفاء جلد ۱ صفحہ ۴۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

آثارِ نبوی ﷺ کی تعظیم:

اسی طرح سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں ایک روایت نقل فرمائی ہے کہ حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

دَعَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ ھٰذَا الْمَسْجِدِ مَسْجِدِ الْفَتْحِ یَوْمَ الْاِثْنَیْنِ وَیَوْمَ الثُّلَاثَاءِ وَیَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فَاسْتُجِیْبَ لَہٗ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ مِنْ یَوْمِ الْاَرْبِعَاءِ قَالَ جَابِرٌ وَلَمْ یَنْزِلْ بِیْ اَمْرٌ مُھِمٌّ غَائِظٌ اِلَّا تَوَخَّیْتُ تِلْکَ السَّاعَۃَ فَدَعَوْتُ اللّٰہَ فِیْہِ بَیْنَ الصَّلَاتَیْنِ یَوْمَ الْاَرْبِعَاءِ فِیْ تِلْکَ السَّاعَۃِ اِلَّا عَرَفْتُ الْاِجَابَۃَ

"نبی کریم ﷺ نے مسجد فتح میں پیر کے دن، منگل کے دن اور بدھ کے دن دعا

Marfat.com

مانگی تو بدھ کے دن دو نمازوں کے درمیان آپ ﷺ کی دعا قبول ہوگئی۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب بھی مجھ پر مشکل اور پریشانی آتی ہے تو میں بدھ کے دن انہی دو نمازوں کے درمیان اسی وقت میں اسی مسجد فتح میں جا کر اللہ سے دعا مانگتا ہوں تو میری دعا قبول ہو جاتی ہے۔"

(الادب المفرد باب الدعاء عند الاستخارہ رقم الحدیث ۷۰۴، وفاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۳۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! جس دن، جس وقت اور جس جگہ نبی کریم ﷺ کی دعا قبول ہوئی حضرت جابر رضی اللہ عنہ اسی دن اسی وقت اور اسی جگہ جا کر اپنی مشکل کے حل کے لئے دعا مانگتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مشکل آسان فرما دیتا ہے۔ اس روایت سے چند باتیں صراحۃً ثابت ہوئیں۔

۱۔ اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں اور انبیاء و اولیاء پر رحمت الٰہی کے نازل ہونے کی جگہ کی تعظیم کرنا اور وہاں پر سفر کر کے جانا اور پھر اس کو متبرک سمجھنا اور پھر وہاں دعا کرنے کو قبولیت کا سبب جاننا اس روایت سے ثابت ہے۔

۲۔ بدھ کے دن دعا قبول ہوئی تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ بدھ کو ہی وہاں جاتے اگرچہ ان کے عمل سے ثابت ہو چکا وہ رسول اللہ ﷺ کی دعا مبارک کے قبول ہونے کی جگہ کی تعظیم کر رہے ہیں پھر بھی نہ منگل، نہ جمعرات خاص بدھ کے دن ہی وہاں پر جانا اور دعا مانگنا اس سے بزرگوں کے عرس اور محافل کے لئے دن مقرر کرنا ثابت ہے۔

۳۔ اللہ تعالیٰ سے جب بھی مانگیں وہ سنتا ہے کیونکہ قرآن مجید میں ہے۔

أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ (پ ۲ البقرہ آیت ۱۸۶)

ترجمہ کنز الایمان: "دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے۔"

اس فرمانِ الٰہی کو سننے اور پڑھنے کے باوجود حضرت جابر رضی اللہ عنہ کے فرمان

تَوَخَّيْتُ تِلْكَ السَّاعَةَ

میں اسی وقت دعا کرتا ہوں جس وقت رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول ہوئی تھی سے معلوم ہوا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ اللہ کو جب بھی پکاریں اللہ رحمت نازل فرماتا ہے مگر جس گھڑی اور جس دن اور جس جگہ کو

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ سے نسبت حاصل ہوگئی ہے اس گھڑی، جگہ اور دن کی تعظیم کرتے ہوئے دعا کریں تو اللہ کی رحمتیں زیادہ نازل ہوتی ہیں اور دعا جلد درجہ قبولیت پالیتی ہے۔

الحمدللہ! راقم الحروف کو جنوری ۲۰۱۶ء میں مدینے کے سلطان رحمت عالمیان حبیب رحمٰن ﷺ نے اپنے پاک در مدینہ طیبہ زادھا اللہ شرفاً وتعظیماً کی حاضری کی سعادت سے نوازا۔ تو اتفاق سے بدھ کا ہی دن تھا جب ہم مسجد فتح کی زیارت کے لئے گئے۔ وہاں قریب دوسری مسجدیں بھی ہیں اور ساری بند ہیں۔ وہاں ہماری گاڑی رکی تو جلدی سے میں مسجد فتح کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں بنی ہوئی تھیں میں چار پانچ سیڑھیاں چڑھ چکا تو دیکھا کہ سرخ رومال والے دو مولوی ہیں۔ داڑھیاں بہت لمبی تھیں۔ انہوں نے مجھے دھکے دینے شروع کئے اور مسجد فتح کے دروازے تک نہیں جانے دیا۔ میرے سر پر سبز ٹوپی تھی اس کو کھینچ کر اتار کر نیچے پھینکنے کی کوشش کی اور ساتھ کہا:

اِرْمِ یَاشَیْخ هٰذَا لَیْسَ بِسُنَّةٍ

"یعنی اس ٹوپی کو اتار کر پھینک دو یہ سنت نہیں ہے۔"

میں نے کہا کہ اگر یہ سنت نہیں ہے تو لال رومال اور پھر اس پر کالا پٹہ کون سی سنت ہے؟ بہرحال دھکے کھاتا ہوا اور ندامت سے واپس آ گیا کہ اسلام کا لبادہ تو انہوں نے اوڑھا ہوا ہے مگر جب حدیث میں ہے کہ اس جگہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعا قبول ہوئی تو انہوں نے مسجد فتح کو بند کیوں کیا ہوا ہے وہ اس لئے کہ ان کے نزدیک رسول اللہ ﷺ سے منسوب مقاماتِ مقدسہ سے برکت حاصل کرنا اور ان کی تعظیم کرنا شرک ہے اس لئے تو وہاں کی حکومت نے ان دو مولویوں کو مسجد فتح کے دروازے پر تنخواہ دے کر باندھا ہوا ہے تاکہ کسی مسلمان کو فائدہ نہ ہو حالانکہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ وہاں دعا کرنے کو قبولیت کا وسیلہ سمجھتے ہیں اور یہ لوگ اس کو شرک سمجھتے ہیں تو میرے بھائیو! فیصلہ آپ پر ہے کہ کس کے عمل کی پیروی کرنی ہے؟

فَافْهَمْ وَتَفَكَّرْ

"سمجھو اور غور کرو۔"

Marfat.com

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

اب حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم پڑھیں جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا لقب عطا فرمایا تھا چنانچہ

۱۔ حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اِعْتَمَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ عُمْرَةٍ اِعْتَمَرَهَا فَحَلَقَ شَعْرَهٗ فَاسْتَبَقَ النَّاسُ اِلٰى شَعْرِهٖ فَسَبَقْتُ اِلَى النَّاصِيَةِ فَاَخَذْتُهَا فَاتَّخَذْتُ قَلَنْسُوَةً فَجَعَلْتُهَا فِيْ مُقَدَّمِ الْقَلَنْسُوَةِ فَمَا وَجَّهْتُهٗ فِيْ وَجْهٍ اِلَّا وَفُتِحَ لَهٗ

"ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عمرہ کیا اور محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے بال مبارک منڈوائے تو لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک لینے کے لئے سبقت کرنے لگے میں نے آگے بڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی مبارک کے چند بال مبارک لے لئے پھر میں نے ایک ٹوپی لے کر ان بالوں کو ٹوپی کے اگلے حصے میں سلوا لیا پس میں کسی جنگ و جہاد میں بھی گیا تو اللہ تعالیٰ نے ان مقدس بالوں کی برکت سے ہمیشہ فتح عطا فرمائی۔"

(اسد الغابہ ترجمہ خالد بن ولید بن المغیرۃ)

اس روایت سے چند باتیں صراحۃً معلوم ہوئیں۔

۱۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو برکت کا محور اور نزولِ رحمت کا سبب سمجھتے تھے اسی لئے ان کے حصول میں کوشش فرمائی۔

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کو ٹوپی میں سلوانا اور اپنے سر کا تاج بنانا سیف اللہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے عقیدے پر برہانِ واضح ہے۔

۳۔ موئے مبارک ایسے متبرک اور مشکل کشا ہیں کہ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے وسیلے اور برکت سے فتح عطا فرماتا ہے۔

Marfat.com

۲۔موئے مبارک کی تعظیم:

مزید موئے مبارک کی تعظیم ملاحظہ فرمائیں۔

امام بدرالدین عینی رحمۃ اللہ علیہ "عمدۃ القاری" میں روایت نقل فرماتے ہیں کہ

اَنَّ خَالِدَ بْنَ وَلِيْدٍ رضی اللہ عنہ جَعَلَ فِيْ قَلَنْسُوَتِهٖ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَانَ يَدْخُلُ بِهَا فِي الْحَرْبِ وَيَسْتَنْصِرُ بِبَرَكَتِهٖ فَسَقَطَتْ عَنْهُ يَوْمَ الْيَمَامَةِ فَاشْتَدَّ عَلَيْهِ شِدَّةً وَاَنْكَرَ عَلَيْهِ الصَّحَابَةُ فَقَالَ اِنِّيْ لَمْ اَفْعَلْ ذٰلِكَ لِقِيْمَةِ الْقَلَنْسُوَةِ لٰكِنْ كَرِهْتُ اَنْ تَقَعَ بِاَيْدِي الْمُشْرِكِيْنَ وَفِيْهَا مِنْ شَعْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت سیدنا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے اپنی ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک سلوا رکھے تھے وہ یہی ٹوپی پہن کر جنگ میں جاتے تھے اور موئے مبارک کی برکت سے فتح کی دعا مانگا کرتے تھے۔جنگ یمامہ کے دن یہ ٹوپی آپ رضی اللہ عنہ کے سر مبارک سے گر گئی تو انہیں گراں گزرا اور ٹوپی اٹھانے کے لئے گھوڑے سے نیچے تشریف لائے۔صحابہ رضی اللہ عنہم نے منع کیا تو فرمایا میں نے ٹوپی کی قیمت کی وجہ سے ایسا نہیں کیا بلکہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس ٹوپی میں رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک ہیں اور پھر کسی مشرک کا ہاتھ اس کو لگ جائے۔"

(عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۵۷ رقم الحدیث ۱۷۰،الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۶ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اے میرے معزز قارئین کرام! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اور خدارا اپنے ضمیر سے پوچھ کر انصاف سے جواب دینا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ جب دشمن سے لڑ رہے ہیں اور دورانِ جنگ ٹوپی گرتی ہے تو اپنی جان کی پرواہ کئے بغیر ٹوپی اٹھانے کی فکر دامن گیر ہوئی کیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو یہ پتہ نہیں تھا کہ جس لمحے میں ٹوپی اٹھانے میں مصروف ہوں گا اس وقت کوئی کافر میری جان لے سکتا ہے؟ ضرور جانتے تھے پھر بھی ٹوپی اٹھانے کو ہی ترجیح دی۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ یہ بھی تو جانتے تھے

Marfat.com

کہ جان بوجھ کر اپنے آپ کو ہلاکت پر پیش کرنا اسلام میں جائز نہیں پھر آخر وہ کون سا سبب ہے جس نے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ایسے فعل پر مجبور کیا؟ تو میرے بھائیو! حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے ٹوپی اٹھانے کی جو وجہ بیان فرمائی وہ پڑھ کر آپ کا ضمیر بھی یہی پکارے گا کہ وہ یقینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک سے والہانہ عقیدت تھی اور نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام تھا جو کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قائد بنا ہوا تھا۔

گویا کہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا جواب کتنا عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چاشنی سے معمور تھا کہ اے صحابہ رضی اللہ عنہم! مجھے پتہ ہے کہ میری جان جا سکتی ہے مگر

اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ

"یہ مشرک ناپاک ہیں۔"

قرآن فرما رہا ہے اور میرے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تو اتنے پاکیزہ ہیں کہ جن کی اللہ

وَالَّيْلِ اِذَا سَجٰى

کہہ کر قسم اٹھا رہا ہے تو میری جان قربان ہو سکتی ہے لیکن کسی ناپاک کا ہاتھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس بالوں کو نہیں لگنے دوں گا۔

یہ اک جان کیا ہے اگر ہوں کروڑوں
تیرے نام پر سب کو وارا کروں میں

تیرے نام پر سر کو قربان کر کے
تیرے سر سے صدقے اتارا کروں میں

حضرت اسلع رضی اللہ عنہ بن شریک کا عقیدۂ تعظیم

عَنِ الْاَسْلَعِ بْنِ شَرِيْكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنْتُ اَرْحَلُ نَاقَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فِيْ لَيْلَةٍ بَارِدَةٍ فَاَرَادَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الرِّحْلَةَ فَكَرِهْتُ اَنْ اَرْحَلَ نَاقَةً وَّاَنَا جُنُبٌ وَخَشِيْتُ اَنْ

Marfat.com

اَغْتَسِلَ بِالْمَاءِ الْبَارِدِ فَاَمُوْتُ اَوْ اَمْرَضُ فَاَمَرْتُ رَجُلًا مِّنَ الْاَنْصَارِ فَرَحَلَهَا وَضَعْتُ اَحْجَارًا فَاَسْخَنْتُ بِهَا مَاءً فَاغْتَسَلْتُ ثُمَّ لَحِقْتُ بِرَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَصْحَابُهُ فَقَالَ يَا اَسْلَعُ! مَالِيْ اَرٰى رَاحِلَتَكَ تَغَيَّرَتْ؟ فَقُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ اَرْحَلْهَا رَحَلَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ قَالَ وَلِمَ؟ قُلْتُ اِنِّيْ اَصَابَتْنِيْ جَنَابَةٌ فَخَشِيْتُ الْقَرَّ عَلٰى نَفْسِيْ فَاَمَرْتُهُ فَرَحَلَهَا وَوَضَعْتُ اَحْجَارًا فَاغْتَسَلْتُ بِهٖ فَاَنْزَلَ اللهُ تَعَالٰى يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقْرَبُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْتُمْ سُكٰرٰى... الخ

"حضرت اسلع رضی اللہ عنہ بن شریک فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی مبارکہ پر کجاوہ باندھا کرتا تھا ایک دن سردی کی رات میں مجھے نہانے کی حاجت ہوئی اور رسول اللہ ﷺ نے کوچ کا ارادہ فرما لیا پس میں نے پسند نہیں کیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کا کجاوہ ناپاکی کی حالت میں باندھوں اور یہ بھی ڈر تھا کہ اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کیا تو مر جاؤں گا یا بیمار ہو جاؤں گا پس میں نے ایک انصاری شخص کو کجاوہ باندھنے کے لئے کہہ دیا تو اس نے کجاوہ باندھ دیا۔ میں نے پتھر رکھے اور اس سے پانی گرم کر کے غسل کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے آ کر مل گیا تو محبوب دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اسلع (رضی اللہ عنہ)! میں آج تمہارے کجاوے کو کچھ بدلا ہوا دیکھ رہا ہوں؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! میں نے کجاوہ نہیں باندھا ایک انصاری نے باندھا ہے۔ اس پر محبوب ﷺ نے پوچھا وہ کیوں؟ میں نے عرض کیا مجھ پر غسل فرض ہو گیا تھا اور ٹھنڈے پانی سے نہانے میں جان کا خوف تھا اس لئے میں نے اس انصاری شخص کو کجاوہ باندھنے کے لئے کہا تو اس نے باندھ دیا اور میں نے پتھر رکھے اور پانی گرم کر کے اس سے غسل کیا تو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اے ایمان والو! نشہ کی حالت میں نماز کے پاس نہ

Marfat.com

جاؤ۔" (تفسیر در منثور سورۃ النساء پ ۵ تحت آیت ۴۳)

میرے بھائیو! قربان جائیں حضرت اسلع رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم پر کہ جس کجاوہ پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سوار ہوتے ہیں اس کو حالت جنابت میں ہاتھ نہیں لگا رہے بلکہ ابھی تک تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر سوار نہیں ہوئے بعد میں سوار ہوں گے لیکن حضرت اسلع رضی اللہ عنہ نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر ناپاکی کی حالت میں اس لکڑی کو ہاتھ نہیں لگا رہے جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مس ہونا ہے تو جب محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب لکڑیوں کا اتنا ادب کر رہے ہیں خود ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا کیا عالم ہوگا؟۔

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اوجِ ثریا پہ مقیم
پہلے کرو تو کوئی پیدا عقل سلیم

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بڑے ہی محبوب تھے اور یہ سب سے آخر میں اسلام قبول کرنے والے صحابی ہیں۔ان کا عقیدۂ تعظیم انفرادی شان کا حامل ہے چنانچہ

۱۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چادر کو چوم لیا:

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ جَرِیْرُ بْنُ عَبْدِ اللّٰہِ رضی اللہ عنہ عَلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَضَنَّ النَّاسُ بِمَجَالِسِھِمْ فَلَمْ یُوَسِّعْ لَہٗ اَحَدٌ فَرَمَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِبُرْدَتِہٖ وَقَالَ اِجْلِسْ عَلَیْھَا فَاَخَذَ جَرِیْرٌ فَلَقِیَہٗ بِوَجْھِہٖ وَنَحْرِہٖ وَقَبَّلَھَا وَرَدَّھَا عَلٰی ظَھْرِہٖ وَقَالَ اَکْرَمَکَ اللّٰہُ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَمَا اَکْرَمْتَنِیْ فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ وَقَالَ مَنْ کَانَ یُؤْمِنُ بِاللّٰہِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ ثَلَاثًا فَاِذَا اَتَاہُ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَلْیُکْرِمْہُ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو لوگ اپنی اپنی جگہوں پر ہی بیٹھے رہے کسی نے بھی ان کے لئے جگہ

Marfat.com

کشادہ نہ کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف اپنی چادر مبارک پھینکی اور فرمایا اس پر بیٹھ جاؤ۔ حضرت جریر رضی اللہ عنہ نے وہ چادر مبارک پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر لگائی اور اس کو چوما اور اپنی پیٹھ پر اوڑھ لیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! جس طرح آپ ﷺ نے میری عزت کی ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کا اکرام فرمائے۔ پھر رسول اللہ نے ﷺ اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا جب کسی کے پاس قوم کا معزز شخص آئے تو چاہئے کہ اس کی عزت کرے۔"

(شعب الایمان باب فی رحم الصغیرۃ وتوقیر الکبیر رقم الحدیث ۱۰۹۹۸)

رسول اللہ ﷺ کی چادر کو چہرے پر ملنا، چھاتی سے لگانا اور پھر چومنا یہ سارے انداز حضرت جریر رضی اللہ عنہ کے نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کو بیان کر رہے ہیں۔ اس روایت میں ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ حضرت جریر رضی اللہ عنہ کو چادر عطا فرما کر عزت افزائی فرما رہے ہیں اور دوسری طرف اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو یہ درس دے رہے ہیں کہ جب معزز شخص آئے تو اس کی تعظیم کے پیش نظر اس کے لئے جگہ کشادہ کردینی چاہئے۔

۲۔ یہی مفہوم دوسری روایت میں بھی ہے کہ خود حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

لَمَّا بَایَعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ لِاَیِّ شَیْءٍ جِئْتَ یَا جَرِیْرُ؟ قَالَ جِئْتُ لِاُسْلِمَ عَلٰی یَدِكَ قَالَ فَاَلْقٰی لِیْ کِسَاءَہٗ ثُمَّ اَقْبَلَ عَلٰی اَصْحَابِہٖ فَقَالَ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْہُ

"جب میں نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی تو آپ ﷺ نے فرمایا اے جریر (رضی اللہ عنہ)! کس غرض سے آئے ہو؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کی بارگاہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ ﷺ کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے مجھے اپنی چادر عطا فرمائی۔ پھر صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا جب تمہارے پاس قوم کا معزز شخص آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔"

(شعب الایمان رقم الحدیث ۱۰۹۹۷ باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر)

Marfat.com

۳۔نسبت رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کا مزید نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کے حوالے سے ایک واقعہ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ قَالَ صَحِبَنِیْ جَرِیْرٌ فَجَعَلَ یَخْدِمُنِیْ وَقَالَ اِنِّیْ رَءَیْتُ الْاَنْصَارَ یَصْنَعُوْنَ بِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ شَیْئًا لَا اَرٰی اَحَدًا مِّنْهُمْ اِلَّا خَدَمْتُهٗ

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ میرے صحبت میں آئے اور میری خدمت کرنی شروع کر دی اور فرمانے لگے میں نے انصار صحابہ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (خدمت اور آپ ﷺ کی تعظیم والا) جو معاملہ کرتے دیکھا ہے تو اب میں کسی بھی انصاری صحابی کو دیکھوں تو اس کی خدمت کرتا ہوں۔" (شعب الایمان رقم الحدیث ۱۱۰۰۱،حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۳۷۵)

حضرت جریر رضی اللہ عنہ کی اولاد معزز ہوگئی:

حضرت طارق بن عبدالرحمن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے۔

اِذْ جَآءَ جَرِیْرُ بْنُ یَزِیْدَ بْنِ جَرِیْرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ الْبَجْلِیْ قَالَ فَدَعَا الشَّعْبِیُّ لَهٗ بِوَسَادَةٍ فَقُلْنَا لَهٗ یَا اَبَا عَمْرٍو حَوْلَكَ اَشْیَاخٌ وَقَدْ جَآءَ هٰذَا الْغُلَامُ فَدَعَوْتَ لَهٗ بِوَسَادَةٍ؛ قَالَ نَعَمْ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَلْقٰی لِجَدِّهٖ وِسَادَةً فَقَالَ اِذَا اَتَاکُمْ کَرِیْمُ قَوْمٍ فَاَکْرِمُوْهُ

"جب حضرت جریر بن یزید بن جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما آئے تو امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے ان کے لئے تکیہ منگوایا تو ہم نے عرض کی اے ابوعمرو (امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کی کنیت) آپ کے پاس بزرگ بیٹھے ہیں ان کے لئے یہ انتظام نہیں کیا اور جب یہ نوجوان آیا تو آپ نے اس کے لئے تکیہ منگوایا ہے؟ اس پر امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہاں! اس لئے کہ

Marfat.com

اس نوجوان کے دادا (جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ) کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تکیہ رکھا تھا اور فرمایا تھا کہ جب تمہارے پاس قوم کا کوئی معزز شخص آئے تو اس کی عزت کیا کرو۔"

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

شاہِ حبشہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا ذکر ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ تعظیم میں اس لئے کر رہے ہیں کہ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ ایک لحاظ سے صحابی ہیں اور ایک لحاظ سے تابعی ہیں۔

(سیر الاعلام النبلاء جلد ۳ صفحہ ۲۶۸)

بادشاہوں کے القاب:

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کا نام تو "اصحمہ" ہے مگر لقب نجاشی ہے۔ نجاشی، حبشہ کے ہر بادشاہ کا لقب ہوتا تھا جس طرح فارس کے بادشاہ کا لقب "کسریٰ" اور بادشاہِ روم کا "قیصر" اور بادشاہ یمن کا "تبع" اور بادشاہِ مصر کا "عزیز" اور بادشاہ قبط کا "فرعون" اور بادشاہِ ترک کا "خاقان" اور بادشاہِ ہند کا "دھمی" اور بادشاہ چین کا "فغفور" اور بادشاہِ یونان کا "بطلیموس" ہوتا تھا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۱۴۴)

تعظیم مکتوبِ رسول ﷺ

امام بدر الدین عینی رحمۃ اللہ علیہ نے عمدۃ القاری میں ایک روایت نقل کی ہے جو کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کر رہی ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا رَجَعَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ الْحُدَيْبِيَّةِ سَنَةَ سِتٍّ أَرْسَلَ النَّجَاشِيَّ سَنَةَ سَبْعٍ فِي الْمُحَرَّمِ عَمْرُو بْنُ اُمَيَّةَ الضَّمْرِيَّ فَأَخَذَ كِتَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَوَضَعَهُ عَلٰى عَيْنَيْهِ وَنَزَلَ عَنْ سَرِيْرِهٖ فَجَلَسَ عَلَى الْاَرْضِ تَوَاضُعًا ثُمَّ اَسْلَمَ

Marfat.com

"جب رسول اللہ ﷺ چھ ہجری میں حدیبیہ سے واپس تشریف لائے تو سات ہجری محرم شریف میں حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو نجاشی کی طرف اپنا خط دے کر بھیجا تو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کے خط مبارک کو پکڑ کر اپنی آنکھوں پر لگایا اور تعظیم کرتے ہوئے تخت سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور پھر اسلام قبول کرلیا۔"

(عمدۃ القاری جلد ۸ صفحہ ۲۹ دار احیاء تراث العربی بیروت، طبقات ابن سعد، الرحیق المختوم صفحہ ۴۷۸ مکتبہ سلفیہ لاہور)

میرے بھائیو! شاہِ حبشہ نے رسول اللہ ﷺ کے خط مبارک کی تعظیم کرتے ہوئے آنکھوں پر لگایا اللہ تعالیٰ نے اس کی برکت سے باطنی نگاہیں کھول دیں اور اسلام کا نور عطا فرمادیا۔

اسی طرح ایک اور روایت میں ان کے قبولِ اسلام کا ذکر ہے جسے مواہب لدنیہ کے اندر نقل کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چھ ہجری میں حضرت عمرو بن امیہ الضمری رضی اللہ عنہ کو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کی طرف خط دے کر بھیجا جس میں دعوتِ اسلام دی گئی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے دعوت قبول کی اور حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ جو پہلے ہی سے ہجرت کر کے وہاں پہنچ چکے تھے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کرلیا۔

(مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۱ مکتب اسلامی بیروت)

پہلے تو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے صرف خط کی تعظیم کی تھی لیکن جب اس خط مبارک کا جواب لکھا تو اس میں مزید اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا اظہار کیا اور پورا خط مواہب لدنیہ میں موجود ہے آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ بَلَغَنِیْ کِتَابُكَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَمَا ذَکَرْتَ مِنْ اَمْرِ عِیْسٰی فَوَ رَبِّ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ اِنَّ عِیْسٰی علیہ السلام لَا یَزِیْدُ عَلٰی مَا ذَکَرْتَ تَفْرُوْقًا اِنَّهٗ کَمَا ذَکَرْتَ وَقَدْ عَرَفْنَا مَا بَعَثْتَ بِهٖ اِلَیْنَا فَاَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَادِقًا مُصَدَّقًا وَقَدْ بَایَعْتُكَ وَبَایَعْتُ ابْنَ عَمِّكَ وَاَسْلَمْتُ عَلٰی یَدَیْهِ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَقَدْ بَعَثْتُ اِلَیْكَ ابْنِیْ وَاِنْ شِئْتَ اَتَیْتُكَ بِنَفْسِیْ فَعَلْتُ فَاِنِّیْ اَشْهَدُ اَنَّ مَا تَقُوْلُهٗ حَقٌّ وَالسَّلَامُ عَلَیْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهٗ

Marfat.com

"بعد حمد وصلوٰۃ! یارسول اللہ ﷺ! مجھے آپ ﷺ کا خط پہنچا ہے۔ زمین و آسمان کے رب کی قسم! جو کچھ آپ ﷺ نے عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں لکھا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے دھاگہ سے بھی زائد نہیں ہیں اور وہی ہیں جو آپ ﷺ نے ذکر کیا ہے۔ جو کچھ بھی آپ ﷺ لے کر ہماری طرف مبعوث کئے گئے ہیں ہم نے اسے پہچان لیا ہے پس میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں جن کی تصدیق کی گئی ہے۔ میں نے آپ ﷺ کے چچا کے بیٹے کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے آپ ﷺ کی بیعت کی اور میں ان کے ہاتھ پر اس اللہ کے لئے جھک گیا ہوں جو سارے جہانوں کا پالنے والا ہے۔ میں آپ ﷺ کی طرف اپنے بیٹے کو بھیج رہا ہوں اگر آپ ﷺ چاہیں کہ میں خود آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوں تو میں ایسا بھی کروں گا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ ﷺ جو فرماتے ہیں وہ حق ہے۔ والسلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔" (مواہب لدنیہ جلد ۲ صفحہ ۱۴۲ المکتب الاسلامی بیروت)

میں رسول اللہ ﷺ کے نعلین اٹھاتا:

حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے دل میں کس قدر رسول اللہ ﷺ کا ادب و احترام تھا اس کا اندازہ اس روایت سے لگائیں۔

چنانچہ حضرت سیدنا ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا تو

سَمِعْتُ النَّجَاشِیَّ یَقُوْلُ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَشَّرَ بِہٖ عِیْسٰی وَلَوْ لَا مَا اَنَا فِیْہِ مِنَ الْمُلْكِ وَمَا تَحَمَّلْتُ مِنْ اَمْرِ النَّاسِ لَاَ تَیْتُہٗ حَتّٰی اَحْمِلَ نَعْلَیْہِ

"میں نے حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ان کی ہی بشارت دی تھی۔ اگر بادشاہت اور

Marfat.com

لوگوں کی ذمہ داریاں نہ ہوتیں تو میں خود رسول اللہ ﷺ کے پاس جاتا اور آپ ﷺ کے نعلین مبارک اٹھاتا۔"

(تفسیر خازن سورۃ الصف تحت آیت ۶ جلد ۴ صفحہ ۲۴۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! اندازہ لگائیں کہ حضرت نجاشی رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو نہیں دیکھا انہیں پھر بھی اس قدر اپنے دل میں منصب نبوت کا احترام رکھتے تھے اگر دیکھ لیتے تو کس قدر تعظیم کرتے؟

جب حسن تھا ان کا جلوہ نماز انوار کا عالم کیا ہو گا
ہر کوئی فدا ہے بن دیکھے دیدار کا عالم کیا ہو گا
چاہیں تو اشاروں سے اپنے کایا ہی پلٹ دیں دنیا کی
یہ شان ہے خدمت گاروں کی سردار کا عالم کیا ہو گا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا عقیدہ تعظیم

نبی کریم ﷺ کی چار صاحبزادیاں ہیں۔

۱۔ حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
۲۔ حضرت سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا
۳۔ حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ عنہا
۴۔ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سب سے چھوٹی ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی عظمت خود رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَآءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ اَوْ کَمَا قَالَ

"فاطمہ (رضی اللہ عنہا) جنتی عورتوں کی سردار ہیں۔"

Marfat.com

قبر رسول ﷺ کا احترام:

شہزادیٔ کونین سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے عقیدۂ تعظیم پر مبنی روایت امام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل کی ہے چنانچہ لکھتے ہیں کہ

لَمَّا رُمِسَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ جَاءَتْ فَاطِمَةُ رضی اللہ عنہا فَوَقَفَتْ عَلٰى قَبْرِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَخَذَتْ قُبْضَةً مِّنْ تُرَابِ الْقَبْرِ وَوَضَعَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا وَبَكَتْ وَاَنْشَأَتْ تَقُوْلُ

مَا ذَا عَلٰى مَنْ شَمَّ تُرْبَةَ اَحْمَدٍ
اَنْ لَّا يَشُمَّ مَلَاى الزَّمَانِ غَوَالِيَا
صُبَّتْ عَلَيَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّهَا
صُبَّتْ عَلَى الْاَيَّامِ عُدْنَ لَيَالِيَا

"جب رسول اللہ ﷺ کو وصالِ ظاہری کے بعد قبر انور میں دفن کر دیا گیا تو حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا آئیں اور قبر رسول اللہ ﷺ پر کھڑی ہوگئیں اور پھر آپ ﷺ کی قبر انور سے مٹھی بھر مٹی اٹھائی اور اپنی دونوں آنکھوں پر مٹی لگائی اور پھر رونا شروع کر دیا اور یہ شعر پڑھنے لگیں۔

(ترجمہ اشعار) جو احمد ﷺ کی قبر شریف کی مٹی سونگھتا ہے اور زمانے کی ساری مدت کوئی خوشبو نہ سونگھے اس پر کیا حرج یہ ہے؟ میرے اوپر وہ تکالیف اور پریشانیاں آئی ہیں اگر وہ پریشانیاں دنوں پر آتیں تو دن رات بن جاتے۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ رسول اللہ ﷺ کے روضہ مبارک اور قبر مبارک کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا جائز ثابت ہوا۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی تعظیم کرنا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مبارک عمل سے ثابت ہوا۔

Marfat.com

۳۔ قبر انور کی مٹی کو اٹھا کر اپنی آنکھوں پر ملنا اس سے یہ معلوم ہوا کہ سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم سے نسبت حاصل کرنے والی مٹی میں بھی شفا رکھی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس کو چومتیں:

عَنْ فَاطِمَةَ اَنَّهَا كَانَتْ اِذَا دَخَلَتْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَامَ اِلَيْهَا فَاَخَذَ بِيَدِهَا فَقَبَّلَهَا وَاَجْلَسَ فِي مَجْلِسِهٖ وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَاَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِي مَجْلِسِهَا

"جب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو ان کے آنے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے پھر ہاتھ سے پکڑتے اپنی شہزادی کو بوسہ دیتے اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر بٹھا دیتے اور جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لاتے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب واحترام کرتے ہوئے شہزادی کونین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کھڑی ہو جاتیں، ہاتھ مبارک پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنے بیٹھنے کی جگہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بٹھا دیتیں۔"

(سنن ابی داؤد کتاب الادب باب ماجاء فی القیام رقم الحدیث ۵۲۱۷، سنن الترمذی کتاب المناقب باب فضل فاطمہ رقم الحدیث ۳۸۷۲، الادب المفرد باب الرجل یقبل ابنتہ صفحہ ۲۳۷ رقم الحدیث ۹۷۱)

اہل قیامت عزت کریں گے:

بروز قیامت اہل محشر سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا حیاء کریں گے چنانچہ حدیث پاک میں ہے۔

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ نَادٰى مُنَادٍ تَمُرَّ مِنْ بُطْنَانِ الْعَرْشِ يَا اَهْلَ الْجَمْعِ نَكِّسُوْا رُؤُوْسَكُمْ وَغُضُّوْا اَبْصَارَكُمْ حَتّٰى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى الصِّرَاطِ فَتَمُرُّ مَعَ سَبْعِيْنَ اَلْفَ جَارِيَةٍ مِّنَ الْحُوْرِ الْعِيْنِ كَمَرِّ الْبَرْقِ

"محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بروز قیامت عرش کے نیچے سے ایک منادی ندا

Marfat.com

کرے گا کہ اے اہل قیامت! اپنے سروں اور نگاہوں کو جھکا لو اللہ کے محبوب ﷺ کی پیاری شہزادی فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا پل صراط سے گزرنے لگی ہیں پس آپ رضی اللہ عنہا موٹی آنکھوں والی ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں پل صراط سے بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائیں گی۔"

(صواعق المحرقہ صفحہ ۲۷۱ مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور، کنز العمال حصہ ۱۲ صفحہ ۴۹ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم

۱۔ ام المومنین سیدہ طیبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے عقیدۂ تعظیم کا بخاری شریف کی درج ذیل وضاحت سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے چنانچہ

عَنْ اَبِیْ سَلْمَۃَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ عَوْفٍ اَنَّہٗ سَأَلَ عَائِشَۃَ رضی اللہ عنہا کَیْفَ کَانَتْ صَلٰوۃُ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ رَمَضَانَ فَقَالَتْ مَا کَانَ یَزِیْدُ فِیْ رَمَضَانَ وَلَا فِیْ غَیْرِہٖ عَلٰی اِحْدٰی عَشَرَۃَ رَکْعَۃً یُّصَلِّیْ اَرْبَعَ رَکْعَاتٍ فَلَا تَسْأَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ اَرْبَعًا فَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَطُوْلِہِنَّ ثُمَّ یُصَلِّیْ ثَلٰثًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَنَامُ قَبْلَ اَنْ تُوْتِرَ قَالَ تَنَامُ عَیْنَیَّ وَلَا یَنَامُ قَلْبِیْ

"حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان المبارک میں رسول اللہ ﷺ کی نماز کی کیفیت کیا ہوتی تھی تو آپ رضی اللہ عنہا نے ارشاد فرمایا رمضان میں بھی اور اس کے علاوہ بھی رسول اللہ ﷺ گیارہ رکعتیں پڑھتے تھے، پہلے چار رکعتیں پڑھتے، ان رکعتوں کی خوبصورتی اور طوالت کا نہ پوچھو، پھر چار رکعتیں پڑھتے، ان کے حسن اور طول کا نہ پوچھو، پھر تین رکعتیں پڑھتے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ ﷺ وتر پڑھنے سے پہلے سو جاتے ہیں تو ارشاد فرمایا

Marfat.com

میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل جاگ رہا ہوتا ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۰۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

سائل نے پوچھا تو رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں ہے وہ تو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے بتا دیا کہ محبوب ﷺ پہلے چار پڑھتے پھر چار پھر تین مسئلہ تو یہاں مکمل ہوگیا مگر آپ رضی اللہ عنہا نے درمیان میں جو جملے بولے ہیں وہی تو ان کے عقیدۂ تعظیم پر دلالت کر رہے ہیں کہ اے رسول اللہ ﷺ کی نماز کے بارے میں پوچھنے والے کہیں تمہارے ذہنوں میں یہ خیال نہ آئے کہ رسول اللہ ﷺ کی نماز تو بڑی مختصر ہے لیکن یاد رکھو کہ آپ ﷺ پڑھتے تو گیارہ رکعتیں ہیں مگر تمہاری نمازیں ان کے حسن و طوالت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ جب ہماری نمازیں محبوب ﷺ کی نماز جیسی نہیں تو خود ہم رسول اللہ ﷺ جیسے کیسے ہو سکتے ہیں؟

جب محبوب ﷺ کے اوصاف کا ثانی نہیں تو ذات کا ثانی کیسے ہو سکتا ہے؟

تیرے وصف سے تو عیب تناہی سے ہیں بری
حیراں ہوں میرے شاہ کیا کیا کہوں تجھے

تیرا قد تو نادرِ دہر ہے کوئی مثل ہو تو مثال دے
نہیں گل کے پودوں میں ڈالیاں کہ چمن میں سروِ چماں نہیں

۲۔ نیند مبارک کی تعظیم:

غزوۂ بنی مصطلق سے واپسی پر مقامِ بیداء پر جب ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہوگیا تو نبی کریم ﷺ نے وہاں قیام فرمایا اور اس جگہ پانی نہیں تھا اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پانی تھا۔ چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ دیکھ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہاں ٹھہرے ہوئے ہیں حالانکہ یہاں پانی موجود نہیں ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا خود فرماتی ہیں کہ پھر

Marfat.com

فَجَاءَ اَبُوْبَکْرٍ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاضِعٌ رَاْسَهٗ عَلٰی فَخِذِیْ قَدْ نَامَ

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ میری گود میں سر انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔

فَقَالَ حَبَسْتِ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسَ وَلَیْسُوْ عَلٰی مَآءٍ وَلَیْسَ مَعَهُمْ مَآءٌ قَالَتْ فَعَاتَبَنِیْ فَعَاتَبَنِیْ وَقَالَ مَا شَاءَ اللّٰهُ اَنْ یَّقُوْلُ

تو (میرے ابا جان) ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے مجھ سے فرمایا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو روکا ہوا ہے حالانکہ یہاں پانی نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پاس پانی ہے۔ فرماتی ہیں پھر صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مجھے ڈانٹا جتنا اللہ کو منظور تھا (غصہ کرتے ہوئے) مجھے سخت الفاظ کہے۔ اتنے پر بھی بس نہ کی اور

وَجَعَلَ یَطْعُنُنِیْ بِیَدِهٖ فِیْ خَاصِرَتِیْ

میرے ابا جان اپنے ہاتھ سے میرے پہلو میں مارنے لگے۔

فَلَا یَمْنَعُنِیْ مِنَ التَّحَرُّكِ اِلَّا مَکَانُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَلٰی فَخِذِیْ فَنَامَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

مجھے حرکت کرنے سے نہیں روکا مگر اس چیز نے کہ میری گود میں رسول اللہ ﷺ سر انور رکھ کر آرام فرما رہے تھے۔ جب صبح ہوئی تو پانی نہ ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم نازل فرمائی اس پر حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

مَا هِیَ بِاَوَّلِ بَرَکَتِکُمْ یَا اٰلِ اَبِیْ بَکْرٍ

اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والو! یہ تمہاری پہلی برکت نہیں ہے۔

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۵۱۸ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے ایک طرف تو یہ معلوم ہوا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی برکت سے قیامت تک کے

Marfat.com

مسلمانوں کو پانی نہ ملنے کی صورت میں تیمم کی سہولت عطا فرمائی گئی اور دوسری طرف حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم بھی واضح ہو گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آرام کی خاطر تکلیف برداشت کر رہی ہیں لیکن اپنے آپ کو حرکت نہیں دے رہیں اس لئے کہ کہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک میں خلل واقع نہ ہو۔

قبر انور کا توسل:

حضرت سیدنا اوس بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مدینہ شریف میں بارش بند ہو گئی اور قحط پڑ گیا۔ لوگوں نے ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے اس کی شکایت کی تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔

اُنْظُرُوْا قَبْرًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاجْعَلُوْا مِنْهُ كُوًى إِلَى السَّمَآءِ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ بَيْنَهٗ وَبَيْنَ السَّمَآءِ سَقْفٌ فَفَعَلُوْا فَمُطِرُوْا مَطَرًا حَتّٰى يَكُوْنَ نَبَتُ الْعَشَبِ وَسَمَتِ الْاِبِلُ حَتّٰى تَفَتَّقَتْ مِنَ الشَّحْمِ فَسُمِّيَ عَامَ الْفَتَقِ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کے اوپر سے چھت کھول دو کہ قبر انور اور آسمان کے درمیان چھت نہ رہے۔ لوگوں نے ایسا ہی کیا تو فوراً بارش ہوئی یہاں تک کہ چارہ اُگ آیا اور اونٹ موٹے ہو گئے یہاں تک کہ چربی سے بھر گئے پس اس سال کا نام عام الفتق رکھا گیا۔"

(سنن دارمی جلد ۱ صفحہ ۵۶ رقم الحدیث ۹۲ دار الکتاب العربی بیروت۔ امتاع الاسماع جلد ۱۴ صفحہ ۶۱۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۱۱۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، مواہب لدنیہ جلد ۴ صفحہ ۲۷۶ المکتب الاسلامی بیروت، زرقانی علی المواہب جلد ۱۱ صفحہ ۱۵۰ دار الکتب العلمیہ بیروت، الوفاء باحوال المصطفیٰ رقم الحدیث ۱۵۳۴ صفحہ ۸۱۷ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات شریف کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے نزدیک اس قدر مسلم تھی کہ قبر انور کا احترام بھی ضروری سمجھتی تھیں اس کے علاوہ اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اللہ کے مقبول بندوں کی ذات تو مقدس اور متبرک ہوتی ہی ہے ان نفوسِ قدسیہ کی قبروں کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ بارشیں عطا فرما دیتا ہے اور انہی قبروں کے ذریعے خلق فیض پاتی ہے اور

Marfat.com

مشکلیں کافور ہوتی ہیں۔

بعد از وصال تعظیم:

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل درج ذیل روایت پڑھیں آپ یقیناً اپنی امی جان سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو لاکھوں سلام عقیدت پیش کریں گے کہ جن کا مبارک عمل اور نوری عقیدہ ہمارے لئے آج کے بگڑے ہوئے ماحول میں مینارہ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔

وفاء الوفا کے اندر امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ:

كَانَتِ السَّيِّدَةُ عَائِشَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا إِذَا سَمِعَتْ صَوْتَ وَتَدٍ أَوْ مِسْمَارٍ يُدَقُّ فِي الْبُيُوتِ الْمُجَاوِرَةِ تُرْسِلُ إِلَى أَهْلِهَا: لَا تُؤْذُوْا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا جب ایسے گھروں میں کیل لگانے یا میخ گاڑنے کی آواز سنتیں جو گھر حجرۂ مقدسہ سے ملے ہوئے تھے تو ان گھر والوں کی طرف یہ پیغام بھجتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف نہ دو۔" (وفاء الوفا، جلد ۲، صفحہ ۱۲۳، دار الکتب العلمیہ بیروت)

مزید فرماتے ہیں کہ:

وَوَرَدَ أَنَّ عَائِشَةَ ذُكِرَتْ أَنَّ بَعْضَ نِسَآءِ النَّبِيِّ دَعَتْ نَجَّارًا فَعَلَّقَ ضَبَّةً لَهَا وَأَنَّ النَّجَّارَ ضَرَبَ الْمِسْمَارَ فِي الضَّبَّةِ ضَرْبًا شَدِيْدًا وَأَنَّ عَائِشَةَ صَاحَتْ بِالنَّجَّارِ وَكَلَّمَتْهُ كَلَامًا شَدِيْدًا وَقَالَتْ: أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ حُرْمَةَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهِ حَيًّا

(وصف مسجد النبوی الشریف، صفحہ ۲۲)

"روایت میں ہے کہ کسی اُم المومنین رضی اللہ عنہا نے بڑھئی کو بلایا تو اس بڑھئی نے کیل لگایا اور پھر اس پر ایک چوٹ لگائی سختی سے تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بڑھئی پر بول

Marfat.com

پڑیں اور اس سے سخت کلام فرمایا اور پھر ارشاد فرمایا کیا تو جانتا نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت وصال شریف کے بعد بھی اسی طرح ہے جس طرح کہ زندگی مبارکہ میں تھی۔"

میرے بھائیو! چونکہ اللہ نے قرآن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں آواز اونچی کرنے سے منع فرمایا ہے تو سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اس حکم قرآنی پر عمل کر رہی ہیں اور بعد وصال کیل لگانے کی آواز کو بھی حکم قرآنی کے خلاف سمجھتے ہوئے بے ادبی پر محمول فرما رہی ہیں۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کا عقیدۂ تعظیم

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر کا ادب:

حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور مشرکین مکہ کے درمیان جو معاہدہ ہوا تھا اس معاہدے کی مدت میں توسیع کے لئے سرداران قریش کے باہمی مشورے سے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو مدینہ منورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بھیجا گیا اس وقت تک ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) مسلمان نہیں ہوئے تھے۔ ان کی بیٹی ام حبیبہ رضی اللہ عنہا محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت سے سرفراز ہوئیں اور ام المومنین کا لقب پایا۔

ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جب مکہ سے مدینہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنے کے لئے آئے تو

حَتّٰی قَدِمَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الْمَدِیْنَۃَ فَدَخَلَ عَلٰی اِبْنَتِہٖ اُمِّ حَبِیْبَۃِ بِنْتِ اَبِیْ سُفْیَانَ فَلَمَّا ذَھَبَ لِیَجْلِسَ عَلٰی فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ طَوَتْہُ عَنْہُ فَقَالَ اَیْ بُنَیَّۃُ اَرَغِبْتِ بِیْ عَنْ ھٰذَا الْفِرَاشِ اَمْ رَغِبْتِ بِہٖ عَنِّیْ فَقَالَتْ بَلْ ھُوَ فِرَاشُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنْتَ رَجُلٌ مُّشْرِکٌ نَّجِسٌ لَمْ اُحِبَّ اَنْ تَجْلِسَ عَلٰی فِرَاشِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

"ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) جب مدینہ شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے تو وہ اپنی بیٹی ام المومنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس ملنے کے لئے آئے۔ جب آگے

Marfat.com

بڑھے تا کہ رسول اللہ ﷺ کے بستر پر بیٹھیں تو ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فوراً بستر ے کو لپیٹ دیا۔ اس پر ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) نے کہا اے میری بیٹی! اس بستر ے کو میرے لائق نہیں سمجھا یا مجھے اس بستر ے کے لائق نہیں سمجھا؟ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا یہ رسول اللہ ﷺ کا عظیم بستر ہے اور تم مشرک اور ناپاک آدمی ہو پس میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تم رسول اللہ ﷺ کے بستر ے پر بیٹھو۔"

(تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۴۸۸ تحت سورۃ النصر دارالکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ جلد ۵ صفحہ ۹ دارالحدیث قاہرہ مصر، عون المعبود جلد ۶ صفحہ ۶۱ دارالکتب العلمیہ بیروت، کشف الغمہ جلد ۲ صفحہ ۱۱۴ دارالکتب العلمیہ بیروت، معارج النبوۃ جلد ۳ صفحہ ۳۴۵ مکتبہ نبویہ لاہور، طبقات کبری جلد ۸ صفحہ ۷۸، عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند صفحہ ۶۷)

عشق رسول ﷺ اور علمائے دیوبند میں مزید یہ بھی لکھا ہے کہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے فرمایا اس بستر کی پاکیزگی پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں۔

میرے بھائیو! اندازہ لگائیں کہ ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے عقیدے میں کتنی مضبوطی تھی؟ حقیقی باپ اتنا سفر طے کر کے بیٹی کے پاس پہنچا ہے، دل میں کتنے ارمان ہوں گے اور باپ بیٹی کا رشتہ ویسے بھی محبت بھرا ہوتا ہے تو جب ابوسفیان (رضی اللہ عنہ)، رسول اللہ ﷺ کے بستر ے پر بیٹھنے لگے تو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) کو باپ ہونے کے باوجود بستر ے پر بیٹھنے نہیں دیا تو جب باپ نے وجہ پوچھی تو جو جواب دیا وہ عشق رسول ﷺ سے معمور تھا کہ وہ جانتی تھیں ابوسفیان (رضی اللہ عنہ) میرا باپ ہے چلو رسول اللہ ﷺ کے بستر ے پر بیٹھے گا تو کچھ بھی نہیں ہو گا مجھے ملنے کے لئے آیا ہے نہیں ایسا معاملہ نہیں برتا اور نہ ہی باپ ہونے کا خیال کر کے سوال کو ٹالا بلکہ ایسا جملہ جواب ارشاد فرمایا جو ان کے عقیدۂ عظیم کا ترجمان ہے کہ تم اگرچہ میرے والد ہو مگر تم ایک ناپاک اور مشرک انسان ہو اور یہ رسول اللہ ﷺ کا وہ مقدس بستر ہے جس کی پاکیزگی پر فرشتے بھی رشک کرتے ہیں تو میں یہ پسند نہیں کرتی کہ تمہارا ناپاک وجود اس پاکیزہ و معطر بستر ے سے مس ہو۔

Marfat.com

تنبیہ:

اس روایت سے سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے ہمیں یہ درس دیا کہ اگر رسول اللہ ﷺ کی عظمت کے مقابلے میں تمہاری دنیاوی محبتیں (والدین، بہن، بھائی، بیٹا، بیوی، رشتہ دار یا مال کی محبت) آڑے آئے تو دنیاوی محبتوں کو ٹھکرا کر ناموسِ نبی ﷺ پر پہرہ دینا ہی ایمان والوں کا شعار ہے گویا کہ ہماری پیاری امی جان سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا ہمیں قرآن پاک کی اس آیت پر عمل کرنے کا درس دے رہی تھیں۔

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالُ ۨاقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝ (پ۱۰ سورۃ التوبہ آیت ۲۴)

ترجمہ کنزالایمان: ”تم فرماؤ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری عورتیں اور تمہارا کنبہ اور تمہاری کمائی کے مال اور وہ سودا جس کے نقصان کا تمہیں ڈر ہے اور تمہارے پسند کے مکان یہ چیزیں اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اس کی راہ میں لڑنے سے زیادہ پیاری ہوں تو راستہ دیکھو یہاں تک کہ اللہ اپنا حکم لائے اور اللہ فاسقوں کو راہ نہیں دیتا۔“

مزارِ پرانوار پر کمرہ:

امام ابن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ لکھتے ہیں کہ حضرت سیدنا یزید بن سائب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا حَفَرَ عَقِيْلُ بْنُ اَبِيْ طَالِبٍ فِيْ دَارِهٖ بِئْرًا وَقَعَ عَلٰى حَجَرٍ مَنْقُوْشٍ مَكْتُوْبٍ فِيْهِ قَبْرُ اُمِّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ صَخْرِ بْنِ حَرْبٍ فَدَفَنَ عَقِيْلٌ الْبِئْرَ وَبَنٰى عَلَيْهَا بَيْتًا

”جب حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر میں کنوئیں کے لئے گڑھا کھودا تو نیچے سے ایک پتھر نظر آیا جس پر لکھا تھا کہ یہ ام حبیبہ بنت صخر بنت حرب رضی اللہ عنہا کی قبر ہے تو

Marfat.com

حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے کنوئیں کو بند کر دیا اور اس قبر انور پر کمرہ بنا دیا۔"

(تاریخ مدینہ لابن شبہ النمیری جلد ۱ صفحہ ۱۲۰ ذکر قبر ام حبیبہ زوج النبی ﷺ)

گویا کہ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ نے ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک پر کمرہ بنا کر ام المومنین رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کی تعظیم کی اور ہمیں اس روایت سے اولیاء اللہ کی قبروں پر گنبد بنانے کا جواز مل گیا۔ اور ساتھ حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے اس مبارک فعل سے ان لوگوں کا رد ہو گیا جو کہتے ہیں قبروں پر قبے اور گنبد صحابہ کے دور میں نہیں تھے لہٰذا گرا دیئے جائیں کہ بدعت ہیں تو ان کو صحابی رسول حضرت عقیل رضی اللہ عنہ کے فعل پر عمل کرتے ہوئے اولیاء اللہ کی تعظیم کے پیش نظر مزارات پر گنبد کی حقیقت کو مان لینا چاہیے۔

اللّٰہُ ھُوَ الْمُوَفِّقُ بِالْھِدَایَةِ

"اللہ ہی ہدایت کی توفیق دینے والا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

یہاں تک تو چند صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ تعظیم کو ہم نے علیحدہ علیحدہ بیان کیا ہے اب یہاں سے وہ چند روایات عرض کرتا ہوں ان میں کچھ تو انفرادیت پر دال ہوں گی اور کچھ مشترک طور پر ہوں گی اور یہ روایات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تبرکات ونسبت و اولاد اور جسم شریف کے ساتھ کئے گئے محبت بھرے انداز کو بیان کریں گی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم کی تفصیل ہو گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر ے کو سنبھال کر رکھا:

حضرت شفاء بنت عبداللہ قرشیہ عدویہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس سے مس ہونے والے کپڑوں کو سنبھال کر رکھا چنانچہ الاصابہ میں ہے کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزُوْرُهَا وَيَقِيْلُ عِنْدَهَا فِيْ بَيْتِهَا وَقَدْ اِتَّخَذَتْ لَهٗ فِرَاشًا وَاِزَارًا يَنَامُ فِيْهِ فَلَمْ يَزَلْ عِنْدَ وَلَدِهَا حَتّٰى اَخَذَهٗ مِنْهُ مَرْوَانُ بْنُ الْحَكَمِ

Marfat.com

"بعض اوقات رسول اللہ ﷺ حضرت شفاء بنت عبداللہ رضی اللہ عنہا کے ہاں تشریف لے جاتے اوران کے گھر میں قیلولہ فرماتے۔ حضرت شفاء رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بچھونا اور ایک چادر بنوائی تھی جس پر محبوب ﷺ آرام فرمایا کرتے تھے اور وہ بچھونا اور چادر حضرت شفاء رضی اللہ عنہا کے خاندان میں رہی یہاں تک کہ مروان بن حکم نے لے لی۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ شفاء بنت عبداللہ ترجمہ نمبر ۱۱۳۶۷)

محبت کا نرالا انداز:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ اَبِیْ رِبَاحٍ حَدَّثَنَا اَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَیْسٍ قَالَتْ رَفَعْنَا اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بَعْضَ نِسَائِہٖ فَلَمَّا دَخَلْنَا عَلَیْہِ عَسًّا مِّنْ لَبَنٍ فَشَرِبَ مِنْہُ ثُمَّ نَاوَلَہٗ اِمْرَأَتَہٗ فَقَالَتْ لَا اَشْتَہِیْہِ فَقَالَ لَا تَجْمَعِیْ جُوْعًا وَّ کِذْبًا ثُمَّ نَاوَلَنِی الْقَدَحَ فَجَعَلْتُ اُدِیْرُ الْقَدَحَ فِیْ فَمِیْ وَمَا اَشْرَبُہٗ لِتُصِیْبَ شَفَتَیَّ اَثَرَ شَفَتِہٖ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ثُمَّ تَرَکْنَاہُ علیہ السلام وَامْرَأَتَہٗ

"حضرت عطاء بن ابی رباح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بنت عمیس نے ہمیں حدیث بیان کی فرماتی ہیں کہ ہم نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن میں سے ایک کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بطورِ عروس بھیجا۔ جب ہم خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں تو آپ ﷺ نے ایک بڑا پیالہ دودھ کا نکالا اس میں سے پیا پھر اپنی زوجہ محترمہ کو دیا وہ بولیں مجھے تو خواہش نہیں ہے تو محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا بھوک اور جھوٹ کو جمع نہ کرو۔ پھر آپ ﷺ نے پیالہ مجھے عطا فرمایا پس میں اس پیالے کو اپنے منہ پر پھیرنے لگی اور پی نہیں رہی تھی اس لئے تاکہ میرے ہونٹ پیالے کی اس جگہ پر لگ جائیں جہاں رسول اللہ ﷺ کے ہونٹ مبارک لگے تھے پھر ہم رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ کو چھوڑ کر آگئیں۔"

(مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت، معجم الصغیر لطبرانی ترجمہ عبدالحمید رقم الحدیث ۷۱۰)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کا عطا کردہ عمامہ:

كَانَتْ لِعَبْدِ اللهِ بْنِ حَازِمٍ عِمَامَةٌ سَوْدَاءُ يَلْبَسُهَا فِي الْجُمَعِ وَالْاَعْيَادِ وَالْحَرْبِ فَاِذَا فُتِحَ عَلَيْهِ تَعَمَّمَ بِهَا تَبَرُّكًا بِهَا وَيَقُوْلُ كَسَانِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت عبداللہ بن حازم رضی اللہ عنہ کے پاس ایک سیاہ عمامہ تھا جسے آپ رضی اللہ عنہ جمعہ اور عید پر اور جنگ میں پہنا کرتے تھے اور جب جنگ سے فتح پاتے تو اس عمامہ کو بطورِ تبرک باندھتے اور فرماتے کہ یہ عمامہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے پہنایا تھا۔"

(الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ عبداللہ بن خازم ترجمہ نمبر ۴۶۳۹)

مدینے کے بچوں کا عقیدہ تبرک:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا صَلَّى الْغَدَاةَ جَاءَ خَدَمُ الْمَدِيْنَةِ بِاٰنِيَتِهِمْ فِيْهَا الْمَآءُ فَمَا يُؤْتٰى بِاِنَاءٍ اِلَّا غَمَسَ يَدَهٗ فِيْهَا فَرُبَّمَا جَاءُوْهُ فِي الْغَدَاةِ الْبَارِدَةِ فَيَغْمِسُ يَدَهٗ فِيْهَا

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب نمازِ فجر ادا فرما لیتے تو مدینے کے بچے برتنوں میں پانی لے کر آجاتے۔ رسول اللہ ﷺ اس پانی میں ہاتھ ڈبو دیتے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا کہ سخت سردی میں بھی بچے پانی لے کر آجاتے تو پھر بھی رسول اللہ ﷺ اپنا دست پرنور پانی میں ڈبو دیتے۔"

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب قرب النبی ﷺ من الناس)

میرے بھائیو! آپ کو مسلم شریف کی اس روایت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقیدۂ تعظیم اور تبرک کی جھلک نظر آئے گی کہ خود تو رسول اللہ ﷺ سے برکتیں حاصل کرتے ہی تھے مگر گھروں کے اندر اپنے بچوں کو بھی نبی کریم ﷺ کی محبت کا درس اس انداز میں دیا کرتے تھے کہ چھوٹے چھوٹے بچے بھی رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرنے اور آپ ﷺ کی ذاتِ اقدس سے برکتیں حاصل کرنے میں اپنے والدین کے

Marfat.com

نقش قدم پر چلتے دکھائی دے رہے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم منبر کو ہاتھ لگاتے:

عَنْ اَبِیْ قَسِیْطٍ وَالْعُتْبِیْ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ كَانَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اِذَا خَلَا الْمَسْجِدُ حَبِسُوْا رَمَانَةَ الْمِنْبَرِ الَّتِیْ تَلِی الْقَبْرَ بِمَيَامِنِهِمْ ثُمَّ اسْتَقْبَلُوا الْقِبْلَةَ يَدْعُوْنَ

"امام ابن قسیط اور امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے جب مسجد خالی ہوتی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) منبر شریف کے اس رمانہ کو جو قبر انور سے ملتا ہے اس کو اپنے دائیں ہاتھ سے چھوتے پھر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا کرتے۔"

(وفاء الوفا جلد ۴ صفحہ ۲۱۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۶ صفحہ ۲۴۹ دار الکتب العلمیہ بیروت، طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۲۵۴ بیروت، الشفاء جلد ۲)

جو لکڑی کا ٹکڑا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے منسوب ہو اس پر بطور تبرک ہاتھ لگانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر واضح دلیل ہے۔ اس کے علاوہ آج اگر اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے مزارات پر حاضری دیں اور وہاں کی چیزوں کو برکت کے لئے ہاتھ لگائیں یا چومیں تو ان افعال کی موید یہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل والی روایت ہے۔ اس سے کوئی یہ دلیل نہ بنا لے کہ قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منہ کر کے دعا مانگنا ناجائز ہے۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کے تحت اس کی بحث آ رہی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا پسینہ مبارک اکٹھا کرتیں:

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ دَخَلَ عَلَيْنَا النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عِنْدَنَا فَعَرِقَ وَجَاءَتْ اُمِّیْ بِقَارُوْرَةٍ فَجَعَلَتْ تَسْلُتُ الْعَرَقَ فِيْهَا فَاسْتَيْقَظَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا اُمَّ سُلَيْمٍ مَا هٰذَا الَّذِیْ تَصْنَعِيْنَ قَالَتْ هٰذَا عَرَقُكَ نَجْعَلُهُ

Marfat.com

فِیْ طِیْبِنَا وَهُوَ مِنْ اَطْیَبِ الطِّیْبِ

"حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ہمارے گھر تشریف لائے اور قیلولہ فرمایا۔ حالت نیند میں آپ ﷺ کو پسینہ آیا۔ میری ماں (ام سلیم رضی اللہ عنہا) نے ایک شیشی لی اور آپ ﷺ کا پسینہ مبارک اس میں ڈالنے لگیں۔ اس پر محبوب ﷺ بیدار ہو گئے اور ارشاد فرمایا ام سلیم! کیا کر رہی ہو؟ عرض کرتی ہیں یہ آپ ﷺ کا پسینہ ہے ہم اس کو اپنی خوشبو میں ڈالیں گے اس لئے کہ یہ تمام خوشبوؤں سے عمدہ خوشبو ہے۔" (صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی ﷺ)

میرے بھائیو! اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے جیسے نہیں ہیں کیونکہ ہمارے جسم سے پسینہ نکلے تو بدبو آتی ہے مگر محبوب ﷺ کے جسم اقدس سے پسینہ نکلے تو خوشبودار ہوتا ہے۔ صرف خوشبودار نہیں صحابیہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے اطیب الطیب فرمایا کہ ساری خوشبوؤں سے بڑھ کر خوشبودار رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک ہے۔

پھر پسینہ مبارک کو ایک شیشی میں ڈال کر محفوظ رکھنا یقیناً برکت کے لئے ہے تو اس سے ایک تو حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا کا نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا عقیدہ واضح ہوا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک ایسا خوشبودار ہے کہ وقت گزرنے کے باوجود اس کی خوشبو میں کمی نہیں آتی اور ہمیشہ خوشبودار ہی رہتا ہے۔

جن کے پسینے کا جواب نہیں ان کی ذات منبع فیوض و برکات کا یقیناً ثانی نہیں۔

واللہ جو مل جائے میرے گل کا پسینہ
نہ پھر مانگے عطر نہ پھر چاہے دلہن پھول

عرصہ ہوا طیبہ کی گلیوں سے وہ گزرے ہیں
گلیوں میں اب بھی ہے خوشبو ان کے پسینے کی

مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا نے عرض کیا۔

Marfat.com

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرْجُوْ بَرَكَتَهٗ لِصِبْيَانِنَا

"یارسول اللہ ﷺ! ہم اپنے بچوں کے لئے آپ کے پسینہ مبارک کی برکت کے امیدوار ہیں۔"

اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَصَبْتِ

"تو نے سچ کہا ہے۔"

(صحیح مسلم کتاب الفضائل باب طیب عرق النبی ﷺ)

بال مبارک کی تعظیم:

عَنِ الْوَلِيْدِ بْنِ اَبِي الْوَلِيْدِ رَأٰى شَعْرًا مِّنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَصْبُوْغًا بِالْحِنَاءِ وَلَيْسَ بِشَدِيْدِ الْحُمْرَةِ وَكَانَ يَغْسِلُهٗ بِالْمَآءِ ثُمَّ يَشْرَبُهٗ

"حضرت ولید بن ابی ولید رضی اللہ عنہ نے نبی دوعالم ﷺ کا ایک موئے مبارک (بال مبارک) مہندی سے رنگا ہوا دیکھا اور وہ موئے مبارک زیادہ سرخ نہیں تھا تو آپ ﷺ کے اس بال مبارک کو پانی سے دھویا کرتے تھے اور پھر اس پانی کو پی لیا کرتے تھے۔" (الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ الولید بن ابی الولید ترجمہ نمبر ۹۲۰۱)

رسول اللہ ﷺ کی نماز کی جگہ کی تعظیم:

جس جگہ رسول اللہ ﷺ نے نماز ادا فرمائی ہو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی خاطر انہی جگہوں پر نماز پڑھنے کو سعادت سمجھتے جس طرح کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا عمل مبارک آپ نے پڑھ لیا ہے، نہ صرف خود بلکہ دوسروں کو بھی آثار نبوی ﷺ سے برکت حاصل کرنے کا درس دینا ان نفوسِ قدسیہ کا طرزِ تبلیغ وتعلیم دین تھا جیسا کہ بخاری میں حدیث پاک موجود ہے۔ چنانچہ

عَنْ اَبِيْ بُرْدَةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ فَلَقِيَنِيْ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ سَلَامٍ فَقَالَ لِيْ

Marfat.com

اِنْطَلِقْ اِلَی الْمَنْزِلِ فَاَسْقِیَكَ فِیْ قَدَحٍ شَرِبَ فِیْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَتُصَلِّیَ فِیْ مَسْجِدٍ صَلّٰی فِیْهِ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَانْطَلَقْتُ مَعَهٗ فَاَسْقَانِیْ سَوِیْقًا وَاَطْعَمَنِیْ تَمْرًا وَصَلَّیْتُ فِیْ مَسْجِدِهٖ

"حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں میں مدینہ شریف آیا تو مجھے عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ملے اور فرمانے لگے میرے گھر چلو میں تمہیں اس برتن سے پانی پلاؤں گا جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی پیا ہے اور یہ کہ تم اس جگہ پر نماز پڑھو جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے۔ حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں ان کے ساتھ گیا تو عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ نے مجھے ستو پلائے اور کھجوریں کھلائیں اور میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں نماز پڑھی یعنی نماز والی جگہ پر۔"

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۰۹۱ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ جس جگہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھیں اس جگہ پر نماز پڑھنا بقایا جگہوں کی نسبت زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔

اس حدیث کی موید حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ والی روایت ہے جسے بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے۔

اس سلسلے میں دو حدیثوں کا خلاصہ عرض کرتا ہوں۔

حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ بدری صحابی ہیں۔ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں لیکن اب میری بینائی کمزور ہو چکی ہے، بارش ہوتی ہے تو میں مسجد نہیں پہنچ سکتا۔

وَدِدْتُّ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّكَ تَأْتِیْنِیْ فَتُصَلِّیَ فِیْ بَیْتِیْ فَاَتَّخِذَهٗ مُصَلًّی یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

"میں یہ پسند کرتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم میرے پاس تشریف لائیں، میرے گھر میں نماز ادا فرمائیں تاکہ میں اس جگہ کو اپنے لئے جائے نماز بنالوں۔"

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے حضرت عتبان بن مالک رضی اللہ عنہ کی اس درخواست کو قبول فرمالیا اور اپنے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کے گھر میں قدم رنجہ فرمائے۔ جب رسول اللہ ﷺ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ کے گھر پر آئے تو ان سے فرمایا۔

اَیْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّیَ لَکَ مِنْ بَیْتِکَ

"اے عتبان (رضی اللہ عنہ)! تم اپنے گھر میں کہاں پسند کرتے ہو کہ میں وہاں تیرے لئے نماز پڑھوں۔" (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۶۰ رقم الحدیث ۴۲۴، ۴۲۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

رسول اللہ ﷺ کے پیارے صحابی رضی اللہ عنہ کا عقیدہ برکت اور تبرک کے لحاظ سے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ ان کا عقیدہ تھا کہ نماز جہاں بھی پڑھو اللہ قبول فرمانے والا ہے مگر جس جگہ رسول اللہ ﷺ کے قدم مبارک لگیں گے وہاں برکتیں بھی زیادہ ہوں گی اور رحمت الٰہی کا نزول بھی زیادہ ہوگا لہٰذا قدم شریف کے لگنے کی جگہ کو اپنی نماز پڑھنے کی جگہ بناؤں گا۔

آگے سے رسول اللہ ﷺ نے اپنے غلام پر مزید لطف و کرم فرمایا کہ حضرت عتبان رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ میں تیرے گھر آیا ہوں جہاں تو پسند کرتا ہے میں وہیں نماز تیرے لئے پڑھوں گا۔

یہ پوچھنے کی وجہ کیا تھی اس کو امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

لِاَنَّہٗ دُعِیَ لِیَتَبَرَّکَ صَاحِبُ الْبَیْتِ بِمَکَانِ صَلٰوتِہٖ فَسَاَلَ لِیُصَلِّیَ فِی الْبُقْعَۃِ الَّتِیْ یُحِبُّ

"رسول اللہ ﷺ کو اس لئے دعوت دی گئی تھی تاکہ صاحب مکان آپ ﷺ کی نماز پڑھنے کی جگہ سے برکت حاصل کرے تو یہ آپ ﷺ نے اس لئے پوچھا تاکہ جہاں صاحب مکان کی خواہش ہو وہیں نماز ادا فرمائیں۔"

(فتح الباری جلد ۱ صفحہ ۶۰۷ دار الحدیث قاہرہ مصر)

دوسری بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جو ارشاد فرمایا۔

اَنْ اُصَلِّیَ لَکَ

"میں تیرے لئے نماز پڑھوں گا۔"

Marfat.com

تو مراد یہی تھی کہ سجدہ اللہ کو ہوگا مگر اس میرے سجدہ کرنے سے آئندہ تجھے اس جگہ سے برکتیں ملتی رہیں گی۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی شان تو یہ ہے کہ ان کی عبادت اللہ کے لئے ہوتی ہے اور ہر مسلمان کو حکم یہی ہے کہ غیر اللہ کو سجدہ حرام ہے اور نبی کریم ﷺ کی تو شان ہی یہی ہے۔

اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○

(الانعام: ۱۶۲)

ترجمہ کنزالایمان: "بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے جو رب سارے جہان کا۔"

یہ تو تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ پر نماز پڑھنے سے برکت حاصل ہوتی ہے مزید نظریہ برکت تبرک اس روایت سے واضح ہوگیا کہ محبوب ﷺ کے ہاتھ پاؤں کا دھوون جس جگہ لگے وہاں بھی برکتیں زیادہ ہوتی ہیں۔

چنانچہ سنن نسائی شریف کی حدیث پاک ہے کہ یہود کی ایک جماعت رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو کر مسلمان ہوگئی اور عرض کرنے لگے ہمارے شہر میں ہمارا عبادت خانہ ہے ہم چاہتے ہیں کہ اسے توڑ کر اس کی جگہ مسجد بنائیں تو:

فَاسْتَوْھَبْنَاہُ مِنْ فَضْلِ طَھُوْرِہٖ فَدَعَا بِمَآءٍ فَتَوَضَّأَ وَتَمَضْمَضَ

ہم نے رسول اللہ ﷺ سے غسالہ (وضو کا استعمال شدہ پانی) مانگا تو آپ ﷺ نے پانی منگوا کر وضو کیا اور کلی کی۔

ثُمَّ صَبَّہٗ لَنَا فِیْ اِدَاوَۃٍ وَاَمَرَنَا فَقَالَ

پھر یہ کلی اور وضو والا پانی ایک برتن میں ڈال کر ہمیں عطا فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اُخْرُجُوْا فَاِذَا اَتَیْتُمْ اَرْضَکُمْ فَاکْسِرُوْا بِیْعَتَکُمْ

جاؤ اور جب اپنے شہر پہنچ جاؤ تو اپنا عبادت خانہ توڑ دو۔

وَانْضَحُوْا مَکَانَھَا بِھٰذَا الْمَآءِ

اس کے بعد اس عبادت خانے کی جگہ پر اس پانی کو چھڑک دینا۔

Marfat.com

وَاتَّخِذُوْهَا مَسْجِدًا

پھراس جگہ کومسجد بنالو۔

(سنن النسائی کتاب المساجد باب اتخاذ البیع مساجد، مرقاۃ المصابیح باب المساجد ومواضع السجود)

میرے بھائیو! محبوب ﷺ کی بارگاہ میں آنے سے پہلے تو یہود تھے کلمہ پڑھ کر دامن مصطفیٰ ﷺ سے لپٹ گئے۔ اب وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس گروہ میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب برکت کے لئے محبوب ﷺ کے ہاتھ اور پاؤں کا دھوون مانگا تو آپ ﷺ نے انکار نہیں فرمایا۔ اگر محبوب ﷺ کے جسم اقدس سے لگنے والی چیزوں میں برکت نہ ہوتی تو یہ لوگ بھی سوال نہ کرتے۔ اگر ان کا سوال کرنا غلط تھا تو محبوب ﷺ ان کو عطا نہ فرماتے بلکہ منع فرماتے کہ تم نئے نئے مسلمان ہوئے ہو یہ ہمارے دین میں جائز نہیں، تم ابھی احکام شرع سے ناواقف ہو اور رموزِ توحید کو نہیں جانتے۔ ایسا نہیں فرمایا بلکہ پانی منگوا کر وضو کیا اور یہ وضو والا پانی ان کو دیا تاکہ یہ جا کر یہودی عبادت خانے کو توڑ کر مسجد بنائیں اور وہاں پر یہ پانی چھڑک دیں۔ اب ان صحابہ رضی اللہ عنہم نے جا کر اسی طرح ہی کیا۔ عبادت خانہ توڑا پھر محبوب ﷺ کے ہاتھ، پاؤں اور چہرہ مبارک کا دھوون وہاں ڈالا۔ پھر وہاں مسجد بنائی جس میں شب و روز اللہ وحدہٗ لاشریک کی عبادت ہوتی۔

جن کے تلووں کا دھوون ہے آبِ حیات

ہے وہ جانِ مسیحا ہمارا نبی ﷺ

حالانکہ ویسے بھی عبادت خانے کو توڑ کر مسجد بنا دی جاتی، نماز پھر بھی ہوتی رہتی، پانی مبارک چھڑک کر یہ واضح کیا کہ عبادت خدا کی ہے، سجدہ خدا کو ہے یاد مصطفیٰ ﷺ کی بھی آتی رہے گی۔

چارپائی مبارک سے تبرک:

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ فَلَمَّا قَدِمَ رَسُوْلُ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِيْنَةَ نَزَلَ مَنْزِلَ اَبِيْ اَيُّوْبَ قَالَ علیہ السلام اَيَا اَبَا اَيُّوْبَ اَمَا لَكُمُ السَّرِيْرُ قَالَ لَا وَاللهِ فَبَلَغَ اَسْعَدَ بْنَ زُرَارَةَ ذٰلِكَ فَبَعَثَ اِلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ

Marfat.com

عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ بِسَرِيۡرٍ لَهٗ عَاتَمُوۡدٌ وَقَوَائِمُ سَاجٍ فَكَانَ يَنَامُ عَلَيۡهِ حَتّٰى تُوُفِّيَ فَطَلَبَ النَّاسُ يَحۡمِلُوۡنَ مَوۡتَاهُمۡ عَلَيۡهِ فَحُمِلَ عَلَيۡهِ اَبُوۡبَكۡرٍ وَعُمَرُ وَالنَّاسُ طَلَبًا لِّبَرَكَتِهٖ

"ام المومنین حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ پاک میں تشریف لائے تو حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے گھر قیام فرمایا اور پوچھا کہ اے ابوایوب (رضی اللہ عنہ)! کیا تمہارے پاس چارپائی نہیں ہے؟ عرض کرتے ہیں خدا کی قسم! نہیں ہے۔ یہ خبر جب حضرت سیدنا اسعد بن زرارۃ رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چارپائی بھیج دی۔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم اس پر آرام فرمایا کرتے تھے یہاں تک کہ وصال شریف ہوگیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے وہ چارپائی برکت کے لئے اپنے مردوں کے لئے رکھ لی۔ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہم کا وصال ہوا تو دونوں حضرات کو اسی چارپائی پر لٹایا گیا۔ اسی طرح اس چارپائی سے برکت حاصل کرنے کے لئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مردوں کو اسی چارپائی پر لٹاتے تھے۔" (سبل الھدیٰ والرشاد جلد ۷ صفحہ ۳۵۴)

مزید اسی جگہ یہ بھی لکھا ہے کہ امام واقدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں تمام اہل مدینہ کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی چارپائی حضرت عبداللہ بن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ نے چار ہزار درہم کے بدلے خرید لی تھی۔

میرے بھائیو! جس چارپائی کے ساتھ آمنہ کے لال صلی اللہ علیہ وسلم کا جسم مس ہوا اس کو بعد میں سنبھال کر رکھنا برکت کے لئے مردوں کو اسی پر لٹانا اور پھر اس کو چار ہزار درہم میں خریدنا نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی دلیل ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ہار:

قبیلہ بنی غفار کی وہ صحابیہ جو غزوۂ خیبر کے موقع پر لشکر اسلام کے ساتھ تھیں ان کے گلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عطا کردہ ایک ہار تھا اس کے بارے میں فرماتی ہیں کہ

Marfat.com

فَلَمَّا فَتَحَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَيْبَرَ اَخَذَ هٰذِهِ الْقَلَادَةَ فَأَعْطَانِيْهَا وَجَعَلَهَا بِيَدِهٖ فِيْ عُنُقِيْ فَوَاللهِ لَا تُفَارِقُنِيْ اَبَدًا قَالَ وَكَانَتْ فِيْ عُنُقِهَا حَتّٰى مَاتَتْ ثُمَّ اَوْصَتْ اَنْ تُدْفَنَ مَعَهَا

"جب رسول اللہ ﷺ نے قلعہ خیبر فتح کرلیا تو یہ ہار لے کر مجھے عطا فرمایا اور خود اپنے دست انور سے میرے گلے میں پہنایا اللہ کی قسم! یہ ہار ہمیشہ میرے گلے میں رہے گا۔ راوی فرماتے ہیں کہ وہ ہار واقعی ان کے گلے میں رہا یہاں تک کہ اس صحابیہ کی وفات کا وقت آ گیا اس وقت انہوں نے وصیت کی کہ مجھے اسی ہار کے ساتھ دفن کر دیا جائے۔"

(مسند امام احمد حدیث امراۃ من بنی غفار رضی اللہ عنہا رقم الحدیث ۲۷۱۸۰، اہل دل کو تڑپا دینے والے واقعات جلد ۱ صفحہ ۹۲ مکتبہ الفقیر فیصل آباد)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظریہ تھا کہ جو چیزیں رسول اللہ ﷺ کے جسم منور سے مس ہو جائیں، وہ قبر میں راحت کا ذریعہ بن جاتی ہیں اور آخرت کے دشوار گزار مراحل میں باذن اللہ مشکل کشا ثابت ہوتی ہیں اسی لئے تو صحابیہ رضی اللہ عنہا، محبوب ﷺ کی نسبت کی تعظیم کے پیش نظر ہار کو قبر میں ساتھ لے جانے کی وصیت کر رہی ہیں۔

چادر مبارک کفن بنی:

اسی مضمون کی موید حضرت سہل رضی اللہ عنہ بن سعد والی روایت ہے جسے بخاری شریف میں نقل کیا گیا ہے۔

چنانچہ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک عورت چادر لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور

قَالَتْ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنِّيْ نَسَجْتُ هٰذِهٖ بِيَدِيْ اَكْسُوْكَهَا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ میں نے یہ چادر اپنے ہاتھ سے بنی ہے تاکہ آپ ﷺ کو پہناؤں۔

فَاخَذَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحْتَاجًا اِلَيْهَا فَخَرَجَ اِلَيْنَا وَاِنَّهَا اِزَارُهُ

پس رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے وہ چادر لے لی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کی ضرورت بھی تھی پھر آپ ﷺ اس چادر کا تہبند باندھ کر ہمارے پاس تشریف لائے۔

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْقَوْمِ يَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُكْسُنِيْهَا فَقَالَ نَعَمْ

ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ چادر مجھے عطا فرما دیجئے تو ارشاد فرمایا ٹھیک ہے۔

فَجَلَسَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْمَجْلِسِ ثُمَّ رَجَعَ فَطَوَاهَا ثُمَّ اَرْسَلَ بِهَا اِلَيْهِ

پھر کچھ دیر بیٹھنے کے بعد رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لے گئے اور وہ چادر لپیٹ کر اس صحابی کو بھجوادی۔

فَقَالَ لَهُ الْقَوْمُ مَا اَحْسَنْتَ سَاَلْتَهَا اِيَّاهُ لَقَدْ عَلِمْتَ اَنَّهُ لَا يَرُدُّ سَائِلًا

دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس صحابی رضی اللہ عنہ سے کہا کہ تو نے رسول اللہ ﷺ سے چادر مانگ کر اچھا نہیں کیا حالانکہ تو جانتا ہے کہ آپ ﷺ کسی سوالی کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔

فَقَالَ الرَّجُلُ وَاللهِ مَا سَاَلْتُهُ اِلَّا لِتَكُوْنَ كَفَنِيْ يَوْمَ اَمُوْتُ قَالَ سَهْلٌ فَكَانَتْ كَفَنَهُ

اس صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اللہ کی قسم! میں نے یہ چادر صرف اس لئے مانگی ہے تاکہ موت کے وقت میرا کفن بن جائے۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں واقعی اس صحابی رضی اللہ عنہ کو اسی چادر مبارک کا کفن دیا گیا۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۸۱ رقم الحدیث ۲۰۹۳)

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے لئے تہبند عطا فرمایا:

نبی دوعالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا تو ام عطیہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

خَرَجَ عَلَيْنَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَغْتَسِلُ اِبْنَتَهٗ فَقَالَ

جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صاحبزادی کو غسل دے رہی تھیں تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور ارشاد فرمایا۔

اِغْسِلْنَهَا ثَلَاثًا اَوْ خَمْسًا اَوْ اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ اِنْ رَءَيْتُنَّ ذٰلِكَ وَاجْعَلْنَ فِي الْاٰخِرَةِ كَافُوْرًا فَاِذَا فَرَغْتُنَّ فَاٰذِنَّنِي

(میری بیٹی کو) تین مرتبہ غسل دو یا پانچ مرتبہ اور اگر ضرورت ہو تو اس سے بھی زیادہ کرلو اور آخر پر کافور لگاؤ اور جب غسل سے فارغ ہو جاؤ تو مجھے اطلاع کردینا۔

فَاٰذَنَّاهُ

ہم سے غسل سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اطلاع کردی تو

فَاَلْقٰى اِلَيْنَا حِقْوَةً فَقَالَ اِشْعِرْنَهَا اِيَّاهُ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اپنا تہبند مبارک دیا اور ارشاد فرمایا کہ میری بیٹی کو اس میرے تہبند میں لپیٹ دو یہ اس کا کفن ہے۔

(مسند امام احمد حدیث ام عطیہ رضی اللہ عنہا رقم الحدیث ۲۷۳۳۸، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۵۱۹)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کو اپنی قمیص پہنایا:

اب اسی مضمون کی موید ایک ایسی روایت پڑھیں جس سے مسئلہ تو واضح ہو ہی جائے گا ساتھ ہی ساتھ ذہن کے وسوسے بھی دور ہو جائیں گے۔

جب حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی والدہ ماجدہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کا انتقال ہوا تو محبوب

Marfat.com

دو عالم ﷺ نے ان کو اپنا قمیص پہنایا اور پھر ان کو قبر میں اتارنے سے پہلے تھوڑی دیر آپ ﷺ ان کی قبر میں لیٹے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آقا کریم ﷺ سے وجہ پوچھی کہ یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے ان کو اپنا قمیص کیوں پہنایا ہے اور ان کی قبر میں کیوں لیٹے ہیں؟ اس پر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ اَلْبَسْتُهَا لِتَلْبِسَ مِنْ ثِیَابِ الْجَنَّةِ وَاضْطَجَعْتُ مَعَهَا فِیْ قَبْرِهَا لِاُخَفِّفَ عَنْهَا عَنْ ضَغْطَةِ الْقَبْرِ

میں نے اپنی چچی فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کو اپنی قمیص اس لئے پہنائی ہے تا کہ اس کی برکت سے ان کو جنت کا لباس عطا کیا جائے اور ان کی قبر میں اس لئے لیٹا ہوں تا کہ اللہ تعالیٰ ان کو قبر کی تنگی سے نجات عطا فرمائے۔

(وفاء الوفاء جلد ۳ صفحہ ۸۷ دار الکتب العلمیہ بیروت، حلیۃ الاولیاء جلد ۳ صفحہ ۱۲۱ ذکر عاصم بن سلیمان احول دار الکتب العلمیہ بیروت، مجمع الزوائد جلد ۹ صفحہ ۲۵۶ دار الکتاب العربی بیروت، العلل المتناهیہ حدیث فی فضل فاطمہ بنت اسد رقم الحدیث ۴۳۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، المعجم الاوسط جلد ا صفحہ ۱۵۲ رقم الحدیث ۱۹۱، المعجم الکبیر جلد ۲۴ صفحہ ۳۵۱ رقم الحدیث ۸۷۱)

میرے بھائیو! آپ پہلے حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی پڑھ چکے ہیں کہ دونوں حضرات نے رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کو قبر میں ساتھ لے جانے کی وصیت فرمائی تھی۔ پھر ایک صحابیہ رضی اللہ عنہا کا قبر میں ہار لے جانے کا اور ایک صحابی رضی اللہ عنہ کا چادر مبارک بطورِ کفن ہونے کی وصیت فرمانا۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس عمل سے یہ بات واضح ہوئی کہ جس چیز کی نسبت رسول اللہ ﷺ کی طرف ہو جائے وہ قبر و حشر میں راحت کا سبب بن سکتی ہے اور سفر آخرت میں اللہ کے حکم سے مشکل کشا بھی ثابت ہوتی ہے۔

اگر رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کا قبر میں فائدہ نہ ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کبھی بھی ان تبرکات کو اپنے ساتھ قبروں میں لے جانے کی وصیت نہ کرتے۔ مزید اس پر یہ کہ خود رسول اللہ ﷺ اپنی بیٹی کو اپنے تہبند میں کفن دینے کا فرما رہے ہیں اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت اسد کو اپنا قمیص مبارک پہنایا ہے اور ساتھ واضح فرما دیا کہ اس قمیص کی کرامت سے اس کو جنت کا لباس ملے گا تو معلوم ہوا

Marfat.com

کہ جو کپڑا رسول اللہ ﷺ کے مبارک جسم پر لگ جاتے ہیں ان کی برکت سے جنت کی لازوال نعمتیں مقدر بن جاتی ہیں۔ یہ مشکل کشائی نہیں تو اور کیا ہے؟ مزید حضرت علی رضی اللہ عنہ کی والدہ کی قبر میں خود لیٹے تو صحابہ رضی اللہ عنہم کے پوچھنے پر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا میرے اس قبر میں لیٹنے کی برکت سے قبر کی تنگی سے نجات ملے گی۔

یہ بھی حاجت روائی اور مشکل کشائی ہے۔ آج کوئی مولوی صاحب کسی کے بارے میں کہے کہ اس کی قبر میں لیٹتا ہوں تاکہ میری وجہ سے اس مردے کو قبر میں سکون رہے گا کوئی نہیں کہے گا کیوں اس لئے کہ جو برکتیں رسول اللہ ﷺ کے جسم پرنور میں ہیں وہ کسی اور میں کہاں؟ محبوب ﷺ کا جسم لگے تو قبر وسیع ہو جاتی ہے اور اندھیرے سویروں میں تبدیل ہو جاتے ہیں اور ظلمت کدے نور کے آشیانے بن جاتے ہیں۔

الغرض رسول اللہ ﷺ کے جسم اقدس سے مس ہونے والی ہر شے قبر میں نزولِ رحمت الٰہی کی موجب اور حصولِ جنت کا ذریعہ ہوتی ہے۔

دلیل کے طور پر ایک روایت عرض کرتا ہوں۔

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں حاضر ہو کر عرض کی کہ یارسول اللہ ﷺ! جتنی بارش میں نے روم کے شہر انطاکیہ میں ہوتی دیکھی ہے اتنی بارش کسی اور شہر میں ہوتی نہیں دیکھی۔

قربان جائیں رحمت کونین دکھی دلوں کے چین ﷺ کی نگاہِ نبوت کے کمال پر آپ ﷺ نے حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کو غیب کی خبر دیتے ہوئے ارشاد فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ انطاکیہ شہر کی غاروں میں سے ایک غار میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عصا مبارک، تورات شریف کی تختی کے ٹکڑے اور حضرت سلیمان علیہ السلام کا دسترخوان پڑا ہوا ہے۔ جب بادل اس غار کے اوپر آتا ہے تو اپنی ساری برکت نازل کر دیتا ہے۔ (تاریخ بغداد جلد ۹ صفحہ ۴۷۱)

اسی طرح البدایہ والنہایہ میں ایک روایت ہے کہ حضرت امام ابو العالیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لَمَّا افْتَتَحْنَا تُسْتَرَ وَجَدْنَا فِیْ مَالِ بَیْتِ الْهُرْمُزَانِ سَرِیْرًا عَلَیْهِ رَجُلٌ

Marfat.com

مَیِّتٌ عِنْدَ رَأْسِهٖ مُصْحَفٌ فَاَخَذْنَا الْمُصْحَفَ فَحَمَلْنَاهُ اِلٰی عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فَدَعَا لَهٗ کَعْبًا فَنَسَخَهٗ بِالْعَرَبِيَّةِ فَاَنَا اَوَّلُ رَجُلٍ مِّنَ الْعَرَبِ قَرَءَهٗ قَرَءْتُهٗ مِثْلَ مَا اَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ هٰذَا

جب ہم نے قلعہ تستر فتح کیا تو ہرمزان کے گھر کے مال میں ایک تخت پایا جس پر ایک آدمی کی میت تھی اور اس کے سر کے قریب ایک مصحف تھا۔ ہم نے وہ مصحف اٹھا کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف بھیج دیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت کعب رضی اللہ عنہ کو بلایا۔ انہوں نے اس کو عربی میں لکھ دیا۔ عرب میں میں پہلا آدمی ہوں جس نے اس مصحف کو پڑھا۔ میں نے اس مصحف کو قرآن کی طرح پڑھا۔

فَقُلْتُ لِاَبِي الْعَالِيَةِ مَا كَانَ فِيْهِ؟ قَالَ سِيَرُكُمْ وَاُمُوْرُكُمْ وَ لُحُوْنُ كَلَامِكُمْ وَمَا هُوَ كَائِنٌ بَعْدُ قُلْتُ فَمَا صَنَعْتُمْ بِالرَّجُلِ؟ قَالَ حَفَرْنَا بِالنَّهَارِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ قَبْرًا مُتَفَرِّقَةً فَلَمَّا كَانَ بِاللَّيْلِ دَفَنَّاهُ وَسَوَّيْنَا الْقُبُوْرَ كُلَّهَا لِنُعَمِّيَهٗ عَلَى النَّاسِ فَلَا يُنْبِشُوْنَهٗ قُلْتُ فَمَا يَرْجُوْنَ مِنْهُ؟ قَالَ كَانَتِ السَّمَاءُ اِذَا حُبِسَتْ عَنْهُمْ بَرَزُوْا بِسَرِيْرِهٖ فَيُمْطَرُوْنَ قُلْتُ مَنْ كُنْتُمْ تَظُنُّوْنَ الرَّجُلَ؟ قَالَ رَجُلٌ يُّقَالُ لَهٗ دَانِيَالُ عَلَيْهِ السَّلَامِ

ابو خالد بن دینار رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے امام ابو العالیہ رضی اللہ عنہ سے کہا اس صحیفہ میں کیا تھا؟ انہوں نے کہا تمہارے احوال و امور اور تمہارے کلام کے لہجے اور آئندہ ہونے والے واقعات۔ میں نے کہا تم نے اس آدمی کا کیا کیا؟ انہوں نے جواب دیا ہم نے دن کے وقت متفرق طور پر تیرہ قبریں کھودیں جب رات آئی تو ہم نے انہیں دفن کر دیا اور تمام قبروں کو برابر کر دیا تاکہ وہ لوگوں سے مخفی رہیں اور کوئی ان کو قبر سے نہ نکالے۔ میں نے کہا ان سے لوگوں کی کیا امیدیں وابستہ تھیں؟ انہوں نے کہا جب بارش نہیں ہوتی تھی تو لوگ ان کے تخت کو باہر لے جاتے تو بارش ہو جاتی تھی۔ میں نے کہا وہ شخص کون تھا؟ جواب دیا وہ حضرت دانیال علیہ السلام تھے۔ (البدایہ والنہایہ جلد ۲ صفحہ ۴۲ دار المعرفہ بیروت لبنان)

مزید علامہ ابن کثیر نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ دَانِيَالَ دَعَا رَبَّهٗ عَزَّوَجَلَّ اَنْ

Marfat.com

يُّدَ فِنَهٗ اُمَّةُ مُحَمَّدٍ فَلَمَّا افْتَتَحَ اَبُوْمُوْسٰى الْاَشْعَرِيُّ تُسْتَرَ وَجَدَهٗ فِيْ تَابُوْتٍ تَضْرِبُ عُرُوْقُهٗ وَوَرِيْدُهٗ

"رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ دانیال علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا مانگی تھی کہ انہیں محمد عربی ﷺ کی امت دفن کرے۔ جب ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے قلعہ تستر فتح کیا تو دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک کو ایک تابوت میں پایا۔ اس وقت دانیال علیہ السلام کے جسم مبارک اور گردن شریف کی ساری رگیں برابر چل رہی تھیں۔"

میرے بھائیو! اس سے ایک تو یہ معلوم ہوا کہ سینکڑوں سال دانیال علیہ السلام کا جسم اقدس پڑا رہا اور کوئی تغیر نہیں ہوا جو زندہ ہونے کی دلیل ہے اور دوسرا دانیال علیہ السلام کی تعظیم بھی ثابت ہوئی اور وسیلہ انبیاء علیہم السلام بھی ثابت ہوا۔

بہر حال ہمارا مدعا ثابت ہوا کہ جس جگہ انبیاء کرام علیہم السلام کے تبرکات موجود ہوں وہاں اللہ کی رحمتیں نازل ہوا کرتی ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بھی نظریہ ثابت ہوا کہ قبر میں رسول اللہ ﷺ کے تبرکات ہوں تو مشکل کشائی بھی فرماتے ہیں اور قبر میں راحت کا سامان بھی مہیا کرتے ہیں۔ اسی طرح دیگر اللہ کے نیک بندوں کے تبرکات بھی مردے کے ساتھ قبر میں رکھے جائیں تو انشاء اللہ مردے کو قبر میں فائدہ پہنچے گا۔

قبر میں تبرکات رکھنے کا طریقہ:

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ قبر میں تبرکات کے رکھنے کا طریقہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"شجرہ طیبہ اور دیگر تبرکات قبر میں طاق بنا کر رکھیں خواہ سرہانے کہ نکیرین پائنتی کی طرف سے آتے ہیں ان کے پیش نظر ہو یعنی یہ تبرکات ان فرشتوں کے سامنے ہوں خواہ قبلہ کی طرف رکھیں کہ میت کے سامنے رہے اور اس کے سکون اور اعانت جواب کا باعث ہو یعنی جواب دینے میں آسانی ہو گی۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۳۴)

Marfat.com

کفن کی دو دعائیں:

سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں کہ جو یہ دعا میت کے کفن پر لکھے اللہ تعالیٰ قیامت تک اس سے عذاب اٹھا لے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ یَا عَالِمَ السِّرِّ یَا عَظِیْمَ الْخَطَرِ یَا خَالِقَ الْبَشَرِ یَا مُوْقِعَ الظَّفَرِ یَا مَعْرُوْفَ الْاَثَرِ یَا ذَا الطَّوْلِ وَالْمَنِّ یَا کَاشِفَ الضُّرِّ وَالْمِحَنِ یَا اِلٰهَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ فَرِّجْ عَنِّیْ هُمُوْمِیْ وَاکْشِفْ عَنِّیْ غُمُوْمِیْ وَصَلِّ اَللّٰھُمَّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ

اس کے علاوہ دوسری دعا کے بارے میں فرماتے ہیں جو یہ دعا کسی پرچہ پر لکھ کر میت کے سینہ پر کفن کے نیچے رکھ دے اسے عذاب قبر نہ ہو اور نہ منکر نکیر نظر آئیں اور وہ دعا یہ ہے۔

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ (فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۸ تا ۱۱۰)

صدر الشریعہ مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں بہتر یہ ہے کہ یہ پرچہ بلکہ عہدنامہ وغیرہ بھی میت کے منہ کے سامنے قبلہ کی طرف طاق کھود کر اس میں رکھیں۔ (بہارِ شریعت جلد ۱ حصہ ۴ صفحہ ۸۴۸)

پیالہ مبارکہ سنبھال کر رکھا:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کے پاس ایک مقدس پیالہ تھا جس کے بارے میں حضرت ابوحازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

فَاَقْبَلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَوْمَئِذٍ حَتّٰی جَلَسَ فِیْ سَقِیْفَةِ بَنِیْ سَاعِدَةَ هُوَ وَاَصْحَابُهٗ ثُمَّ قَالَ اِسْقِنَا لِسَهْلٍ قَالَ فَاَخْرَجْتُ لَهُمْ هٰذَا الْقَدَحَ فَاَسْقَیْتُهُمْ فِیْهِ قَالَ اَبُوْ حَازِمٍ فَاَخْرَجَ لَنَا سَهْلٌ ذٰلِكَ الْقَدَحَ فَشَرِبْنَا فِیْهِ ثُمَّ اسْتَوْهَبَهٗ بَعْدَ ذٰلِكَ عُمَرُ بْنُ الْعَزِیْزِ فَوَهَبَهٗ لَهٗ

Marfat.com

ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب کے ساتھ سقیفہ بنی ساعدہ (یعنی قبیلہ بنی ساعدہ کا وہ چبوترا جس پر لوگ بیٹھ کر فیصلے کرتے اس کو سقیفہ بنی ساعدہ کہا جاتا تھا) میں تشریف فرما ہوئے تو حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے فرمایا ہمیں پانی پلاؤ۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ پیالہ نکالا تو اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پانی پلایا۔

حضرت ابو حازم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے پاس مہمان ہوئے تو انہوں نے وہی پیالہ ہمارے لئے بھی نکالا تو (برکت کے حصول کے لئے) ہم لوگوں نے اسی پیالے میں پانی پیا۔ پھر اموی خلیفہ عادل سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے حضرت سہل رضی اللہ عنہ سے وہ پیالہ مانگ لیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ عادل کو وہ پیالہ دے دیا۔

(صحیح مسلم کتاب الاشربہ باب اباحۃ النبیذ رقم الحدیث ۲۰۰۷، صحیح بخاری کتاب المحاربین باب رجم حبلی الزنی جلد ۲ صفحہ ۸۴۲ رم الحدیث ۶۸۳۰)

یہ پیالہ بصرہ میں رہا جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی پانی ڈال کر پیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکتیں حاصل کیں۔

صحابیہ رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا منہ کاٹ لیا:

عَنْ اُمِّ ثَابِتٍ كَبْشَةَ بِنْتِ ثَابِتٍ اُخْتِ حَسَّانَ بْنِ ثَابِتٍ رضی اللہ عنہ قَالَتْ دَخَلَ عَلَيَّ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَ مِنْ فِيْ قِرْبَةٍ مُعَلَّقَةٍ قَائِمًا فَقُمْتُ اِلٰى فِيْهَا فَقَطَعْتُهٗ

"حضرت ام ثابت کبشہ رضی اللہ عنہا بنت ثابت جو کہ حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں وہ بیان کرتی ہیں کہ میرے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لٹکے ہوئے مشکیزے کے منہ سے کھڑے ہو کر پانی نوش فرمایا پس میں کھڑی ہوئی اور جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منہ مبارک لگا کر پانی پیا تھا میں نے مشکیزے کا وہ حصہ کاٹ لیا۔"

(ترمذی باب الاشربہ رقم الحدیث ۱۸۹۲، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۴۲۳، مسند حمیدی جلد ۱ صفحہ ۱۷۲ رقم الحدیث ۳۵۴۔ شرح نووی للمسلم جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ اقدیمی کتب خانہ، طبرانی کبیر جلد ۲۵ صفحہ ۱۵، ۸)

Marfat.com

اس روایت کے بارے میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

حَدِیْثٌ حَسَنٌ صَحِیْحٌ

"یہ حدیث حسن صحیح ہے۔"

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کے منہ کو کیوں کاٹ لیا؟ اس کی دو وجوہات ہیں۔

اَحَدُهُمَا اَنْ تَصُوْنَ مَوْضِعًا اَصَابَهٗ فَمُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ اَنْ يُّبْتَزَلَ وَيَمَسَّهٗ كُلُّ اَحَدٍ

ایک وجہ تو یہ ہے کہ جس جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ مبارک لگا ہے اس جگہ کو ہر کسی کے چھونے اور بوسیدہ ہونے سے حفاظت کریں۔

وَالثَّانِيْ اَنْ تَحْفَظَهٗ لِلتَّبَرُّكِ بِهٖ وَالْاِسْتِشْفَاءِ

دوسری وجہ یہ ہے کہ برکت حاصل کرنے اور شفاء حاصل کرنے کے لئے سنبھال کر رکھیں۔

اس حدیث پاک کی شرح میں مرقاۃ المفاتیح کے اندر ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت ام ثابت رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا منہ اس لئے کاٹا تھا۔

فَقَطَعْتُهٗ اَيْ فَمَ الْقِرْبَةِ فَحَفِظْتُهٗ بِيْ بَيْتِيْ وَاتَّخَذْتُهٗ شِفَاءً

میں نے مشکیزے کا منہ اس لئے کاٹ لیا تھا کہ اس کو گھر میں حفاظت سے رکھوں گی اور اس سے شفاء حاصل کرتی رہوں گی۔

Marfat.com

تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شفاء

اس گزشتہ روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی حفاظت کرنا اور ان کو سنبھال کر رکھنا اور ان کو نزولِ رحمت الٰہی کا سبب جاننا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی پیاری سوچ ہے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے شفاء طلب کرنا اور ان کو دکھوں اور بیماریوں سے چھٹکارے کا ذریعہ خداوندی جاننا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا پیارا عقیدہ ہے۔ آخرت کی مشکلیں آسان کرنے کے حوالے سے تبرکات کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کچھ روایات آپ پڑھ چکے ہیں اب ذیل میں ہم چند ایک روایات ذکر کرتے ہیں جن میں یہ واضح طور پر ثبوت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم کرتے ہوئے ان کو بیماروں کے لئے دھو کر استعمال کرتے رہے اور اللہ شفاء عطا فرماتا رہا چنانچہ

قمیصِ مبارک کے ٹکڑے سے شفاء:

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَابِرٍ قَالَ سَمِعْتُ اَبِیْ یَذْکُرُ عَنْ جَدِّیْ اَنَّهٗ اَوَّلُ وَفْدٍ وَفَدُوْا عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ اَبِیْ حَنِیْفَةَ فَوَجَدْتُّهٗ یَغْسِلُ رَأْسَهٗ فَقَالَ اُقْعُدْ یَا اَخَا اَهْلِ الْیَمَامَةِ فَاغْسِلْ رَأْسَكَ فَفَعَلْتُ فَغَسَلْتُ رَأْسِیْ بِفَضْلَةِ رَأْسِیْ بِفَضْلَةِ غَسْلَةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ شَهِدْتُّ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ثُمَّ کَتَبَ لِیْ کِتَابًا فَقُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اَعْطِنِیْ قِطْعَةً مِّنْ قَمِیْصِكَ اَسْتَاْنِسُ بِهَا فَاَعْطَانِیْ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ جَابِرٍ فَحَدَّثَنِیْ اَبِیْ اَنَّهَا کَانَتْ عِنْدَنَا

Marfat.com

نَغْسِلُهَا لِلْمَرِيْضِ يَسْتَشْفِي بِهَا

"حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو دادا سے روایت کرتے سنا کہ میرے دادا سیار بن طلق یمامی سب سے پہلے بنی حنیفہ کے وفد میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو میرے دادا فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو سرانور دھوتے ہوئے دیکھا تو آپ ﷺ نے فرمایا اے اہل یمامہ کے بھائی! بیٹھ جاؤ اور اپنے سر کو دھو پس میں نے ایسا ہی کیا۔ میں نے آپ ﷺ کے غسل سے بچے ہوئے پانی سے اپنے سر کو دھویا۔ پھر میں نے گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور بے شک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر محبوب ﷺ نے میرے لئے ایک خط لکھا۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! مجھے اپنی قمیص مبارک کا ٹکڑا عطا فرمائیں۔ میں اس ٹکڑے سے اپنے دل کو بہلاؤں گا تو محبوب ﷺ نے مجھے ٹکڑا عطا فرمایا۔

حضرت محمد بن جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے باپ نے مجھے بتایا کہ وہ ٹکڑا مبارک ہمارے پاس تھا ہم اس کو دھو کر پانی مریض کو پلاتے تو مریض کو اس سے شفاء مل جاتی۔"

(خصائص الکبریٰ باب ما وقع فی وفد بنی حنیفہ جلد ۲ صفحہ ۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، الاصابہ فی تمیز الصحابہ ترجمہ سیار بن طلق الیمامی ترجمہ نمبر ۳۶۲۳، مشکوٰۃ المصابیح رقم الحدیث ۶۶۳، سنن نسائی رقم الحدیث ۷۰۴)

جبہ مبارک سے شفاء:

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کے پاس بھی رسول اللہ ﷺ کا جبہ مبارک تھا جس کا دھوون بیماری سے شفاء کا سبب بنتا تھا۔ حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں۔

هٰذِهٖ جُبَّةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ عِنْدَ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا فَلَمَّا قُبِضَتْ قَبَضْتُهَا وَكَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَلْبَسُهَا

Marfat.com

فَنَحۡنُ نَغۡسِلُهَا لِلۡمَرۡضٰی نَسۡتَشۡفِیۡ بِهَا

یہ جبہ شریف رسول اللہ ﷺ کا جبہ ہے یہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس تھا جب ان کا وصال ہوا تو یہ میں نے لے لیا۔ اس جبہ کو رسول اللہ ﷺ زیب تن فرمایا کرتے تھے اب ہم اس جبہ شریف کو بیمار کے لئے دھوتے ہیں اور اس کے ذریعے شفاء حاصل کرتے ہیں یعنی اس جبہ مبارکہ کو دھو کر پانی مریض کو پلاتے ہیں اللہ اس جبہ کی برکت سے مریض کو شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

(صحیح مسلم کتاب اللباس رقم الحدیث ۲۰۶۹، سنن ابی داؤد کتاب اللباس رقم الحدیث ۴۰۵۴، شعب الایمان جلد ۵ صفحہ ۱۴۱ رقم الحدیث ۶۱۰۸، طبقات ابن سعد جلد ۱ صفحہ ۴۵۴، سنن الکبریٰ للبیہقی رقم الحدیث ۴۰۱۰، مسند امام احمد رقم الحدیث ۲۶۹۵۷)

موئے مبارک سے شفاء:

اس حدیث پاک کے تحت امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اَلۡحَاصِلُ مِنۡ مَّعۡنٰی هٰذَا الۡحَدِیۡثِ: اَنَّ اُمَّ سَلۡمَةَ کَانَ عِنۡدَهَا شَعۡرَاتٌ مِنۡ شَعۡرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیۡهِ وَسَلَّمَ حُمۡرٌ، مَحۡفُوۡظَةٌ لِلتَّبَرُّكِ فِیۡ شَیۡءٍ مِثۡلَ الۡحُلۡجُلِ وَکَانَ النَّاسُ یَسۡتَشۡفُوۡنَ بِهَا مِنَ الۡمَرَضِ فَتَارَةً یَجۡعَلُوۡنَهَا فِیۡ قَدَحٍ مِّنۡ مَّاءٍ وَّیَشۡرَبُوۡنَهٗ وَتَارَةً فِیۡ اِجَّانَةٍ مِّنَ الۡمَاءِ فَیَجۡلِسُوۡنَ فِی الۡمَآءِ الَّذِیۡ فِیۡهِ الۡجُلۡجُلُ الَّذِیۡ فِیۡهِ تِلۡكَ الشَّعۡرَاتُ الشَّرِیۡفَةُ

"حضرت عثمان بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میری بیوی نے مجھے پانی کا پیالہ دے کر اُم المومنین حضرت سیدتنا اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیجا اور میری بیوی کی یہ عادت تھی کہ جب کسی کو نظر لگ جاتی یا کوئی بیمار ہو جاتا تو وہ پانی برتن میں ڈال کر حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس بھیج دیا کرتی کیونکہ اُم المومنین رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کا موئے مبارک تھا جو کہ چاندی کی نلی میں رکھا ہوا تھا۔ اُم المومنین اس کو نکالتیں اور پانی میں ڈال کر ہلا دیتیں اور مریض وہ پانی پی لیتا جس سے اس کو شفا مل

Marfat.com

جاتی۔" (مشکوٰۃ المصابیح صفحہ ۳۹۱) (فتاوی عبدالحی، جلد ۳، صفحہ ۷۳، مطبوعہ کراچی)

اس حدیث پاک کا حاصل یہ ہے کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک سرخ رنگ میں تھے اور چاندی کی نلکی میں تبرک کے لئے محفوظ کئے گئے تھے اور لوگ ان مقدس بالوں کے ذریعے مرض سے شفاء حاصل کرتے تھے۔ کبھی تو ان مقدس بالوں کو پیالے میں رکھ کر پانی پیتے اور کبھی چاندی کی نلکی جس میں بال مبارک تھے اس کو کسی بڑے برتن (ٹب وغیرہ) میں رکھتے اور اس کو پانی سے بھر کر اس میں بیٹھتے۔ (ارشاد الساری جلد ۸ صفحہ ۴۶۵ احیاء تراث العربی بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس جو کوئی بیمار پانی والا برتن لے کر آتا تو آپ رضی اللہ عنہا اس برتن میں رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو دھوتیں، وہ مریض موئے مبارک سے شفاء حاصل کرنے کے لئے اس پانی کو پیتا یا اس سے غسل کرتا تو اس کو ان موئے مبارک کی برکت حاصل ہو جاتی یعنی صحت یاب ہو جاتا۔ (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۳۵۳ مکتبہ الغزالی شام)

اسی طرح موئے مبارک کی تعظیم پر امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں بڑا ہی ایمان افروز واقعہ نقل فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ بلخ شہر کے اندر ایک بہت مال دار تاجر رہتا تھا۔ اس کے دو بیٹے تھے۔ وہ تاجر فوت ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں نے سارے مال کو برابر برابر تقسیم کر لیا۔ اس تاجر نے وراثت میں رسول اللہ ﷺ کے تین بال مبارک بھی چھوڑے تھے۔ ان تینوں میں سے ایک ایک دونوں بھائیوں نے لے لیا۔ باقی ایک موئے مبارک بچ گیا۔ بڑے بھائی نے کہا کہ اس تیسرے موئے مبارک کو کاٹ کر دو حصے کرتے ہیں اور ایک ایک حصہ رکھ لیں گے۔ چھوٹے بھائی نے رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کی تعظیم کے پیش نظر فوراً جواب دیا۔

لَا وَاللّٰہِ بَلِ النَّبِیُّ اَجَلُّ مِنْ اَنْ یُّقْطَعَ شَعْرُہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

خدا کی قسم! ایسا ہر گز نہیں ہو گا رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کو کاٹنا یہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے خلاف ہے۔

فوراً بڑا بھائی بولا کہ پھر نبی کریم ﷺ کے تین موئے مبارک اپنے حصے کے طور پر رکھ لو اور سارا مال مجھے دے دو۔ چھوٹے بھائی نے یہ تقسیم قبول کر لی تو اب سارا مال و دولت بڑے بھائی کے حصے

Marfat.com

میں آیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تینوں موئے مبارک چھوٹے بھائی کے حصے میں آئے۔

اب چھوٹے بھائی نے تینوں موئے مبارک لئے اور

فَجَعَلَهَا فِيْ جَيْبِهٖ صَارَ يُخْرِجُهَا وَيُشَاهِدُ وَيُصَلِّيْ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُعِيْدُهَا فِيْ جَيْبِهٖ

اوران تینوں بال مبارک کو اپنی جیب میں رکھ لیا اب وقتاً فوقتاً ان مبارک بالوں کو جیب سے نکالتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھتا اور پھر دوبارہ جیب میں ڈال لیتا اور یہی اس کا وظیفہ تھا۔

کچھ دنوں کے بعد بڑے بھائی کا مال ختم ہوگیا اور چھوٹے بھائی کے رزقِ حلال میں برکت ہوئی۔ چند دن زندگی گزار کر چھوٹا بھائی فوت ہوگیا کسی اللہ کے نیک بندے نے اس چھوٹے کو خواب میں دیکھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ساتھ دیدار کیا تو مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

قُلْ لِلنَّاسِ مَنْ كَانَتْ لَهٗ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى حَاجَةٌ فَلْيَاْتِ قَبْرَ فُلَانٍ هٰذَا وَيَسْاَلُ اللّٰهَ قَضَاءَ حَاجَتِهٖ

لوگوں سے کہہ دو کہ جس کسی نے اللہ کی بارگاہ میں حاجت عرض کرنی ہو میرے اس غلام کی قبر پر آ کر اپنی حاجت کے پورا ہونے کا سوال کرے اور اللہ تعالیٰ اس کی مشکل حل فرمادے گا۔

اب اس طرح ہوا کہ

فَكَانَ النَّاسُ يَقْصِدُوْنَ قَبْرَهٗ حَتّٰى بَلَغَ اِلٰى اَنَّ كُلَّ مَنْ عَبَرَ عَلٰى قَبْرِهٖ رَاكِبًا يَنْزِلُ وَيَمْشِيْ رَاجِلًا

"اب لوگ اس عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر زیارت کے لئے جوق در جوق آنا شروع ہو گئے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی گزرنے والا سواری پر سوار ہو کر قبر پر آتا تو قبر کی تعظیم کے لئے سواری سے نیچے اترتا اور پیدل چل کر قبر کو پار کرتا (پھر آگے جا کر دوبارہ سوار ہوتا)۔" (القول البدیع صفحہ ۲۷۶، مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور)

میرے بھائیو! غور فرمائیں! کہ اس عاشق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک کی تعظیم کی اور درود پاک وظیفہ بنایا تو اس نسبتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا فائدہ یہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

Marfat.com

مقبولیت ہوگئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں اس عاشق صادق کی اتنی عظمت بٹھادی کہ کوئی بھی سوار سواری پر ہونے کی حالت میں قبر کے قریب سے نہیں گزرتا تھا بلکہ قبر کی تعظیم کرتے ہوئے سواری سے نیچے اُتر کر پیدل چل کر گزرتے تھے اور دوسرا انعام یہ ملا کہ لوگ اپنی حاجتیں اور مرادیں لے کر اس عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر آکر اس کے وسیلے سے دعا مانگتے تو اللہ تعالیٰ مشکلیں آسان فرما دیتا تھا۔

دامن مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے جو لپٹا یگانہ ہوگیا
جس کے حضور ہوگئے اُس کا زمانہ ہوگیا

بے ہوش ٹھیک ہوگئے:

امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سَمِعْتُ جَابِرًا يَّقُوْلُ جَآءَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُنِيْ وَاَنِّيْ مَرِيْضٌ لَا اَعْقِلُ فَتَوَضَّأَ وَصَبَّ عَلَيَّ مِنْ وَضُوْءِهٖ فَعَقَلْتُ

میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرماتے سنا کہ میں بیمار تھا کہ مجھے ہوش نہیں تھا۔ اس دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری عیادت کے لئے تشریف لائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وضو فرمایا اور پھر وضو کا بچا ہوا پانی میرے اوپر چھڑکا تو میں ہوش میں آگیا۔

(صحیح بخاری باب صب النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی المغمی علیہ جلد ۱ صفحہ ۳۲ رقم الحدیث ۱۹۴، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۵۱۰)

اس طرح ایک اور واقعہ ہے کہ حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمرۃ العقبیٰ کے پاس رمی فرماتے ہوئے دیکھا۔ رمی فرمانے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مقام پر واپس تشریف لائے۔ وہاں ایک عورت اپنے لڑکے کو لے کر حاضر ہوئی جو آسیب زدہ تھا اور عرض کرتی ہے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرے اس لڑکے پر کوئی بلا مسلط ہے یہ بات نہیں کرتا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے فرمایا کہ پانی لاؤ۔ وہ ایک برتن میں پانی لے کر آئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس برتن سے پانی نوش فرمایا پھر اس برتن میں کلی کی اور دعا فرمائی پھر اس عورت کو پانی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا یہ پانی اس لڑکے کو پلاؤ

Marfat.com

اور اس میں نہلاؤ۔

حضرت ام جندب رضی اللہ عنہا راویہ فرماتی ہیں جب وہ عورت جانے لگی تو میں بھی اس عورت کے ہمراہ ہوگئی اور اس سے کہا اس میں سے تھوڑا سا پانی مجھے بھی دو۔ اس نے پانی مجھے بھی دیا اور میں نے وہ پانی اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا تو اس کی برکت سے وہ بہت روز تک زندہ رہا اور نیک بخت ہوا۔ پھر بعد میں میری اس عورت سے ملاقات ہوئی تو اس نے اپنے بیمار لڑکے کے بارے میں بتایا کہ وہ لڑکا اچھا ہوگیا اور اپنے ہم عمر لڑکوں سے عقل وفراست میں زیادہ ہوگیا تھا۔ (مصنف ابن ابی شیبہ جلد ۸ صفحہ ۵۲)

ایک غلطی اور اس کا ازالہ:

کچھ لوگ اس غلط فہمی کا شکار ہو جاتے ہیں کہ جب قرآن میں ہے۔

وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ (پ۱۹، الشعراء آیت ۸۰)

"اور جب میں بیمار ہوں تو وہی مجھے شفاء دیتا ہے۔"

تو پھر اللہ کے علاوہ کون شفاء دیتا ہے؟ لہٰذا تبرکاتِ نبوی ﷺ اور صالحین سے شفاء طلب کرنا قرآنی حکم کی خلاف ورزی ہے لہٰذا یہ شرک ہے کیونکہ اللہ ہی شفاء دیتا ہے اس کے علاوہ کوئی شفاء نہیں دے سکتا۔

اس سلسلے میں عرض ہے کہ اللہ ہی مؤثر حقیقی ہے۔ اللہ چاہے تو ہی شفاء ملتی ہے مگر اللہ کی عطا سے اس کے نیک بندے بھی شفاء دیتے ہیں۔ صالحین کے تبرکات میں اللہ شفاء کی تاثیر پیدا فرما دیتا ہے۔ مثال کے طور پر بندہ ہی بیماری کے وقت ڈاکٹر کے پاس جا کر دوائی لیتا ہے۔ جب گولی کھاتا ہے تو کہتا ہے کہ مجھے شفاء مل گئی یا فلاں ڈاکٹر کے ہاتھوں میں بڑی شفاء ہے۔ اگر غیر اللہ سے شفاء مانگنا شرک ہے تو پھر ڈاکٹر کے پاس جانا بھی شرک ہے بلکہ کچھ تو ایسے ڈاکٹر ہوتے ہیں ان کا اپنا یہی عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ کے علاوہ کسی سے شفاء طلب کرنا شرک ہے لیکن خود لوگوں کو دوائیاں دے رہے ہوتے ہیں تو اس طرح شرک کروا کر وہ خود بڑے مشرک ہوئے۔

تو جس طرح یہاں ڈاکٹر کے پاس آ کر کہتے ہیں کہ شفاء اللہ ہی دیتا ہے چاہے تو بغیر سبب کے

Marfat.com

شفاء دے مگر وہ دوائی میں شفاء کی تاثیر پیدا فرما دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اگر چاہے تو دوائی کھانے کے باوجود بھی شفاء نہ دے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے اپنے نیک بندوں کے تبرکات سے شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

اگر صالحین کے تبرکات سے شفاء حاصل کرنا عقیدہ قرآنی کے خلاف ہوتا اور شرک ہوتا تو پھر اتنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات سے شفاء حاصل کرتے رہے اور سفر آخرت میں بھی ان کو مشکل کشا سمجھ کر ساتھ لے جانے کی تلقین کرتے رہے اور آئندہ صفحات میں اکابرین اہل سنت کے حوالے سے بھی آپ اس طرح کے واقعات پڑھیں گے تو کیا ان سارے حضرات یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اولیاء عظام پر بھی شرک کا فتویٰ لگے گا؟ تو پھر درسِ توحید کے محافظ کون ہیں؟ اگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی عقیدہ قرآنی کے خلاف عمل کر رہے ہیں تو پھر سچا مسلمان کون ہے؟ اللہ تو تمہیں گھر بیٹھے بٹھائے شفاء دے سکتا ہے تو پھر بھی یہ آیت پس پشت ڈال کر ڈاکٹر کے پاس جا کر تم شرک کے مرتکب نہیں ہو رہے؟ ایک ایک شہر میں کئی کئی شفا خانے کھلے ہیں اوپر بورڈ لگا ہوا پڑھ بھی رہے ہو کہ "شفا خانہ" پھر بھی اس میں شفا لینے کے لئے جا کر اور اللہ کے گھر مسجد میں شفا نہ مانگ کر کیا تم شرک نہیں کر رہے؟ یہ معترض کے عقیدے کے مطابق شرک ہے ورنہ شرک کی یہ تعریف ہی کہاں ہے؟

میرے بھائیو! حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فرما رہے ہیں۔

وَاُبْرِئُ الْاَکْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْیِ الْمَوْتٰی بِاِذْنِ اللّٰهِ

(پ ۳ سورۃ آل عمران آیت ۴۹)

"اور میں شفاء دیتا ہوں مادر زاد اندھے اور سفید داغ والے کو اور میں مردے جلاتا ہوں اللہ کے حکم سے۔"

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے حکم اور اس کی عطا سے اللہ کے نیک بندے شفاء دیتے ہیں۔

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

کَانَ مَنْ قَبْلَنَا مِنَ السَّلَفِ مِنْهُمْ مَّنْ یَسْتَشْفِیْ بِغَسَالَتِهٖ

"ہمارے کچھ اسلاف ایسے گزرے ہیں جو قرآن پاک کے غسالہ سے شفاء حاصل

Marfat.com

کرتے تھے۔" (تفسیر قرطبی جلد ا صفحہ ۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اللہ نے جس طرح قرآن میں شفاء رکھی ہے اسی طرح صاحب قرآن ﷺ کی ذات و تبرکات میں بھی شفاء رکھی ہے۔

اس سلسلے میں دلائل تو بہت ہیں کہ اللہ کی عطا سے اللہ کے نیک بندے بھی شفاء دیتے ہیں مگر یہ موضوع نہیں ہے اس لئے میں صرف حرفِ آخر کے طور پر ایک بات عرض کرتا ہوں کہ اگر غیر اللہ سے شفاء طلب کرنا ناجائز ہے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل پر اللہ نے شفاء کیوں دی؟ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک لگنے سے آنکھیں درست کیوں ہوئیں؟ پنڈلی ٹھیک کیسے ہوگئی؟ کوڑھ کے مرض کیسے دور ہوئے؟ پاگل عقلمند کیسے بن گئے؟ اگر اللہ تعالیٰ کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اور اسی طرح دیگر صالحین کا یہ طریقہ ناپسند ہوتا تو اللہ شفاء ہی نہ دیتا۔ جب صالحین کے عمل پر اللہ تعالیٰ شفاء عطا فرما رہا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا تبرکاتِ نبوی ﷺ سے شفاء طلب کرنے والا عمل اللہ کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

صلح حدیبیہ اور تعظیم رسول ﷺ کے ایمان افروز مناظر:

ذیقعدہ ۶ھ میں حضورِ اکرم ﷺ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ عمرہ کا احرام باندھ کر مکہ شریف کی طرف روانہ ہوئے۔ مقامِ حدیبیہ پر پہنچ کر حضور ﷺ نے یہ دیکھا کہ کفار قریش کا ایک عظیم لشکر جنگ کے لئے آمادہ ہے اور ادھر یہ حال ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احرام باندھے ہوئے ہیں اس حالت میں جوئیں بھی نہیں مار سکتے تو آپ ﷺ نے مناسب سمجھا کہ کفارِ مکہ سے مصالحت کی گفتگو کی جائے۔ اس سلسلے میں حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کو مکہ کی طرف روانہ فرمایا تو اس کے نتیجے میں کفار کی طرف سے پہلا شخص جو حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ بدیل بن ورقاء خزاعی تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ نے یہ پیغام دے کر بھیجا کہ کفار مکہ کو جا کر بتا دو کہ ہم جنگ کے ارادے سے نہیں آئے ہیں اور نہ ہم جنگ چاہتے ہیں۔ ہم یہاں صرف عمرہ ادا کرنے کی غرض سے آئے ہیں۔ بدیل بن ورقاء جب حضور انور ﷺ کا پیغام لے کر واپس پہنچا تو کفار نے سننے سے انکار کر دیا۔ پھر اپنے معزز سردار عروہ بن مسعود ثقفی کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بھیجا۔

Marfat.com

عروہ بن مسعود مقام حدیبیہ پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا اور آپ ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگا اے محمد (ﷺ)! مجھے آپ ﷺ سے یہ کہنا ہے کہ اگر آپ ﷺ نے لڑائی کر کے قریش کو دنیا سے نیست و نابود کر دیا تو بتائیے آپ ﷺ سے پہلے کسی عرب نے اپنی قوم کو برباد کیا ہے؟ اور اگر لڑائی میں قریش کا پلہ بھاری ہوا تو آپ ﷺ کے ساتھ جو لشکر ہے یہ سب آپ ﷺ کو تنہا چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ عروہ بن مسعود کا یہ جملہ سن کر ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے تڑپ کر کہا۔

اے عروہ! خاموش ہو اور جا اپنی دیوی لات کی شرمگاہ چوس۔ کیا ہم بھلا اللہ کے رسول ﷺ کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟

عروہ نے پوچھا یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔

دوسری بات یہ سامنے آئی کہ عروہ بن مسعود اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا جب بھی حضور ﷺ سے کوئی بات کہتا تو اپنا ہاتھ بڑھا کر نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک پکڑ لیتا تھا اور بار بار آپ ﷺ کی مقدس داڑھی پر ہاتھ ڈالتا تھا۔ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ ننگی تلوار لئے حضور ﷺ کے پیچھے کھڑے تھے۔ عروہ بن مسعود کی یہ جرأت برداشت نہ کر سکے۔ جب عروہ، نبی کریم ﷺ کی داڑھی مبارک کی طرف ہاتھ بڑھاتا حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ اپنی تلوار کا قبضہ عروہ کے ہاتھ پر مار کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک سے اپنا ہاتھ ہٹالے۔

میرے بھائیو! یہ مناظر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعظیم رسول اللہ ﷺ کے نظریئے کی ترجمانی کر رہے تھے بہرحال

ثُمَّ اِنَّ عُرْوَةَ جَعَلَ يَرْمُقُ اَصْحَابَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِعَيْنَيْهِ فَرَجَعَ عُرْوَةُ اِلٰى اَصْحَابِهٖ قَالَ اَىْ قَوْمِ وَاللهِ لَقَدْ وَفَدْتُّ عَلَى الْمُلُوْكِ وَوَفَدْتُّ عَلٰى قَيْصَرَ وَكِسْرٰى وَالنَّجَاشِيِّ وَاللهِ اِنْ رَءَيْتُ مَلِكًا قَطُّ يُعَظِّمُهٗ اَصْحَابُهٗ مَا يُعَظِّمُ اَصْحَابُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُحَمَّدًا فَوَاللهِ مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللهِ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ فَدَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ وَاِذَا اَمَرَهُمْ اِبْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ وَاِذَا تَوَضَّأَ كَادُوْا يَقْتَتِلُوْنَ

Marfat.com

عَلٰی وَضُوْءِ ہٖ وَاِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوْا اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَہٗ وَمَا یُحِدُّوْنَ اِلَیْہِ النَّظَرَ تَعْظِیْمًا لَّہٗ

پھر عروہ بن مسعود، نبی کریم ﷺ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اپنی آنکھوں کے کناروں سے دیکھنے لگا (جب یہ سارے مناظر دیکھ لئے) تو عروہ واپس اپنے ساتھیوں کفارِ قریش کے پاس گیا اور کہنے لگا اے میری قوم! اللہ کی قسم! بے شک میں بادشاہوں کے درباروں میں گیا ہوں اور میں قیصر (شاہِ روم کا لقب)، کسریٰ (شاہِ ایران کا لقب) اور نجاشی (حبشہ کے بادشاہ) کے پاس بھی گیا ہوں اللہ کی قسم! میں نے کوئی بھی بادشاہ ایسا نہیں دیکھا کہ اس کے ماننے والے اس کی اتنی تعظیم کرتے ہوں جتنی کہ محمد ﷺ کے ماننے والے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ ناک صاف نہیں کرتے مگر رینٹھ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر جاتی ہے اور وہ صحابی رضی اللہ عنہ اس رینٹھ کو اپنے چہرے اور جسم پر ملتا ہے اور جب وہ (رسول اللہ ﷺ) ان کو کسی کام کا حکم دیتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس کی تعمیل میں جلدی کرتے ہیں اور جب وہ (نبی ﷺ) وضو کرتے ہیں قریب ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم وضو کے پانی پر لڑ پڑیں اور جب وہ (نبی ﷺ) بات کرتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے پاس اپنی آوازیں آہستہ رکھتے ہیں اور ان کی تعظیم کی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کی طرف آنکھ بھر کر نہیں دیکھتے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۳۷۹، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۲ صفحہ ۸۲ دارالحدیث قاہرہ مصر، شعب الایمان باب فی تعظیم النبی ﷺ رقم الحدیث ۱۵۲۵، تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ ۱۶۶، تفسیر ابن کثیر تحت سورۂ فتح، سیرت حلبیہ جلد ۳ صفحہ ۲۲ دارالکتب العلمیہ بیروت، تفسیر معارفِ قرآن از مولوی شفیع دیوبندی، السیرۃ النبویہ صفحہ ۲۴۶ از عبدالوہاب نجار دارالکتب العلمیہ بیروت، الرحیق المختوم صفحہ ۴۶۳ مکتبہ سلفیہ لاہور، نشر الطیب صفحہ ۲۳۳ از اشرف علی تھانوی مکتبہ رحمانیہ لاہور، اسلام میں بنیادی حقوق صفحہ ۱۲ از محمد بن صالح العثیمین حکومت سعودیہ)

یہ روایت کے الفاظ عروہ بن مسعود ثقفی نے اس وقت کہے۔

لَمَّا رَجَعَ اِلٰی قُرَیْشٍ لِیُعْلِمَہُمْ شِدَّۃَ تَعْظِیْمِ الصَّحَابَۃِ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب وہ کفارِ قریش کے پاس آیا تا کہ ان کو یہ بتائے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کی کتنی ہی شدید تعظیم کرتے ہیں۔ (فتح الباری شرح البخاری جلد ۱ صفحہ ۳۵۴ دارالحدیث قاہرہ تحت رقم الحدیث ۱۸۹)

Marfat.com

میرے بھائیو! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ عروہ بن مسعود جو ابھی تک مسلمان نہیں ہوئے تھے ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طرزِ عمل اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز کے بارے میں تاثرات پر غور فرمائیں۔

سب سے پہلا جملہ جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محبت کا عکاس تھا۔ وہ یہ تھا کہ کفار قریش کو جو کہا آج میں نے وہ تعظیم ہوتی دیکھی ہے جس کی مثال کائنات میں نہیں ملتی۔ پھر کہا۔

مَا تَنَخَّمَ رَسُوْلُ اللهِ نُخَامَةً اِلَّا وَقَعَتْ فِيْ كَفِّ رَجُلٍ مِّنْهُمْ

محبوب صلی اللہ علیہ وسلم ہونٹوں سے اپنا تھوک مبارک جدا کرتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم اس تھوک کی اس قدر تعظیم کرتے ہیں کہ زمین پر نہیں گرنے دیتے بلکہ اپنی ہتھیلیوں پر سجاتے ہیں۔اب ہاتھوں پر لینا بھی تو بڑا ادب ہے پھر اس کو رومال وغیرہ سے صاف کر دیتے مگر صاف نہیں کیا بلکہ

دَلَكَ بِهَا وَجْهَهٗ وَجِلْدَهٗ

اس تھوک مبارک کو اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے ہیں۔

میرے بھائیو! حدیث میں

نُخَامَةً

کا لفظ ہے جس کا معنی ہے گاڑھا تھوک یعنی بلغم تو جو پتلا تھوک ہوتا ہے وہ اتنا قابل نفرت نہیں ہوتا جتنی گھن گاڑھے اور بلغمی تھوک سے آتی ہے لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس تھوک مبارک کی انتہاء درجہ تعظیم کر کے فرق واضح کر دیا کہ وہ عام لوگوں کا تھوک ہوتا ہے جو قابل نفرت ہوتا ہے۔محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا تھوک مبارک تو چشمہ رحمت کی جھاگ ہے جو مقدس ہونٹوں سے جدا ہو رہی ہے اور اس تھوک مبارک کی شان یہ ہے کہ۔

جس سے کھاری کنوئیں شیرۂ جاں بنے
اس زلالِ حلاوت پہ لاکھوں سلام

امام بدر الدین محمود بن احمد عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اَمَّا بُصَاقُ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَهُوَ اَطْيَبُ مِنْ كُلِّ طِيْبٍ وَاَطْهَرُ مِنْ كُلِّ طَاهِرٍ

Marfat.com

رسولِ مکرم نبی محترم ﷺ کا تھوک مبارک ہر خوشبو سے بڑھ کر خوشبودار اور ہر پاک سے بڑھ کر پاک وصاف ہے۔

(عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ کتاب الوضو باب البزاق والمخاط)

اس کے ساتھ امام عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

مِنْ هٰذَا الْحَدِیْثِ التَّبَرُّكُ بِبُزَاقِ النَّبِیِّ صَلَّى اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ تَوْقِیْرًا لَّهٗ وَتَعْظِیْمًا

اس حدیث سے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ ﷺ کی تھوک مبارک سے برکت حاصل کرنا ثابت ہوتا ہے۔

اس کے بعد عروہ بن مسعود نے دوسرا جملہ بولا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم ایسے نہیں کہ لعابِ دہن کو تو اپنی جبینوں کی سجاوٹ کے لئے استعمال کریں مگر کسی کام کا حکم دیا جائے تو پیچھے ہٹ جائیں نہیں بلکہ

اِذَا اَمَرَهُمْ فَابْتَدَرُوْا اَمْرَهٗ

جب محبوب ﷺ انہیں حکم دیتے ہیں تو سارے صحابہ رضی اللہ عنہم اس حکم والا کی بجا آوری میں تیار ہو جاتے ہیں۔

تیسرے نمبر پر عروہ بن مسعود کہتے ہیں۔

اِذَا تَوَضَّاَ كَادُوْا یَقْتَتِلُوْنَ عَلٰى وَضُوْءِهٖ

جب نبی اکرم ﷺ وضو کرتے ہیں تو شمع رسالت کے پروانے مستعمل پانی نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ اس پانی کو حاصل کرنے کے لئے جھگڑ رہے ہیں۔ پہلے عام پانی تھا مگر رسالت مآب ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہوا تو اتنا متبرک ہوگیا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو

رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ

"آپس میں رحم دل ہیں۔"

کی تصویر ہیں لیکن تبرک کے حصول کے لئے جھگڑا بھی کر رہے ہیں۔ پانی تھوڑا ہے لینے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کثیر تعداد میں موجود ہیں۔ ظاہر ہے سب کو تو میسر نہیں آسکتا جس کو نہیں ملا اس نے طریقہ کیا

Marfat.com

اختیار کیا ہے کہ

مَنۡ لَّمۡ یُصِبۡ مِنۡهُ اَخَذَ مِنۡ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِهٖ

جس کو پانی نہیں ملتا تھا وہ اپنے ساتھ والے صحابی رضی اللہ عنہ کے گیلے ہاتھ پر اپنے خشک ہاتھ لگا کر تر کر لیتا اور پھر چہرے پر استعمال فرماتا۔

اب یہ ایک سلسلہ الذہب کی سی صورت ہے کہ پانی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت ہوئی تو صحابی رضی اللہ عنہ نے اس کو چہرے کا نور بنایا پھر اس صحابی رضی اللہ عنہ کا پانی سے تعلق ہوا تو دوسرے صحابی رضی اللہ عنہ نے بطورِ تبرک وہی پانی ان کے ہاتھ سے لے لیا۔

مزید چوتھے نمبر پر عروہ بن مسعود نے قریش کو کہا کہ وہ صحابہ رضی اللہ عنہم جن کے نام سن کر وقت کے بادشاہ کانپتے ہیں ان کی حالت یہ ہے کہ

اِذَا تَکَلَّمَ خَفَضُوۡا اَصۡوَاتَهُمۡ

جب محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرماتے ہیں تو صحابہ رضی اللہ عنہم اپنی آوازوں کو ان کے سامنے اونچا نہیں ہونے دیتے۔

یہاں پر استاذی الکریم حضور بحر العلوم کنز العلماء مفکر اسلام ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی زید مجدہ الکریم فرماتے ہیں کہ "یہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک جداگانہ انداز تھا جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے واضح کیا کہ جن کی بات کے برابر ہماری بات نہیں ہو سکتی ان کی ذات کے برابر ہماری ذات کیسے ہو سکتی ہے؟"

پانچویں نمبر پر عروہ بن مسعود نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے انداز کو یوں بیان کیا کہ

مَا یُحِدُّوۡنَ اِلَیۡهِ النَّظَرَ تَعۡظِیۡمًا لَّهٗ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے پیش نظر آنکھ بھر کر رخِ انور کے جمال کو نہیں دیکھتے بلکہ آنکھ کے کناروں سے تھوڑا تھوڑا دیکھتے ہیں۔

بخاری شریف میں جہاں پہلی مرتبہ یہ حدیث آئی ہے وہاں اس کی شرح میں مولوی محمد بن صالح العثمین نے لکھا ہے کہ اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جو تعظیم میں مبالغہ آرائی کی ہے یہ صرف اس لئے کہ

Marfat.com

سامنے کافر بیٹھا تھا اس کو جلانے کے لئے یہ تعظیم مصطفیٰ ﷺ کا انداز اختیار کیا ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ اگر تمہاری بات مان لیں تو مطلب یہ ہوا کہ جو عظمت مصطفیٰ ﷺ کا منکر ہو اس کو جلانے کے لئے کام کریں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہوئی اور عبادت بھی بن جائے گی لہٰذا ان کے مطابق آج کے دور میں میلادِ مصطفیٰ ﷺ کا جلسہ، جلوس، لنگر وغیرہ کا اہتمام اور انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا یہ سارے کام بھی اسی طرز پر اپنائے جا سکتے ہیں۔

عقل منداں را اشارہ کافی است

اس پر ہمارے پاس دلیل بھی ہے جو کہ فتاویٰ شامی میں موجود ہے چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

لِاَنَّ الْمُعْتَزِلَةَ لَا يُجِيْزُوْنَهٗ مِنَ الْحِيَاضِ فَنَرْغَمُهُمْ بِالْوُضُوْءِ مِنْهَا

معتزلہ (فرقہ کا نام) حوض سے وضو کرنے کو ناجائز کہتے ہیں لہٰذا ہم حوض سے وضو کر کے ان کو جلائیں گے۔

مزید فرماتے ہیں کہ

وَالتَّوَضُّؤُ مِنَ الْحَوْضِ اَفْضَلُ رَغْمًا لِّلْمُعْتَزِلَةِ

معتزلہ کو جلانے کے لئے حوض سے وضو کرنا افضل ہے۔

(رد المختار علی در المختار کتاب الطہارۃ باب المیاہ جلد ۱ صفحہ ۱۴۷ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

شامی کی اس عبارت سے معلوم ہوا کہ کسی مستحب سے لوگ بلا وجہ شرع روکیں تو نہیں رکنا چاہئے بلکہ اس کو شریعت کی حدود میں رہ کر ضرور کرنا چاہئے۔

اسی عروہ بن مسعود والی روایت کی ایک اور حدیث موید ہے چنانچہ

عَنْ اَبِیْ جُحَیْفَةَ اَتَیْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَھُوَ فِیْ قُبَّةٍ حَمْرَاءَ مِنْ اَدَمٍ وَرَاَیْتُ بِلَالًا اَخَذَ وَضُوْءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَالنَّاسُ یَبْتَدِرُوْنَ الْوَضُوْءَ فَمَنْ اَصَابَ مِنْہُ شَیْئًا تَمَسَّحَ بِہٖ وَمَنْ لَّمْ یُصِبْ مِنْہُ اَخَذَ مِنْ بَلَلِ یَدِ صَاحِبِہٖ

Marfat.com

”حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ چمڑے کے سرخ قبے میں تشریف فرما تھے اور میں نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے وضو مبارک کا مستعمل پانی (ایک برتن میں) لیا اور لوگ اس پانی کی طرف دوڑ رہے ہیں تو جس کو کچھ پانی مل گیا تو اس نے (چہرے وغیرہ پر) مل لیا تو جس کو نہیں ملا اس نے اپنی ساتھی کے ہاتھ سے تری لے لی (اور اسی کو چہرے پر مل لیا)۔“

(صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۸۷۱ قدیمی کتب خانہ کراچی، صفۃ الصفوۃ ذکر تعظیم النبی ﷺ جلد ۱)

تبرکات کی تعظیم اللہ و رسول ﷺ کی محبت کی دلیل:

اب ایک اور روایت پڑھیں جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تبرکاتِ نبوی ﷺ کی عکاسی بھی کرتی ہے اور ساتھ اس عقیدے کا بھی بیان ہے کہ تبرکاتِ نبوی ﷺ کی تعظیم یہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے محبت کی نشانی ہے چنانچہ

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ بْنِ اَبِیْ قِرَادٍ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَوَضَّأَ یَوْمًا فَجَعَلَ اَصْحَابُہٗ یَتَمَسَّحُوْنَ بِوَضُوْءِہٖ فَقَالَ لَھُمُ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَمَا حَمَلَکُمْ عَلٰی ھٰذَا قَالُوْا حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ
فَقَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ سَرَّہٗ اَنْ یُّحِبَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ اَوْ یُحِبُّہُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ فَلْیَصْدُقْ حَدِیْثَہٗ اِذَا حَدَّثَ وَلْیُؤَدِّ اَمَانَتَہٗ اِذَا اؤْتُمِنَ وَلْیُحْسِنْ جِوَارَ مَنْ جَاوَرَہٗ

”حضرت عبدالرحمن بن ابی قراد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وضو کے مستعمل پانی کو (چہروں، ہاتھوں پر) ملنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کس چیز نے تمہیں ایسا کرنے پر ابھارا ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی محبت نے۔ اس پر محبوب

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس کو پسند ہو کہ وہ اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے یا اللہ اور اس کا رسول اس بندے سے محبت فرمائیں اسے چاہئے کہ جب بات کرے تو سچ بولے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے تو امانت پوری لوٹا دے اور اپنے پڑوسی سے اچھا سلوک کرے۔" (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۳۳)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نظریئے کے مطابق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کی دلیل ہے۔

یہی مفہوم دوسری روایت میں ہے جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم حصولِ برکت کے لئے کر رہے ہیں چنانچہ امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ حدیث نقل فرماتے ہیں کہ

اَنَّ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ اِذَا تَوَضَّأَ اَوْ تَنَخَّمَ اِبْتَدَرُوْا نُخَامَتَهٗ فَمَسَحُوْا بِهَا وُجُوْهَهُمْ وَجُلُوْدَهُمْ فَقَالَ لِمَ تَفْعَلُوْنَ قَالُوْا نَلْتَمِسُ بِهِ الْبَرَكَةَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرماتے یا ناک صاف فرماتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رینٹھ لے کر اپنے چہروں اور جسموں پر مل لیتے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا ایسا کیوں کر رہے ہو؟ عرض کرنے لگے ہم اس تبرک سے برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کر رہے ہیں۔" (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۳۴)

ان احادیث مبارکہ سے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عقیدہ واضح ہوا وہاں ساتھ ہی ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو ایسا کرنے سے منع نہ کرنا حدیث تقریری ہوا گویا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث تقریری سے تبرکات کی تعظیم ثابت ہوئی۔

تبرک خود صحابہ رضی اللہ عنہم کو عطا فرمایا:

بخاری شریف میں تو یہ صراحۃً موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا تبرک صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو پینے کے لئے دیا چنانچہ

Marfat.com

عَنْ اَبِيْ مُوْسٰى قَالَ كُنْتُ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ نَازِلٌ بِالْجِعِرَّانَةِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَهُ بِلَالٌ فَاَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ اَلَا تُنْجِزُ لِيْ مَا وَعَدْتَّنِيْ فَقَالَ لَهُ اَبْشِرْ فَقَالَ قَدْ اَكْثَرْتَ عَلَيَّ مِنْ اَبْشِرْ فَاَقْبَلَ عَلٰى اَبِيْ مُوْسٰى وَبِلَالٍ كَهَيْئَةِ الْغَضْبَانِ فَقَالَ رَدَّ الْبُشْرٰى فَاقْبِلَا اَنْتُمَا قَالَا قَبِلْنَا ثُمَّ دَعَا بِقَدَحٍ فِيْهِ مَاءٌ فَغَسَلَ يَدَيْهِ وَوَجْهَهُ فِيْهِ وَمَجَّ فِيْهِ ثُمَّ قَالَ اِشْرَبَا مِنْهُ وَاَفْرِغَا عَلٰى وُجُوْهِكُمَا وَنُحُوْرِكُمَا وَاَبْشِرَا فَاَخَذَا الْقَدَحَ فَفَعَلَا فَنَادَتْ اُمُّ سَلَمَةَ مِنْ وَّرَاءِ السِّتْرِ اَنِ افْضِلَا لِاُمِّكُمَا فَاَفْضَلَا لَهَا مِنْهُ طَائِفَةً

”حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان جعرانہ کے مقام پر تشریف فرما تھے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ ایک دیہاتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہنے لگا جو مجھ کو مالِ غنیمت دینے کا وعدہ کیا تھا وہ پورا نہیں کرو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تیرے لئے بشارت ہے۔ وہ کہنے لگا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بہت بشارتیں سنائی ہیں۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ کی حالت میں ابوموسیٰ اشعری اور بلال رضی اللہ عنہم کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ دیہاتی نے بشارت کو رد کر دیا ہے تم دونوں قبول کر لو۔ دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ہم نے قبول کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک برتن منگوایا جس میں پانی تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس برتن میں اپنے دونوں ہاتھ اور چہرہ مبارک دھویا اور اسی کے اندر کلی کی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا کہ اس برتن میں سے پیو اور یہ پانی اپنے چہروں اور سینوں پر لگا لو اور خوش ہو جاؤ۔ دونوں حضرات نے وہ برتن لیا اور حکم کی تعمیل کی۔ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے پردے کے پیچھے سے دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا اپنی ماں کے لئے (یعنی میرے لئے) بھی بچانا پس دونوں صحابہ رضی اللہ عنہم نے بقیہ پانی ام المومنین رضی اللہ عنہا

Marfat.com

کے لئے بچایا۔" (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۶۲۰ کتب التفسیر قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنا تبرک یعنی وہ پانی جس کو آپ ﷺ کے ہاتھ اور چہرہ انور اور منہ مبارک سے لگنے کا شرف ملا وہ پانی آپ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیا تو انہوں نے انتہائی عقیدت واحترام کے ساتھ اپنے چہروں اور سینوں پر لگایا۔ ام المومنین سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا بھی اس تبرک کو حاصل کرنے کی خواہش فرما رہی ہیں۔

اسی مفہوم کی دوسری روایت پڑھیں جس میں لڑکے نے محبوب ﷺ کی کلی مبارک کا پانی پیا تو آپ ﷺ نے ڈانٹنے کی بجائے خوش ہو کر دعا دی اور اپنے منہ مبارک سے لگنے والے پانی کے متبرک ہونے کی تصدیق ثبت فرما دی چنانچہ حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَوْمًا تَوَضَّأَ وَبِإِزَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غُلَامٌ فَمَجَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَلَقَّى الْغُلَامُ مَجَّةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَشَرِبَهَا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ يَتَرَضَّاكَ فَارْضَ عَنْهُ

"ایک دن رسول اللہ ﷺ نے وضو فرمایا اور آپ ﷺ کے سامنے ایک لڑکا تھا تو آپ ﷺ نے جب کلی فرمائی تو وہ کلی والا پانی اس لڑکے نے لے کر پی لیا۔ اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے اللہ! تیرا بندہ تیری خوشنودی چاہتا ہے تو اس سے راضی ہو جا۔" (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی ﷺ رقم الحدیث ۱۵۳۶)

Marfat.com

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور جسم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بوسہ

میرے بھائیو! کسی چیز کا بوسہ لینا اس چیز کے قابل تعظیم ہونے پر دلالت کرتا ہے جس طرح کہ آپ، حضرت سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کے تحت حجر اسود کے بوسے کے حوالے سے امام بدر الدین عینی علیہ رحمۃ اللہ کا قول پڑھ چکے ہیں۔

لہٰذا اب ہم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا وہ مبارک فعل آپ کے سامنے پیش کر رہے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہوئے تعظیم کی خاطر بعض مواقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضائے شریفہ مثلاً سرانور، پیشانی مبارک، ہاتھ مبارک اور قدم شریف وغیرہ کے بوسے لیتے تھے۔

اس سلسلے میں آپ حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان اور حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہم کا مبارک عمل پڑھ چکے ہیں مزید چند روایات پڑھیں اور اپنے سینوں کو محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا مدینہ بنائیں۔

پیٹ مبارک کا بوسہ:

۱۔ حضرت امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سوادہ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ سر میں زرد رنگ کا خضاب لگائے ہوئے تھے۔ نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست اقدس میں چھڑی تھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چھڑی حضرت سوادہ رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر لگائی اور فرمایا کیا میں نے اس عمل سے منع نہیں کیا؟ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں قصاص (بدلہ) چاہتا ہوں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس صحابی کو سمجھایا کہ ایسا کرنا مناسب نہیں لیکن وہ نہ مانے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا اور فرمایا قصاص لے لو۔

Marfat.com

فَقَبَّلَ بَطْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت سواد بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر آپ ﷺ کے شکم اقدس کا بوسہ لے لیا۔

(کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۳۰۲)

۲۔ نبی دوعالم ﷺ غزوہ بدر کے موقع پر ہاتھ میں نیزہ لئے مجاہدین صحابہ رضی اللہ عنہم کی صفیں درست فرما رہے تھے تو حضرت سواد بن غزیہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے وہ صف سے تھوڑا سا آگے بڑھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے نیزہ حضرت سواد رضی اللہ عنہ کے پیٹ پر لگاتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

"صف میں ہو جاؤ۔"

انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ نے مجھے تکلیف دی ہے۔

فَكَشَفَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَطْنَهٗ

حضور انور ﷺ نے اپنے شکم اقدس سے کپڑا ہٹا دیا اور فرمایا بدلہ لے لو۔

فَاعْتَنَقَهٗ فَقَبَّلَ بَطْنَهٗ

حضرت سواد رضی اللہ عنہ نے فوراً محبوب ﷺ سے چمٹ کر پیٹ مبارک کو چومنا شروع کر دیا۔ اس پر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

"تجھے ایسا کرنے پر کس چیز نے ابھارا؟"

اس پر حضرت سواد انصاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ!

حَضَرَ مَا تَرٰى فَاَرَدْتُّ اَنْ يَّكُوْنَ اٰخِرُ الْعَهْدِ بِكَ اَنْ يَّمَسَّ جِلْدِيْ جِلْدَكَ

سب کچھ آپ ﷺ کے سامنے ہے میں نے یہ ارادہ کیا ہے کہ اس آخری ملاقات میں میرا جسم آپ ﷺ کے جسم مبارک سے مس ہو جائے۔

(البدایہ والنہایہ جلد ۳ صفحہ ۲۱۷، اسد الغابہ جلد ۲ صفحہ ۴۸۴، سیرۃ نبویہ لابن ہشام غزوہ بدر صفحہ ۲۵۸، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۹۴)

۳۔ حافظ ابونعیم اصفہانی علیہ الرحمۃ "حلیۃ الاولیاء" میں نقل فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض وفات میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو مسجد نبوی ﷺ میں اکٹھا کر کے فرمایا۔

Marfat.com

اَنَا اَنْشُدُکُمْ بِاللّٰہِ وَبِحَقِّیْ عَلَیْکُمْ مَنْ کَانَتْ لَہٗ قِبَلِیْ مَظْلِمَۃٌ فَلْیَقُمْ فَلْیَقْتَصَّ مِنِّیْ قَبْلَ الْقِصَاصِ فِی الْقِیَامَۃِ

میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر اور اپنے حق کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ تم میں سے جس کسی پر میں نے زیادتی کی ہو وہ کھڑا ہو جائے اور قیامت سے پہلے ابھی اپنا بدلہ لے لے۔ (یہ فرمانِ اقدس کمال عاجزی پر دال ہے)

مگر کوئی بھی کھڑا نہ ہوا۔

دوسری مرتبہ فرمایا پھر بھی کوئی کھڑا نہ ہوا۔

جب تیسری مرتبہ یہی بات دہرائی تو ایک بوڑھے صحابی حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا۔

میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قربان ہوں اگر آپ صلی اللہ علیہ وسلم بار بار قسم نہ دیتے تو میں کبھی کھڑا نہ ہوتا۔

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک غزوہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا جب اللہ نے ہمیں فتح عطا فرمائی تو میں نے اپنی اونٹنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے برابر کی تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ران مبارک کو بوسہ دوں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے پہلو پر نیزہ مارا تھا میں یہ نہیں جانتا کہ جان بوجھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مارا تھا یا ویسے ہی تو میں آج وہ بدلہ لینا چاہتا ہوں۔

نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہی نیزہ منگوایا اور حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں دے دیا۔

حضرت ابوبکر صدیق و عمر فاروق و علی المرتضیٰ، امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ بدلہ دینا چاہا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرما دیا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اے عکاشہ (رضی اللہ عنہ)! اپنا بدلہ لے لو۔

عرض کرتے ہیں۔

یَارَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ضَرَبْتَنِیْ وَاَنَا حَاسِرٌ عَنْ بَطْنِیْ

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ نے مجھے مارا تھا تو میرا پیٹ ننگا تھا۔
اس پر نبی کریم ﷺ نے اپنے شکم اقدس سے کپڑا ہٹا دیا تو حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کے پیٹ مبارک کا بوسہ لیا اور عرض کی۔

فِدَاكَ اَبِيْ وَاُمِّيْ وَمَنْ يُّطِيْقُ نَفْسُهٗ اَنْ يَّقْتَصَّ مِنْكَ

میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں کس کی مجال ہے کہ آپ ﷺ سے بدلہ لے سکے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّنْظُرَ اِلٰى رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ فَلْيَنْظُرْ اِلٰى هٰذَا الشَّيْخِ

جس کی خواہش ہو کہ جنت میں میرے ساتھی کو دیکھے وہ اس بوڑھے صحابی رضی اللہ عنہ کو دیکھ لے۔
اس کے بعد مسلمانوں نے حضرت عکاشہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کو چومنا شروع کر دیا۔

(حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۷۳ وہب بن منبہ)

پہلو مبارک کا بوسہ:

ایک انصاری صحابی حضرت سیدنا اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے کہ وہ خوش مزاج طبیعت کے مالک تھے۔ ایک دن لوگوں کے پاس بیٹھ کر ایسی گفتگو کر رہے تھے جس سے لوگ ہنس رہے تھے۔ حضور ﷺ تشریف لائے اور آپ ﷺ نے حضرت اُسید رضی اللہ عنہ کے پہلو میں چھڑی لگائی۔ اس پر انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! مجھے قصاص یعنی چھڑی لگانے کا بدلہ دیجئے۔ ارشاد فرمایا لے لو۔ عرض کرتے ہیں یارسول اللہ ﷺ!

اِنَّ عَلَيْكَ قَمِيْصًا وَّلَيْسَ عَلَيَّ قَمِيْصٌ

آپ ﷺ کے پہلو مبارک پر قمیص ہے حالانکہ میرا پہلو ننگا تھا۔ اس پر نبی دوعالم، نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ نے اپنے پہلو مبارک سے قمیص کو اٹھایا۔ پھر کیا تھا

فَاحْتَضَنَهٗ ثُمَّ جَعَلَ يُقَبِّلُ كَشْحَهٗ فَقَالَ بِاَبِيْ اَنْتَ وَاُمِّيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

Marfat.com

صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت اُسید بن حضیر رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے جسم اقدس سے چمٹ گئے اور نبی کریم ﷺ کے پہلو مبارک کو چومنا شروع کر دیا اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان ہو جائیں (میرا مقصد یہی تھا)۔(المستدرک علی الصحیحین جلد ۳ صفحہ ۳۴۷)

دست اقدس اور قدم مبارک کا بوسہ:

اب چند روایات پڑھیں جن میں رسول اللہ ﷺ کے دست اقدس اور قدم شریف کا بوسہ لئے جانے کا ذکر ہے۔

ا۔ حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

أَنَّ قَوْمًا مِّنَ الْيَهُودِ قَبَّلُوْا يَدَيِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَيْهِ

یہود کی ایک جماعت نے رسول اللہ ﷺ کے دونوں ہاتھ اور دونوں قدم مبارک چومے۔

(سنن الترمذی رقم الحدیث ۲۷۳۸، سنن نسائی رقم الحدیث ۴۰۸۰، سنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۳۵۴۱، سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۷۰۵، مصنف ابن ابی شیبہ رقم الحدیث ۲۶۲۰، مشکوٰۃ المصابیح باب الکبائر علامات النفاق)

۲۔ عَنْ ذَارِعٍ وَكَانَ فِيْ وَفْدِ عَبْدِ الْقَيْسِ قَالَ لَمَّا قَدِمْنَا الْمَدِيْنَةَ فَجَعَلْنَا نَتَبَادَرُ مِنْ رَوَاحِلِنَا فَنُقَبِّلُ يَدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرِجْلَهُ

حضرت ذراع رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اور یہ وفد بنی عبدالقیس میں تھے فرماتے ہیں کہ جب ہم مدینہ منورہ آئے تو اپنی سواریوں سے اترنے میں جلدی کرنے لگے پس ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک اور قدم شریف چومے۔

(الادب المفرد رقم الحدیث ۹۷۵ باب تقبل الرجل، سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۵۲۲۵، شعب الایمان جلد ۶ صفحہ ۴۷۶، دلائل النبوۃ للبیہقی جلد ۵ صفحہ ۳۲۷، مشکوٰۃ المصابیح باب المصافحہ فصل ثانی، التاریخ الکبیر جلد ۳ صفحہ ۴۴۷، المعجم الاوسط جلد ۱ صفحہ ۱۳۳، المعجم الکبیر للطبرانی رقم الحدیث ۵۳۱۳)

Marfat.com

۳۔ جب محبوب ﷺ نے طائف کا سفر کیا وہاں کے شریر لوگ جسم نازنین ﷺ پر پتھر برسانے لگے۔جسم اقدس سے خون بہنے لگا۔حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ ساتھ تھے دوڑ دوڑ کر حضورِ اکرم ﷺ پر آنے والے پتھروں کو اپنے جسم پر کھا رہے ہیں جس کی وجہ سے وہ لہولہان ہو گئے۔

آخر کار رسول اللہ ﷺ نے انگوروں کے ایک باغ میں پناہ لی۔ یہ باغ مکہ کے مشہور کافر عتبہ بن ربیعہ کا تھا۔حضور انور ﷺ کا یہ حال دیکھ کر عتبہ بن ربیعہ اور اس کے بھائی شیبہ بن ربیعہ کو آپ ﷺ پر رحم آ گیا اور کافر ہونے کے باوجود خاندانی حمیت نے جوش مارا چنانچہ ان دونوں کافروں نے حضور ﷺ کو اپنے باغ میں ٹھہرایا اور اپنے نصرانی غلام "عداس" کو انگوروں کا خوشہ دے کر آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجا تو

فَلَمَّا وَضَعَ ﷺ يَدَهٗ فِيْهِ قَالَ بِاسْمِ اللهِ ثُمَّ اَكَلَ

جب حضور ﷺ نے بسم اللہ پڑھ کر خوشہ کو ہاتھ لگایا اور تناول فرمایا۔

قَالَ وَاللهِ اِنَّ هٰذَا الْكَلَامَ مَا يَقُوْلُهٗ اَهْلُ هٰذَا الْبِلَادِ

تو عداس تعجب سے کہنے لگا اللہ کی قسم! یہاں کے لوگ یہ کلمہ نہیں بولا کرتے۔

فَقَالَ لَهٗ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ اَهْلِ اَيِّ الْبِلَادِ اَنْتَ يَا عَدَّاسُ

اس پر محبوب ﷺ نے اس سے پوچھا کہ تمہارا وطن کہاں ہے؟

قَالَ اَنَا رَجُلٌ مِّنْ اَهْلِ نِيْنَوٰى

میں شہر نینوئ کا رہنے والا ہوں۔

فَقَالَ لَهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قَرْيَةِ الرَّجُلِ الصَّالِحِ يُوْنُسَ بْنِ مَتّٰى

آپ ﷺ نے پوچھا نیک بندے یونس علیہ السلام بن متی کی بستی سے؟۔

اس پر عداس نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ آپ ﷺ انہیں جانتے ہیں؟ تو اس پر ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

ذَالِكَ اَخِيْ كَانَ نَبِيًّا وَّاَنَا نَبِيٌّ

وہ میرے بھائی ہیں وہ بھی نبی تھے اور میں بھی نبی ہوں۔

قَالَتْ عَدَّاسٌ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُقَبِّلُ رَأْسَهٗ وَيَدَيْهِ وَقَدَمَيْهِ

یہ سن کر عداس، رسول اللہ ﷺ کے سرانور، ہاتھ اور پاؤں مبارک چومنے لگا اور فوراً ہی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گیا۔

(زرقانی علی المواہب جلد ۱ صفحہ ۳۰۰، الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۹، سیرت ابن ہشام جلد ۱ صفحہ ۴۲۱ دار ابن کثیر، تفسیر ثعلبی جلد ۹ صفحہ ۱۹ دار احیاء تراث العربی)

۴۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ عالیہ میں اپنے شوہر کی شکایت کی تو آپ ﷺ نے دونوں کو بلا لیا اور پوچھا کہ کیا تم ایک دوسرے کو ناپسند کرتے ہو؟ انہوں نے عرض کیا جی ہاں! یارسول اللہ ﷺ۔ اس پر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا تم دونوں اپنی پیشانیوں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑو۔ پھر آپ ﷺ نے یہ دعا فرمائی۔

اے اللہ! ان کے دلوں میں الفت پیدا فرما اور ایک دوسرے کی محبت سے سرشار فرما۔

کچھ دنوں کے بعد

لَقِيَتْهُ الْمَرْاَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَقَبَّلَتْ رِجْلَيْهِ

کچھ دنوں کے بعد وہ عورت آپ ﷺ سے ملی تو اس نے آپ ﷺ کے مبارک قدموں کو چوم لیا۔

۵۔ حضرت عبداللہ بن بریدہ رضی اللہ عنہ اپنے والد سے روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی مجھے کوئی نشانی دکھائیں۔ اس پر محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا سامنے درخت کے پاس جا کر کہو کہ تجھے رسول اللہ ﷺ بلا رہے ہیں۔ اس آدمی نے جا کر درخت کو رسول اللہ ﷺ کا پیغام سنایا تو

فَمَالَتْ عَنْ كُلِّ جَانِبٍ حَتّٰى قَلَعَتْ عُرُوْقَهَا ثُمَّ اَقْبَلَتْ حَتّٰى جَاءَ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَمَرَهَا اَنْ تَرْجِعَ

Marfat.com

درخت چاروں طرف جھکا یہاں تک کہ اس نے اپنی جڑوں کو زمین سے اکھیڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہوگیا۔ پھر آپ ﷺ نے اسے واپس اپنی جگہ جانے کا حکم دیا۔

جب اس شخص نے آپ ﷺ کا یہ مقام ومرتبہ دیکھا تو

فَقَامَ فَقَبَّلَ رَأْسَهُ وَيَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ وَاَسْلَمَ

اس نے کھڑے ہو کر آپ ﷺ کے سرِانور کو چوما اور ہاتھ مبارک اور قدم شریف کو چومنے لگا اور پھر مسلمان ہوگیا۔ (مواہب لدنیہ وشرح الزرقانی باب کلام الشجر لہ وسلامھا علیھا جلد ۶ صفحہ ۵۱۷)

۶۔ حضرت ابوبزہ المکی فرماتے ہیں کہ میں اپنے آقا عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضورِ انور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو

فَقُمْتُ اِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَبَّلْتُ يَدَهُ وَرَأْسَهُ وَرِجْلَهُ

میں رسول اللہ ﷺ کی طرف کھڑا ہوا اور آپ ﷺ کے دست کرم، سرانور اور پاؤں مبارک کا بوسہ لے لیا۔ (الاصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۴ صفحہ ۲۰)

حضرت صفوان بن عسال رضی اللہ عنہ والی روایت کے تحت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اس حدیث سے ثابت ہوا کہ پاؤں چومنا جائز ہیں۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۴ صفحہ ۲۷)

اسی طرح درمختار میں ہے کہ حصولِ برکت کے لئے عالم اور پرہیزگار آدمی کے ہاتھ چومنا جائز ہیں۔

(الدرالمختار کتاب الحظر والاباحۃ باب الاستبراء)

انور شاہ کشمیری نے بخاری شریف کی شرح میں لکھا ہے کہ حجر اسود کو بوسہ دینا شرعاً ثابت ہے اس لئے یہ صالحین کے تبرکات کو بوسہ دینے کی اصل ہے۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے مصحف (قرآن) کو بوسہ دیا اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے روضۂ مطہرہ (قبر رسول اللہ ﷺ) کو بوسہ دینے کو جائز کہا ہے۔

(فیض الباری شرح صحیح البخاری تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہاتھ مبارک کو چہرے اور سینے پر ملتے:

یہاں تک تو آپ نے چند روایات پڑھیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کے دست کرم کو عظمتوں اور برکتوں کا محور سمجھتے ہوئے بوسے لیتے اب مزید روایات ملاحظہ فرمائیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو اپنے چہروں اور سینوں پر بھی ملتے چنانچہ

۱۔ حضرت سیدنا ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دوپہر کے وقت مقام بطحا تشریف لے گئے اور وہیں ظہر کی نماز بھی ادا فرمائی۔ وہاں کے لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات کرنے کا انداز یوں اختیار کیا کہ

ثُمَّ قَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا يَأْخُذُوْنَ يَدَهٗ فَيَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ فَأَخَذْتُ يَدَهٗ فَوَضَعْتُهَا عَلٰى وَجْهِيْ وَصَدْرِيْ فَإِذَا هِيَ أَبْرَدُ مِنَ الثَّلْجِ وَأَطْيَبُ رِيْحًا مِّنَ الْمِسْكِ

لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک کو پکڑ کر اپنے چہرے پر ملنا شروع کر دیا۔ میں نے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے چہرے اور سینے پر رکھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک برف سے زیادہ ٹھنڈا اور کستوری سے زیادہ خوشبودار تھا۔ (شمائل الرسول از ابن کثیر صفحہ ۳۳)

۲۔ حضرت یزید بن اسود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ منیٰ کے مقام پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ فجر کی جماعت کروائی۔ نماز سے فارغ ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیوں کی طرف چہرۂ انور پھیرا تو دو آدمیوں کو الگ بیٹھے دیکھ کر انہیں بلایا اور پوچھا کیا وجہ ہے کہ تم نماز میں شریک نہیں ہوئے؟ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے اپنے خیموں میں نماز ادا کر لی تھی۔ ارشاد فرمایا آئندہ ایسا نہ کرو بلکہ اگر پہلے نماز ادا کر لی ہو اور بعد میں جماعت میں شرکت کا موقع مل جائے تو اس میں شریک ہو جایا کرو یہ نفل نماز قرار پائے گی۔ ان میں سے ایک نے عرض کیا۔

اِسْتَغْفِرْ لِيْ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاسْتَغْفَرَ لَهٗ

اے اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم میرے لئے مغفرت کی دعا فرمائیے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے لئے دعا فرمائی۔

اس کے بعد لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات اور مصافحہ کا شرف پانا شروع کیا۔

نَهَضَ النَّاسُ إِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَانْفَضْتُّ مَعَهُمْ وَأَنَا يَوْمَئِذٍ أَشَبُّ الرِّجَالِ وَأَجْلَدُهٗ فَمَا زِلْتُ أَزْحَمُ النَّاسَ حَتّٰى وَصَلْتُ

Marfat.com

اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَخَذْتُ بِیَدِہٖ فَوَضَعْتُھَا اِمَّا عَلٰی وَجْھِیْ اَوْ صَدْرِیْ فَمَا وَجَدْتُّ شَیْئًا اَطْیَبَ وَلَا اَبْرَدَ مِنْ یَدِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

لوگ آپ ﷺ کی جانب مصافحہ کے لئے بڑھے میں بھی ان کے ساتھ آگے بڑھا اور میں ان دونوں نوجوان اور مضبوط تھا۔ لوگوں کو ایک طرف کرتے ہوئے میں رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گیا۔ میں نے بھی آپ ﷺ کا دست اقدس پکڑا کر اپنے چہرے اور سینے پر رکھا۔ میں نے آج تک کوئی شے محبوب ﷺ کے ہاتھ مبارک سے بڑھ کر خوشبودار اور ٹھنڈی نہیں دیکھی۔ (شمائل الرسول از ابن کثیر صفحہ ۳۴)

۳۔ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

اَتَیْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَعِنْدَہٗ اَصْحَابُہٗ کَاَنَّمَا عَلٰی رُءُوْسِھِمُ الطَّیْرُ فَسَلَّمْتُ وَقَعَدْتُّ

میں رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کے اردگرد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس انداز میں حاضر تھے گویا ان کے سروں پر پرندے ہیں۔ میں بھی سلام عرض کر کے بیٹھ گیا۔

وَقَامَ النَّاسُ فَجَعَلُوْا یُقَبِّلُوْنَ یَدَہٗ فَاَخَذْتُھَا فَوَضَعْتُھَا عَلٰی وَجْھِیْ فَاِذَا ھِیَ اَطْیَبُ مِنَ الْمِسْکِ وَاَبْرَدُ مِنَ الْبَرْدِ

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کھڑے ہوئے اور محبوب ﷺ کے ہاتھ مبارک کو چومنا شروع کر دیا۔ میں نے بھی محبوب ﷺ کا ہاتھ مبارک پکڑ کر اپنے چہرے پر لگایا تو ہاتھ مبارک کستوری سے زیادہ خوشبودار اور برف سے زیادہ ٹھنڈا تھا۔ (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی ﷺ رقم الحدیث ۱۵۲۸)

Marfat.com

مجلس نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

۱۔ اس گذشتہ حضرت اسامہ بن شریک رضی اللہ عنہ والی روایت سے جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ مبارک چوم کر عقیدت کا اظہار کرنا ثابت ہوتا ہے وہاں ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیٹھتے تو مجلس مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا خیال رکھتے ہوئے ہمہ تن گوش ہو کر فرامین مقدسہ سنا کرتے تھے۔

۲۔ عَنْ بُرَيْدَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا قَعَدْنَا عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ نَرْفَعْ رُؤُوْسَنَا اِلَيْهِ تَعْظِيْمًا لَّهُ

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو تعظیم کے پیش نظر اپنے سروں کو اٹھاتے تک نہیں تھے۔ (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۲۶)

۳۔ عَنْ حُذَيْفَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ كُنَّا اِذَا حَضَرْنَا مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَعَامًا لَمْ نَضَعْ اَيْدِيَنَا حَتّٰى يَبْدَأَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ يَدَهٗ

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جب ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتے تو جب تک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھانا شروع نہ فرماتے ہم اپنے ہاتھ اس وقت تک نہیں بڑھاتے تھے۔

(صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۱۰۷، ریاض الصالحین کتاب الادب صفحہ ۲۲۳)

۴۔ عَنْ اَبِیْ مَثَّةَ قَالَ قَدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ وَلَمْ اَكُنْ رَءَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخَرَجَ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ اَخْضَرَانِ فَقُلْتُ لِاَبِیْ هٰذَا وَاللهِ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ اَبِیْ یَرْتَعِدُ ھَیْبَۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضرت ابورمثہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ میں مدینہ منورہ حاضر ہوا اور اس سے پہلے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دو سبز چادریں اوڑھے ہوئے تشریف لائے۔ میں نے اپنے باپ سے کہا خدا کی قسم! یہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں تو میرا باپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیبت کی وجہ سے کانپنا شروع ہوگیا۔ (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۳۱)

۵۔ حضرت سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے اپنے بستر موت پر اپنے صاحبزادے سے اپنی زندگی کے تین ادوار کا تذکرہ کیا۔ یہ طویل حدیث ہے اس میں دوسرے دور کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ

مَا کَانَ اَحَدٌ اَحَبَّ اِلَیَّ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَلَا اَجَلَّ فِیْ عَیْنِیْ مِنْہُ وَمَا کُنْتُ اُطِیْقُ اَنْ اَمْلَأَ عَیْنِیْ مِنْہُ اِجْلَالًا وَلَوْ سُئِلْتُ اَنْ اَصِفَہٗ مَا اَطَقْتُ لِاَنِّیْ لَمْ اَکُنْ اَمْلَأُ عَیْنِیْ مِنْہُ

مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ کر کوئی بھی پیارا نہیں تھا اور میرے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی تعظیم کے لائق نہیں تھا اور تعظیم کے پیش نظر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آنکھ بھر کر نہیں دیکھ سکتا تھا۔ اگر مجھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارک کے اوصاف بیان کرنے کو کہا جائے تو میں بیان نہیں کر سکتا کیونکہ میں نے آنکھ بھر کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہی نہیں تھا۔

(صحیح مسلم کتاب الایمان باب کون الاسلام رقم الحدیث ۱۲۱، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۵ دار الکتب العلمیہ بیروت، سعادت الدارین)

اس روایت کے تحت علامہ خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے نسیم الریاض میں فرمایا ہے کہ سیدنا عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و جلال کی وجہ سے نہیں دیکھتے تھے۔

اب یہ تو حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم ہے ورنہ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ مبارکہ کو نہیں دیکھتے تھے۔ اگر چہرۂ انور کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہ دیکھا ہوتا جی بھر کر تو رخِ انور کے اوصاف کیسے بیان کرتے جن سے کتب احادیث اور سیرت چمک رہی ہیں۔

Marfat.com

دیکھنے والے کہا کرتے ہیں اللہ اللہ
خدا یاد آتا ہے دیکھ کے صورت تیری

۶۔ ترمذی شریف کی حدیث میں ہے کہ ایک دیہاتی جو کہ بارگاہِ نبوی ﷺ کے آداب سے کماحقہ آگاہ نہیں تھا۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس دیہاتی سے کہا کہ آپ ﷺ سے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھو جنہوں نے اپنی منت پوری کر دی۔

كَانُوْا لَا يَجْتَرِؤُنَ هُمْ عَلٰى مَسْئَلَتِهٖ يُوَقِّرُوْنَهٗ وَيُهَابُوْنَهٗ

اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کی تعظیم اور عظمت و ہیبت کے پیش نظر عموماً سوال کرنے سے بچتے تھے۔

جب اس اعرابی نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی منت پوری کرنے والے صحابہ رضی اللہ عنہم کے بارے میں پوچھا تو آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ آپ ﷺ نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اتنے میں مسجد کے دروازے سے طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ آئے تو محبوب ﷺ نے ان کی طرف اشارہ کر کے فرمایا یہ انہی لوگوں میں سے ہے جنہوں نے اپنی منت پوری کی ہے۔

(جامع ترمذی کتاب المناقب مناقب طلحہ بن عبید اللہ رقم الحدیث ۳۷۶۳)

اس سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے تو تعظیم کے پیش نظر سوال بھی نہیں کرتے تھے۔

۷۔ عَنِ ابْنِ عُمَرَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِمِنًى أَتَدْرُوْنَ اَیَّ يَوْمٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ فَاِنَّ هٰذَا يَوْمٌ حَرَامٌ اَفَتَدْرُوْنَ اَیَّ بَلَدٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ بَلَدٌ حَرَامٌ قَالَ اَتَدْرُوْنَ اَیَّ شَهْرٍ هٰذَا قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَعْلَمُ قَالَ شَهْرٌ حَرَامٌ قَالَ فَاِنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَيْكُمْ دِمَآءَ كُمْ وَاَمْوَالَكُمْ وَاَعْرَاضَكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هٰذَا فِیْ شَهْرِكُمْ هٰذَا فِیْ بَلَدِكُمْ هٰذَا

"حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے

Marfat.com

موقع پر منیٰ میں ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو آج کون سا دن ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حرمت (عزت) والا دن ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ یہ کون سا شہر ہے؟ عرض کرتے ہیں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حرمت والا شہر ہے۔ پھر فرمایا کیا تم جانتے ہو یہ کون سا مہینہ ہے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا یہ حرمت والا مہینہ ہے۔ پھر محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے خون و مال اور عزت کو تم پر یوں ہی حرام کیا ہے جس طرح آج کے دن کی حرمت اس مہینہ اور اس شہر میں ہے۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۳۵ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میرے بھائیو! غور کریں کہ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین سوال پوچھے ہیں۔ پہلا سوال یہ تھا کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! آج کون سا دن ہے؟ تو یہ سوال کتنا ہی آسان ہے اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے ہیں کہ آج قربانی کا دن ہے لیکن آدابِ نبوت کے حوالے سے ان کو آگاہی تھی اور مجلس محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب ان کے پیش نظر تھا اور سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے ہیں لیکن جاننے کے باوجود جواب یہ دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم جانتے ہو یہ کون سا شہر ہے؟ اس سوال کا جواب پہلے سے بھی زیادہ آسان تھا۔ سارے صحابہ رضی اللہ عنہم جانتے ہیں کہ مکہ شریف ہے کیونکہ اللہ کا گھر مکہ میں ہے اور سارے افعالِ حج اسی شہر میں ہی تو ادا کیے جاتے ہیں تو جاننے کے باوجود بڑا ہی پیارا جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔

تیسرا سوال یہ تھا کہ اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! یہ مہینہ کون سا ہے؟ اس سوال کا جواب سب سے آسان تھا کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جانتے تھے کہ وہ حج کرنے آئے ہیں اور حج، ذوالحجہ کے مہینہ میں ہی ادا کیا جاتا ہے لیکن اس بار بھی جواب نظریہ تعظیم کا عکاس ہے اور عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر

Marfat.com

جانتے ہیں۔

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تینوں سوالوں کو بخوبی جانتے تھے لیکن جواب دینے سے خاموش رہے حالانکہ دیکھا جائے تو اگر کسی بندے کو تھوڑا سا بھی علم ہو تو اپنے علم کے اظہار کے لئے بول پڑتا ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علم و آگہی کے کوہ ہمالیہ ہونے کے باوجود خاموش رہے اور کوئی جواب نہیں دیا اور یہ بھی ہو سکتا تھا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم عرض کرتے یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سوالات تو بہت آسان ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی جانتے ہیں اور ہم بھی جانتے ہیں لیکن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا بھی نہیں کیا بلکہ برابری اختیار کرنے کی بجائے وہ طریقہ اپنایا کہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم بہتر جانتے ہیں۔ یہ ایسا طریقہ تھا جو کہ تعظیم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر دلالت کر رہا ہے کہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم علم میں اپنے آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر سمجھتے تھے بلکہ جواب سے واضح کیا کہ ہمارے علم کی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کے مقابلے میں کیا حیثیت ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا نظریہ تو یہ تھا کہ علم میں کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر نہیں ہے اور آج کے ماحول میں یہ بتایا جا رہا ہے کہ امتی عبادت میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑھ سکتا ہے۔ استغفر اللہ

۸۔ عَنْ هِلَالِ بْنِ اَبِیْ مَیْمُوْنَةَ قَالَ حَدَّثَنَا عَطَاءُ بْنُ یَسَارٍ اَنَّهٗ سَمِعَ اَبَا سَعِیْدِنِ الْخُدْرِیَّ یُحَدِّثُ اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ مِمَّا اَخَافُ عَلَیْکُمْ مِنْ بَعْدِیْ مَا یُفْتَحُ عَلَیْکُمْ مِنْ زَهْرَةِ الدُّنْیَا وَزِیْنَتِهَا فَقَالَ رَجُلٌ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَوَ یَاْتِی الْخَیْرُ بِالشَّرِّ فَسَکَتَ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقِیْلَ لَهٗ مَا شَاْنُكَ تُکَلِّمُ النَّبِیَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَلَا یُکَلِّمُكَ

”حضرت ہلال بن میمونہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہمیں عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان فرمائی اور انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ کو حدیث بیان کرتے سنا کہ ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف فرما ہوئے اور ہم ارد گرد بیٹھ گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں اپنے بعد تم پر اس چیز کا خوف محسوس کرتا ہوں کہ تم پر دنیا کی رنگینی اور اس کی زینت ظاہر ہو جائے گی۔ ایک شخص نے عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ ﷺ! کیا خیر سے شر آئے گا؟ اس پر آپ ﷺ نے خاموشی اختیار کی اس پر اس سائل کو ڈانٹا گیا تیرا کیا حال ہے کہ تو رسول اللہ ﷺ سے بات کرتا ہے حالانکہ محبوب ﷺ تم سے گفتگو نہیں فرمارہے۔" (صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۱۹۷)

میرے بھائیو! آپ غور فرمائیں مذکورہ بالا حدیث پاک میں رسول اللہ ﷺ کا فرمانا اے میرے صحابہ رضی اللہ عنہم! تم پر دنیا کی رنگینی ظاہر ہو جائے گی تمہارے پاس مال و دولت کی کثرت ہو گی تو صفہ میں پڑھنے والے غریب صحابہ رضی اللہ عنہم جن کو کئی کئی دن کھانے کے لئے کچھ نہیں ملتا ان کے پاس لاکھوں کی تعداد میں درہم و دینار ہو جائیں گے تو بندے کے پاس مال و دولت ہونا اس کا بڑا امتحان ہے۔ اس پر ایک شخص نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ! کیا خیر میں شر آجائے گی۔ اب یقیناً رسول اللہ ﷺ مالِ حلال کی بات فرمارہے تھے حرام کا تو ذکر ہی نہیں اس لئے صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ رزقِ حلال میں یعنی جو مال حلال طریقے سے کمایا ہے اس میں بھی شر اور برائی آجائے گی۔ صحابی رضی اللہ عنہ کے سوال پر رسول اللہ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی۔

اس موقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ردعمل یہ تھا کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے ذہن میں یہ خیال تک نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا جواب نہیں آتا تھا اس لئے خاموش ہو گئے بلکہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا نظریہ تھا کہ آپ ﷺ نے اس سوال کرنے والے صحابی رضی اللہ عنہ کے سوال کو پسند نہیں فرمایا اور اس قابل نہیں سمجھا کہ اس کا جواب دیا جائے۔ یہی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عقیدۂ تعظیم تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے سکوت اختیار کرنے پر آپ ﷺ کے علم شریف کو نشانہ نہیں بنایا بلکہ اس سائل صحابی رضی اللہ عنہ کو صحابہ رضی اللہ عنہم نے ڈانٹا ہے کہ تو کیسا بندہ ہے تو رسول اللہ ﷺ سے بات کرتا ہے مگر محبوب ﷺ تجھ سے گفتگو کرنا پسند نہیں فرمارہے تو اے سائل! کمی محبوب دو عالم ﷺ کے علم میں نہیں بلکہ تیرے سوال کرنے میں کمی ہے۔

میرے بھائیو! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذہنوں میں شانِ رسالت کے حوالے سے تنقیص کا خیال تک نہیں جاتا بلکہ عظمت ہی عظمت نظر آتی ہے۔ اس کے برعکس آج کی فکری آلودگی اور گندی سوچ کے افراد کو دیکھا جائے تو یہی کہتے ہیں کہ دیکھو رسول اللہ ﷺ کو اس چیز کا علم نہیں تھا اگر علم ہوتا تو خاموش نہ رہتے۔ اس طرح سے طرح طرح کی بکواسات کرتے ہیں حالانکہ یہ طے شدہ حقیقت ہے کہ محبوب ﷺ گفتگو

Marfat.com

فرمائیں تو ابر کرم بن کر برستا ہے اور بگڑیاں بن جاتی ہیں اور اگر محبوب ﷺ خاموش رہیں تو پھر بھی رحمت کی گھٹا ہے۔ ؎

آتا ہے فقیروں پہ انہیں پیار کچھ ایسا
خود بھیک دیں اور خود کہیں منگتے تیرا بھلا ہو

؎

بھر کے جھولی میری مری سرکار نے
مسکرا کر کہا اور کیا چاہیے

جب محبوب ﷺ پر وحی نازل ہوئی تو سائل کو بلا کر اس کے سوال کا جواب دیا تو اب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھ گئے کہ بارگاہِ رسالت ﷺ میں سائل کے سوال کی مقبولیت ہوگئی ہے۔ الغرض ؎

آنکھ والا ہی تیرے جوبن کا تماشہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

نیند مبارک سے نہیں جگایا:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ مَاتَ اِنْسَانٌ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعُوْدُهٗ فَمَاتَ بِاللَّيْلِ فَدَفَنُوْهُ لَيْلًا فَلَمَّا اَصْبَحَ اَخْبَرُوْهُ فَقَالَ مَا مَنَعَكُمْ اَنْ تُعْلِمُوْنِيْ قَالُوْا كَانَ اللَّيْلُ فَكَرِهْنَا وَكَانَتْ ظُلْمَةٌ اَنْ نَّشُقَّ عَلَيْكَ فَاَتٰى قَبْرَهٗ فَصَلّٰى عَلَيْهِ

"حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ایک ایسا شخص فوت ہوگیا جس کی رسول اللہ ﷺ عیادت فرمایا کرتے تھے۔ وہ شخص رات کو فوت ہوا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس کو رات ہی میں دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کو اطلاع دی تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا تم نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں (یارسول اللہ ﷺ!) رات بڑی اندھیری تھی اور ہم

Marfat.com

نے یہ پسند نہیں کیا کہ رات کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بیدار کر کے تکلیف دیں پس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس میت کی قبر پر آئے اور اس پر نماز پڑھی۔"

(صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۱۶۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیند مبارک کا بھی خیال رکھتے تھے اور محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آرام فرما ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تعظیماً جگایا نہیں کرتے تھے۔

اس روایت میں یہ بھی مذکور ہے کہ نبی دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کی قبر پر نماز پڑھی۔ مسلم شریف کی روایت میں یہ الفاظ زیادہ ہیں کہ قبر پر نماز پڑھنے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

هٰذِهِ الْقُبُوْرُ مَمْلُوَّةٌ ظُلْمَةً عَلٰى اَهْلِهَا وَاِنَّ اللهَ يُنَوِّرُهَا لَهُمْ بِصَلٰوتِيْ عَلَيْهِمْ

یہ قبریں اندھیرے سے بھری ہوئی تھیں اور اب ان پر میرے نماز پڑھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان قبروں کو نور سے منور فرما دے گا۔

معلوم ہوا کہ دنیا میں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس برکات وانوار کا مرکز ومحور ومنبع ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت سے اللہ تعالیٰ گنہگاروں کے لئے قبر وحشر میں راحت کا سامان مہیا فرما دیتا ہے۔

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

اس گذشتہ روایت سے معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی بھی تعظیم کرتے تھے۔

اسی ضمن میں ایک حدیث پاک ہے کہ

رُوِیَ عَنْ صَفِيَّةَ بِنْتِ نَجْدَةَ قَالَتْ كَانَ لِاَبِیْ مَحْذُوْرَةَ قُصَّةٌ فِیْ مُقَدَّمِ رَأْسِهٖ اِذَا قَعَدَ وَاَرْسَلَهَا اَصَابَتِ الْاَرْضَ فَقِيْلَ لَهٗ اَلَا تَحْلِقُهَا فَقَالَ لَمْ اَكُنْ بِالَّذِیْ اَحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ

"حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا بنت نجدہ روایت کرتی ہیں کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ کی پیشانی کی

Marfat.com

طرف بالوں کا ایک گچھا تھا۔آپ رضی اللہ عنہ جب بیٹھتے اور ان بالوں کو کھولتے تو زمین تک پہنچ جاتے تھے۔کسی نے ان سے عرض کیا کہ آپ رضی اللہ عنہ ان بالوں کو منڈواتے کیوں نہیں؟ تو حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا میں ان بالوں کو نہیں منڈواؤں گا اس لئے کہ ان بالوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ مبارک لگا ہوا ہے۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا کہ حضرت ابومحذورہ رضی اللہ عنہ سر کے بالوں کا گچھا کو کترواتے نہیں رہے صرف اس لئے ان بالوں کو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں کو چومنے کا شرف حاصل ہوا ہے تو جب نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں۔خود ذاتِ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کس درجہ کرتے ہوں گے؟

اسی طرح کا ایک واقعہ اللہ کے ولی کا ملاحظہ فرمائیں چنانچہ ملک العلماء سیدنا ظفر الدین بہاری علیہ الرحمۃ واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدی محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ اکابر علماء اور اجلہ سادات سے تھے۔جوانی کی عمر تھی سادات کی طرح شانوں تک گیسو رکھے ہوئے تھے کہ اس طرح شرعاً جائز بلکہ سنت ہے۔ایک مرتبہ سرراہ بیٹھے تھے کہ حضرت سیدی نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سواری نکلی تو سیدی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر زانوئے مبارک پر بوسہ دیا۔حضرت سیدی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سید فروتر سید اور نیچے بوسہ دو۔حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤں مبارک پر بوسہ دیا۔پھر فرمایا سید فروتر سید۔اس پر حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا۔ایک گیسو رکاب مبارک میں الجھ گیا اور وہیں الجھا رہا اور رکاب سے سم تک بڑھ گیا۔حضرت خواجہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سید فروتر سید۔انہوں نے ہٹ کر زمین پر بوسہ دیا۔گیسو رکاب سے جدا کر کے حضرت خواجہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تو تشریف لے گئے۔لوگوں کو تعجب ہوا کہ ایسے جلیل القدر سید نے اتنے بڑے عالم کے زانو پر بوسہ دیا اور حضرت راضی نہ ہوئے نیچے بوسہ دینے کو کہا اور انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دینے کو کہا تو انہوں نے گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا تو نیچے حکم فرمایا یہاں تک کہ زمین پر بوسہ دیا۔یہ اعتراض حضرت گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے سنا تو فرمایا لوگ جانتے نہیں میرے شیخ نے ان چار بوسوں میں مجھے کیا عطا فرمایا ہے۔

۱۔ جب میں نے زانوئے مبارک پر بوسہ دیا تو عالم ناسوت منکشف ہو گیا۔

۲۔ جب پائے مبارک پر بوسہ دیا تو عالم ملکوت منکشف ہو گیا۔

Marfat.com

۳۔ جب گھوڑے کے سم پر بوسہ دیا تو عالم حیرت منکشف ہوگیا۔

۴۔ جب زمین پر بوسہ دیا تو عالم لاہوت کا انکشاف ہوگیا۔

تو سیدی گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے اس گیسو کو جو شیخ کو بوسہ دیتے وقت رکاب میں الجھ گیا اور اتنے انعامات ملے تو تعظیم و ادب کے پیش نظر حضور سیدی محمد گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ نے اس گیسو کو نہیں کٹوایا اور نہ ہی ترشوایا۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۷۶۵ مکتبہ نبویہ لاہور)

سواری مبارک کی تعظیم:

ایک مرتبہ حضرت سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ، نبی دوعالم ﷺ کا خچر ہانک رہے تھے تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا سوار کیوں نہیں ہو لیتے؟ لیکن انہوں نے اس کو بڑی بات سمجھا کہ رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہوں تاہم تعمیل حکم کے لئے تھوڑی دور تک سوار ہو لئے۔ (سنن نسائی کتاب الاستعاذہ)

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی سواری کی تعظیم پر مبنی روایت بخاری شریف میں بھی موجود ہے جو حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کو بھی واضح کر رہی ہے چنانچہ

عَنْ اَنَسٍ قَالَ قِيْلَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَوْ اَتَيْتَ عَبْدَ اللهِ بْنَ اُبَيٍّ فَانْطَلَقَ اِلَيْهِ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَكِبَ حِمَارًا فَانْطَلَقَ الْمُسْلِمُوْنَ يَمْشُوْنَ مَعَهٗ وَهِيَ اَرْضٌ سَبِخَةٌ فَلَمَّا اَتَاهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِلَيْكَ عَنِّيْ وَاللهِ لَقَدْ اٰذَانِيْ نَتْنُ حِمَارِكَ فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ مِنْهُمْ وَاللهِ لَحِمَارُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَطْيَبُ رِيْحًا مِّنْكَ فَغَضِبَ لِعَبْدِ اللهِ رَجُلٌ مِّنْ قَوْمِهٖ فَشَتَمَا فَغَضِبَ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا اَصْحَابُهٗ فَكَانَ بَيْنَهُمَا ضَرْبٌ بِالْجَرِيْدِ وَالْاَيْدِيْ وَالنِّعَالِ

"حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں عرض کی گئی یارسول اللہ ﷺ! اگر آپ ﷺ عبداللہ بن ابی ابن سلول منافق کے پاس تشریف لے چلیں تو شاید اس کے حق میں بہتر ہو۔ رسول اللہ ﷺ خچر پر سوار ہو کر چلے تو مسلمان پیدل ساتھ چل رہے تھے اور وہ شور زمین تھی۔ جب نبی اکرم ﷺ عبداللہ

Marfat.com

بن ابی منافق کے پاس پہنچے تو وہ آگے سے کہتا ہے مجھ سے دور ہو جاؤ اللہ کی قسم! تمہارے خچر کی بدبو نے مجھے تکلیف دی ہے۔ اس پر انصاری صحابی حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم! رسول اللہ ﷺ کا خچر تجھ سے زیادہ خوشبودار ہے۔ (تفسیر جلالین میں ہے) عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

وَاللّٰہِ لَبَوْلُ حِمَارِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَطْیَبُ رِیْحًا مِّنْکَ

یعنی اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ کے خچر مبارک کا پیشاب تجھ سے کئی گنا زیادہ خوشبودار ہے۔ اتنا کہنا تھا کہ عبداللہ بن ابی منافق کے ایک حمایتی کو غصہ آ گیا اس طرح دونوں گروہوں میں باہمی غصہ بڑھا اور لڑائی شروع ہو گئی۔ یہ لڑائی ڈنڈوں سے، مکوں سے اور جوتوں کے ذریعے ہوئی۔"

(صحیح بخاری جلد ا صفحہ ۳۷۰ قدیمی کتب خانہ کراچی، تفسیر ابن کثیر سورۃ الحجرات تحت آیت ۹)

میرے بھائیو! غور فرمائیں کہ ایک منافق نے رسول اللہ ﷺ کی سواری مبارک کی بے ادبی کی اور اس کو بدبو والا کہا تو عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے اس کی بھی تعظیم نبوی ﷺ کے عقیدے سے انحراف سمجھ کر لڑنا شروع کر دیا، علاقہ بھی منافقوں کا ہے، حمایتی آنے کا انتظار بھی نہیں کیا۔ رسول اللہ ﷺ تشریف فرما ہیں، لڑنے کی بھی اجازت نہیں مانگی، مار بھی رہے ہیں، مار کھا بھی رہے ہیں، لڑائی بھی شدت سے ہوئی، ڈنڈے بھی استعمال ہوئے، ایک دوسرے کو مکے بھی مارے، جوتوں سے بھی لڑائی ہوئی۔ یہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ہو رہا ہے اور اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو لڑتے دیکھ رہے ہیں منع نہیں فرمایا بلکہ مہر تصدیق ثبت فرمائی اس بات پر کہ میرے غلام عقیدۂ تعظیم کے سچے محافظ ہیں جو آج میری سواری کی توہین اور بے ادبی برداشت نہیں کر رہے اور وہ کبھی میرے گستاخوں کو بھی معاف نہیں کریں گے۔

لہٰذا معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر نسبت پر پہرہ دینا اور محافظ بن کے رہنا ایمان کا تقاضا ہے چاہے اس پر جان کا نذرانہ ہی کیوں نہ پیش کرنا پڑے۔

شرابِ عشقِ احمد میں کچھ ایسی کیف و مستی ہے
جان دے کر اِک دو بوند مل جائے تو بھی سستی ہے

Marfat.com

سلف صالحین اور تقبیل

میرے بھائیو! پچھلے صفحات میں تو آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے جسم نبوی ﷺ کے بوسہ کے حوالے سے کچھ پڑھا اب میں اسی مناسبت سے اکابرین اہل سنت کے چند واقعات ذکر کرتا ہوں جن کو اکابرین کے عقیدۂ تعظیم کے عنوان میں ہونا چاہئے مگر چونکہ اسی سلسلہ تقبیل کی کڑی سے ہیں تو ان کو یہاں ہی ذکر کرنا مناسب سمجھتا ہوں ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ حضرت ایاس بن دغفل فرماتے ہیں۔

رَءَيْتُ أَبَا نَضْرَةَ قَبَّلَ خَدَّ الْحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ رضی اللہ عنہما

میں نے حضرت ابونضرہ رضی اللہ عنہ کو حضرت سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما کے رخسار مبارک کا بوسہ لیتے دیکھا۔ (سنن ابی داؤد رقم الحدیث ۵۲۲۱)

۲۔ حضرت عبد الرحمن بن زید عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہم زبدہ کے مقام سے گزرے تو ہمیں بتایا گیا کہ یہاں رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ مقیم ہیں۔ ہم ان کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا تو

فَأَخْرَجَ يَدَيْهِ فَقَالَ بَايَعْتُ بِهَاتَيْنِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقُمْنَا إِلَيْهَا فَقَبَّلْنَاهَا

حضرت سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ مبارک باہر نکالتے ہوئے ارشاد فرمایا میں نے ان ہاتھوں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے۔ ہم نے آگے بڑھ کر ان کے ہاتھوں کو چوم لیا۔

(طبقات ابن سعد جلد ۴ صفحہ ۳۰۶)

Marfat.com

۳۔ اسی طرح حضرت سیدنا ابو مالک اشجعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے صحابی حضرت سیدنا ابن ابی اوفی رضی اللہ عنہ سے عرض کیا۔

يَاوِلْنِي يَدَكَ الَّتِي بَايَعْتَ بِهَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ فَنَاوَلَنِيهَا فَقَبَّلْتُهَا

"مجھے اپنا وہ ہاتھ دیجیے جس سے آپ نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت کی ہے انہوں نے وہ ہاتھ آگے کیا تو میں نے اس ہاتھ مبارک کو چوم لیا۔"

۴۔ حضرت ثابت البانی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے حضرت امام ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ کو ایک سیب عطا فرمایا تو امام ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ نے وہ سیب پکڑا اور

وَجَعَلَ يَمَسُّهَا وَيُقَبِّلُهَا وَيَمَسُّهَا بِوَجْهِهٖ

"اسے چومنا شروع کر دیا اور اپنے چہرے پر مل رہے ہیں۔"

اور یہ کہہ رہے ہیں:

تُفَّاحَةٌ مَسَّتْ كَفًّا مَسَّتْ كَفَّ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

"یہ وہ سیب ہے جو اس ہاتھ کو لگا ہے جو ہاتھ (ہتھیلی) رسول اللہ ﷺ کے مبارک ہاتھوں سے مس ہوا ہے۔"

۵۔ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی لونڈی جمیلہ بیان فرماتی ہیں کہ:

كَانَ ثَابِتٌ إِذَا جَاءَ قَالَ أَنَسٌ يَاجَمِيْلَةُ نَاوِلِيْنِي طِيْبًا أَمَسُّ بِهٖ يَدَيَّ فَإِنَّ ابْنَ أُمِّ ثَابِتٍ لَايَرْضٰى حَتّٰى يُقَبِّلَ يَدَيَّ وَيَقُوْلُ قَدْ مَسَّتْ يَدَ الرَّسُوْلِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمْ

"جب حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ عنہ حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ اپنی لونڈی جمیلہ سے فرماتے، اے جمیلہ! مجھے خوشبو دو تاکہ میں اپنے ہاتھوں کو لگالوں اس لئے کہ ثابت بنانی اس وقت تک راضی نہیں ہوگا جب تک میرے ہاتھوں کو نہ چوم لے یہ کہتے ہوئے کہ یہ ہاتھ رسول اللہ ﷺ کے دست کرم سے مس ہوئے ہیں۔"

(حلیۃ الاولیاء جلد ۲ صفحہ ۳۷۱ دارالکتب العلمیہ بیروت، عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۲۴۹، شعب الایمان جلد ۲)

Marfat.com

۵۔ مسند ابی یعلی میں ہے حضرت ثابت بنانی رضی اللہ عنہ خود بیان فرماتے ہیں کہ میں اپنے شیخ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوتا تو

فَاٰخِذُ بِيَدِيْهِ فَاُقَبِّلُهَا فَاَقُوْلُ هَاتَيْنِ الْيَدَيْنِ اللَّتَيْنِ مَسَّتَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں کو پکڑ کر بوسہ لیتا اور یہ کہتا یہ وہ ہاتھ ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کو چھوا ہے۔

مزید حضرت ثابت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

بِاَبِيْ هَاتَيْنِ الْعَيْنَيْنِ اللَّتَيْنِ رَاَتَا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میرا باپ فدا ہو یہ وہ مبارک آنکھیں ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کا شرف حاصل کیا ہے۔

۶۔ حضرت سہل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے اور فرماتے۔

اَخْرِجْ لِيْ لِسَانَكَ الَّذِيْ تُحَدِّثُ بِهٖ حَدِيْثَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاُقَبِّلَهٗ فَيُقَبِّلُهٗ

میرے سامنے اپنی وہ زبان نکالو جس سے تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان فرماتے ہو تاکہ میں اس کو بوسہ دوں۔ (امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہ اپنی زبان مبارک باہر نکالتے) تو حضرت سہل رضی اللہ عنہ ان کی زبان کا بوسہ لیتے۔

(تاریخ للذہبی جلد ۲۱ صفحہ ۱۸۷ دار الکتب العربی بیروت. وفیات الاعیان جلد ۲ صفحہ ۴۰۴)

یہاں تک تو آپ نے پڑھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بوسے لئے اور اکابرین اہل سنت نے تقبیل سے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی۔ اب چند وہ احادیث ملاحظہ فرمائیں کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے غلاموں کا بوسہ لیا چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ

قَبَّلَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عُثْمَانَ بْنَ مَظْعُوْنٍ وَهُوَ مَيِّتٌ

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا بوسہ لیا حالانکہ ان کا انتقال ہو چکا

Marfat.com

تھا۔(سنن ابی داؤد باب فی تقبیل المیت رقم الحدیث ۳۱۶۳،سنن ابن ماجہ باب ماجاء فی تقبیل المیت رقم الحدیث ۱۴۵۶،مسند امام احمد جلد ۶ صفحہ ۴۳،المستدرک للحاکم جلد ۳ صفحہ ۲۰۹ رقم الحدیث ۴۸۴۸،مشکوۃ المصابیح باب ما یقال عند من حضر الموت)

اس روایت سے جہاں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کا شرف ظاہر ہوا ساتھ ہی میت کا بوسہ لینے کا بھی جواز ثابت ہوا۔

یا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھا ہے رتبہ آپ کی نعلین کا:

۱۔ حضرت سیدنا ثابت بنانی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ

كَانَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا جَلَسَ تَحَدَّثُ فَخَلَعَ نَعْلَيْهِ فَخَلَعَهَا يَوْمًا وَجَلَسَ يَتَحَدَّثُ فَلَمَّا قَطٰى حَدِيْثَهُ قَالَ لِغُلَامٍ مِّنَ الْاَنْصَارِ يَا بُنَيَّ نَاوِلْنِيْ نَعْلِيْ فَقَالَ غُلَامٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ دَعْنِيْ فَلِاُنَعِّلَكَ قَالَ شَانُكَ فَافْعَلْ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اِنَّ عَبْدَكَ يَتَحَبَّبُ اِلَيْكَ فَاَحِبَّهُ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب گفتگو فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوتے تو نعلین مقدس اتار دیتے۔اسی طرح ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعلین شریف اتارے اور گفتگو فرمانے لگے۔جب گفتگو مکمل فرمائی تو ایک انصاری لڑکے سے فرمایا اے میرے بیٹے! میرا جوتا تو مجھے دو۔اس انصاری لڑکے نے عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھے اجازت دیجئے تاکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود جوتا مبارک پہناؤں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت عطا فرمائی تو اس غلام نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نعلین شریف پہنائے۔اس عمل پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خوش ہو کر دعا کی اے اللہ! تیرا بندہ تیری محبت چاہتا ہے تو اس سے محبت فرما۔" (شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۳۷)

۲۔ اسی طرح حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ غُلَامٌ لَا يُؤْبَهُ لَهُ فِيْ حَلْقَةِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاَرَادَ

Marfat.com

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْقِيَامَ فَقَامَ فَنَاوَلَ النَّعْلَ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَرَادْتَّ رِضَى اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْكَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں ایک عام سالڑ کا بیٹھا تھا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہونے کا ارادہ فرمایا تو اس لڑکے نے کھڑے ہو کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین شریف پکڑائے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دیتے ہوئے فرمایا تو نے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا ہے اللہ تجھ سے راضی ہو۔" (شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر رقم الحدیث ۱۱۰۰۳)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ مدینہ طیبہ کے نوجوان صحابہ رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین اٹھانے میں فخر محسوس کرتے تھے وران کی تعظیم بجالاتے تھے اوران کے اس مبارک عمل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض نہیں ہوئے بلکہ خوش ہو کر اپنے غلاموں کے لئے اللہ تعالیٰ کی محبت اور خوشنودی کی دعا فرمائی ہے۔

اس کے علاوہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ ان کا لقب ہی صاحب نعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھا یعنی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مبارک اٹھاتے تھے اس سلسلے میں آپ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم پر مبنی روایت بھی پڑھ چکے ہیں۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مقدس کی عظمت کو سمجھتے ہوئے ان کی تعظیم کو ہی اپنی آن سمجھتے تھے اس لئے کہ یہی نعلین مقدس ہیں کہ جو عرش پر بھی تشریف لے گئے اور عرش نے بھی محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مقدس کا بوسہ لینے کا شرف حاصل ہے۔

یا نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیکھا ہے رتبہ آپ کا نعلین کا
عرش نے چوما ہے تلوا آپ کے نعلین کا

آج بھی پوری امت مسلمہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین مقدس کی تعظیم کرنے کو ہی ایمان کی معراج سمجھتے ہیں۔

حضرت امام حسن رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ۔

Marfat.com

جو سر پر رکھنے کو مل جائے نعل پاک حضور
تو پھر کہیں گے کہ ہاں! تاجدار ہم بھی ہیں

حضور سیدی مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

عجب نہیں کہ لکھا لوح کا نظر آئے
جو نقش پا کا لگاؤں غبار آنکھوں میں

حافظ زین الدین عراقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَنَعْلُهُ الْكَرِيْمَةُ الْمَصُوْنَةُ
طُوْبٰى لِمَنْ مَسَّ بِهَا جَبِيْنَهُ

اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نعلین شریف نفیس وعزیز ومحفوظ ہیں۔خوشخبری ہے اس کے لئے جوان نعلین مقدس سے اپنی پیشانی مس کر لیتا ہے۔

یہ تو اہل ایمان کا جذبہ محبت ہے اس کے علاوہ کچھ غیر مسلم شعراء نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت بیان کی وہاں نعلین مقدس سے بھی محبت کا اظہار کیا ہے جس طرح ایک ہندو شاعر کالکا پرشاد کہتا ہے۔

گر شمس و قمر کوئی میرے ہاتھوں میں لا دے
کونین کی دولت میرے دامن میں سما دے
پھر کالکا پرشاد سے پوچھے کہ تو کیا لے
نعلین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ آنکھوں سے لگا لے

خون مبارک کا احترام:

امام نورالدین ہیثمی رحمۃ اللہ علیہ مجمع الزوائد میں لکھتے ہیں کہ

حضرت سیدنا عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اس وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فصد لگوا رہے تھے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے فرمایا۔

اِذْهَبْ بِهٰذَا الدَّمِ فَاَهْرِقْهُ حَيْثُ لَا يَرَاهُ اَحَدٌ فَلَمَّا بَرَزْتُ عَنْ رَسُوْلِ

Marfat.com

اللہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَدْتُّ اِلَی الدَّمِ فَحَسَوْتُہٗ فَلَمَّا رَجَعْتُ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ مَا صَنَعْتَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ قَالَ جَعَلْتُہٗ فِیْ مَکَانٍ ظَنَنْتُ اَنَّہٗ خَافٍ عَنِ النَّاسِ قَالَ لَعَلَّکَ شَرِبْتَہٗ قَالَ نَعَمْ قَالَ وَمَنْ اَمَرَکَ اَنْ تَشْرَبَ الدَّمَ وَیْلٌ لَّکَ مِنَ النَّاسِ وَوَیْلٌ لِلنَّاسِ مَعَکَ رَوَاہُ الطَّبَرَانِیُّ وَالْبَزَّارُ بِاخْتِصَارٍ وَرِجَالُ الْبَزَّارِ رِجَالٌ صَحِیْحٌ غَیْرَ ھِنْدَ بْنِ الْقَاسِمِ وَھُوَ ثِقَۃٌ

"اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! یہ میرا خون لے جاؤ اور اس کو ایسی جگہ ڈال دو جہاں اس کو کوئی نہ دیکھے۔ حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں آپ ﷺ سے اوجھل ہوا تو میں نے خون مبارک پی لیا۔ جب میں واپس آیا تو آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ (رضی اللہ عنہ)! تم نے کیا کیا؟ عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما عرض کرتے ہیں میں نے اس خون کو ایسی جگہ رکھ دیا ہے کہ میرا گمان ہے کہ اس کو کوئی نہیں دیکھے گا۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا یقیناً تو نے پی لیا ہے۔ عرض کی جی ہاں! تو آپ ﷺ نے فرمایا تم کو خون پینے کا کس نے کہا تھا تم پر افسوس لوگوں کی طرف سے اور لوگوں کو افسوس ہو تمہاری طرف سے۔ اس حدیث کو امام طبرانی اور امام بزار نے اختصار سے روایت کیا ہے۔ ہند بن قاسم کے سوا بزار کے تمام راوی صحیح کے راوی ہیں اور وہ بھی ثقہ ہیں۔"

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۰ دار الکتاب العربی بیروت، سنن الکبریٰ للبیہقی باب ترک الانکار علی من شرب بولہ ودمہ رقم الحدیث ۱۳۱۸۵، تاریخ دمشق الکبیر جلد ۳۰ صفحہ ۱۲۵ رقم الحدیث ۶۲۲۲)

۲۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک پینے کے بارے میں ایک اور بھی روایت ہے چنانچہ حضرت بریۃ بن عمر بن سفینہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے اور وہ اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو پچھنے لگائے تو جو خون نکلا وہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے دیا اور فرمایا۔

خُذْ ھٰذَا الدَّمَ فَادْفِنْہُ مِنَ الدَّوَابِّ وَالطَّیْرِ وَالنَّاسِ فَتَغَیَّبْتُ

Marfat.com

فَشَرِبْتُهٗ ثُمَّ ذَكَرْتُ ذٰلِكَ لَهٗ فَضَحِكَ

یہ خون لے جاؤ اور اس کو چوپایوں اور پرندوں اور لوگوں سے چھپا کر دفن کر دو۔ میں نے اس کو چھپ کر پی لیا پھر آ کر میں نے نبی کریم ﷺ کو بتا دیا تو آپ ﷺ مسکرائے۔

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۰ دار الکتاب العربی بیروت، سنن الکبریٰ للبیہقی باب ترک الانکار علی من شرب بولہ و دمہ رقم الحدیث ۱۳۱۸۶، طبرانی کبیر جلد ۷ صفحہ ۸۱ رقم الحدیث ۶۴۳۴)

۳۔ اسی طرح حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کا مشہور واقعہ ہے چنانچہ

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ نِ الْخُدْرِیِّ اَنَّ اَبَاهُ مَالِكَ بْنَ سِنَانٍ لَمَّا اُصِیْبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِیْ وَجْهِهٖ یَوْمَ اُحُدٍ مَصَّ دَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَازْدَرَدَهٗ فَقِیْلَ لَهٗ اَتَشْرَبُ الدَّمَ فَقَالَ نَعَمْ اَشْرَبُ دَمَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ خَالَطَ دَمِیْ دَمَهٗ لَا تَمَسُّهُ النَّارُ رَوَاهُ الطَّبَرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَلَمْ اَرَ فِیْ اِسْنَادِهٖ مَنْ اُجْمِعَ عَلٰی ضُعْفِهٖ

"حضرت سیدنا ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب جنگ احد میں رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور زخمی ہو گیا تو میرے والد مالک بن سنان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک چوس کر نگل لیا۔ حضرت مالک بن سنان رضی اللہ عنہ سے کہا گیا کہ تم خون پی رہے ہو؟ تو آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں! میں رسول اللہ ﷺ کا خون مبارک پی رہا ہوں۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا مالک بن سنان رضی اللہ عنہ کے خون کے ساتھ میرا خون مل گیا ہے اب اس کو آگ نہیں چھوئے گی۔

اس حدیث کو امام طبرانی نے معجم الاوسط میں روایت کیا ہے اور اس روایت کی سند میں کوئی بھی راوی ایسا نہیں ہے جس کے ضعف پر اتفاق ہو۔"

(مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۰ دار الکتاب العربی بیروت)

Marfat.com

صحابیہ رضی اللہ عنہا نے بول مبارک پیا:

امام محمد بن عبد اللہ حاکم نیشا پوری متوفی ۴۰۵ھ حدیث نقل فرماتے ہیں۔

عَنْ اُمِّ اَيْمَنَ رضی اللہ عنہا قَالَتْ قَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنَ اللَّيْلِ اِلٰى فَخَّارَةٍ مِنْ جَانِبِ الْبَيْتِ فَبَالَ فِيْهَا فَقُمْتُ مِنَ اللَّيْلِ وَاَنَا عَطْشٰى فَشَرِبْتُ مِنْ فِي الْفَخَّارَةِ وَاَنَا لَا اَشْعُرُ فَلَمَّا اَصْبَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ يَا اُمَّ اَيْمَنَ قُوْمِيْ اِلٰى تِلْكَ الْفَخَّارَةِ فَاَهْرِيْقِيْ مَا فِيْهَا قُلْتُ قَدْ وَاللّٰهِ شَرِبْتُ مَا فِيْهَا قَالَ فَضَحِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى بَدَتْ نَوَاجِذُهٗ ثُمَّ قَالَ اَمَا اِنَّكِ لَا يَفْجَعُ بَطْنُكِ بَعْدَهٗ اَبَدًا

"حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھر کی ایک جانب میں مٹی کا ایک برتن رکھا ہوا تھا آپ ﷺ رات کو اٹھ کر اس میں پیشاب کرتے تھے۔ ایک رات میں اٹھی مجھے پیاس لگی ہوئی تھی میں نے اس برتن سے پی لیا اور مجھے پتا نہیں چلا (کہ یہ پیشاب مبارک ہے) جب صبح ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے ام ایمن (رضی اللہ عنہا)! اس مٹی کے برتن کو اٹھاؤ اور اس میں جو کچھ ہے اس کو پھینک دو۔ میں نے عرض کی اللہ کی قسم! اس میں جو کچھ تھا میں نے پی لیا۔ نبی کریم ﷺ اتنا مسکرائے کہ داڑھیں مبارک ظاہر ہوگئیں۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا سنو! اس کے بعد کبھی تمہارے پیٹ میں درد نہیں ہوگا۔"

(مستدرک الحاکم جلد ۴ صفحہ ۷۰ رقم الحدیث ۶۹۱۲، تاریخ دمشق الکبیر جلد ۴ صفحہ ۳۰۷ رقم الحدیث ۱۰۸۹، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۱ دار الکتاب العربی، طبرانی کبیر جلد ۲۵ صفحہ ۸۹ رقم الحدیث ۲۳۰، جمع الجوامع رقم الحدیث ۲۷۵۴۹، کنز العمال جلد ۱۱ صفحہ ۴۷۸ رقم الحدیث ۳۲۲۵۶، دلائل النبوۃ لابی نعیم جلد ۲ صفحہ ۴۴۴)

اسی موضوع کی دوسری حدیث یوں ہے کہ

عَنْ حَكِيْمَةَ بِنْتِ اُمَيْمَةَ عَنْ اُمِّهَا قَالَتْ كَانَ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ

Marfat.com

وَسَلَّمَ قَدَحٌ مِّنْ عَبَاءٍ أَنْ يَّبُوْلَ فِيْهِ يَضَعُهُ تَحْتَ سَرِيْرِهِ فَقَامَ فَطَلَبَ فَلَمْ يَجِدْهُ فَسَأَلَ فَقَالَ أَيْنَ الْقَدَحُ قَالُوْا شَرِبَتْهُ بَرَكَةُ خَادِمَةُ أُمِّ حَبِيْبَةَ الَّتِيْ قَدِمَتْ مَعَهَا مِنْ أَرْضِ الْحَبْشَةِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَقَدِ احْتَظَرَتْ مِنَ النَّارِ بِحِظَارٍ بِهٰذِهِ

"حکیمہ بنت امیمۃ رضی اللہ عنہا اپنی امی جان سے روایت کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس لکڑی کا پیالہ تھا جس میں آپ ﷺ پیشاب فرمایا کرتے تھے اور اس کو اپنی چارپائی کے نیچے رکھتے تھے۔ آپ ﷺ نے اس میں پیشاب فرمایا پھر بعد میں پیالے کے بارے میں پوچھا کہ پیالے میں جو تھا وہ کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اس کو تو برکت (بی بی) نے پی لیا ہے۔ برکت نامی خاتون، ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کی خدمت کرتی تھی اور انہی کے ساتھ حبشہ سے آئی تھی۔ جب پتہ چلا کہ برکت نے پیشاب مبارک پی لیا ہے تو نبی کریم ﷺ نے اس سے فرمایا تجھ پر دوزخ کی آگ منع کر دی گئی ہے۔"

(تاریخ دمشق الکبیر جلد ۷۳ صفحہ ۳۸ رقم الحدیث ۵۲۰۰، سنن الکبریٰ للبیہقی باب تذکرہ الانکار علی من شرب بولہ ودمہ رقم الحدیث ۱۳۱۸۴، مجمع الزوائد جلد ۸ صفحہ ۲۷۱ دارالکتاب العربی بیروت، الاستعیاب جلد ۴ صفحہ ۲۵۱ دارالفکر بیروت، طبرانی کبیر جلد ۲۴ صفحہ ۲۰۵ رقم الحدیث ۵۲۷)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ یہ دو مختلف روایتیں ہیں اور دو مختلف نام کی عورتوں کا واقعہ ہے۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے الشفاء جلد ۱ صفحہ ۴۸ پر بھی یہ روایت نقل کی ہے مگر قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

حَدِيْثُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ الَّتِيْ شَرِبَتْ بَوْلَهُ صَحِيْحٌ

اس عورت کی حدیث جس نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب مبارک پیا تھا یہ حدیث صحیح ہے۔

وَاسْمُ هٰذِهِ الْمَرْأَةِ بَرَكَةُ وَاخْتُلِفَ فِيْ نَسَبِهَا وَقِيْلَ هِيَ أُمُّ أَيْمَنَ

اس عورت کا نام برکت ہے اور اس کے نسب میں اختلاف کیا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ یہ عورت

Marfat.com

ام ایمن ہیں۔ (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۴۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے مطابق تو ایک ہی عورت کا واقعہ ہے مگر **قِیْلَ** سے اشارہ ضعیف قول کی طرف ہوتا ہے۔

بول مبارک پینے کا واقعہ دو الگ عورتوں کا ہونا اس پر امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کا قول بھی بطورِ دلیل ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ دو عورتوں نے لکڑی کے پیالہ سے نبی کریم ﷺ کا بول مبارک پیا ہے۔ ایک کی کنیت ام ایمن تھی اور دوسری کی کنیت ام یوسف تھی۔ جب ام یوسف نے آپ ﷺ کا پیشاب مبارک پی لیا تو نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

صِحَّۃَ اُمِّ یُوْسُفَ وَکَانَتْ تُکْنٰی اُمُّ یُوْسُفَ فَمَا مَرِضَتْ قَطُّ حَتّٰی کَانَ مَرْضُھَا الَّذِیْ مَاتَتْ فِیْہِ

اے ام یوسف رضی اللہ عنہا! تم صحت مند رہو گی۔ ام یوسف رضی اللہ عنہا ان کی کنیت تھی پس ام یوسف رضی اللہ عنہا اس کے بعد کبھی بیمار نہیں ہوئیں یہاں تک کہ مرضِ وفات آگیا۔ (تلخیص الحبیر جلد ۱ صفحہ ۳۲ رقم الحدیث ۱۹)

بہرحال میرے بھائیو! اگر دو واقعات ثابت ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ ام ایمن رضی اللہ عنہا کا واقعہ ہی کافی ہے۔ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا یہ وہ صحابیہ ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے بچپن میں خدمت کرنے کا شرف حاصل کیا ہے۔ پھر آپ ﷺ نے اس صحابیہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ سے کر دیا جن سے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما پیدا ہوئے تھے اور رسول اللہ ﷺ حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کو ماں کہہ کر یاد فرماتے تھے۔

فضلاتِ مبارکہ پاک ہیں:

حضرت ام ایمن رضی اللہ عنہا کے واقعہ سے مقصود یہ ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کا پیشاب مبارک پیا ہے اور نبی کریم ﷺ نے منع نہیں فرمایا بلکہ مسکرائے ہیں جس سے ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کا پیشاب مبارک اور جملہ فضلاتِ طیبہ پاک ہیں۔ نبی کریم ﷺ کا خون مبارک پینے اور پیشاب مبارک والی روایت کے تحت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے۔

Marfat.com

لَمْ يَأْمُرْ وَاحِدًا مِّنْهُمْ بِغَسْلِ فَمٍ وَلَا نَهَاهُ عَنْ عَوْدَةٍ

ان سارے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کسی کو بھی نبی کریم ﷺ نے منہ دھونے کا حکم نہیں دیا اور دوبارہ ایسا کرنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ (الشفاء جلد ا صفحہ ۴۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اسی طرح امام بدر الدین عینی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَهُوَ يَقُوْلُ بِطَهَارَةِ بَوْلِهٖ وَسَائِرِ فُضَلَاتِهٖ

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کا پیشاب مبارک اور تمام فضلات پاک ہیں۔ (عمدۃ القاری جلد ۳ صفحہ ۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَتْ تَفْرُكُهٗ مِنْ ثَوْبِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاِمْكَانِ اَنْ يُّقَالَ لَهٗ مَنِيُّهٗ طَاهِرٌ فَلَا يُقَاسُ عَلٰى غَيْرِهٖ وَالْحَقُّ اَنَّ حِكْمَةَ حُكْمِ جَمِيْعِ الْمُكَلَّفِيْنَ فِي الْاَحْكَامِ التَّكْلِيْفِيَّةِ اِلَّا فِيْمَا خُصَّ بِدَلِيْلٍ قَدْ تَكَاثَرَتِ الْاَدِلَّةُ عَلٰى طَهَارَةِ فُضَلَاتِهٖ وَعَدَّ الْاَئِمَّةُ ذٰلِكَ فِيْ خَصَائِصِهٖ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، نبی کریم ﷺ کے کپڑوں سے منی کھرچ دیتی تھیں اس کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ آپ ﷺ کی منی پاک تھی اور اس پر دوسروں کی منی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا اور حق یہ ہے کہ احکامِ تکلیفیہ میں آپ ﷺ کا حکم باقی مکلفین کی طرح ہے ماسوائے ان امور کے جن کی خصوصیت کسی دلیل سے ثابت ہے اور آپ ﷺ کے فضلات مبارکہ کی طہارت پر کثیر دلائل قائم ہیں اور ائمہ نے اس چیز کو آپ ﷺ کے خصائص میں شمار کیا ہے۔ (فتح الباری کتاب الوضوء باب الماء الذی یغسل بہ شعر الانسان)

مہمانِ رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ایک بھوکا شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کو پیغام بھیجا کہ کسی کے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ معلوم ہوا کہ کسی بی بی صاحبہ کے پاس کچھ نہیں صرف پانی موجود ہے تو اس پر رسول اللہ ﷺ

Marfat.com

نے ارشاد فرمایا۔

مَنْ يُّضِيْفُ هٰذَا

"اس کو کون مہمان بنائے گا؟"

فَقَالَ رَجُلٌ مِّنَ الْاَنْصَارِ اَنَا فَانْطَلَقَ بِهٖ اِلٰى اِمْرَأَتِهٖ فَقَالَ اَكْرِمِىْ ضَيْفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایک انصاری صحابی (حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ) نے عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اس کو مہمان بناتا ہوں پس حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ اس مہمان کو گھر لے آئے اور اپنی زوجہ محترمہ سے فرمانے لگے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مہمان کا اکرام کرو۔

عرض کرتی ہیں ہمارے پاس تو صرف بچوں کا کھانا پڑا ہے۔ فرمایا کھانا لے آؤ اور چراغ کو درست کرو اور بچوں کو سلا دو۔ جب رات کا کھانا کھانے بیٹھے تو اس صحابیہ رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی ہدایت کے مطابق کھانا حاضر کر دیا۔ بچوں کو سلا دیا اور چراغ درست کرنے کے بہانے کھڑی ہو کر چراغ کو بجھا دیا۔ اب اکٹھے مہمان کے ساتھ بیٹھے اور اس کو احساس دلا رہے تھے گویا کہ میاں بیوی بھی کھا رہے ہیں۔ رات بھوک کی حالت میں گزاری اور مہمان نے پیٹ بھر کر کھانا کھالیا۔ صبح ہوئی تو حضرت ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

لَقَدْ ضَحِكَ اللّٰهُ مِنْ فِعَالِكُمَا

اللہ تعالیٰ تم میاں بیوی کے رات کے طریقہ میزبانی سے مسکرایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

وَيُؤْثِرُوْنَ عَلٰى اَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ

"اور اپنی جانوں پر ان کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ انہیں مزید محتاجی ہو" (سورۃ الحشر آیت ۹)

(الادب المفرد رقم الحدیث ۷۴۰، الصحیح البخاری جلد ۱ صفحہ ۵۳۶ رقم الحدیث ۳۵۸۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

باب خامس

آئمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم

کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

Marfat.com

امامِ اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی "نعمان" والد گرامی کا نام "ثابت"، کنیت ابوحنیفہ اور لقب امام اعظم ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ عنہ۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۸۰ ہجری میں ہوئی جبکہ وصال شریف ۱۵۰ھ میں ہوا۔

بشارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مصداق:

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک بشارت ملتی ہے چنانچہ حضرت سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں حاضر تھے اسی مجلس میں سورۂ جمعہ نازل ہوئی تو جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازِ جمعہ کی آیت

وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ

(پ ۲۸ سورۃ الجمعہ آیت ۳)

"اور ان میں سے اوروں کو پاک کرتے اور علم عطا فرماتے جو ان اگلوں سے نہ ملے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔"

کی تلاوت فرمائی تو حاضرین میں سے کسی نے پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! یہ آخرین یعنی دوسرے کون ہیں جو ابھی تک ہم سے نہیں ملے؟ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سکوت فرمایا۔ جب بار بار سوال کیا گیا تو مجلس میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے۔

وَضَعَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَدَهٗ عَلٰی سَلْمَانَ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا دست اقدس سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کندھے پر رکھا اور ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

لَوْ کَانَ الْاِیْمَانُ عِنْدَ الثُّرَیَّا لَنَالَهٗ رِجَالٌ اَوْ رَجُلٌ مِنْ هٰؤُلَاءِ

اگر ایمان ثریا کے پاس بھی ہوگا تو اس (سلمان فارسی رضی اللہ عنہ) کی قوم کے لوگ اس کو ضرور تلاش کر لیں گے۔ (صحیح بخاری جلد ۲ صفحہ ۷۲۷ قدیمی کتب خانہ کراچی)

علامہ ابن حجر ہیثمی مکی رحمۃ اللہ علیہ نے حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے بعض شاگردوں کے حوالے سے لکھا ہے کہ ہمارے استاد (امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ) یقین کے ساتھ کہتے تھے کہ جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی قوم کے لوگ ایمان تلاش کر لیں گے اس سے مراد صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔ اس لئے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زمانہ میں اہل فارس میں سے کوئی بھی شخص آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی مقام کو نہ پاسکا بلکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مقام تو الگ رہا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے معاصرین آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تلامذہ کے مقام کو بھی حاصل نہ کر سکے۔ (الخیرات الحسان)

اس کے علاوہ امام موفق احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۵۶۸ھ نے بھی مناقب امام اعظم جلد ا صفحہ ۵۹۰ پر یہی قول فرمایا ہے۔

غیر مقلدین کے پیشوا نواب صدیق حسن بھوپالی نے بھی "اتحاف النبلاء" صفحہ ۲۲۴ پر لکھا ہے کہ "ہم امام دراں داخل است۔"

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کی بشارت کے مصداق ہیں۔"

اس پر مزید دلیل سید ہجویر مخدوم امم علی بن عثمان ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ حکایت بھی ہے کہ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! میں آپ ﷺ کو کہاں تلاش کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔

عِنْدَ عِلْمِ اَبِیْ حَنِیْفَةَ

"ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے علم کے پاس۔" (کشف المحجوب صفحہ ۲۱۶)

اساتذہ و تلامذہ:

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تابعی ہیں۔ بصرہ میں خادم رسول ﷺ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے

Marfat.com

ملاقات کر کے حدیث کا سماع کیا۔ کوفہ میں صحابی رسول ﷺ حضرت عبداللہ بن اوفیٰ سے حدیث میں اکتسابِ فیض کیا۔ اس کے علاوہ حدیث شریف میں حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ اور مکہ مکرمہ میں حضرت ابوالطفیل رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے علاوہ حضرت علقمہ، حضرت حماد، حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہم آپ کے اساتذہ ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے کل اساتذہ کی تعداد چار ہزار ہے۔

جس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ کی تعداد کافی ہے اس طرح تلامذہ بھی اعداد وشمار سے باہر ہیں لیکن ان میں مشہور امام ابویوسف، امام محمد بن حسن شیبانی، امام زفر، امام وکیع اور امام حسن بن زیاد رحمۃ اللہ علیہم ہیں۔

عبادت وریاضت:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زہد وتقویٰ کے حوالے سے نقل کیا گیا ہے کہ الخیرات الحسان میں ہے۔

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز ادا فرماتے رہے۔ مسلسل تیس سال تک روزے رکھتے رہے۔ تیس سال تک ایک رکعت میں پورا قرآن ختم فرماتے رہے۔ جس جگہ وفات پائی اس جگہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات ہزار مرتبہ قرآنِ پاک ختم فرمایا تھا۔ رمضان شریف میں باسٹھ (۶۲) قرآن پاک ختم فرماتے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی میں پچپن (۵۵) حج کیے۔ جب آخری مرتبہ حج پر گئے تو خدام کعبہ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خواہش پر کعبہ شریف کا دروازہ کھول دیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ اندر تشریف لے گئے اور بیت اللہ شریف کے دونوں ستونوں کے درمیان کھڑا ہو کر دو رکعت میں پورا قرآن ختم فرمایا۔ پھر دعا میں مشغول ہوئے کہ بیت اللہ کے ایک کونے سے آواز آئی تم نے اچھی طرح ہماری معرفت حاصل کی اور خلوص کے ساتھ خدمت کی ہم نے تم کو بھی بخشا اور قیامت تک جو تیرے مذہب پر ہو گا اس کو بھی بخشا۔ (درمختار جلد ا صفحہ ۱۲۶)

علمی شان وشوکت:

امامِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو کافی تعداد میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث یاد تھیں۔ جن لوگوں نے صرف

Marfat.com

سترہ حدیثوں کا ذکر کیا ہے وہ صرف تعصب کی بناء پر ہے اس لئے کہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے امام محمد بن سماعہ رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے لکھا ہے کہ

اِنَّ الْاِمَامَ ذَکَرَ فِیْ تَصَانِیْفِہٖ بِضْعٌ وَّسَبْعِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ وَانْتَخَبَ الْاٰثَارَ مِنْ اَرْبَعِیْنَ اَلْفَ حَدِیْثٍ

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار سے زائد احادیث بیان کی ہیں اور اپنی کتاب "کتاب الآثار" کا انتخاب چالیس ہزار احادیث سے کیا ہے۔ (بذیل الجواہر جلد ۲ صفحہ ۴۷۴)

ایک مرتبہ ایک شخص نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا کیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا ہے؟ فرمایا ہاں!

رَءَیْتُ رَجُلًا لَوْ کَلَّمَكَ فِی السَّارِیَۃِ یَجْعَلُھَا ذَھَبًا لَقَامَ بِالْحُجَّۃِ الْبَاھِرَۃِ

امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ایسے شخص ہیں اگر وہ کہیں کہ یہ ستون سونے کا ہے تو اپنے واضح دلائل سے ثابت کر دیں گے اور تم مان جاؤ گے کہ یہ لکڑی کا ستون سونے کا ہے۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۸)

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَلنَّاسُ عَیَالُ اَبِیْ حَنِیْفَۃَ فِی الْفِقْہِ

تمام لوگ فقہ میں ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے پروردہ ہیں۔

فقہ حنفی کی تدوین:

امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

اَبُوْ حَنِیْفَۃَ اَوَّلُ مَنْ دَوَّنَ عِلْمَ ھٰذِہِ الشَّرِیْعَۃِ

امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ وہ پہلے انسان ہیں جنہوں نے اس شریعت کے علم کی تدوین فرمائی۔

سب سے پہلے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ ترتیب دی کہ یہ کتاب الصلوٰۃ ہے۔ یہ کتاب الزکوٰۃ ہے۔ یہ کتاب البیوع ہے۔ اس میں فلاں فلاں حدیثیں رکھی جائیں گی۔ اس میں فلاں فلاں مسائل بیان کئے جائیں گے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی موطا کی جو ترتیب ہے وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے ہی لی گئی ہے۔ اس کے

Marfat.com

بعد امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم نے اپنی اپنی فقہ کو مدون فرمایا۔

مسند خوارزمی میں ہے کہ

اس تدوین کے سلسلے میں جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ایک ہزار افراد موجود تھے۔ ہر ایک امام تھا اور ان ہزار میں سے ہر ایک فقیہہ تھا لیکن ان میں چالیس تو مجتہد تھے۔ پھر مختلف مسائل پر بحث ہوتی۔ کبھی تو کسی مسئلہ پر مہینہ مہینہ بھی بحث ہوتی تھی پھر جو فیصلہ ہوتا اس کے بارے میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے فرماتے۔

اُکْتُبْ فِیْ بَابِ فُلَانْ

اس کو فلاں باب میں لکھ دو۔

اس طرح تحقیق سے مسائل کا استنباط کیا گیا۔ پھر فقہ حنفی کو عروج ملا۔ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے قرآن و سنت سے پانچ لاکھ مسائل اصولی طور پر اخذ کئے۔

وصال:

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال ایک سو پچاس (۱۵۰) ہجری میں ہوا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ میں پچاس ہزار لوگوں نے شرکت کی۔

ہر لحاظ سے لائق تعظیم ہیں:

حضرت سیدنا ابو بکر بن عیاش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ تعزیت کے سلسلے میں حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کے گھر پہنچا۔ مجلس آدمیوں سے بھری ہوئی تھی۔ جب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ نے کھڑے ہو کر تعظیم کی اور اپنی جگہ پر بٹھایا اور خود سامنے مؤدب ہو کر بیٹھ گئے۔ بعد میں میں نے ان سے اس قدر تعظیم کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ علم میں ذی مرتبہ شخص ہیں اگر میں ان کے علم کی وجہ سے نہ اٹھتا تو ان کے بزرگ ہونے کی وجہ سے ان کی تعظیم کرتا اس کی وجہ سے بھی نہ اٹھتا تو ان کی فقہ کی وجہ سے تعظیماً کھڑا ہو جاتا اگر اس لئے بھی نہ اٹھتا تو ان کے تقویٰ کی وجہ سے ان کی تعظیم کرتا۔ (تاریخ بغداد جلد ۱۳ صفحہ ۳۳۸)

Marfat.com

اس حکایت سے معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ علم، زہد و تقویٰ، فقاہت غرض ہر لحاظ سے انتہائی قابل عزت و لائق تعظیم ہیں۔

کیوں نہ ہو کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی ہے جس کی برکت سے لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عزت بٹھادی گئی ہے۔

عقیدۂ تعظیم کے حوالہ سے چند روایتیں عرض کرتا ہوں۔

نماز میں تعظیم حضورِ قلب سے ہو:

حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے نماز کے سلسلے میں ایک مسئلہ مزید بیان فرمایا ہے جو آج بھی فقہ حنفی کا مسئلہ ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب نمازی درمیان والے قعدہ پر ہو تو تشہد پڑھ کر کھڑا ہو جائے اور اگر اس نے درود پڑھا یعنی

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ

پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہے اور جب رات ہوئی تو

اَنَّ الْاِمَامَ رَاَی النَّبِیَّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فِی الْمَنَامِ فَقَالَ کَیْفَ اَوْجَبْتَ السَّھْوَ عَلٰی مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ فَقَالَ لِاَنَّهٗ صَلّٰی عَلَیْكَ سَھْوًا فَاسْتَحْسَنَهٗ

خواب میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو نماز میں مجھ پر درود پڑھتا ہے تم نے اس کے لئے سجدۂ سہو واجب کیسے کر دیا؟ اس پر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اس لئے سجدہ سہو واجب کیا ہے کہ نمازی نے بھول کر درود شریف پڑھا ہے۔ (درمختار و ردالمختار جلد ۲ صفحہ ۶۵۷)

حاضری کے وقت چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف ہو:

اس سلسلے میں حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اپنا مذہب بیان فرماتے ہوئے روایت نقل

Marfat.com

فرماتے ہیں کہ

عَنْ نَافِعٍ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مِنَ السُّنَّةِ (اَیْ بِسُنَّةِ الصَّحَابَةِ وَمَنْ تَبِعَهُمْ مِنَ الْاُمَّةِ (علی قاری) اَنْ تَأْتِیَ قَبْرَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مِنْ قِبَلِ الْقِبْلَةِ وَتَجْعَلَ ظَهْرَكَ اِلَی الْقِبْلَةِ وَتَسْتَقْبِلَ الْقَبْرَ بِوَجْهِكَ هٰذَا ثُمَّ تَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

حضرت نافع فرماتے ہیں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے ارشاد فرمایا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا طریقہ یہ ہے کہ جب تم رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو تو اپنی پیٹھ قبلہ کی طرف کرلو اور چہرہ قبر منور کی طرف کرو پھر کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

یعنی اے اللہ کے نبی ﷺ! آپ ﷺ پر سلام ہوں اور اللہ کی رحمتیں اور برکتیں نازل ہوں۔

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۳ دار الکتب العلمیہ، مسند امام اعظم مع شرح القاری صفحہ ۱۰۳ مطبع محمدی لاہور)

میرے بھائیو! یہ تو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے روایت نقل فرمائی ہے خود آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عمل بھی اسی روایت کے مطابق ہے چنانچہ تذکرۃ الاولیاء میں ہے کہ جب حضرت سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کے روضہ پرنور پر حاضر ہوئے تو یوں سلام عرض کرتے ہیں۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الْمُرْسَلِیْنَ

اے رسولوں کے سردار! آپ ﷺ پر سلام ہو۔

تو قبر انور سے آواز آئی۔

وَعَلَیْكَ السَّلَامُ یَا اِمَامَ الْمُسْلِمِیْنَ

اے مسلمانوں کے امام! تم پر بھی سلام ہو۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۸۶)

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا کہ

۱۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہوں تو چہرہ آپ ﷺ کی طرف ہونا چاہئے تو اس طرح

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی بعد از وصال تعظیم بھی ثابت ہوئی۔

ساتھ ہی ساتھ یہ بھی معلوم ہوا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کو قبر انور میں زندہ یقین رکھتے تھے اسی لئے تو ادھر متوجہ ہو رہے ہیں اور "یا" کے ساتھ ندا کر کے محبوب ﷺ کو بلا رہے ہیں۔

نوٹ:

ایک بات یہاں کرنا ضروری سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ آپ جانتے ہیں یہودیوں کی عادت تھی کہ اپنی کتابوں میں جہاں نبی کریم ﷺ کی تعریف دیکھتے یا آمد کا ذکر پڑھتے یا کوئی عظمت نظر آتی تو اس کو مٹا دیتے یا پھر کوئی تبدیلی کر دیتے۔ یہود کی اس روش کو گذشتہ اور موجوہ خوارج نے اپنایا ہوا ہے کہ جہاں بھی علماء و متقدمین کی کتابوں میں شانِ مصطفیٰ ﷺ کے موید الفاظ ملیں اس کو تبدیل کر دیتے ہیں یا وہ عبارت نکال کر نیا ایڈیشن شائع کر دیتے ہیں۔ موجودہ دور میں اس کی بے شمار مثالیں مگر وہ موضوع نہیں ہے۔

اپنے موضوع کے متعلق عرض کرتا ہوں کہ ابھی آپ مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب پڑھ چکے مگر ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ لکھتا ہے کہ:

وَتَنَازَعُوا فِي السَّلَامِ عَلَيْهِ فَقَالَ الْاَكْثَرُوْنَ كَمَالِكٍ وَاَحْمَدَ وَغَيْرِهِمَا يُسَلِّمُ عَلَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقَبْرِ وَهُوَ الَّذِيْ ذَكَرَهُ اَصْحَابُ الشَّافِعِيِّ اَظُنُّهُ مَنْقُوْلًا عَنْهُ وَقَالَ اَبُوْحَنِيْفَةَ وَاَصْحَابُهُ بَلْ يُسَلِّمُ عَلَيْهِ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ بَلْ نَصَّ اَئِمَّةُ السَّلَفِ عَلٰى اَنَّهُ لَا يُوْقَفُ عِنْدَهُ لِلدُّعَاءِ مُطْلَقًا

"رسول اللہ ﷺ پر سلام عرض کرنے کی کیفیت میں اختلاف ہے۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور ان کے علاوہ اکثریت کا نظریہ یہ ہے کہ زائر حاضری کے وقت قبر انور کی طرف منہ کر کے سلام عرض کرے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب سے بھی یہی منقول ہے۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب نے یہ کہا ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے سلام کرے بلکہ آئمہ متقدمین نے اس کی تصریح کی ہے

Marfat.com

کہ دعا کے لئے رسول اللہ ﷺ کی قبر کے پاس نہ ٹھہرے مطلقاً یعنی بالکل۔"

(مجموع الفتاویٰ جلد ۲۷ صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ یاسر فہد بن عبد العزیز سعودی عرب)

اسی طرح دوسری جگہ لکھا ہے کہ:

أَبُوْ حَنِيْفَةَ يَقُوْلُ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ وَيَجْعَلُ الْحُجْرَةَ عَنْ يَسَارِهٖ فِيْ قَوْلٍ وَخَلْفَهٗ فِيْ قَوْلٍ

"امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلام کے وقت قبلہ کی طرف منہ کرے اور حجرہ بائیں جانب کرے اور ایک قول کے مطابق پیٹھ پیچھے کرے۔"

(مجموع الفتاویٰ جلد ۲۷ صفحہ ۱۴۷)

میرے بھائیو! اندازہ لگائیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ پر کتنا واضح بہتان ہے کہ آپ قبر انور کی طرف پیٹھ کر کے اور قبلہ کی طرف منہ کر کے سلام کرنے کا فرمائیں۔

حالانکہ ہم پڑھ چکے ہیں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسند میں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت نقل فرمائی ہے جو کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کو بیان کرتی ہے۔

جب زائر رسول اللہ ﷺ کی قبر انور پر حاضر ہو تو تعظیم کرتے ہوئے منہ قبر انور کی طرف ہونا چاہیے۔ یہ مذہب صرف امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں بلکہ امام مالک، امام احمد اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا بھی یہی مذہب ہے جس طرح کہ خود ابن تیمیہ نے اقرار کیا ہے۔

مزید ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

۱۔ پھر ہاتھ باندھ کر نبی اکرم ﷺ کی قبر پر حاضر ہو اور آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کی طرف منہ کرے خواہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہو جائے۔ (المسلک المتقسط صفحہ ۳۳۷ مطبوعہ دار الفکر بیروت)

۲۔ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر سلام عرض کرے اور دعا مانگے تو قبلہ شریف کی بجائے آپ ﷺ کی قبر کی طرف منہ کرے۔

(شفاء جلد ۲ صفحہ ۷۰)

۳۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہی قول ہے اور امام ابن الحاج مالکی نے "المدخل جلد ۱ صفحہ ۲۱۷ مطبوعہ

Marfat.com

قاہرہ مصر" پر بھی درج فرمایا ہے۔

۴۔ علامہ ابن قدامہ حنبلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں پھر قبر انور پر آؤ اور کعبہ کی طرف پیٹھ کر لو اور قبر کے وسط کی طرف منہ کر کے کہو۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

(المغنی جلد ۳ صفحہ ۲۹۸ دارالفکر بیروت)

۵۔ علامہ شرف الدین نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ زائر پھر قبر کریم پر آئے اور قبلہ کی طرف پیٹھ کر لے اور قبر کی دیوار کی طرف منہ کرے۔ (شرح المہذب جلد ۸ صفحہ ۲۷۳ دارالفکر بیروت)

۶۔ علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ آدابِ زیارت کے سلسلے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ زائر کو چاہئے کہ دعا اور عاجزی اور استعانت اور تشفع اور نبی کریم ﷺ کے توسل کرنے میں کثرت کرے کیونکہ نبی کریم ﷺ سے جو شفاعت طلب کرتا ہے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو اس کا شفیع بنا دیتا ہے۔

ان سب بزرگانِ دین سے بھی یہی ثابت ہوا کہ روضہ رسول اللہ ﷺ کی حاضری کے وقت زائر اپنا چہرہ قبلہ کی بجائے قبر انور کی طرف کرے۔

البتہ بعض روایتوں میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہ قول ملتا ہے کہ قبلہ شریف کی طرف منہ ہو جیسے امام ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے۔ ابن تیمیہ کو ایسا ضعیف قول تو نظر آ گیا مگر محقق حنفیہ علامہ امام الکمال بن ہمام رحمۃ اللہ علیہ کا جواب نظر نہ آیا جنہوں نے انیس مرتبہ فقہ کی معتبر کتاب "ہدایہ" پڑھنے کے بعد اس کی لاجواب شرح "فتح القدیر" کے نام سے رقم فرمائی۔ اس میں امام ابن ہمام رحمۃ اللہ علیہ نے فقیہ ابواللیث سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کے نقل کردہ قول کا رد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ جب مسند امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ میں ہمیں ابن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت مل گئی ہے جو کہ معتبر ہے تو پھر امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا یہی مذہب ہے۔ (فتح القدیر جلد ۳ صفحہ ۹۵)

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے یہی بات وفاء الوفاء میں نقل فرمائی ہے مزید امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ کا بھی یہی قول نقل فرمایا ہے کہ اکثر علماء کا جو قول ہے وہی اچھا ہے کہ میت کے ساتھ بھی زندہ والا معاملہ کیا جاتا ہے تو زندہ کو جب سلام کریں تو اس کی طرف منہ کر کے سلام کیا جاتا ہے لہٰذا فوت شدہ کو بھی سلام کریں تو اس کی طرف منہ ہی ہونا چاہئے یعنی ایک بندہ دنیا میں ہمارے سامنے ہے تو اس کی طرف منہ کر کے سلام دیتے

Marfat.com

ہیں تو فوت ہونے والے کی طرف بھی سلام کے وقت منہ ہی ہونا چاہئے۔

مزید امام سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا قول ذکر کیا ہے کہ عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو یہ فرماتے سنا کہ میں مدینہ پاک میں حاضر تھا کہ حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو میں نے (دل میں) کہا آج میں دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتے ہیں؟ حضرت ایوب سختیانی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے اور پیٹھ قبلہ کی طرف کر دی اور اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کے چہرے کے سامنے کر دیا اور رونے لگے۔ (وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۹۸ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس ساری بحث کا نتیجہ یہی ہے کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد بھی اسی طرح تعظیم کے قائل ہیں جس طرح زندگی مبارکہ میں تعظیم لازم تھی اور امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک روضہ اقدس پر حاضری دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنا چہرہ رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ انور کے سامنے کرے پھر سلام عرض کرے۔

مدینہ پاک کا احترام:

جب سیدنا امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کے روضہ اقدس پر حاضر ہوئے تو اس دوران گیارہ دن تک مدینہ منورہ میں قیام فرمایا۔ اس قیام کے دوران کبھی بھی مدینہ شریف میں بول و براز نہیں فرمایا بلکہ مدینہ شریف سے باہر دور جا کر قضائے حاجت فرماتے تھے۔

استادِ محترم کی عزت:

امام بن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی اپنے استاد امام حماد رضی اللہ عنہ کے گھر کی طرف پاؤں کر کے نہیں لیٹے حالانکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے استادِ محترم کے مکان کے درمیان تقریباً سات گلیوں کا فاصلہ تھا۔ (الخیرات الحسان صفحہ ۸۲)

Marfat.com

سیّدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی "مالک بن انس" ہے اور کنیت ابو عبداللہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۹۵ھ میں ہوئی اور وصال شریف ۱۷۹ھ میں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک پوری فقہ "فقہ مالکی" کے عظیم پیشوا ہیں۔ مجتہد بھی ہیں اور محدثِ عظیم بھی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں کتاب "موطا امام مالک" کے نام سے لکھی ہے جس کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے بعض حضرات نے اسے بخاری شریف پر بھی ترجیح دی ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ عظیم تابعی بزرگ و محدث حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ کے شاگرد ہیں اور اپنے سارے اساتذہ میں سے زیادہ پسند بھی حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ کو ہی کرتے تھے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

كَانَ إِذَا ذَكَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَكَى فَلَمَّا رَءَيْتُ مِنْهُ مَا رَءَيْتُهُ إِجْلَالَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَتَبْتُ عَنْهُ

حضرت ایوب سختیانی رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجہ یہ ہے کہ وہ جب بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی نام نامی لیتے ہیں ان کی آنکھوں سے آنسو بہنا شروع ہو جاتے ہیں تو یہ محبت جو میں نے ان میں دیکھی ہے اور ان کا تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انداز یہ مجھے اور کہیں نہیں ملا یہی وجہ ہے کہ میں نے ان سے خوب حدیث لکھی ہے۔

سب سے بڑے عالم:

امام مالک رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں حدیث مبارکہ بھی ہے چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت

Marfat.com

فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

يُوشِكُ اَنْ يَّضْرِبَ النَّاسُ اَكْبَادَ الْاِبِلِ يَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا يَجِدُوْنَ اَحَدًا اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِيْنَةِ

قریب ہے کہ لوگ علم تلاش کرتے ہوئے اونٹوں کی سینہ کوبی کریں گے تو وہ مدینہ کے ایک عالم سے بڑا کوئی عالم نہ پائیں گے۔ (مشکوٰۃ المصابیح کتاب العلم رقم الحدیث ۲۲۸، جامع الترمذی رقم الحدیث ۲۶۸۲)

مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ امام ابن عیینہ اور امام عبدالرزاق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس عالم سے مراد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ ہیں۔

بعد از وصال تعظیم نبوی ﷺ

دوسرے عباسی خلیفہ ابوجعفر منصور نے مسجد نبوی شریف ﷺ میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کسی مسئلہ پر مباحثہ کیا جس سے اس کی آواز کچھ بلند ہوگئی۔ اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

اے امیر المومنین! اس مسجد میں آواز بلند نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ایک قوم کو ادب سکھایا ہے اور فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْۤا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ

اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبی ﷺ کی آواز سے اونچا نہ کرو یعنی میرے حبیب ﷺ کے دربار میں آواز بلند نہ کرو۔

اور تعریف کی ہے ان لوگوں کی جو نبی ﷺ کے حضور اپنی آوازیں پست رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ امْتَحَنَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ لِلتَّقْوٰى لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ عَظِيْمٌ

جو لوگ پست آواز سے بات کرتے ہیں رسولِ خدا ﷺ کے حضور وہی لوگ ہیں کہ اللہ نے جانچ لیا ان کے دلوں کو پرہیزگاری کے لئے ان کے لئے مغفرت اور اجر عظیم ہے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نے اس قوم کی مذمت فرمائی جو حجرۂ اقدس کے باہر سے آپ ﷺ کو پکارتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِیۡنَ یُنَادُوۡنَكَ مِنۡ وَّرَآءِ الۡحُجُرٰتِ اَكۡثَرُهُمۡ لَا یَعۡقِلُوۡنَ

جو لوگ اے محبوب ﷺ آپ ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے وقوف ہیں۔

اور رسولِ خدا ﷺ کی عزت وصال شریف کے بعد بھی اتنی ہی ہے جتنی کے وصال شریف سے پہلے تھی۔

امیر المومنین ابوجعفر منصور نے جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی یہ گفتگو سنی تو ابوجعفر مؤدب ہو گیا اور پھر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا۔

اَسۡتَقۡبِلُ الۡقِبۡلَةَ وَاَدۡعُوۡ اَمۡ اَسۡتَقۡبِلُ رَسُوۡلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ

میں قبلہ کی طرف رخ کر کے دعا مانگوں یا رسول اللہ ﷺ کی طرف منہ کر کے دعا مانگوں؟

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

لِمَ تَصۡرِفُ وَجۡهَكَ عَنۡهُ وَهُوَ وَسِيۡلَتُكَ وَوَسِيۡلَةُ اَبِيۡكَ اٰدَمَ علیہ السلام اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى يَوۡمَ الۡقِيَامَةِ

اے خلیفہ! تم اپنے چہرے کو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کیوں پھیرتے ہو؟ وہ تیرا اور تیرے باپ آدم علیہ السلام کا اللہ کی بارگاہ میں وسیلہ ہیں قیامت کے دن۔

پھر فرمایا۔

بَلِ اسۡتَقۡبِلۡهُ وَاسۡتَشۡفِعۡ بِهٖ فَيُشَفِّعَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوۡ اَنَّهُمۡ اِذۡ ظَّلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ جَآءُوۡكَ فَاسۡتَغۡفَرُوا اللّٰهَ وَاسۡتَغۡفَرَ لَهُمُ الرَّسُوۡلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيۡمًا

اے خلیفہ! رسول اللہ ﷺ کی طرف چہرہ کرو اور آپ ﷺ کی شفاعت طلب کرو تو اللہ تعالیٰ آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو شفیع بنا دے گا اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائیں تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

(الشفاء جزو ثانی صفحہ ۲۶ دار الکتب العلمیہ بیروت، وفاء الوفاء جلد ۲ صفحہ ۱۹۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اب یہ جو خلیفہ ابو جعفر منصور اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ہے اس کے بارے میں امام الخوارج ابن تیمیہ نے لکھا ہے کہ

اِنَّ هٰذِهِ الْحِكَايَةَ كِذْبٌ عَلٰى مَالِكٍ

اس واقعہ کو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرنا جھوٹ ہے۔"

تو ابن تیمیہ کی اس خبث باطنی کا رد کرتے ہوئے علامہ زرقانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابن تیمیہ کا اس واقعہ سے انکار کرنا بہت بڑی زیادتی ہے کیونکہ اس واقعہ کو شیخ ابو الحسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب "فضائل مالک" میں ایسی سند کے ساتھ بیان کیا ہے جس میں کمزوری نہیں ہے اور اسے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف متعدد ثقہ مشائخ کے حوالے سے اسی سند سے بیان کیا ہے لہٰذا اسے جھوٹا کیسے کہا جا سکتا ہے۔ (شرح زرقانی علی المواہب الفصل ثانی المقصد العاشر)

بہر حال اس روایت سے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے چند عقائد واضح ہوئے۔

۱۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو قبر انور میں زندہ مانتے ہیں اسی لئے تو خلیفہ منصور کو اونچی آواز پر ڈانٹا اور آیتیں پڑھ کر تعظیم کا درس دیا۔ امام سہودی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر بطورِ دلیل پیش کی ہے۔

۲۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جو فرمایا۔

حُرْمَتُهٗ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصال شریف کے بعد عزت اسی طرح ہے جس طرح زندگی مبارکہ میں تھی تو اس فرمان سے واضح ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ بعد از وصال بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس کے آداب کی بجا آوری لازمی سمجھتے تھے۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے کی وضاحت وہ روایت کر رہی ہے جسے قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں نقل فرمایا ہے کہ

كَانَ مَالِكٌ لَا يَرْكَبُ بِالْمَدِيْنَةِ دَابَّةً وَكَانَ يَقُوْلُ اَسْتَحْيِ مِنَ اللهِ اَنْ اَطَأَ تُرْبَةً فِيْهَا رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِحَافِرِ دَابَّةٍ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ مدینہ شریف میں سواری پر سوار نہیں ہوا کرتے تھے اور فرماتے تھے کہ مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے کہ میں اس مٹی کو سواری کے کھروں سے روندوں جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ (شفاء جلد ۲ صفحہ ۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

مزید ایک روایت یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا مدینہ شریف کی مٹی اچھی نہیں ہے تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حکم فرمایا کہ اس شخص کو تیس کوڑے مارے جائیں اور قید کر دیا جائے اس لئے کہ اس کی غلطی یہ ہے۔

تُرْبَةٌ دُفِنَ فِيْهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَزْعُمُ اَنَّهَا غَيْرُ طَيِّبَةٍ

جس خاکِ پاک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما رہے ہیں یہ اس کے بارے میں کہتا ہے کہ یہ مٹی اچھی نہیں ہے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

یہ ساری روایتیں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے بعد از وصال تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدے کی موید ہیں اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ نظریہ تھا کہ کائنات کہ ساری نظافتیں اور لطافتیں مل کر بھی مدینہ شریف کی مٹی کی پاکیزگی کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کی ترجمانی کرتے ہوئے امام اہل سنت الشاہ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

جس خاک پہ رکھتے تھے قدم سیدِ عالم
اس خاک پہ دل شیدا ہے ہمارا

ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیاء نہ کرے

(حدائق بخشش)

Marfat.com

۳۔ خلیفہ منصور اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہ والے واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تھا کہ جب بھی کوئی روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر حاضر ہو تو اپنی توجہ کا مرکز قبر انور کو بنائے اور کعبہ معظمہ کی طرف پیٹھ کر کے قبر انور کی طرف منہ کر کے دعا مانگے۔

۴۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی عقیدہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قرب حاصل کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس وسیلہ ہے۔

۵۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تھا کہ بروزِ حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گنہگار امتیوں کی شفاعت کر کے انہیں فردوس کے بالاخانوں کا مہمان بنائیں گے۔

آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم:

ایک مرتبہ خلیفہ ہارون الرشید نے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے فتویٰ پوچھا کہ

اَنْ يَّنْقُضَ مِنْبَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَجْعَلَهُ فِيْ ذَهَبٍ وَّفِضَّةٍ وَّجَوْهَرٍ

اپنی خواہش کا اظہار کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منبر شریف توڑ کر سونے اور چاندی اور جواہرات کا بنانا چاہتا ہے۔

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً ارشاد فرمایا۔

فَلَا اَرٰى اَنْ يُّحْرَمَ النَّاسُ اَثَرَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

میں ہرگز اجازت نہیں دوں گا کہ لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اثر و تبرک سے محروم کیا جائے۔

میرے بھائیو! خلیفہ ہارون الرشید تو اپنی محبت کا اظہار کر رہا ہے اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سونے چاندی کا بنانا چاہتا ہے لیکن امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرما دیا اس لئے کہ اگر منبر شریف کو توڑ دیا گیا تو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا دیدار نہیں مگر جس جگہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرما ہوتے تھے اس جگہ کو دیکھ کر ایمان والے قلب و جگر میں ٹھنڈک محسوس کرتے رہیں اور آپ سمجھتے تھے کہ اگر منبر شریف کو تبدیل کر دیا گیا تو اہل ایمان ایک بہت بڑی نعمت سے محروم ہو جائیں گے۔

Marfat.com

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

۱۔ حضرت ابومصعب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

كَانَ مَالِكُ بْنُ اَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِلَّا وَهُوَ عَلٰى وُضُوْءٍ اِجْلَالًا لَّهٗ

"حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، نبی دوعالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک تعظیم کی وجہ سے بغیر وضو بیان نہیں فرماتے تھے۔" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ حضرت مطرف رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جب لوگ کچھ پوچھنے کے لئے آتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنی کنیز کو بھیجتے جاؤ معلوم کر کے آؤ یہ شخص کوئی فقہی مسئلہ پوچھنے آیا ہے یا حدیث سننے کے لئے آیا ہے؟ اگر کوئی فقہی مسئلہ پوچھنے آتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ دروازے پر آ کر مسئلہ ارشاد فرما دیتے اور اگر وہ کہتا کہ میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث سننے آیا ہوں تو آپ رحمۃ اللہ علیہ:

اِغْتَسَلَ وَتَطَيَّبَ وَلَبِسَ ثِيَابًا جُدُدًا وَلَبِسَ سَاجَهٗ وَتَعَمَّمَ وَوَضَعَ عَلٰى رَاْسِهٖ رِدَاءَهٗ وَتُلْقٰى لَهٗ مِنَصَّةٌ فَيَخْرُجُ فَيَجْلِسُ عَلَيْهَا وَعَلَيْهِ الْخُشُوْعُ وَلَا يَزَالُ يُبَخَّرُ بِالْعُوْدِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ حَدِيْثِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ غسل کرتے اور خوشبو لگاتے، نئے کپڑے پہنتے پھر اوپر سے سبز چادر اوڑھتے، عمامہ شریف باندھتے، چادر سر پر لیتے پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے لئے تخت بچھایا جاتا جس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے اس طرح کہ خشوع طاری ہوتا پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان فرماتے اور آخر مجلس تک خوشبو سلگائی جاتی۔ ایک روایت میں ہے کہ:

لَمْ يَكُنْ يَجْلِسُ عَلٰى تِلْكَ الْمِنَصَّةِ اِلَّا اِذَا حَدَّثَ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اس تخت پر صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث بیان کرنے کے لئے بیٹھتے تھے۔

جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تعظیم حدیث کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

Marfat.com

أُحِبُّ اَنْ اُعَظِّمَ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

میں یہ پسند کرتا ہوں کہ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کی تعظیم کروں۔

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹ دارالکتب العلمیہ بیروت)

۳۔ حضرت ابراہیم بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت ابو حازم رحمۃ اللہ علیہ حدیث بیان فرمارہے تھے تو حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا وہاں سے گزر ہوا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ آگے گزر گئے اور فرمایا۔

اِنِّیْ لَمْ اَجِدْ مَوْضِعًا اَجْلِسُ فِیْهِ فَکَرِهْتُ اَنْ آخُذَ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ وَاَنَا قَائِمٌ

مجھے کوئی بیٹھنے کی جگہ نہیں ملی تو میں یہ پسند نہیں کرتا کہ کھڑے کھڑے رسول اللہ ﷺ کی حدیث حاصل کروں۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۸)

۴۔ حضرت معصب بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا ذکر خیر کیا جاتا تو ان کے چہرے کا رنگ متغیر ہو جاتا، ان کی پشت جھک جاتی یہاں تک کہ یہ معاملہ ان کے ہم نشینوں پر گراں گزرتا۔ ایک دن حاضرین نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کیفیت کے بارے میں پوچھا تو ارشاد فرمایا جو کچھ میں نے دیکھا ہے کہ اگر تم دیکھتے تو مجھ پر اعتراض نہ کرتے۔ سید القراء حضرت محمد بن منکدر رضی اللہ عنہ کو میں نے دیکھا ہے کہ جب بھی میں نے ان سے کوئی حدیث پوچھی تو وہ رو دیتے یہاں تک کہ مجھے ان کے حال پر رحم آتا تھا۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۷)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ رحمۃ اللہ علیہ حدیثیں بیان فرمارہے تھے کہ

فَلَدَغَتْهُ عَقْرَبٌ سِتَّ عَشْرَةَ مَرَّةً وَهُوَ یَتَغَیَّرُ لَوْنُهٗ وَیَصْفَرُّ وَلَا یَقْطَعُ حَدِیْثَ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ

اسی دوران ایک بچھو نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو سولہ مرتبہ ڈنگ مارا جس سے رنگ مبارک بدل کر پیلا ہو رہا تھا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور نبی کریم ﷺ کی حدیث کو بیان کرنا بند نہ کیا۔

جب آپ رحمۃ اللہ علیہ روایت حدیث سے فارغ ہوئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا آج میں

Marfat.com

نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اندر ایک عجیب بات دیکھی ہے آپ رحمۃ اللہ علیہ کا رنگ مبارک تبدیل ہو رہا تھا اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا۔

اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

میں نے صرف رسول اللہ ﷺ کی حدیث شریف کی تعظیم کی وجہ سے صبر کیا ہے۔

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۹)

۶۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کھڑے تھے کہ اسی حالت میں ہشام بن غازی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث شریف پوچھی اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ کو دس کوڑے مارے پھر ترس آیا تو بیس حدیثیں بیان فرما دیں اس پر حضرت ہشام رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں۔

وَدِدْتُ لَوْ زَادَنِیْ سِیَاطًا وَیَزِیْدُنِیْ حَدِیْثًا

مجھے پسند تھا کاش وہ اور کوڑے مارتے اور مجھے زیادہ حدیثیں سناتے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۰)

۷۔ قاضی جریر بن عبد الحمید نے سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کھڑے ہونے کی حالت میں ایک حدیث کے متعلق پوچھا تو اس پر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے قاضی صاحب کی قید کا حکم سنایا۔ جب آپ رحمۃ اللہ علیہ سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا۔

اَلْقَاضِیْ اَحَقُّ مِنْ اَنْ اُدِّبَ

قاضی تعظیم سکھائے جانے کا زیادہ حقدار ہے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۰)

۸۔ ابن مہدی رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک روز امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ عقیق کی طرف جا رہا تھا میں نے راستے میں ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا تو مجھے جھڑک دیا اور فرمایا۔

کُنْتَ فِیْ عَیْنِیْ اَجَلَّ مِنْ اَنْ تَسْأَلَ عَنْ حَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَنَحْنُ نَمْشِیْ

تیری میری نگاہ میں بڑی عزت تھی مجھے یہ امید نہ تھی کہ راستہ چلتے ہوئے تم مجھ سے حدیث شریف کے بارے میں سوال کرو گے۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۰)

میرے بھائیو! دیکھا آپ نے کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارک کی

Marfat.com

تعظیم کی ہے اور اس کے لئے کتنا اہتمام بھی فرمایا، نئے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، غسل کرنا، عمامہ باندھنا اور پھر خاص تخت پر بیٹھ کر حدیث بیان کرنا یہ سارے کام یقیناً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کر رہے ہیں حالانکہ حدیث بیان کرنے کے لئے ان امور کا حکم بھی نہیں ہے اور نہ ہی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیانِ حدیث کے لئے اس قسم کا اہتمام فرمایا ہے بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں ایک دوسرے کو حدیث سناتے رہتے تھے۔

مثال کے طور پر بخاری شریف میں حدیث ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ کا مقام ابواء پر ایک مسئلے میں اختلاف ہوگیا۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ محرم (جس نے احرام باندھا ہوا ہے) اپنے سر کو دھوسکتا ہے اور حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں دھوسکتا۔ حضرت عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ راوی فرماتے ہیں کہ مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس بھیجا اور میں ان کے پاس گیا اور ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کنوئیں کے دونوں پاٹوں کے درمیان غسل کر رہے تھے اور کپڑا تانا ہوا تھا۔ میں نے سلام کیا تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے عرض کیا میں عبداللہ بن حسین رضی اللہ عنہ ہوں مجھے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے آپ رضی اللہ عنہ سے یہ پوچھنے کے لئے بھیجا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حالت احرام میں سر مبارک دھوتے تھے؟ تو ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے کپڑے پر ہاتھ رکھ کر اس کو نیچے کیا یہاں تک کہ میں نے ان کے سر کو دیکھ لیا پھر جو شخص پانی ڈال رہا تھا اس کو فرمایا پانی ڈالو۔ اس نے آپ رضی اللہ عنہ کے سر پر پانی ڈالا آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے سر میں اپنے ہاتھ مارے اور ان کو آگے پیچھے لے گئے اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس طرح کرتے دیکھا ہے۔ (صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ رقم الحدیث ۱۸۴۰)

دیکھیں میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ تہبند باندھ کر اور کپڑا تان کر نہا رہے ہیں اور ایک خادم پانی ڈال رہا ہے اسی حالت میں حدیث پاک بیان کر دی۔ یہ تو ایک مثال ہے اس طرح کی سینکڑوں مثالیں کتب احادیث میں موجود ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث پاک کو بیان کرنے کے لئے خوشبو، نئے کپڑے، غسل اور تخت کا اہتمام نہیں فرماتے تھے مگر امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارک کے اس نئے طریقہ تعظیم سے واضح کر دیا کہ جو کام بعد میں کیا جائے قرآن وسنت کے خلاف نہ ہو اگرچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نہ کیا ہو وہ جائز ہے اور بدعت نہیں ہے۔

Marfat.com

سیّدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

سیدنا امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا اسم گرامی "محمد بن ادریس شافعی" ہے، کنیت "ابوعبداللہ" ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۵۰ھ میں ہوئی۔ اس سال امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات شریف ہوئی بلکہ بعض نے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش کا دن بھی وہی بتایا ہے جو امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا دن ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال شریف ۲۰۴ھ میں ہوا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ بڑی منفرد شان کے حامل ہیں۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ سے علم حاصل کیا۔ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ، امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں تو گویا بالواسطہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جو فقیہانہ صلاحیت تھی وہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہی علمی فیضان تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا بچپن میں علمی شوق ایسا تھا خود فرماتے ہیں کہ مجھے لکھنے کے لئے کاغذ نہیں ملتا تھا۔ میں ہڈیوں پر لکھا کرتا تھا اور یہ اللہ تعالیٰ کا انعام ہی ہے کہ لکھنے کے لئے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کاغذ نہیں لیکن زمانے کی امامت کا تاج آپ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر سجا دیا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک سے اتنی عقیدت تھی کہ خود امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اِذَا رَءَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ الْحَدِیْثِ فَکَاَنِّیْ رَءَیْتُ رَجُلًا مِّنْ اَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

جب بھی میں کسی محدث کو دیکھتا ہوں مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے گویا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی زیارت کر لی ہے۔ (سیر اعلام النبلاء، جلد ۸ صفحہ ۴۰۸)

عبادت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا لگاؤ تھا کہ ہر مہینے میں تیس قرآن پاک ختم کیا کرتے تھے اور رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن پاک ختم فرمایا کرتے تھے۔

Marfat.com

امام مزنی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا رَءَیْتُ اَحْسَنَ وَجْھًا مِّنَ الشَّافِعِیِّ

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے زیادہ خوبصورت چہرے والا کسی کو نہیں دیکھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا اتنا مقام تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی آپ رحمۃ اللہ علیہ سے محبت کا یہ عالم تھا کہ

اَنَّہٗ غَسَلَ قَمِیْصًا لِلشَّافِعِیِّ وَشَرِبَ الْمَآءَ الَّذِیْ غَسَلَہٗ بِہٖ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص کو دھویا اور جس پانی سے دھویا اس پانی کو پی لیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۳۴۹ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

میرے بھائیو! یہ تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا مختصر سا تعارف پیش کیا ہے اب آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم کی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

ایک تابعی بزرگ حسین بن علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

سَمِعْتُ الشَّافِعِیَّ رحمۃ اللہ علیہ یَقُوْلُ یَکْرَہُ لِلرَّجُلِ اَنْ یَّقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَلٰکِنْ یَقُوْلُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ تَعْظِیْمًا لَّہٗ

میں نے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے سنا کہ کسی شخص کے لئے یہ جائز نہیں کہ وہ صرف قال الرسول کہے یعنی رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بلکہ جب بھی کوئی حدیث مبارک بیان کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہوئے اس طرح کہے قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعنی اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

(شعب الایمان باب فی تعظیم النبی صلی اللہ علیہ وسلم رقم الحدیث ۱۵۱۵)

یہ روایت یقیناً امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کر رہی ہے کہ صرف قال رسول کو اس لئے ناپسند کر رہے ہیں کہ اس طرح کہنے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صفاتی نام کی تعظیم کے تقاضے پورے نہیں ہو رہے تھے لہٰذا آپ رحمۃ اللہ علیہ کا نظریہ تھا کہ ذاتی وصفاتی ناموں کے وقت آدابِ رسالت کا لحاظ ضروری ہے۔

Marfat.com

نماز میں تعظیم لازم:

اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَلِلرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ

(پ ۹ سورۃ الانفال آیت ۲۴)

"اے ایمان والو! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جاؤ۔"

اس آیت کے تحت تفسیر روح المعانی میں علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

وَاسْتُدِلَّ بِالْاٰیَةِ عَلٰی وُجُوْبِ اِجَابَتِهٖ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اِذَا نَادٰی وَهُوَ فِی الصَّلٰوةِ وَعَنِ الشَّافِعِیِّ اَنَّ ذٰلِكَ لَا یُبْطِلُهَا لِاَنَّهَا اَیْضًا اِجَابَةٌ

اس آیت سے یہ استدلال کیا گیا ہے کہ جب کوئی بندہ نماز پڑھ رہا ہو اور اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آواز دیں تو فوراً جواب دینا اور بارگاہِ اقدس میں حاضر ہونا نمازی کے لئے واجب ہے۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس طرح نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔

اس عبارت سے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ واضح ہوا کہ اگر کوئی بندہ نماز میں ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس نمازی کو بلائیں تو اس پر واجب ہے کہ فوراً نماز چھوڑ کر لبیک کہتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس بارگاہ میں حاضر ہو جائے۔ اس طرح جتنا وقت بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے محو گفتگو رہے گا واپس آ کر نماز وہیں سے شروع کرے جہاں چھوڑ گیا تھا اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کرنے اور بارگاہِ عالیہ میں حاضر رہنے سے نماز نہیں ٹوٹتی۔ وضاحت اس کتاب کی پانچویں آیت میں دیکھو۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان سے "صراطِ مستقیم" کی کفریہ عبارت کا بھی رد ہو گیا جس میں لکھا ہے کہ نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال تعظیم سے آئے تو نماز نہیں ہوتی۔

میرے بھائیو! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی نمازی کو بلائیں تو نمازی کے دل میں خیال تو یقیناً آئے گا اور بالیقین تعظیم ہی سے آئے گا اسی لئے تو نماز کو وہیں چھوڑ کر حاضر خدمت ہونے کا حکم ہے لہٰذا نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک مفسد نماز نہیں ہے۔

Marfat.com

نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم:

ا۔ حدیث پاک میں ہے حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ ایک مخدومیہ عورت نے چوری کی تو قریش کے کہنے پر حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اس عورت کی سفارش کی تو محبوب ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ

کیا اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے بارے میں سفارش کرتے ہو؟

پھر ارشاد فرمایا۔

اَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا هَلَكَ النَّاسُ قَبْلَكُمْ اِنَّهُمْ كَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الشَّرِيْفُ تَرَكُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِيْهِمُ الضَّعِيْفُ اَقَامُوْا عَلَيْهِ الْحَدَّ

اے لوگو! پہلے کے لوگ اس وجہ سے ہلاک ہو گئے کہ جب کوئی امیر چوری کرتا تو اسے چھوڑ دیتے اور غریب چوری کرتا تو اس پر حد قائم کرتے۔

پھر ارشاد فرمایا۔

اَيْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ يَدَهَا

اللہ کی قسم! اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتیں تو میں ان کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔

(صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۶۴ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اب امام اجل حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے "تنزیہہ الانبیاء" میں امام سبکی کی کتاب ترشیح کے حوالے سے لکھا ہے کہ

اس مذکورہ حدیث کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی بعض تصانیف میں نقل فرمایا ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب دیکھو کہ جہاں پر حضرت سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نام آیا ہے اس کو ادب کی وجہ سے ذکر نہ کرتے بلکہ یوں فرماتے کہ اگر فلاں عورت بھی چوری کرتی۔

حالانہ حدیث میں سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نام پاک صراحۃً مذکور ہے تو چاہیے تو یہ تھا کہ بعینہ

Marfat.com

حدیث نقل کر دیتے کیونکہ الفاظ حدیث کو من وعن نقل کرنا ضروری ہوتا ہے لیکن امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح نہیں کیا۔ آپ سمجھتے تھے کہ یہ مقام ایسا ہے کہ شہزادی کونین کا نام لینا ادب کے خلاف ہے لہٰذا آپ نے نام نہ لینا ہی ادب سمجھا۔

یہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال ادب ہے کہ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نام حدیث پاک میں تو حرفِ لو کے بعد آیا ہے اور حرفِ لو محال پر آتا ہے اور پھر اس محال کو فرض کیا جاتا ہے۔

اب غور کریں اگر میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی چوری کرتیں تو میں اس کے بھی ہاتھ کاٹ دیتا۔ شہزادی کونین فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کا چوری کرنا محال و ناممکن ہے لیکن پھر اسی ناممکن کو فرض کیا گیا ہے کہ اگر چوری کریں۔

لہٰذا اگر اس محال چیز کو جس کو حدیث میں نبی کریم ﷺ نے ذکر فرمایا ہے اگر امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ جیسے عظیم محدث اس کو نقل کر دیتے تو گستاخی نہیں تھی لیکن ادب کی معراج یہ ہے کہ آلِ رسول ﷺ کی بے ادبی کا شائبہ تک نہیں گزرنے دیتے۔

۲۔ اسی طرح امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا آلِ رسول ﷺ کی تعظیم کا دوسرا واقعہ بھی ہے جسے شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ نے تذکرۃ الاولیاء میں نقل فرمایا ہے کہ ایک مرتبہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سبق پڑھا رہے تھے اور سادات کرام کے چھوٹے چھوٹے بچے کھیل رہے تھے۔ وہ سیدزادے جب کھیلتے کھیلتے نزدیک آتے تو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ ان کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے اور دس بارہ مرتبہ یہی صورت پیش آئی۔

(تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۲۲۶ قادری رضوی لاہور)

امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضری:

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

وَاِنِّیْ لَاَتَبَرَّكُ بِاَبِیْ حَنِیْفَةَ وَاَجِیْئُ اِلٰی قَبْرِہٖ فَاِذَا عُرِضَتْ لِیْ حَاجَةٌ صَلَّیْتُ رَكْعَتَیْنِ وَسَاَلْتُ اللّٰهَ عِنْدَ قَبْرِہٖ فَتُقْضٰی سَرِیْعًا

میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے برکت حاصل کرتا ہوں اور ان کی قبر شریف پر حاضری دیتا

Marfat.com

ہوں جب مجھے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے میں دو رکعت نفل ادا کرتا ہوں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر شریف کے پاس جا کر دعا کرتا ہوں تو حاجت جلدی پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ بغداد جلد ا صفحہ ۱۲۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، رد المحتار علی در المختار مقدمہ جلد ا صفحہ ۴۱ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ، الخیرات الحسان صفحہ ۹۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ لاکھوں شافعیوں کے پیشوا و رہنما ہونے کے باوجود سیدی امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت اس قدر دل میں رکھتے ہیں کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا وطن تو فلسطین ہے جبکہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا وطن بغداد معلی ہے۔ اگرچہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ یہاں تعلیم حاصل کر رہے تھے مگر پھر بھی زیارتِ قبور کے لئے سفر کر کے جانا تو ثابت ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ صاحب مزار بزرگ سے برکت لینا، بزرگانِ دین کی قبروں کے قریب کھڑے ہو کر دعا مانگنا اور صاحب قبر بزرگ کو حاجت روائی کا ذریعہ جاننا یہ سارے امور اس حکایت سے ثابت ہوئے۔ نیز یہ بھی ثابت ہوا کہ مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کے وسیلے سے دعائیں قبول ہوتی ہیں اور مشکلیں حل ہو جاتی ہیں۔ الغرض امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے عقائد و نظریات ہم اہل سنت کے عقائد و نظریات کے مؤید ہیں۔

Marfat.com

سیّدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا اصل نام "احمد بن محمد بن احمد بن حنبل" ہے لیکن والد کی جگہ دادا کا نام مشہور ہوگیا۔ کنیت ابوعبداللہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۶۴ھ ہے اور وصال شریف ۲۴۱ھ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔ آگے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے براہ راست علم حاصل کرنے والوں میں امام بخاری و امام مسلم رحمۃ اللہ علیہم ہیں جبکہ بالواسطہ علم حاصل کرنے والوں میں امام ترمذی، امام ابن ماجہ اور امام ابوداؤد رحمۃ اللہ علیہم شامل ہیں۔

حضرت سلمہ شبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم خلیفہ معتصم کے زمانے میں امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک بزرگ نے آ کر سلام کیا۔ پھر پوچھا کہ تم میں سے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کون ہیں؟ ہم خاموش رہے۔ امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ میں یہاں ہوں تجھے کیا کام ہے؟ اس نے کہا میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بارہ سومیل کے فاصلے سے آیا ہوں۔ میں نے بری اور بحری فاصلہ طے کیا ہے۔ میں جمعرات کو سویا ہوا تھا کہ خواب میں ایک آنے والا آیا اور مجھے کہا کیا احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جانتے ہو؟ میں نے کہا نہیں جانتا۔ تو اس نے کہا بغداد جاؤ اور ان کے بارے میں پوچھو۔ جب ان سے تیری ملاقات ہو تو ان سے کہہ دینا کہ تجھے خضر علیہ السلام سلام کہتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ

اِنَّ اللّٰهَ عَنْكَ رَاضٍ وَمَلٰٓئِكَةَ سَمٰوٰتِهٖ عَنْكَ رَاضُوْنَ وَمَلٰٓئِكَةَ اَرْضِهٖ عَنْكَ رَاضُوْنَ

اللہ تعالیٰ تم سے راضی ہے اور زمین و آسمان کے سارے فرشتے بھی تم سے راضی ہیں۔

(تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۴۲۱، ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۴۵)

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک شہید بھائی کو خواب میں دیکھا اس رات امام احمد بن

Marfat.com

حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوا تھا تو میں نے شہید بھائی سے پوچھا تم تو شہید ہو گئے ہو اب کیسے آنا ہوا؟ تو اس نے آگے سے جواب دیا۔

اِنَّ اللّٰهَ اَمَرَ الشُّهَدَاءَ وَاَهْلَ السَّمَآءِ اَنْ يَّحْضُرُوْا جَنَازَةَ اَحْمَدَ

اللہ تعالیٰ نے سارے شہیدوں اور آسمان والوں کو حکم فرمایا ہے کہ سارے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے جنازے میں شریک ہوں۔ (ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۴۸)

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ تقریباً ستر ہزار مسلمانوں نے ادا فرمائی اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ کے منظر کو دیکھ بیس ہزار یہودی، نصرانی اور مجوسی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہو گئے۔

(ابن عساکر جلد ۲ صفحہ ۴۸)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر الاعلام النبلاء میں لکھا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو دس لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں۔

تبرکاتِ نبوی ﷺ کی تعظیم:

(۱)

اَنَّ الْاِمَامَ اَحْمَدَ سُئِلَ عَنْ تَقْبِيْلِ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَتَقْبِيْلِ مِنْبَرِهٖ فَقَالَ لَا بَأْسَ بِذَالِكَ

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ نبی دو عالم ﷺ کی قبر انور اور منبر شریف کو چومنے کے بارے میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کیا فرماتے ہیں؟ تو اس پر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا قبر انور اور منبر شریف کو چومنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

(عمدۃ القاری جلد ۹ صفحہ ۲۴۹ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷، وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۱۷، معجم الشیوخ للذھبی جلد ۱ صفحہ ۴۵ حرف الالف)

مزید امام عینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی تقبیل قبر کے جواز والا فتویٰ ابن تیمیہ کو دکھایا گیا تو ابن تیمیہ متعجب ہو کر کہتا ہے کہ اتنا بڑا امام میرے نزدیک معزز بھی ہے لیکن کیسی بات کر رہا ہے؟ تو اس پر حافظ ابن علائی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن تیمیہ کو جواب دیا اس میں تعجب والی کون سی

Marfat.com

بات ہے ہمیں تو امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل کا بھی علم ہے کہ

اَنَّهٗ غَسَلَ قَمِيْصًا لِلشَّافِعِيِّ وَشَرِبَ الْمَآءَ الَّذِيْ غَسَلَهٗ بِهٖ

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص کو دھویا اور جس پانی سے دھویا اس کو (برکت کے لئے) پی لیا۔

وَاِذَا كَانَ هٰذَا تَعْظِيْمُهٗ لِاَهْلِ الْعِلْمِ فَكَيْفَ بِمَقَادِيْرِ الصَّحَابَةِ؟ وَ كَيْفَ بِاٰثَارِ الْاَنْبِيَاءِ علیہم السلام؟

جب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اہل علم کی اس قدر تعظیم کر رہے ہیں تو آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تبرکاتِ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم کس درجہ کرتے ہوں گے؟ (عمدۃ القاری جلد ۹ تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

میرے بھائیو! اس روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

سب سے پہلے تو یہ کہ تبرکاتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک جائز و درست ہے۔

دوسری بات یہ سامنے آئی کہ جب امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا یہی جواب امام الخوارج ابن تیمیہ کو دکھایا گیا تو اس نے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے پر ناپسندیدگی کا اظہار کیا تو حافظ ابن علائی رحمۃ اللہ علیہ نے وہ جواب دیا کہ ابن تیمیہ کا منہ بند ہو گیا۔ ابن علائی رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اے ابن تیمیہ! تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم کرنے پر تعجب کا اظہار کر رہا ہے امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے تو اپنے استاد حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کی قمیص دھو کر برکت و تعظیم کے لئے وہ پانی نوش فرمایا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ جب اپنے استاد کی اس قدر عزت کرتے ہیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خصوصاً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات کی تعظیم امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کس غایت درجہ کرتے ہوں گے؟ جواب سن کر ابن تیمیہ فَبُهِتَ الَّذِيْ كَفَرَ کا مصداق ٹھہرا۔ مبہوت ہو گیا اور کوئی جواب نہ بن سکا۔

مولوی انور شاہ کشمیری نے فیض الباری میں لکھا ہے کہ ابن تیمیہ، امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے اس قول سے حیران اس لئے ہوا ہے کیونکہ اس کے نزدیک یہ تعظیم جائز نہیں ہے۔

(فیض الباری شرح صحیح بخاری تحت رقم الحدیث ۱۵۹۷)

Marfat.com

(۲)

رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی تعظیم پر ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ سیر اعلام النبلاء میں لکھتے ہیں کہ:

قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنِ اَحْمَدَ رَءَیْتُ اَبِیْ یَاْخُذُ مِنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَیَضَعُهَا عَلٰی فِیْهِ وَاَحْسِبُ اَنِّیْ رَءَیْتُهٗ یَضَعُهَا عَلٰی عَیْنَیْهِ وَیَغْمِسُهَا فِی الْمَآءِ وَیَشْرَبُهٗ یَسْتَشْفِیْ بِهٖ وَرَءَیْتُهٗ اَخَذَ قَصْعَةَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَغَسَلَهَا فِیْ حَبِّ الْمَآءِ ثُمَّ شَرِبَ فِیْهَا وَرَءَیْتُهٗ یَشْرَبُ مِنْ مَآءِ زَمْ زَمْ یَسْتَشْفِیْ بِهٖ وَیَمْسَحُ بِهٖ یَدَیْهِ وَوَجْهَهٗ

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد ماجد کو دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک کو لے کر اپنے منہ پر رکھتے ہیں اور اسے چومتے ہیں اور میرا گمان ہے کہ میں نے اپنے والد گرامی کو موئے مبارک آنکھوں پر بھی رکھتے دیکھا ہے اور شفا حاصل کرنے کے لئے محبوب ﷺ کے موئے مبارک کو پانی میں ڈبوتے اور اسے پی لیتے۔ میں نے اپنے والد صاحب کو دیکھا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پیالہ مبارک کو پکڑا اور اسے پانی کے مٹکے میں دھویا پھر اس میں پانی پیا اور میں نے اپنے والد ماجد کو شفا حاصل کرنے کے لئے آبِ زم زم پیتے دیکھا ہے اور آبِ زم زم کے ساتھ اپنے ہاتھوں اور چہروں کا مسح کرتے دیکھا ہے۔

(سیر الاعلام النبلاء جلد ۸ صفحہ ۱۳۴)

مذکورہ بالا روایت سے چند باتیں معلوم ہوئیں۔

۱۔ ایک تو یہ کہ سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک اور پیالہ مبارکہ سنبھال کر رکھا تھا جس سے معلوم ہوا کہ آثارِ نبوی ﷺ کی حفاظت اور بطورِ تبرک سنبھال کر رکھنا یہ توہم پرستی نہیں بلکہ درسِ توحید ہے اور ایمان کی بقاء اور معراج ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو آنکھوں اور منہ پر لگانا اور آپ ﷺ کے موئے مبارک

Marfat.com

اور پیالہ مبارک کو دھو کر حصولِ شفاء اور حصولِ برکت کے لئے پینا اور ان چیزوں کا اہتمام کرنا یہ تمام امور سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے عقیدے پر براہین واضح ہیں۔

۳۔ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کے موئے مبارک اور پیالہ مبارک کو دھو کر پینا آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اس عقیدے کی تائید میں ہے کہ جو پانی رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک اور پیالہ مبارک کو لگ جاتا ہے وہ پانی اللہ کے اِذن سے مشکل کشا اور حاجت روا بن جاتا ہے اور اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ بیماریوں سے شفاء عطا فرما دیتا ہے۔

(۳)

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، سیدنا عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ کا مذکورہ فرمان نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ

قُلْتُ اَیْنَ الْمُتَنَطِّعُ الْمُنْكِرُ عَلٰی اَحْمَدَ رحمۃ اللہ علیہ وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ اَحْمَدَ: سَاَلَ اَبَاهُ عَمَّنْ يَلْمِسُ رُمَّانَةَ مِنْبَرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَمَسُّ الْحُجْرَةَ النَّبَوِيَّةَ فَقَالَ لَا اَرٰى بِذٰلِكَ بَاْسًا اَعَاذَنَا اللّٰهُ وَاِيَّاكُمْ مِنْ رَاْيِ الْخَوَارِجِ وَمِنَ الْبِدَعِ

میں کہتا ہوں کہ کون امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس کے کلام کو منع کرنے والا ہے حالانکہ ثابت ہو چکا ہے کہ عبداللہ بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد گرامی احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو رسول اللہ ﷺ کے منبر شریف اور حجرہ مقدسہ کو چھوئے اور مس کرے تو جواباً امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے نزدیک ایسا کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں خارجیوں کی سوچ اور بدعتوں سے بچائے۔ (سیر الاعلام النبلاء جلد ۸ صفحہ ۱۳۴)

قربان جائیں سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی محبت رسول ﷺ پر، آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کے یہ مؤید الفاظ آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور ہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کو لاکھ بار سلام عقیدت پیش کرتے ہیں کہ تبرکاتِ نبوی ﷺ سے برکت حاصل کرنا منع نہیں ہے۔ امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کر دیا

Marfat.com

ہے کہ آثارِ نبوی ﷺ کو مٹانا اور اس کو بدعت قرار دینا اور برکت حاصل کرنے کے لئے چھونے سے منع کرنا یہ خوارج کی علامت ہے جبکہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے اجلہ علماء اسلام کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کے تبرکات و آثار کی تعظیم شعائر اہل سنت سے ہے اور قربِ خداوندی کا ذریعہ ہے۔

(۴)

تبرکاتِ نبوی ﷺ کی تعظیم پر ایک اور روایت ملاحظہ فرمائیں۔

اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ کَانَتْ عِنْدَهٗ ثَلَاثُ شَعْرَاتٍ مِّنَ الْجَسَدِ الشَّرِيْفِ فَاَمَرَ اَنْ تُوْضَعَ وَاحِدَةٌ عَلٰى عَيْنِهٖ وَاُخْرٰى عَلٰى عَيْنِهِ الْاُخْرٰى وَاُخْرٰى عَلٰى فَمِهٖ اِذَا كُفِّنَ

جب حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو ارشاد فرمایا یہ میرے پاس رسول اللہ ﷺ کے تین بال مبارک ہیں جن کو میں نے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔ جب میں وفات پا جاؤں تو ایک موئے مبارک میری ایک آنکھ پر رکھ دینا اور دوسرے کو دوسری آنکھ پر اور تیسرے موئے مبارک کو میرے منہ پر رکھ دینا۔ (مناقب امام احمد از ابن جوزی صفحہ ۴۹۳، سیر الاعلام النبلاء جلد ۸)

اس سے معلوم ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ ﷺ کے موئے مبارک کو بہترین توشہ آخرت سمجھتے تھے اور قبر میں نزول رحمت الٰہی کا ذریعہ گردانتے تھے۔ مزید یہ روایت آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت رسول اللہ ﷺ اور تبرک کی تعظیم پر واضح ثبوت ہے۔

نسبت رسول ﷺ کی تعظیم:

ایک مرتبہ عباسی خلیفہ معتصم باللہ کے حکم پر جلاد نے حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی ننگی پیٹھ پر باری باری کوڑے برسانے شروع کر دیئے جس سے مقدس پشت لہولہان ہو گئی اور کھال مبارک ادھڑ گئی۔ اسی دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ کا پاجامہ شریف سرکنے لگا تو بارگاہِ خداوندی میں دعا کی یا اللہ! تو جانتا ہے کہ میں حق پر ہوں مجھے بے پردگی سے بچالے۔ الحمد للہ پاجامہ شریف مزید سرکنے سے رک گیا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ بے ہوش ہو گئے۔ جب تک ہوش قائم تھا کوڑے کی ہر ضرب پر فرماتے میں نے معتصم باللہ کا قصور

Marfat.com

معاف کیا۔ معتصم باللہ، سلطانِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کی اولاد میں سے ہے۔ مجھے اس بات سے شرم آتی ہے کہ کہیں بروزِ قیامت یہ نہ کہہ دیا جائے کہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کی آل کو معاف نہیں کیا۔ (معدنِ اخلاق حصہ ۳ صفحہ ۷۳ دارالکتب حنفیہ کراچی)

راہِ حق میں تکالیف:

حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ پر ظلم وستم کا ذکر کرتے ہوئے حضرت سیدنا فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مسلسل اٹھائیس ماہ (سوا دو سال سے زائد) عرصہ تک قید میں رکھا گیا۔ اس دوران آپ رحمۃ اللہ علیہ پر ہر رات کوڑے برسائے جاتے یہاں تک کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پر غشی طاری ہو جاتی تھی، تلوار کے زخم لگائے جاتے تھے اور پاؤں تلے روندا گیا مگر استقامت ایسی کہ اتنی مصیبتیں ٹوٹنے کے باوجود آپ رحمۃ اللہ علیہ ثابت قدم رہے۔ (طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۹)

اس کے علاوہ امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو اسی (۸۰) کوڑے ایسے مارے گئے کہ اگر ہاتھی کو مارے جاتے تو وہ بھی چیخ اٹھتا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صبر کمال کا تھا۔ (معدنِ اخلاق حصہ ۳ صفحہ ۱۰۶ دارالکتب حنفیہ کراچی)

اسی طرح جب سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو کوڑے مارنے والے کے سامنے پیش کیا گیا تو ابوالہیثم عیار نامی ایک شخص قریب آیا اور کہنے لگا اے امام احمد (رحمۃ اللہ علیہ)! میں فلاں چور ہوں مجھے اٹھارہ ہزار کوڑے مارے گئے تاکہ میں چوری کا اقرار کرلوں مگر میں نے اقرار نہ کیا حالانکہ میں جانتا تھا کہ میں جھوٹا ہوں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کہیں کوڑے کی مار سے گھبرا نہ جائیں آپ رحمۃ اللہ علیہ تو حق پر ہیں لہٰذا جب کوڑے لگنے کی وجہ سے حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو درد ہوتا تو چور کی بات ذہن میں لے آتے۔ بعد ازاں ہمیشہ اس کے لئے رحمت کی دعا فرماتے رہے۔ (طبقات الکبریٰ جلد ۱ صفحہ ۷۸)

میرے بھائیو! غور فرمائیں کہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو ایسی سخت سزائیں دی گئیں، کوڑے برسائے گئے، طرح طرح کی اذیتیں دی گئیں لیکن آپ رحمۃ اللہ علیہ نے صبر کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑا اور ساتھ ہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا بھی علم ہوا کہ ہر کوڑا لگنے پر معتصم باللہ کا قصور اس

Marfat.com

لئے معاف کرتے رہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا جان کی اولاد سے تھا۔

موئے مبارک کی برکت:

جب قرآن پاک کو غیر مخلوق کہنے کی وجہ سے سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو مارنے کے لئے قمیص اتارا جا رہا تھا تو بادشاہ کے کارندوں نے قمیص مبارک اتارنے کی بجائے پھاڑنے کی کوشش کی لیکن ان کے پورے زور کے باوجود پھٹ نہ سکا تو پھر خلیفہ معتصم باللہ کے سپاہیوں نے کہا کہ قمیص اتار دو اور پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قمیص اتار دیا تو فرماتے ہیں کہ

ظَنَنْتُ اَنَّهٗ اِنَّمَا دُرِئَ عَنِ الْقَمِيْصِ الْخَرْقِ بِالشَّعْرِ

میں یہ سمجھتا ہوں کہ قمیص جو نہیں پھٹ رہی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ میں نے قمیص کی آستین میں موئے مبارک رکھا ہوا تھا۔ (سیر الاعلام النبلاء، جلد ۸ صفحہ ۱۵۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

صبر کا پھل:

راہِ حق میں سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کو جو تکالیف دی گئیں اس کا اجر اس طرح ملا کہ مشہور محدث سیدنا محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا ابو عبداللہ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی تو میں سخت غمگین ہوا۔ ایک رات خواب میں دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ ناز و ادا سے چل رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا اے ابو عبداللہ (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ کیسی چال ہے؟ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا یہ جنت میں خدام کی چال ہے۔ میں نے عرض کیا۔

مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا سلوک فرمایا؟ جواباً ارشاد فرمایا اللہ نے میری مغفرت کر دی اور میرے سر پر تاج سجایا اور مجھے پاؤں میں پہننے کے لئے جوتیاں مل گئیں اور فرمایا اے احمد (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ سب کچھ اس وجہ سے ہے کہ تو نے قرآن کو میرا کلام کہا۔ اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا اے احمد (رحمۃ اللہ علیہ)! مجھ سے وہ دعا کر جو تو دنیا میں کیا کرتا تھا۔ میں نے عرض کیا اے میرے رب! ہر چیز میں ۔۔۔ میں ابھی اتنا ہی کہہ پایا تھا کہ ارشاد ہوا ہر چیز تیرے لئے موجود ہے۔ اس پر میں نے عرض کیا ہر

Marfat.com

چیز پر تیری قدرت کے سبب۔ فرمایا تو نے سچا کہا۔ میں نے عرض کیا یا اللہ! مجھ سے حساب نہ لے بس میری مغفرت فرمادے۔ فرمایا جا ایسا ہی کیا۔ پھر ارشاد ہوا اے احمد (رحمۃ اللہ علیہ)! یہ جنت ہے اس میں داخل ہو جا۔ جب میں داخل ہوا تو سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہلے سے موجود تھے۔ ان کے دو پر تھے جن کے ذریعے وہاں کھجور کے ایک درخت سے دوسرے درخت پر اڑتے پھر رہے تھے اور ان کی زبان پر جاری تھا۔

سب خوبیاں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم سے کئے ہوئے وعدے کو سچ کر دکھایا اور سرزمین جنت کا ہم کو وارث بنایا۔ جنت میں ہم جہاں چاہتے ہیں ٹھکانہ بناتے ہیں تو عمل کرنے والوں کا اجر بہت ہی بہتر ہے۔

مزید حضرت محمد بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے پوچھا سیدنا عبدالوہاب وراق رحمۃ اللہ علیہ کا کیا حال ہے؟ تو فرمایا میں ان کو نور کے سمندر میں چھوڑ آیا ہوں۔ میں نے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا حال دریافت کیا تو فرمایا وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہیں ان کے سامنے ایک خوان ہے اور رب تعالیٰ ان پر متوجہ ہے اور فرما رہا ہے کہ اے دنیا میں نہ کھانے اور نہ پینے والے! اس جہان میں کھا اور لطف اٹھا۔

(شرح الصدور صفحہ ۲۸۹ دارالکتب العلمیہ بیروت)

فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے:

میرے بھائیو! آپ نے گذشتہ صفحات میں حضرت سیدنا امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا عقیدہ قدرے تفصیل سے پڑھ لیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت کی تعظیم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بٹھا دی ہے اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کرنے والوں کو انعاماتِ اخروی سے نوازا۔

چنانچہ شیخ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ "تذکرۃ الاولیاء" میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک شخص کو انتقال کے بعد کسی نے خواب میں دیکھا اور پوچھا۔

مَا فَعَلَ اللهُ بِكَ؟

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ اس شخص نے خواب دیکھنے والے کو جواب دیا اللہ تعالیٰ نے میری مغفرت فرمادی ہے۔ پوچھا کون سا عمل کیا تھا جو تیرے کام آ گیا؟ جواب دیا ایک مرتبہ حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دریا کے کنارے وضو کر رہے تھے اور وہیں میں بھی بلندی کی طرف وضو کرنے بیٹھ گیا۔ جب میری نظر امام صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر پڑی تو تعظیم کی وجہ سے نیچے آ گیا پس یہی عمل ہے جس کی وجہ سے میں بخشا گیا۔ (تذکرۃ الاولیاء صفحہ ۱۹۶)

اسی طرح کا اولیاء کرام کی تعظیم پر نوازشاتِ الٰہی کا واقعہ حضرت سیدنا فرید الدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ نے نقل فرمایا ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ایک نوجوان جو کہ بڑا فاسق و گنہگار تھا وہ ملتان میں فوت ہوا تو کسی نے اسے خواب میں دیکھا تو پوچھا کہ تیرے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا؟ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بخش دیا۔ پوچھا گیا کہ کس طرح بخشش ہوئی؟ اس نے بتایا کہ ایک دن حضرت خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی رحمۃ اللہ علیہ جا رہے تھے تو میں نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دست مبارک کو محبت سے بوسہ دیا اور اسی دست بوسی کی وجہ سے مجھے بخش دیا گیا۔

Marfat.com

Marfat.com

باب
سادس

اکابرین اہل سنت
کا عقیدۂ تعظیم

Marfat.com

بحمدہ تعالیٰ عقیدۂ تعظیم تو قرآن وحدیث سے ثابت ہو چکا مزید شمع رسالت کے پروانے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال و افعال اور کردار مبارک کی روشنی سے مزید اس عقیدے کو تقویت ملی۔ پچھلے باب میں ائمہ اربعہ کا عقیدۂ تعظیم بھی آپ پڑھ چکے اب میں اکابرین اہل سنت کے مہکتے گلستان سے چند پھولوں کی خوشبو کا تعارف و ان کی مہک کے بارے میں بتاؤں گا کہ ان کے عقیدۂ تعظیم کے وسیلے سے ہدایت کی نسیم بہار سے کائنات ہستی میں کس طرح ہزاروں، لاکھوں گلزار نمودار ہوئے ہیں۔

اب کوئی یہ نہ سمجھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ اربعہ رحمہم اللہ کا ذکر علیحدہ کیا ہے اور اب اکابرین اہل سنت کا ذکر شروع کر رہے ہیں تو پھر ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اکابرین میں داخل نہیں۔

اس کا ایک جواب تو پہلے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم والے باب سے پہلے دیا کہ عام کے تحت خاص داخل ہوتا ہے ان کی عظمت و شان کے پیش نظر جدا ذکر کیا ہے۔

صرف ائمہ اربعہ نہیں بلکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اکابرین اہل سنت میں شامل ہیں۔

اس پر محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی گواہی یقینا معتبر ہے کیونکہ مخالفین کے نزدیک بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ مستند و معتمد علیہ ہیں۔

چنانچہ شیخ محقق فرماتے ہیں۔

بتواتر اخبار معلوم شدہ و بہ تتبع وتفحص احادیث و آثار متقین گشتہ کہ سلف صالحین از صحابہ و تابعین باحسان ومن بعدھم ھمہ بریں اعتقاد و بریں طریقہ بودہ اند محدثین اصحاب کتب ستہ وغیرھما از کتب مشہورہ معتمدہ مبنی و مدار احکام اسلام برآنھا افتادہ و ائمہ فقہاء ارباب مذاہب اربعہ وغیرھم از انھا در طبقۂ ایشاں بودہ اند ہمہ بریں مذہب بودہ اند

(اشعۃ اللمعات جلد ۱ صفحہ ۱۴۰)

Marfat.com

متواتر اخبار اور احادیث مبارکہ و آثارِ شریفہ کے بالاستیعاب مطالعہ سے یہ بات معلوم ہوئی ہے کہ پہلے نیک لوگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام رضی اللہ عنہم اور ان کے بعد آنے والے تمام بزرگ و متقی لوگ اسی (اہل سنت و جماعت کے) طریقہ پر قائم تھے اور وہ محدثین جو صحاح ستہ کے مصنف ہیں اور ان کے علاوہ مشہور و معتمد کتب جن پر اسلامی احکام کا دارومدار ہے ان کے مصنفین اور مذاہب اربعہ اور بقیہ اربابِ فقہ یہی مسلک و مذہب رکھتے تھے۔

میرے بھائیو! شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی وضاحت سے معلوم ہوا کہ جملہ اولیاء کرام مثلاً سیدنا غوثِ اعظم، حضرت داتا علی ہجویری، سید احمد کبیر رفاعی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، حضرت خواجہ شاہ نقشبند بخاری، خواجہ بہاؤ الحق زکریا ملتانی، خواجہ معین الدین اجمیری، امام احمد رضا بریلوی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، اور سلاسل اربعہ کے جملہ متوسلین اور معتقدین جس طرح اہل سنت و جماعت پر قائم تھے اسی طرح سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین کرام رضی اللہ عنہم بھی اہل سنت تھے اور سارے محدثین مثلاً امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ابن ماجہ، امام ترمذی، امام نسائی، امام طحاوی، امام بیہقی اور پیشوایانِ مذاہب اربعہ امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہم اور تمام مقتیانِ دین وغیرہم اسی مسلک اہل سنت و جماعت پر قائم تھے۔

مزید ابن تیمیہ نے بھی لکھا ہے کہ "رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جو شخص میرے اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم کی راہ پر ہے خالص اسلام کو اپنانے والے اور ملاوٹ سے دور اہل سنت و جماعت ہیں۔ انہی میں صدیق، شہید اور تمام نیک لوگ شامل ہیں۔ انہی میں ہدایت کے جھنڈے اور تاریکیوں کے چراغ، بڑی منقبت والے اور بلند فضیلت والے ہیں۔ انہی میں وہ ائمہ دین بھی ہیں جن کی رہنمائی اور ہدایت پر تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور یہی طائفہ منصورہ (نجات پانے والے لوگ) ہیں۔" (الفرقۃ الناجیہ صفحہ ۴۰۶)

مزید ابن حزم لکھتا ہے کہ "اور اہل سنت جن کو ہم اہل حق کے نام سے یاد کریں گے اور ان کے مخالفین کو باطل کے نام سے وہ (اہل سنت) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور خیار تابعین ہیں جو ان کے طریقہ پر چلے پھر محدثین ہیں اور فقہاء جو ان کے طریقے پر چلے اور جس نے بھی ان کی پیروی کی ہے زمین کے مشرق و مغرب میں ان سب پر خدا کی رحمت ہو۔" (الملل والنحل جلد ۲ صفحہ ۱۱۳)

Marfat.com

لہٰذا ثابت ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک تمام تابعین، تبع تابعین، محدثین، فقہاء، صالحین، صدیق، شہید، ابدال وغیرہم سارے کے سارے اکابرین اہل سنت سے ہیں۔ دلائل تو اس پر بہت ہیں مگر موضوع یہ نہیں ہے اس لئے

مشتے نمونہ از خروارے

کے طور پر دو، تین حوالے ذکر کئے ہیں۔

چہرۂ تاریخ پر تھے گو نقابوں پر نقاب
پر حقیقت، پھر حقیقت تھی نمایاں ہو گئی

اکابرین کے ذکر کی وجہ:

اب ان اکابرین کے ذکر جمیل کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ وہ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اَلْبَرَكَةُ مَعَ اَكَابِرِكُمْ

"برکت تمہارے اکابرین (یعنی بڑوں) کے ساتھ ہے۔"

(کشف الغمہ جلد ۱ صفحہ ۲۴ دار الکتب العلمیہ بیروت، شعب الایمان باب فی رحم الصغیر وتوقیر الکبیر الحدیث ۱۱۰۰۴، صحیح ابن حبان علی التقاسیم والانواع جلد ۱ صفحہ ۵۳۰)

میرے پاس تو ایسے الفاظ ہی نہیں جو ان اکابرین کی شایانِ شان استعمال ہو سکیں مگر پھر بھی اکابرین کا ذکر خیر اس لئے کرنے لگا ہوں تا کہ اس میں اکابرین کی برکت شامل ہو اور چار دانگ عالم میں مقبولیت پائے۔

جس طرح کہ سیدنا حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ نے فرمایا تھا۔

مَا اِنْ مَّدَحْتُ مُحَمَّدًا بِمَقَالَتِیْ
وَلٰكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِیْ بِمُحَمَّدٍ

"میں اپنے کلام (اشعار) کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف نہیں کر رہا بلکہ میں

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر مبارک سے اپنے کلام کی تعریف کر رہا ہوں۔"

حضرت امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت سیدنا امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ عظیم تابعی بزرگ ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش ۳۰ھ کی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا، حضرت انس بن مالک اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے شاگرد ہیں جبکہ سیدنا امام مالک، امام جعفر صادق، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ اتنے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم کے شاگرد ہیں اور چند مجتہدین کے استاد ہیں کہ جن کے علمی دسترخوان سے آج پوری دنیا فیض یاب ہو رہی ہے تو جب شاگردوں کا ثانی نہیں خود استاد کا مقام کیا ہوگا؟

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

اس جلیل القدر امام بلکہ امام المحدثین سیدنا محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کرتے ہوئے امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نے وفاء الوفاء میں نقل فرمایا ہے کہ

حضرت اسماعیل بن یعقوب التیمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

كَانَ مُحَمَّدُ ابْنُ الْمُنْكَدِرِ يَجْلِسُ مَعَ اَصْحَابِهٖ وَكَانَ يُصِيْبُهُ الصَّمَاتُ فَكَانَ يَقُوْمُ كَمَا هُوَ يَضَعُ خَدَّهٗ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَرْجِعُ فَعُوْتِبَ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنَّهٗ يُصِيْبُنِيْ خَطْرَةٌ فَاِذَا وَجَدْتُّ ذٰلِكَ اِسْتَشْفَيْتُ فَيَتَمَرَّغُ فِيْهِ وَيَضْطَجِعُ فَقِيْلَ لَهٗ فِيْ ذٰلِكَ فَقَالَ اِنِّيْ رَءَيْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ هٰذَا الْمَوْضِعِ فِي النَّوْمِ

"(مسجد نبوی شریف میں) سیدنا امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھتے تھے اور جب پڑھاتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ پر سکتہ طاری ہو جاتا تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہوتے اور اپنا رخسار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر رکھ دیتے، پھر لوٹتے جب اس مبارک عمل پر کسی نے اعتراض کیا تو ارشاد فرمایا مجھے جب بھی کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر پر نور سے شفاء طلب کرتا ہوں۔

Marfat.com

راوی مزید فرماتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ مسجد نبوی شریف کے صحن میں ایک جگہ پر آتے تو وہاں اپنا چہرہ رگڑتے اور لیٹ جاتے جب اس کی وجہ پوچھی گئی تو فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں اسی جگہ دیکھا ہے۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۱۸ دار الکتب العلمیہ بیروت، سیر الاعلام النبلاء جلد ۶ صفحہ ۱۵۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے حضرت سیدنا امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے تین عقیدے ثابت ہوئے۔

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور پر اپنا رخسار رکھ کر واضح فرمادیا کہ جس طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ ظاہری میں تعظیم لازم تھی اسی طرح بعد وصال شریف بھی تعظیم ضروری ہے۔

۲۔ اس سے نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عقیدہ بھی ثابت ہوا کہ جس جگہ مسجد میں خواب کے اندر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی وہ جگہ بیداری کے عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اتنی متبرک ہوگئی کہ اس کی تعظیم کرتے ہوئے وہاں چہرہ رگڑ رہے ہیں اور لیٹ رہے ہیں۔تو ہمیں یہ درس ملا کہ جس جگہ کو رسولِ مکرم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم شریف سے نسبت ہو جائے اس کا ادب واحترام کمالِ ایمان کی نشانی ہے۔

۳۔ امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ، رسولِ کریم رؤوف رحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتے تھے اسی لئے تو فرمایا کہ مجھے جب بھی کوئی حاجت و بیماری پہنچتی ہے تو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے شفاء طلب کرتا ہوں۔

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے سیر اعلام النبلاء میں جو نقل فرمایا ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

اِسۡتَعَنۡتُ بِقَبۡرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّمَ

یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے مدد طلب کرتا ہوں۔لہٰذا معلوم ہوا کہ تابعین کے نزدیک بھی غیر اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

یہاں پر یہ بات قابل غور ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد کا ذکر نہیں بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد طلب کی ہے تو اندازہ لگائیں کہ جب امام المحدثین کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد مانگنا جائز ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات سے مدد مانگنا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو مشکل کشا اور حاجت روا سمجھنا امام المحدثین محمد بن منکدر کے نزدیک بدرجہ اولیٰ مسلم ولازم ہے۔

Marfat.com

حدیث رسول ﷺ کی تعظیم:

حضرت امام محمد بن المنکدر رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کا اس قدر احترام کرتے اور جلال و ہیبت سے اتنا روتے کہ دیکھنے والوں کو رحم آجاتا چنانچہ حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وَلَقَدْ کُنْتُ اَرٰی مُحَمَّدَ بْنَ الْمُنْکَدِرِ وَکَانَ سَیِّدَ الْقُرَّاءِ لَا نَکَادُ نَسْأَلُہٗ عَنْ حَدِیْثٍ اَبَدًا اِلَّا یَبْکِیْ حَتّٰی تَرْحَمَہٗ

میں امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کرتا حالانکہ وہ قاریوں کے سردار تھے کہ جب بھی ہم ان سے کسی حدیث کے بارے میں سوال کرتے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اتنا روتے کہ ہمیں ان پر ترس آجاتا۔ (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۷ دارالکتب العلمیہ بیروت)

آپ رحمۃ اللہ علیہ کے والد گرامی کا عقیدۂ تعظیم:

خود سیدنا امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد گرامی کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

اَوْدَعَ رَجُلٌ اَبِیْ ثَمَانِیْنَ دِیْنَارًا وَخَرَجَ لِلْجِھَادِ وَقَالَ لِاَبِیْ اِنِ احْتَجْتَ اَنْفِقْھَا اِلٰی اَنْ اَعُوْدَ وَاَصَابَ النَّاسَ جُھْدٌ مِّنَ الْغُلَاءِ فَاَنْفَقَ اَبِیْ دَنَانِیْرَ فَقَدِمَ الرَّجُلُ وَطَلَبَ مَالَہٗ فَقَالَ لَہٗ اَبِیْ عُدْ اِلَیَّ غَدًا وَبَاتَ فِی الْمَسْجِدِ یُلَوِّذُ بِقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَرَّۃً وَبِمِنْبَرِہٖ مَرَّۃً حَتّٰی کَادَ اَنْ یُّصْبِحَ یَسْتَغِیْثُ بِقَبْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَبَیْنَمَا ھُوَ کَذٰلِکَ وَاِذَا بِشَخْصٍ فِی الظَّلَامِ دُوْنَکَھَا یَا اَبَا مُحَمَّدٍ فَمَدَّ اَبِیْ یَدَہٗ فَاِذَا ھُوَ بِصُرَّۃٍ فِیْھَا ثَمَانُوْنَ دِیْنَارًا فَلَمَّا اَصْبَحَ جَاءَ الرَّجُلُ فَدَفَعَھَا اِلَیْہِ

"ایک شخص نے میرے والد ماجد کے پاس اسی (۸۰) دینار بطورِ امانت رکھے اور جہاد کے لئے نکل گیا اور میرے والد سے کہا کہ اگر ضرورت پڑے تو ان کو خرچ کر لینا

Marfat.com

جب میں واپس آؤں گا تو مجھے دے دینا۔ پھر ایسا ہوا کہ قحط سالی آگئی اور میرے والد نے وہ دینار خرچ کر لئے۔ اتنے میں وہ شخص بھی آگیا اور اپنی امانت مانگ لی۔ میرے والد نے اس شخص سے فرمایا تم کل میرے پاس آنا۔ لہٰذا وہ شخص چلا گیا۔ میرے والد ماجد نے رات مسجد نبوی شریف میں گزاری۔ کبھی قبر انور سے چمٹ جاتے اور کبھی منبر شریف کے ساتھ۔ ساری رات یہی عمل کرتے رہے۔ صبح ہونے کے قریب تھی کہ میرے والد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور سے مدد مانگ لی۔ اسی جگہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اندھیرے میں کھڑے ہو کر میرے والد کی طرف کوئی چیز بڑھائی اور کہا اے ابو محمد! اس کو پکڑ لو۔ میرے باپ نے جب ہاتھ بڑھا کر اس کو پکڑا تو وہ تھیلی تھی جس میں اسی دینار تھے۔ صبح ہوئی تو امانت رکھنے والا شخص میرے والد کے پاس آیا تو میرے والد نے اس کو اسی دینار دے دیئے۔“

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۹۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

معلوم ہوا کہ حضرت امام محمد بن منکدر رحمۃ اللہ علیہ کے والد حضرت منکدر رضی اللہ عنہ بھی آثارِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا پاس رکھتے تھے۔ مزید یہ کہ وصال شریف کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد مانگنے کے قائل تھے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر سے مدد مانگنا جائز سمجھتے تھے۔ جب باپ اس قدر محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سانچے میں ڈھلا ہوا ہو تو پھر بیٹا بھی امام المحدثین ہی بنتا ہے۔

حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

خلیفہ راشد، امام عادل حضرت عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ نے جہاں اپنی زندگی خوفِ خدا میں گزاری، عدل و انصاف کو عام کیا اور نظامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر سو پرچم لہرائے وہاں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رگ و پے میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم شدت کی حد تک سمایا ہوا تھا۔ ساری زندگی محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے سمندر میں یوں غوطہ زن رہے کہ مدینے کی حاضری کے لئے بے چین رہتے اور ملک شام سے خصوصی نمائندہ بھیج کر اپنے کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں سلامِ عقیدت پیش کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

جیسا کہ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

عَنْ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَنَّهٗ كَانَ يَبْرُدُ الْبَرِيْدَ مِنَ الشَّامِ يَقُوْلُ سَلِّمْ لِيْ عَلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ایک قاصد کو ملک شام سے مدینہ طیبہ روانہ فرمایا کرتے تھے اور فرماتے تھے جاؤ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں میرا سلام عرض کرو۔

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۳ دار الکتب العلمیہ بیروت، الشفاء جلد ۲ صفحہ ۶۹ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تھا کہ محبوب دوعالم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبر انور میں زندہ تشریف فرما ہیں اور اپنے غلاموں کا سلام سنتے بھی ہیں اور پہچانتے بھی ہیں اسی لئے تو سلام بھیجنے کا باقاعدہ اہتمام فرماتے تھے۔

تبرکات کی تعظیم:

۱۔ حضرت سیدنا عمر بن مہاجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

كَانَ مَتَاعُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ فِيْ بَيْتٍ يَنْظُرُ اِلَيْهِ كُلَّ يَوْمٍ وَكَانَتْ اِذَا اجْتَمَعَتْ اِلَيْهِ الْوُفُوْدُ اَدْخَلَهُمْ لِيَرَوْا تِلْكَ الْمَتَاعَ فَيَقُوْلُ هٰذَا مِيْرَاثُ مَنْ اَكْرَمَكُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى وَاَعَزَّكُمْ بِهٖ قَالَ وَكَانَ سَرِيْرًا مُرْمَلًا بِشَرِيْطٍ وَمِرْفَقَةٌ مِنْ اَدَمٍ مَحْشُوَّةٌ بِلِيْفٍ وَجَفْنَةٍ وَقَدَحًا وَقَطِيْفَةِ صُوْفٍ وَرُحًى وَكِنَانَةً فِيْهَا اَسْهُمٌ وَكَانَ فِي الْقَطِيْفَةِ اَثَرُ عَرَقِ رَاْسِهٖ فَاُصِيْبَ رَجُلٌ فَطَلَبُوْا اَنْ يَّغْسِلُوْا بَعْضَ ذٰلِكَ الْعَرَقِ فَيُسْقَطُ بِهٖ فَذُكِرَ ذٰلِكَ لِعُمَرَ فَسَقَّطَهٗ فَبَرَأَ

"حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس کمرے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تبرکات بحفاظت رکھے تھے آپ رضی اللہ عنہ روزانہ ان تبرکات کی زیارت کرتے تھے۔ جب بھی کوئی وفد آپ رضی اللہ عنہ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ رضی اللہ عنہ اس کو کمرے میں لے

Marfat.com

جاتے تاکہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے تبرکات کی زیارت کرلے اور اس وفد کے افراد سے فرماتے یہ تبرکات اس مقدس ذات کی میراث ہیں کہ جن کے وسیلے سے اللہ نے تمہیں عزت دی ہے۔

حضرت عمر بن مہاجر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ وہ تبرکات ایک چارپائی تھی جو کہ کھجور کی چھال کی بنی ہوئی تھی اور ایک پیالہ مبارک، ایک چکی، ایک ترکش اور ایک اون کا گدا مبارک تھا جس پر رسول اللہ ﷺ کے سرِ انور کے پسینہ مبارکہ کے نشانات موجود تھے۔ ایک مرتبہ ایک شخص بیمار ہوا تو لوگوں نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے یہ گدا مانگا تاکہ دھو کر اس کا دھوون مریض کو پلایا جائے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے وہ گدا مبارکہ دے دیا جس کی برکت سے مریض تندرست ہو گیا۔"

(سبل الہدیٰ والرشاد جلد ۷ صفحہ ۳۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، سیرت ابن جوزی صفحہ ۲۵۳ دارالکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت میں تبرکاتِ نبوی ﷺ کی تعظیم کا عقیدہ تو یقیناً موجود ہے لیکن ساتھ ہی ساتھ اس پہلو کو بیان کیا گیا ہے کہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ تبرکات شریف کی خود بھی روزانہ زیارت کرتے تھے اور کوئی ملنے آتا تو اس کو بھی زیارت کراتے گویا کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ وظیفہ تھا اور آپ رضی اللہ عنہ سمجھتے تھے کہ میں تو روزانہ زیارت کرتا ہوں میرے پاس آنے والا کوئی بھی شخص اس سعادت سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔

الحمدللہ! اہل سنت کی محفلوں میں گاہے گاہے رسول اللہ ﷺ کے تبرکات مثلاً عمامہ شریف، موئے مبارک، نعل پاک وغیرہ کی زیارت کروانے کا اہتمام کیا جاتا ہے تو یوں اہل سنت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جیسے مقتدایانِ امت کی پیروی کرتے ہوئے اہل ایمان کے ایمان کو تازہ رکھنے کا سامان کرتے رہتے ہیں۔ آج پوری دنیا کے کونے کونے میں رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و اہل بیت کرام رضی اللہ عنہم کے تبرکات پائے جاتے ہیں اور اہل اسلام ان کی زیارت کا باقاعدہ اہتمام رکھتے ہیں۔ اس عمل پر ایک دلیل سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کا یہی مبارک عمل ہے۔

لیکن کچھ افراد جن کے دلوں میں کجی و عداوت ہے وہ ایسے امور سے نہ صرف چڑتے ہیں بلکہ زعم فاسد سے شرک و بدعت اور حرام وناجائز کے بے دریغ فتوے بھی صادر کر دیتے ہیں۔

Marfat.com

حکیم الامت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں کہ میں دھوراجی کاٹھیاوار میں نگینہ مسجد میں ۱۲ ربیع الاول شریف کو بیان کرنے کے لئے گیا۔ وہاں موئے مبارک کی زیارت کی جا رہی تھی اور مسلمان زیارت کر رہے تھے۔ درود و سلام کا ورد کر رہے تھے۔ کوئی رو رہا تھا اور کوئی دعا مانگ رہا تھا۔ غرض کہ عجب پر کیف منظر تھا۔ ایک صاحب کونے میں منہ بنائے کھڑے تھے۔ میں نے پوچھا حضرت! آپ غصہ میں کیوں ہیں؟ فرمانے لگے مسجد میں خرافات ہو رہی ہیں اس کا کیا ثبوت ہے کہ یہ بال نبی کریم ﷺ کے ہیں؟ اگر ہوں بھی تو ان کی تعظیم کا کیا ثبوت ہے؟ میں نے ان کا جواب نہ دیا بلکہ ان سے پوچھا جناب کا اسم شریف کیا ہے؟ فرمانے لگے عبدالرحمن۔ پھر پوچھا آپ کے والد مہربان کا کیا نام ہے؟ فرمایا عبدالرحیم۔ میں نے پوچھا کہ حضرت! آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ آپ عبدالرحیم ہی کے بیٹے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس نکاح کا گواہ اب موجود نہیں ہے اگر کوئی ہو بھی تو صرف عقد نکاح کی گواہی دے گا یہ کیسے معلوم ہوگا کہ جناب کی ولادت شریف بھی انہی کے سبب سے ہوئی ہے؟ وہ تڑپ کر بولے مولوی صاحب! مسلمان کہتے ہیں کہ میں ان ہی کا بیٹا ہوں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے۔ اب میں نے کہا مسلمان کہتے ہیں کہ یہ بال رسولِ انور، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے دلبر، انبیاء علیہم السلام کے سرور ﷺ کے ہی موئے مبارک ہیں اور مسلمانوں کی گواہی معتبر ہے اس پر وہ صاحب شرمندہ ہو گئے۔

اے ہمنشیں! اذیت فرزانگی نہ پوچھ
جس میں ذرا سی عقل تھی دیوانہ ہو گیا

؎

عقل والوں کے نصیب میں کہاں ذوقِ جنوں
عشق والے ہیں جو ہر چیز لٹا دیتے ہیں

؎

عاشقاں را چہ کار با تحقیق
ہر کجا نام اوست قربانیم

یعنی عاشقوں کو تحقیق سے مطلب نہیں ہوتا جہاں محبوب ﷺ کا نام پاک آیا وہاں قربان ہونے

Marfat.com

کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔

۲۔ حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ جو روزانہ تبرکاتِ شریفہ کی خود بھی زیارت کرتے اور دوسروں کو بھی کرواتے ان کا یہ عمل لائق صد تحسین ہے لیکن اس سے بھی بڑھ کر آپ رضی اللہ عنہ کے تبرکات کی تعظیم کے عقیدے کو وہ روایت بیان کر رہی ہے جسے امام بدرالدین عینی علیہ رحمۃ اللہ نے نقل فرمایا ہے کہ جب حضرت سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے وصیت فرمائی کہ

اَنْ يُّدْفَنَ مَعَهٗ شَيْءٌ كَانَ عِنْدَهٗ مِنْ شَعْرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَظْفَارِهٖ وَقَالَ اِذَا مُتُّ فَاجْعَلُوْهُ فِيْ كَفَنِيْ فَفَعَلُوْا ذٰلِكَ

میرے پاس جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بال مبارک اور ناخن مبارک ہیں ان کو میرے ساتھ ہی دفن کیا جائے اس طرح کہ جب میں مر جاؤں تو ان موئے مبارک اور ناخن مبارک کو میرے کفن میں رکھ دیا جائے پس ایسا ہی کیا گیا۔ (عمدۃ القاری جلد ۱ صفحہ ۱۹۳، طبقات ابن سعد عمر بن عبدالعزیز جلد ۵ صفحہ ۳۱۸)

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

شفاء شریف میں قاضی عیاض مالکی علیہ رحمۃ اللہ روایت نقل فرماتے ہیں کہ

دَخَلَتْ بِنْتُ اُسَامَةَ بْنِ زَيْدٍ عَلٰى عُمَرَ بْنِ عَبْدِ الْعَزِيْزِ وَمَعَهَا مَوْلًى لَّهَا يُمْسِكُ بِيَدِهَا فَقَامَ لَهَا عُمَرُ وَمَشٰى اِلَيْهَا حَتّٰى جَعَلَهَا يَدَيْهَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَيَدَاهُ فِيْ ثِيَابِهٖ وَمَشٰى بِهَا حَتّٰى اَجْلَسَهَا عَلٰى مَجْلِسِهٖ وَجَلَسَ بَيْنَ يَدَيْهَا وَمَا تَرَكَ لَهَا حَاجَةً اِلَّا قَضَاهَا

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی بیٹی ایک مرتبہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس بیٹے کے ساتھ آئیں جس نے ان صاجزادی کا ہاتھ پکڑ رکھا تھا۔ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ ان کی آمد پر کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف چل کر گئے یہاں تک کہ ان کو ساتھ لیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ میں کپڑے تھے تو ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں کے درمیان کر لیا اور لا کر اپنی جگہ پر بٹھایا اور

Marfat.com

خود ان کے سامنے بیٹھ گئے اور جس کام کے لئے وہ تشریف لائی تھیں ان کا وہ کام کر دیا۔" (الشفاء الباب الثالث جلد ۲ صفحہ ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

چونکہ نبی مکرم رسولِ محترم ﷺ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے بہت زیادہ پیار فرمایا کرتے تھے تو اسی نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کرتے ہوئے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ، حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی صاحبزادی کی قدر کر رہے تھے۔

۴۔ اسی طرح ایک مرتبہ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پوتے محمد بن علی بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما، حضرت سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس آئے وہ جس کام کے لئے آئے تھے وہ کام تو کر دیا جب واپس تشریف لے گئے تو فرمایا۔

لَوْ كَانَ إِلَيَّ مِنَ الْخِلَافَةِ شَيْءٌ لَقَمَّصْتُهَا هٰذَا الْخَارِجَ

"اگر میرے پاس خلافت سے کچھ ہوتا تو میں اس جانے والے کو قمیض پہناتا۔"

(فضائل الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۹۵۳، رقم الحدیث ۱۹۵۴ دار ابن جوزی)

چونکہ سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما، رسول اللہ ﷺ کے چچازاد تھے تو ان کے پوتے کو بھی آپ ﷺ سے قرب حاصل ہو گیا تو اسی نسبت کی تعظیم کی وجہ سے سیدنا عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے پوتے سے اظہارِ محبت فرما رہے تھے۔

۵۔ اسی طرح حضرت عبد اللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ

أَتَيْتُ عُمَرَ بْنَ عَبْدِ الْعَزِيزِ فِي حَاجَةٍ فَقَالَ لِي إِذَا كَانَ لَكَ حَاجَةٌ فَأَرْسِلْ إِلَيَّ أَوِ اكْتُبْ فَإِنِّي أَسْتَحْيِي مِنَ اللهِ أَنْ يَرَاكَ عَلٰى بَابِي

"میں ایک مرتبہ کام کے لئے عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہ کے پاس گیا تو مجھ سے فرمایا کہ آپ کو جب بھی کوئی کام ہو اپنا نمائندہ بھیج دینا یا لکھ دینا آپ کا کام ہو جائے گا اس لئے کہ مجھے اللہ سے حیاء آتی ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میرے دروازے پر دیکھے۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۲ دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت کو امام یوسف بن اسماعیل نبہانی رحمۃ اللہ علیہ نے الشرف المؤبد میں یوں بیان فرمایا

Marfat.com

ہے کہ عبداللہ بن حسن بن حسن رضی اللہ عنہما اپنی نوعمری کے زمانے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے پاس تشریف لے گئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو اونچی جگہ بٹھایا اور عزت و تعظیم کی۔ جب وہ تشریف لے گئے تو لوگوں نے آپ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تعظیم کرنے کی وجہ پوچھی تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ

اِنَّمَا فَاطِمَةُ بِضْعَةٌ مِّنِّیْ یُسِرُّنِیْ مَا یُسِرُّهَا

"فاطمہ (رضی اللہ عنہا) میری لختِ جگر ہیں ان کی خوشی کا سبب میری خوشی کا سبب ہے۔"

یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

اَنَا اَعْلَمُ اَنَّ فَاطِمَةَ لَوْ کَانَتْ حَیَّةً لَاَسَرَّهَا مَا فَعَلْتُ بِابْنِهَا

اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہوتیں تو جو میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے وہ اس سے ضرور خوش ہوتیں تو حدیث کی رو سے پھر محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خوش ہو جائیں گے۔ (الشرف المؤبد صفحہ ۹۳)

دستاویز مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چوم لی:

نبی دو عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک صحابی رضی اللہ عنہ کو کچھ جاگیریں عطا فرمائی تھیں اور ان جاگیروں کے متعلق ایک سند بھی لکھ دی تھی۔ اس صحابی رضی اللہ عنہ کے خاندان کے ایک شخص نے یہ سند حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کو دکھائی تو آپ رضی اللہ عنہ نے اس کو چوم کر آنکھوں پر لگایا۔ (اسد الغابہ جلد ۵ صفحہ ۱۴۱)

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ بھی ہے کہ کسی نے حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے خلاف مقدمہ دائر کیا جس میں یہ تھا کہ اس بندے نے آپ رضی اللہ عنہ کو ایک کھیت فروخت کیا پھر اس کھیت میں کانیں نکل آئیں تو اب مقدمہ میں کہا گیا کہ ہم نے کھیت تو فروخت کیا تھا لیکن کانیں فروخت نہیں کی تھیں اور پھر بطورِ دلیل اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی تحریر دکھائی۔ اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے اس شخص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تحریر لے کر چوم لی اور آنکھوں سے لگایا اور پھر اپنے منتظم سے فرمایا کہ اس کی آمدنی اور خرچ کا اندازہ لگاؤ۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ نے خرچ رکھ کر باقی رقم اس شخص کو واپس کر دی۔

(فتوح البلدان جلد ا صفحہ ۳۱)

Marfat.com

میرے بھائیو! ان دونوں روایتوں میں جو سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس کی لکھی ہوئی تحریر کو چوم کر آنکھوں پر لگا رہے ہیں تو اس سے آپ رضی اللہ عنہ کا نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا عقیدہ آشکار ہو رہا ہے اور ہمارا اس سلسلے میں رہبر و رہنما ہے کہ آج کے دور میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے مقبول بندوں مثلاً اولیائے کاملین، مشائخ کرام اور علماء اہل سنت کی منسوب چیزیں ملیں تو ان کو چوم کر آنکھوں پر لگائیں تو یہ نہ صرف نورِ بصارت و بصیرت کا سبب ہیں بلکہ قلب و نظر کی طہارت کا بھی باعث بنتی ہیں۔

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم

حضرت امام محمد بن حسن شیبانی ۱۳۲ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ عظیم محدث اور فقیہ ہونے کے ساتھ مجتہد کے مقام پر بھی فائز تھے۔ ایک ہزار کے قریب کتابیں لکھیں اور قرآن و حدیث سے ایک لاکھ سے زیادہ مسائل کا استنباط فرمایا۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پڑھنے کے لئے حاضر ہوئے تو چونکہ انتہائی درجہ کے خوبصورت تھے امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! پہلے قرآن حفظ کر کے آؤ۔ سات دنوں کے بعد حاضر خدمت ہو گئے تو امام اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا بیٹا! تمہیں قرآن حفظ کرنے کا کہا تھا۔ عرض کیا میں نے قرآن حفظ کرلیا ہے۔ چار سال تک امام اعظم رضی اللہ عنہ کے ساتھ سفر و حضر میں رہے اور برابر استفادہ کرتے رہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے درسِ حدیث لیتے رہے اور تین سال کے عرصہ میں سات سو سے زیادہ احادیث کا سماع کیا۔ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ چونکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں تو فرماتے ہیں کہ ایک رات میں امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس ٹھہرا۔ میں ساری رات نفل پڑھتا رہا جبکہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ لیٹے رہے۔ صبح ہوئی تو وضو کئے بغیر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فجر کی نماز پڑھی۔ اس پر میں نے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وضو نہیں کیا تو فرمانے لگے تم ساری رات اپنے لئے نفل پڑھتے رہے ہو میں نے ایک رات میں امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک ہزار مسائل کا استخراج کیا ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر یہود و نصاریٰ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتابوں کو دیکھ

Marfat.com

لیں تو فوراً ایمان لے آئیں۔(تاریخ بغداد جلد ۲ صفحہ ۱۷۱)

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب مبسوط جس کو امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے حفظ کیا تھا اس کتاب کو پڑھ کر ایک غیر مسلم مسلمان ہو گیا اور کہنے لگا جب چھوٹے محمد کی کتاب اتنی عظیم ہے تو بڑے محمد ﷺ کی کتاب کی شان کا کیا عالم ہو گا؟ (کشف الظنون جلد ۲ صفحہ ۱۰۸۱)

حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کا صلہ:

امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں مجھے یہ علمی خزینے حضرت آدم علیہ السلام سے بوجہ ادب حاصل ہوئے۔ مجھے آدم علیہ السلام کی زیارت ہوئی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا اے محمد بن حسن!

اِنِّیْ اَنْظُرُ عَلٰی وَجْهِكَ نُوْرَ الْقُرْاٰنِ

میں تیری پیشانی پر نورِ قرآن دیکھتا ہوں مجھے قرآن سناؤ تو میں نے قرآن سے تخلیق اور خلافت والا رکوع پڑھا۔ جب اس آیت کریمہ پر پہنچا۔

فَعَصٰۤی اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰی

تو اس آیت کو چھوڑ کر آگے چلا گیا۔ اس پر آدم علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت کیوں چھوڑی؟ عرض کیا آپ علیہ السلام کی اس حالت کو بیان کرتے ہوئے مجھے شرم آتی ہے اور یہ ادب کا تقاضہ تھا کہ میں نے یہ آیت نہیں پڑھی۔ اللہ تعالیٰ جس طرح چاہے اپنے بندوں سے خطاب فرمائے میں کون ہوتا ہوں کہ اس طرح پڑھوں؟ میرے اس جواب سے آدم علیہ السلام کے چہرہ مبارک پر خوشی اور مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔ سیدنا آدم علیہ السلام نے محبت سے مجھے سینے سے لگا لیا اور

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ

کی علمی شان رکھنے والے اور علمی تاج پہننے والے نبی علیہ السلام نے میرے سینے کو علومِ ظاہری اور باطنی کا گنجینہ بنا دیا۔ (تحفۃ الصلوٰۃ بحوالہ سیرت امام محمد صفحہ ۱۸۸)

اس سے معلوم ہوا کہ اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور خواب میں تشریف لا کر بندگانِ خدا کو سیراب کرتے رہتے ہیں۔

Marfat.com

اس کے علاوہ یہ بھی پتہ چلا کہ تعظیم نبی علیہ السلام کا کتنا بڑا صلہ ہے کہ علم کی سوغات لینے میں آ گئی اسی لئے تو امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کے باب میں فرماتے ہیں کہ

وَكَانَ مِنْ بُحُوْرِ الْعِلْمِ

"آپ رحمۃ اللہ علیہ علم کا ایک سمندر تھے۔"

اس واقعہ سے کسی کو یہ وہم نہ آئے کہ یہ تو خواب کی بات تھی۔ ٹھیک ہے خواب کی بات ہے اور غیر نبی کا خواب شریعت میں حجت و دلیل بھی نہیں ہے مگر یہ ایک طے شدہ حقیقت ہے کہ خواب بیداری کا ہی عکاس ہوتا ہے تو جب خواب میں تعظیم کا عمل پایا گیا تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام محمد رحمۃ اللہ علیہ بیداری کی حالت میں تعظیم انبیاء علیہم السلام کے فریضہ پر سختی سے کاربند تھے۔ خواب میں تعظیم کو معتبر ماننے میں ہمارے پاس ایسے واقعات موجود ہیں جن کو بڑے بڑے ائمہ نے نقل فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر ایک واقعہ نقل کرتا ہوں اس واقعہ کو علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے القول البدیع میں اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں بیان کیا ہے۔

ابو بکر محمد بن عمر کا بیان ہے کہ میں ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھا تھا کہ شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے تو حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے اٹھ کر ان کو گلے سے لگایا اور ساتھ ہی حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کی اے آقا! آپ، حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی اس قدر تعظیم کیوں کر رہے ہیں حالانکہ اہل بغداد کی نظر میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ مجنون ہیں؟ اس پر حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا کہ میں نے ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا ہے جو میں نے ان کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کو کرتے دیکھا ہے کیونکہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی تو شبلی، آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر کیوں نواز رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ نماز کے بعد سورہ توبہ کی آخری دونوں آیتیں پڑھتا ہے۔ اس کے بعد تین مرتبہ کہتا ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ

ابو بکر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں بعد میں حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے ملا اور ان سے پوچھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نماز کے بعد کیا پڑھتے ہیں؟ تو انہوں نے یہی بیان کیا۔

(تاریخ بغداد جلد ۴ صفحہ ۲۹۵، جلاء الافہام صفحہ ۲۵۸، القول البدیع صفحہ ۱۷۳)

اتنے عظیم محدث حضرت ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ، سیدنا شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم اس لئے کر رہے ہیں کہ انہوں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کا بوسہ لیتے دیکھا تھا تو اسی نسبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے امام ابو بکر بن مجاہد رحمۃ اللہ علیہ بیداری میں اسی طرح حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کر کے خواب کو عملی جامہ پہنا رہے ہیں۔

الغرض اس بحث سے معلوم ہوا کہ خواب میں بھی انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کاملین کی عزت کی جائے تو یہ سینے میں ایمان موجود ہونے کی ہی نشانی ہے۔

اس کے علاوہ مزید یہ ہے کہ خواب کے اندر کوئی بندہ ملے تو یہ روحوں ہی کی تو ملاقات ہوتی ہے۔ بندہ سوتا ہے تو اس کی روح نکل کر سیر کرتی ہے اور جس کی روح سے ملاقات ہو اس کے بارے میں کہتا ہے کہ آج میرے خواب میں فلاں آئے تھے تو اس سلسلے میں بطورِ دلیل ایک اور واقعہ نقل کرتا ہوں جس کو اشرف علی تھانوی نے بھی امداد المشتاق میں لکھا ہے اور پہلے تو اس کو شیخ علامہ اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے تفریح الخاطر میں لکھا ہے کہ معراج کی رات جب نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو موسیٰ علیہ السلام فرمانے لگے مرحبا اے نبی صالح واخی صالح صلی اللہ علیہ وسلم! پھر فرمایا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

عُلَمَآءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَآءِ بَنِیْٓ اِسْرَآئِیْلَ

"میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی مثل ہیں۔"

تو میری خواہش ہے کہ آپ اپنی امت کے کسی عالم کو بلائیں تاکہ وہ مجھ سے گفتگو کرے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی روح کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے پیش کر دیا تو آپس میں سلام و جواب کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا میرا نام محمد بن محمد بن محمد الغزالی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں نے صرف تمہارا نام پوچھا ہے تمہارے باپ دادا کا نام نہیں پوچھا۔ اس پر امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

نے جواباً عرض کیا کہ اے موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام! جب اللہ تعالیٰ نے آپ علیہ السلام کے ہاتھ میں موجود چیز کے بارے میں یوں پوچھا کہ

وَمَا تِلْكَ بِيَمِيْنِكَ يٰمُوْسٰى ○ (پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۷)

"یعنی اے موسیٰ (علیہ السلام)! تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟"

اس کے جواب میں آپ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں یوں عرض کیا تھا کہ:

قَالَ هِيَ عَصَايَ اَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَاَهُشُّ بِهَا عَلٰى غَنَمِيْ وَلِيَ فِيْهَا مَاٰرِبُ اُخْرٰى (پ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت ۱۸)

ترجمہ کنز الایمان: "یہ میرا عصا (ڈنڈا) ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لئے پتے جھاڑتا ہوں اور میرے اس میں اور بھی کام ہیں۔"

تفسیر خازن میں ہے اور کاموں سے مراد یہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اس پر زادِ راہ اٹھاتے اور کنوئیں سے پانی نکالنے کے لئے استعمال کرتے، سانپ وغیرہ کو مارتے اور درندوں کو بھگاتے تھے۔

تو اے پیارے موسیٰ علیہ السلام! اللہ تعالیٰ نے تو صرف یہ پوچھا تھا کہ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے تو کیا آپ علیہ السلام کا اتنا فرمانا کافی نہ تھا کہ میرے ہاتھ میں عصا ہے (اگلی گفتگو کیوں ضروری سمجھی)۔ اس پر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو جواب کے طور پر ارشاد فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا کہ تیرے دائیں میں کیا ہے؟ تو میں جانتا تھا کہ اللہ عالم الغیب ہے، سینے کے چھپے ہوئے رازوں کو بھی جانتا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے یہ جو مجھ سے پوچھا ہے اس سے غرض یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ہم کلامی کا شرف بخشے تو میں نے لذت اور انس حاصل کرنے کے لئے کلام کو طویل کیا تھا۔

اب جواباً امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ عرض کرتے ہیں کہ جب آپ علیہ السلام نے مجھے گفتگو کے لئے بلایا تو میں نے بھی لذت و انس حاصل کرنے کے لئے اپنے نام کے ساتھ اپنے باپ دادا کا نام بھی لیا۔ چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ مکالمہ ملاحظہ فرما رہے تھے تو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے اس آخری جواب دینے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک میں موجود عصا مبارک سے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرنے مین ادب و احترام کو

Marfat.com

لحاظ نہیں کیا یعنی اللہ کے نبی علیہ السلام سے کلام کر رہے ہو اللہ کے نبی کی تعظیم کرو تو جب امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ پیدا ہوئے تو لاٹھی کا نشان امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کے جسم پر موجود تھا۔

(تفریح الخاطر صفحہ ۵۲ مترجم قادری رضوی لاہور، امداد المشتاق صفحہ ۹۰ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

میرے بھائیو! اندازہ لگائیں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ تو تقریباً پانچ سو سال بعد پیدا ہوئے اور معراج کی رات ان کی روح تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے محوِ گفتگو تھی، خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے غلام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ کے نبی موسیٰ علیہ السلام سے گفتگو کرنے کے آداب سکھا رہے تھے اس کے علاوہ اس وقت عصا مبارک جسم غزالی پر لگا تو پیدائش کے وقت نشان موجود تھا۔ یہ بھی شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔ الغرض یہ حکایت عقائد کے بہت سے پہلو بیان کرتی ہے۔

بہرحال اس سلسلے میں دلائل تو اور بھی ہیں مگر ہمارا موضوع امام محمد رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم تھا تو اس کی وضاحت بقدرِ ضرورت کر دی ہے۔ اللہ قبولِ حق کے لئے ہمارے سینوں کو کھول دے۔ آمین

امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام اور بہت بڑے محدث تھے۔ ان کی علمی شان و شوکت کا اندازہ یوں لگائیں کہ امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے بخاری شریف لکھی ہے وہ ان کے یعنی امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۳۰ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کو بیان کرتے ہوئے امام ابوبکر بن مغفل رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

خَرَجَ اِمَامُ اَهْلِ الْحَدِيْثِ اَبُوْبَكْرِ بْنُ خُزَيْمَةَ مَعَ جَمَاعَةٍ مِّنْ مَّشَائِخِنَا اِذْ ذَاكَ مُتَوَافِرُوْنَ اِلٰى زِيَارَةِ قَبْرِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا بِطُوْسٍ قَالَ فَرَءَ يْتُ مِنْ تَعْظِيْمِهٖ يَعْنِىْ ابْنِ خُزَيْمَةَ لِتِلْكَ الْبُقْعَةِ وَتَوَاضُعِهٖ لَهَا وَتَضَرُّعِهٖ عِنْدَهَا مَا تَحَيَّرْنَا

"امام المحدثین حضرت ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ مشائخ کرام کی ایک جماعت کے ساتھ

Marfat.com

طوس میں واقع امام علی بن موسیٰ الرضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ راوی فرماتے ہیں کہ جب امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ وہاں پہنچے تو میں نے دیکھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ، امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر مبارک کی تعظیم کر رہے ہیں اور تواضع کر رہے ہیں اور قبر کے پاس رو رہے ہیں، قبر کی اس تعظیم و تواضع نے ہم کو حیران کر دیا۔" (تہذیب التہذیب جلد ۴ صفحہ ۶۵۶ دارالکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد کا عقیدۂ تعظیم دیکھئے کہ رسول اللہ ﷺ کی اولاد میں سے امام علی رضا رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت کے لئے سفر کیا ہے، اکیلے نہیں مشائخ کی ایک جماعت بھی ساتھ ہے اور پھر وہاں جا کر قبر کی تعظیم کی تو اس طرح ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیں نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کا درس دیا اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی ثابت ہوگیا کہ صالحین کی قبروں کی زیارت کی نیت سے اہتمام کے ساتھ سفر کرنا محدثین کرام اور مشائخ کرام کا مبارک عمل ہے۔

وہم کا ازالہ:

یہاں پر روایت میں جو الفاظ ہیں وہ امام اہل الحدیث کے ہیں یعنی اہل حدیث کا امام تو اس اہل حدیث سے مراد محدثین کا وہ مبارک طبقہ ہے جن کا کام حدیث پڑھنا پڑھانا ہے اس اہل حدیث سے آج کے اہل حدیث اپنا آپ مراد نہیں لے سکتے۔

اس لئے کہ آج کے اہل حدیث حضرات جو کہ غیر مقلد ہیں ان کے عقیدے کے مطابق اللہ کی بارگاہ کے مقبول بندوں کی قبروں پر جانا شرک و بدعت ہے بلکہ آج کے پرفتن دور میں اولیاء کرام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مزارات کو شہید کرنا بھی آج کے نام نہاد اہل حدیثوں کا وطیرہ ہے تو ان کے برعکس امام ابوبکر بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ صالحین کی قبروں پر جانے اور قبر کی عزت کرنے کو سعادت سمجھتے تھے تو پھر بھلا آپ رحمۃ اللہ علیہ آج کے اہل حدیثوں کے امام کیسے ہو سکتے ہیں؟ اس لئے کہ وہ تعظیم کو سرمایہ آخرت سمجھنے والے اور یہ دن رات اولیاء و انبیاء علیہم السلام کی بے ادبی کا وظیفہ کرنے والے تو پھر دو ضدیں آپس میں جمع ہوں یہ محال ہے۔ تو نتیجہ یہ نکلا کہ روایت میں لفظ اہل حدیث سے مراد محدثین ہیں۔

Marfat.com

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳ شوال ۱۹۴ھ کو پیدا ہوئے اور یکم شوال ۲۵۶ھ کو وفات پائی۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے وقت کے امام اور عظیم محدث تھے اور آج بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ، امیر المومنین فی الحدیث کے لقب سے جانے جاتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو چھ لاکھ حدیثیں یاد تھیں اور ان میں سے ایک لاکھ حدیثیں وہ یاد تھیں جن کو علماء حدیث کی اعلیٰ قسم صحیح کہتے ہیں پھر ان میں سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے انتخاب کر کے اپنی مشہور زمانہ کتاب "صحیح بخاری شریف" لکھی اور سولہ سال کے عرصہ میں اس کتاب کو مکمل کیا جس کے بارے میں جمہور کا قول ہے کہ

اَصَحُّ الْکُتُبِ بَعْدَ کِتَابِ اللهِ الْبَارِیْ صَحِیْحُ الْبُخَارِیْ

"قرآن پاک کے بعد احادیث کی کتابوں میں سب سے زیادہ معتبر صحیح بخاری ہے۔"

حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

۱۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف لکھنے میں رسولِ مکرم، شفیع معظم، نبی محترم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم کا جو طریقہ اختیار کیا ہے اس کو بیان کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ، امام محمد بن یوسف رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل فرمایا ہے چنانچہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

مَا کَتَبْتُ فِیْ کِتَابِ الصَّحِیْحِ حَدِیْثًا اِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَصَلَّیْتُ رَکْعَتَیْنِ

"میں نے اپنی صحیح (بخاری شریف) میں جو بھی حدیث لکھی ہے ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں نے غسل کیا ہے اور ہر حدیث لکھنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھے ہیں پھر یہ کتاب لکھی ہے۔" (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۱۰ ادارالحدیث قاہرہ مصر۔ المستطرف صفحہ ۴۱ مکتبہ حقانیہ پشاور)

امام طاہر بن صلاح الجزائری المعروف امام ابن صلاح کے نزدیک صحیح بخاری شریف کی کل

Marfat.com

احادیث کی تعداد سات ہزار دو سو پچھتر (۷۲۷۵) اور حذفِ مکرات کے بعد چار ہزار ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے مطابق صحیح بخاری شریف کی کل احادیث مسندہ بہ بشمول مکررات سات ہزر تین سو ستانوے (۷۳۹۷) ہے اور جملہ معلقات کی تعداد ایک ہزار تین سو چوالیس (۱۳۴۴) ہے تو کل میزان نو ہزار بیاسی (۹۰۸۲) ہے۔ حذفِ مکررات کے بعد بخاری شریف کی احادیث مرفوعہ کی تعداد دو ہزار چھ سو تیئس (۲۶۲۳) رہ جاتی ہے۔

بہر حال جس امام کی تحقیق کو بھی لیا جائے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف لکھتے وقت چونکہ ہر حدیث سے پہلے غسل، دو رکعت نفل اور استخارہ کا عمل کیا ہے تو آپ اندازہ لگائیں مکمل بخاری شریف لکھتے وقت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتنے ہزار مرتبہ غسل کیا ہوگا؟ کتنے ہزار نوافل ادا کیئے ہوں گے؟ اور کتنے ہزار مرتبہ استخارہ کیا ہوگا؟

میرے بھائیو! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کی تعظیم کا طریقہ اختیار کیا ہے یہ طریقہ کتابت حدیث کا کون سی حدیث میں وارد ہوا ہے اور کون سی قرآنی آیت کا ترجمہ ہے؟ یقینا یقینا کتابت حدیث کا یہ طریقہ کسی حدیث اور آیت میں بیان نہیں ہوا تو جو لوگ ایسے کام کو جو قرآن و حدیث میں صراحۃً مذکور نہ ہو اور صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہ کیا ہو اس کام کو بدعت کہتے ہیں کیا امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے اس طرزِ کتابت کو اور تعظیم حدیث کے اس انداز کو بھی بدعت کہیں گے؟

شرم انہیں مگر نہیں آتی

میرے بھائیو! نہ تو قرآن میں ہے اور نہ ہی حدیث میں ہے کہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے سے پہلے یا بیان کرنے سے پہلے وضو اور غسل کرو یا نفل پڑھو پھر بھی اتنے جلیل القدر امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک کی تعظیم کے پیش نظر یہ طریقہ اختیار کیا یقیناً یہ طریقہ پسند تھا تو اپنایا تو اس بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

مَا رَاٰهُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللّٰهِ حَسَنٌ

"جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے۔"

تو گویا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ یہ سمجھتے تھے کہ جس انداز سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو اپنایا

Marfat.com

جائے وہ اللہ تعالیٰ کو پسند ہے لہٰذا اگر ہم بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اتباع میں ولادتِ مصطفیٰ ﷺ کی خوشی میں جھنڈے لگائیں، بلب اور قمقمے روشن کریں، محافل کا انعقاد کریں، ان میں عرقِ گلاب وغیرہ خوشبو کا چھڑکاؤ کریں، نام پاک سن کر انگوٹھے چومیں اور کھڑے ہو کر الصلوٰۃ والسلام عرض کریں تو ان کاموں کو بھی مسلمان اچھا سمجھتے ہیں لہٰذا یہ بھی تعظیم رسول اللہ ﷺ کے پہلو پر مشتمل ہیں اور قربِ خداوندی کا بہترین ذریعہ ہیں۔

بخاری شریف کی بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبولیت:

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو حدیث رسول ﷺ کی تعظیم کا طریقہ اختیار کیا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کو اتنا پسند آیا کہ آپ ﷺ امام ابوزید مروزی رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لائے اور ارشاد فرمایا اے ابوزید (رحمۃ اللہ علیہ)! شافعی کی کتابیں کب تک پڑھتے رہو گے میری کتاب کیوں نہیں پڑھتے؟ عرض کی یارسول اللہ ﷺ! آپ ﷺ کی کون سی کتاب ہے؟ ارشاد فرمایا محمد بن اسماعیل کی جامع یعنی بخاری شریف۔

(مقدمہ فتح الباری صفحہ ۶۵۶ دارالحدیث قاہرہ مصر)

مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی نے فیض الباری شرح صحیح بخاری جلد ۱ صفحہ ۲۰۴ پر لکھا ہے کہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے آٹھ ساتھیوں سمیت بیداری کی حالت میں رسول اللہ ﷺ سے صحیح بخاری پڑھی ہے۔

امام خریری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں کہیں جا رہا ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ کی اچانک زیارت ہوگئی تو فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ میں نے عرض کیا محمد بن اسماعیل بخاری کے پاس۔ محبوب ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا جاؤ اور اسے میرا اسلام کہنا۔

میرے بھائیو! امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کی تعظیم کی تو خود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کی کتاب بھی بارگاہِ رسالت ﷺ میں مقبول و محبوب ہو گئے۔ اگر ہم بھی نسبت رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کریں گے تو انشاء اللہ کریم آقا ﷺ ہم پر بھی لطف و کرم فرمائیں گے۔

Marfat.com

ہم تو مانگیں گے، مانگے جائیں گے، منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ "لا" ہے نہ حاجت "اگر" کی ہے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول و عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے

آثارِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

۲۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا وہ پیالہ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی نوش فرمایا تھا اور تبرکاً منتقل ہوتا رہا اس پیالہ مبارکہ کے بارے میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

رَءَیْتُ ھٰذَا الْقَدَحَ بِالْبَصْرَۃِ وَشَرِبْتُ فِیْہِ وَکَانَ اشْتُرِیَ مِنْ مِیْرَاثِ النَّضْرِ بْنِ اَنَسٍ بِثَمَانِ مِئَۃِ اَلْفٍ

"میں نے اس پیالے مبارک کو بصرہ میں دیکھا اور اس میں پیا اور یہ پیالہ حضرت نضر بن انس کی میراث سے آٹھ ہزار درہم میں خریدا گیا تھا۔" (فتح الباری جلد ۱۰ صفحہ ۱۰۰)

اگر بزرگانِ دین کے تبرکات کو باحفاظت رکھنا اور اس سے برکت حاصل کرنا قرآن وحدیث کے خلاف ہوتا تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ پیالہ مبارکہ کی زیارت نہ کرتے اور حصولِ برکت کا ذریعہ سمجھتے ہوئے اس پیالے میں پانی نہ پیتے۔ الغرض اگر روایت حدیث میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی پیروی کی جاتی ہے تو برکت و تبرک کے لحاظ سے بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل بھی یقیناً قابل تقلید ہے۔

۳۔ محمد بن ابی حاتم الوراق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جب سحری کے وقت نماز پڑھتے تو

کَانَ مَعَہٗ شَیْءٌ مِّنْ شَعْرِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَجَعَلَہٗ فِیْ مَلْبُوْسِہٖ

"آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے موئے مبارک تھے جن کو اپنے کپڑوں میں رکھ لیتے۔" (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۶۴۵ دار الحدیث قاہرہ)

Marfat.com

تبرکات کو سنبھال کر رکھنے اور ان کی تعظیم کرنے پر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا یہ عمل دلیل ہے۔

نامِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کی تعظیم:

۴۔ پچھلے صفحات میں آپ نے پڑھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے بخاری شریف لکھتے وقت کس طرح حدیث پاک کی تعظیم کی۔ جس طرح صحیح بخاری، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے اسی طرح "التاریخ الکبیر" بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے اس کے بارے میں خود فرماتے ہیں۔

صَنَّفْتُ كِتَابَ التَّارِيْخِ اِذْ ذَاكَ عِنْدَ قَبْرِ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي اللَّيَالِي الْمُقْمِرَةِ

"میں نے یہ کتاب تاریخ کبیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس بیٹھ کر چاندنی راتوں میں لکھی ہے۔" (کتاب التاریخ جلد ا صفحہ ۸ دارالکتب العلمیہ بیروت)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے قریب بیٹھنا اس سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ امام بخاری اس کو حصولِ رحمت کا ذریعہ سمجھتے تھے وہاں بعداز وصال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ثابت ہوئی اور پھر قبر مبارک کے قریب لکھی گئی کتاب کو فخریہ طور پر بتانا محبت و تعظیم کی دلیل ہے۔ بہرحال امام بخاری نے یہ جو کتاب لکھی ہے۔

اس کتاب میں کئی ہزار صحابہ و تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم کے اسماء اور ان کی روایات ہیں۔ اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے راویوں کے ناموں کو حروفِ تہجی کے اعتبار سے ترتیب دیا ہے۔ جو نام الف سے شروع ہوتے ہیں پہلے ان کو لکھا۔ پھر ب سے شروع ہونے والے، پھر ت سے شروع ہونے والے ناموں کی وضاحت لکھی لیکن جن راویوں کا نام "محمد" ہے ان کو خلافِ ترتیب الف سے بھی پہلے لکھا ہے اور اس کی وجہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے خود بیان فرمائی ہے کہ

وَاِنَّمَا بُدِئَ بِمُحَمَّدٍ بَيْنَ حُرُوْفِ ا، ب، ت، ث لِحَالِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِاَنَّ اِسْمَهٗ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَاِذَا فُرِغَ مِنَ الْمُحَمَّدِيْنَ اَبْتَدِئُ فِي الْاَلِفِ ثُمَّ الْبَاءِ ثُمَّ التَّاءِ ثُمَّ يَنْتَهِيْ بِهَا اِلٰى اٰخِرِ حُرُوْفِ

Marfat.com

"حروفِ تہجی میں ابتداء محمد نام سے ہوئی رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے کیونکہ آپ ﷺ کا اسم گرامی "محمد" ہے۔ جب محمد نام والوں سے فراغت ہوئی تو الف سے شروع ہونے والے اسماء کا تذکرہ کروں گا پھر ب سے شروع ہونے والے، پھرت اسی طرح آخری حروف تک۔" (التاریخ الکبیر جلد ا صفحہ ۱۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی اس کتاب میں "محمد" نام والوں کی تعداد تقریباً آٹھ سو اکہتر (۸۷۱) ہے۔ ان میں کچھ ایسے راوی بھی ہیں جن کی روایات مرسل ہیں اس کے باوجود امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ان کی روایات کو نقل فرمایا ہے۔ اس کی وجہ پر تبصرہ کرتے ہوئے امام حافظ عبداللہ بن عدی فرماتے ہیں کہ

لِاَنَّهٗ يَذْكُرُ كُلَّ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ وَاِنْ رَوٰى مُرْسَلًا

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ ہر اس راوی کا ذکر کرتے ہیں جس کا نام محمد ہے اگرچہ اس کی روایات مرسل ہیں۔"

وَيُرِيْدُ اَنْ يُّكْثِرَ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ الْكِنَانِيُّ وَهٰذَا اَيْضًا مِنَ الْاَسَامِي الَّتِي يُرِيْدُ الْبُخَارِيُّ اَنْ يُّكْثِرَ كُلَّ مَنِ اسْمُهٗ مُحَمَّدٌ وَاِنْ رَوٰى حَرْفًا وَاحِدًا

"امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ محمد نام والوں کی کثرت ہو، محمد بن عبداللہ کنانی بھی ان ناموں سے ہے جس میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ چاہتے ہیں کہ محمد نام والوں کی کثرت ہو۔ محمد نام والا راوی اگرچہ ایک حرف روایت کرے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اسے ضرور نقل فرماتے ہیں۔" (الکامل لابن عدی تذکرہ محمد بن ابی اسماعیل قرشی، محمد بن عبداللہ بن یسار، محمد بن عبداللہ الکنانی)

تو ہو جا کملی والے دا پھر ساری خدائی تیری اے:

۵۔ امام ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ ہدیۃ الساری مقدمہ فتح الباری میں لکھتے ہیں کہ امام محمد بن ابی حاتم۔ غالب بن جبریل کے حوالے سے فرماتے ہیں کہ جب امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو نمازِ جنازہ کے بعد

Marfat.com

وَضَعْنَاهُ فِيْ حُضْرَتِهٖ فَاحَ مِنْ تُرَابِ قَبْرِهٖ رَائِحَةٌ طَيِّبَةٌ كَالْمِسْكِ وَدَامَتْ اَيَّامًا وَجَعَلَ النَّاسُ يَخْتَلِفُوْنَ اِلَى الْقَبْرِ اَيَّامًا يَأْخُذُوْنَهٗ مِنْ تُرَابِهٖ

"ہم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے جسد پاک کو قبر میں رکھ دیا تو قبر سے خوشبو کی مہک بھڑک اٹھی اور یہ مشک کی طرح اچھی خوشبو تھی جو ایک مدت تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر سے آتی رہی اور عرصہ دراز تک لوگ دور دور سے آ کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی مٹی برکت کے طور پر لے جاتے رہے۔" (مقدمہ فتح الباری صفحہ ۶۶۳ دار الحدیث قاہرہ)

۶۔ امام ابوالفتح سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے دو سو سال بعد سمرقند میں خشک سالی کی وجہ سے قحط نمودار ہو گیا۔ لوگوں نے بارہا نمازِ استسقاء پڑھی لیکن بارش نہ ہوئی۔ پھر ایک شخص نے شہر کے قاضی کو جا کر کہا کہ تم شہر کے لوگوں کو لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر جاؤ اور وہاں جا کر اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرو شاید اللہ تعالیٰ تمہاری دعا قبول فرمالے۔ شہر کے قاضی نے یہ مشورہ قبول کر لیا اور لوگوں کو لے کر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی قبر پر حاضر ہوا۔ لوگوں نے وہاں گریہ وزاری کی اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بارش کی دعا کی اور امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استغاثہ کیا یعنی مدد مانگی تو اسی وقت آسمان پر بادل امڈ آئے اور سات دن تک لگاتار اس قدر بارش ہوئی کہ لوگوں کو "خرتنگ" سے سمرقند پہنچنا مشکل ہو گیا۔

(ارشاد الساری جلد ا صفحہ ۳۹)

معلوم ہوا کہ اس وقت بھی اہل حق کا یہی عقیدہ تھا کہ صاحب قبر کی تعظیم کی جائے اور مشکل میں ان سے مدد مانگی جائے اور ان کے وسیلے سے اللہ کی بارگاہ میں دعا کی جائے تو اللہ تعالیٰ مشکلیں حل فرماتا ہے۔

یہ اس لئے تھا کہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی اور جب وصال فرما کے اس دارِ فانی سے کوچ کیا تو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت و عزت بٹھا دی اور لوگ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی تعظیم کے پیش نظر حاضری دے کر بارش کی نعمت سے مستفید ہو رہے ہیں اور قبر شریف کی مٹی سے بھی برکت حاصل کر رہے ہیں۔

Marfat.com

مزید یہ کہ امام ابن حجر عسقلانی اور امام شہاب الدین احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہم کا ان واقعات کو ذکر کر کے ان پر اعتماد کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ دونوں محدثین حضرات بھی اہل قبور سے استمداد اور تبرک و توسل کے عقیدے کے قائل تھے۔

۷۔ امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاؤں چومتے:

اَنَّ الْاِمَامَ مُسْلِمًا صَاحِبَ الصحیح رضی اللہ عنہ کَانَ کُلَّمَا دَخَلَ عَلَیْہِ یَقُوْلُ لَہٗ دَعْنِیْ اُقَبِّلُ رِجْلَیْكَ یَاطَبِیْبَ الْحَدِیْثِ فِیْ عِلَلِہٖ وَسَیِّدَ الْمُحَدِّثِیْنَ

"حضرت امام مسلم رحمۃ اللہ علیہ جنہوں نے صحیح مسلم شریف لکھی ہے جب بھی امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آتے تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کرتے اے محدثین کے سردار اور علل حدیث کے طبیب! مجھے اجازت دیجئے کہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں کو بوسہ دوں۔" (تاریخ الاسلام للذہبی جلد ۱۹ صفحہ ۲۴۷، تاریخ دمشق جلد ۵۲ صفحہ ۶۸)

قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

قاضی عیاض مالکی اندلسی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۵۴۴ھ) چھٹی صدی ہجری کے عظیم محدث اور عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیشوا ہیں جنہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ پر مشہورِ زمانہ کتاب "الشفاء بتعریف حقوق المصطفی صلی اللہ علیہ وسلم" لکھی جس میں اپنے عقائد و نظریات کے اظہار کے ساتھ ساتھ عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی احسن انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اس کے علاوہ صحیح مسلم کی شرح "اکمال المعلم" بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عظیم علمی شاہکار ہے۔

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ کتب سیرت میں جو مقام آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الشفاء" کو حاصل ہے وہ کسی دوسری کتاب کو میسر نہیں ہے۔ اس کے علاوہ اس کتاب کو ایک امتیازی خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس کتاب کی دو عظیم اماموں امام خفاجی اور امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہم نے الگ الگ شرح بھی لکھی ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے ویسے تو پوری کی پوری کتاب میں ہی عظمتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو بیان کیا ہے لیکن خصوصاً دوسرے جزو کے اندر ایک پورا باب باندھا ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو بیان فرمایا

Marfat.com

ہے۔ اس میں ابتداء میں تو کافی قرآن پاک کی آیات تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے موضوع پر نقل کی ہیں۔ تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر قرآن کی آیات پیش کرنا ہی ان کے عقیدۂ تعظیم کی ترجمانی کے لئے کافی تھا مگر ساتھ ہی

لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

(سورۃ النور آیت ۶۳)

کے تحت فرماتے ہیں کہ

فَاَوْجَبَ اللّٰهُ تَعَالٰى تَعْزِيْرَهٗ وَتَوْقِيْرَهٗ وَالْزَمَ اِكْرَامَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کو فرض قرار دیا ہے اور آپ ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنا لازمی فرمادی ہے۔

معلوم ہوا کہ قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رسول اللہ ﷺ کی تعظیم فرض ہے۔

اسی طرح

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا (سورۃ البقرہ آیت ۱۰۴)

کے تحت بعض مفسرین کا قول نقل کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

نُهُوْا عَنْ قَوْلِهَا تَعْظِيْمًا لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ایمان والوں کو جو راعنا کہنے سے روکا گیا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے ہے۔

اس کے بعد قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے تعظیم مصطفیٰ ﷺ کے متعلق واقعات درج کئے ہیں جن کو آپ پچھلے صفحات میں گاہے گاہے پڑھ چکے ہیں۔

بعد از وصال تعظیم:

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے بعد تعظیم و ادب کے پہلو کو بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ

وَاعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَتَوْقِيْرَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهٖ

Marfat.com

تو جان لے کہ بے شک رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کے بعد عزت اور آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اسی طرح لازمی اور ضروری ہے جس طرح ظاہری زندگی مبارکہ میں ضروری تھی۔

یہ وفات شریف کے بعد تعظیم کس طرح ہوگی اس کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

ذٰلِكَ عِنْدَ ذِكْرِهٖ وَذِكْرِ حَدِيْثِهٖ وَسِمَاعِ اسْمِهٖ وَسِيْرَتِهٖ

وصال شریف کے بعد تعظیم یوں ہوگی کہ جب آپ ﷺ کا ذکر خیر کیا جائے یا حدیث پاک بیان کی جائے یا نام پاک سنے یا سیرتِ طیبہ کے واقعات سنے تو تعظیم بجا لائے۔

اپنے اس دعویٰ پر بطورِ دلیل محدثین کرام خصوصاً امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ نقل فرمایا ہے جس میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے خلیفہ ابوجعفر منصور کو قبر شریف کا ادب کرنے کا درس دیا تھا جس کی تفصیل آپ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدے کے تحت پڑھ چکے ہیں۔

نسبت رسول ﷺ کی تعظیم:

نسبت رسول ﷺ کی تعظیم کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

مِنْ تَوْقِيْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِرُّ اٰلِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاُمَّهَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَزْوَاجِهٖ

نبی کریم ﷺ کی تعظیم کرنے سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کی آل اور اولاد اور ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن کا بھی ادب کیا جائے اور ان کے ساتھ بھلائی کی جائے۔

مزید فرماتے ہیں کہ

وَمِنْ اِعْظَامِهٖ وَاِكْبَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِيْعِ اَسْبَابِهٖ وَاِكْرَامُ مَشَاهِدِهٖ وَاَمْكِنَتِهٖ مِنْ مَّكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَاهِدِهٖ وَمَا لَمَسَهٗ اَوْ عُرِفَ بِهٖ

رسول اللہ ﷺ کی تعظیم و توقیر یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کے اسباب کی تعظیم کی جائے اور مکہ و مدینہ میں جہاں جہاں آپ ﷺ نے قدم رنجہ فرمائے ان کی بھی تعظیم کی جائے اور جس چیز نے آپ

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو چوما ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت سے پہچانی جاتی ہے سب کی تعظیم کی جائے۔

الغرض قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہر نسبت کی تعظیم کی جائے گی خواہ ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن ہوں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہوں، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم ہوں یا منسوب جگہیں اور چیزیں ہوں۔

یہ صرف ان کا دعویٰ نہیں بطورِ دلیل احادیث مبارکہ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا عمل اور سلف صالحین کا نظریہ پیش کیا ہے جس سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کو تقویت ملتی ہے۔

سیّدی عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

محبوبِ سبحانی، قطب ربانی، قندیل نورانی، شہباز لامکانی، سیدی و مرشدی و مولاء عبدالقادر جیلانی الحسنی الحسینی المعروف غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم میں ہمارے لئے یقینا سامانِ راحت ہے۔ سیدی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا مبارک عمل ہمارے لئے آئیڈیل کی حیثیت رکھتا ہے کیونکہ ہمارے دل غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت میں ہر وقت دھڑکتے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذات و صفات کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے اس لئے کہ جنگل، بیابان، دیہات اور دریا کے کناروں پر رہنے والے اَن پڑھ بھی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو گیارہویں والے پیر کے نام سے جانتے ہیں۔ اگر تفصیلاً حالاتِ زندگی پڑھنے ہوں تو امام تاذفی رحمۃ اللہ علیہ کی لکھی ہوئی کتاب "قلائد الجواہر" پڑھ لیں۔ مزید سیرتِ مبارکہ پر بے شمار کتب تصنیف ہو چکی ہیں۔ سیدی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کی جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام:

۱۔ ایک دن سیدنا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ منبر پر وعظ فرما رہے تھے، لوگوں کو رشد و ہدایت کی تعظیم فرما رہے تھے کہ اچانک جلدی سے وعظ بند کر کے منبر کے نیچے کی سیڑھی پر اتر آئے اور ہاتھ باندھ کر باادب کھڑے ہو گئے۔ پھر کچھ دیر بعد اپنی جگہ پر بیٹھ گئے اور وعظ کا سلسلہ شروع کیا۔

مجلس کے ختم ہونے پر لوگوں نے عرض کیا حضور! کیا معاملہ تھا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ باادب کھڑے ہو گئے تھے؟ اس پر غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تھے اور منبر پر بیٹھ گئے تھے اس لئے آپ ﷺ کے احترام میں کھڑا ہوا تھا تو جب محبوب ﷺ واپس تشریف لے جانے لگے تو مجھے اپنی جگہ پر بٹھا کر فرمایا عبدالقادر (رحمۃ اللہ علیہ) وعظ کرو۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۱۱۹ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

حضور سیدی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس مبارک عمل سے قیامِ تعظیمی کا جواز ثابت ہوا۔

۲۔ ایک دن حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ وعظ فرما رہے تھے اور شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ ان کو نیند آ گئی اور حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اہل مجلس سے فرمایا کہ خاموش رہو اور آپ رحمۃ اللہ علیہ منبر سے نیچے اتر آئے اور شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے باادب کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف دیکھتے رہے۔ جب شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ خواب سے بیدار ہوئے تو غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے ان سے فرمایا۔

حضور نبی کریم ﷺ درخواب دیدی

یعنی آپ نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کا دیدار کیا ہے؟

شیخ علی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جی ہاں۔ حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

من برائے وے باادب بایستادہ بودم

یعنی میں آپ ﷺ کے ادب کے لئے ہی کھڑا ہو گیا تھا اور حضور نبی کریم ﷺ نے تمہیں کیا نصیحت کی ہے؟

شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ نے جواباً عرض کیا کہ آپ کی خدمت اقدس میں ہی حاضری کا حکم دیا ہے۔

بعد ازیں لوگوں نے شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ سے دریافت کیا کہ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس فرمان کا کیا مطلب تھا کہ میں اس لئے ادب کے لئے کھڑا ہو گیا تھا؟ شیخ علی بن ھیتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔

آنچہ من بخواب می دیدم وے بہ بیداری میدید

یعنی میں جو کچھ خواب میں دیکھ رہا تھا حضور غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ اس کو بیداری میں دیکھتے تھے۔

(نفحات الانس فارسی صفحہ ۳۵۵، سیرت غوثِ الثقلین ضیاء اللہ قادری صفحہ ۱۹۳ قادری کتب خانہ سیالکوٹ)

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ مبارک کو چوما:

۳۔ روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضور غوثِ صمدانی، قطب ربانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ مدینہ منورہ میں حاضر ہوئے۔ چالیس دن تک تاجدارِ انبیاء، حبیب کبریاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ انور کی طرف منہ کر کے یہ اشعار پڑھتے رہے۔

ذُنُوْبِیْ کَمَوْجِ الْبَحْرِ بَلْ هِیَ اَکْثَرُ
کَمِثْلِ الْجِبَالِ الشَّمِّ بَلْ هِیَ اَکْبَرُ
وَلٰکِنَّهَا عَبْدَ الْکَرِیْمِ اِذَا عَفَا
جَنَاحٌ مِّنَ الْبَعُوْضِ بَلْ هِیَ اَصْغَرُ

"میرے گناہ سمندر کی موجوں کی مانند ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ بلند ہیں اور پہاڑوں کی طرح بلکہ ان سے بھی بڑے ہیں لیکن جب قادر کریم بخشے گا تو یہ مچھر کے پر کے برابر بلکہ اس سے بھی زیادہ چھوٹے ہیں۔"

دوسری مرتبہ جب زیارت سے مشرف ہوئے تو حجرۂ انور کے قریب جا کر عرض کیا۔

فِیْ حَالَةِ الْبُعْدِ رُوْحِیْ کُنْتُ اُرْسِلُهَا
تُقَبِّلُ الْاَرْضَ عَنِّیْ هِیَ نَائِبِیْ
وَهٰذِهٖ نُوْبَةُ الْاَشْبَاحِ قَدْ حَضَرَتْ
فَمُدَّ یَمِیْنَكَ کَیْ تَحْظٰی بِهَا شَفَتِیْ

"یارسول اللہ ﷺ! جب آپ ﷺ سے دور تھا تو اپنی روح آپ ﷺ کی خدمت میں بھیجتا تھا جو میری طرف سے زمین بوسی کرتی تھی اور اب میں خود حاضر ہوا ہوں اپنا دست اقدس بڑھائیں تا کہ میرے ہونٹ ان کو چومنے کا شرف حاصل کریں۔"

اس وقت سرکار دو عالم، نورِ مجسم ﷺ کا ہاتھ مبارک ظاہر ہوا تو غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مصافحہ کیا اور چوم کر اپنے سر پر رکھ لیا۔ (تفریح الخاطر صفحہ ۸۴ مترجم قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

Marfat.com

قلائد الجواہر مطبوعہ کرماں والا بک شاپ مترجم کے صفحہ ۲۸۷ پر اسی طرح کا انہی الفاظ کے ساتھ واقعہ سیدی احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی نقل کیا گیا ہے۔

شیخ کا احترام:

سیدی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

میرے ایک شیخ تھے اور جب کبھی مجھے حاجت درپیش ہوتی اور میرے دل میں خطرہ گزرتا تھا تو وہ خودبخود مجھ سے بیان کر دیتے تھے اور مجھے کوئی بات کرنے کی تکلیف نہیں دیتے تھے یہ اس لئے تھا کہ میں ان کا بے حد احترام کرتا تھا اوران کے ساتھ حسن ادب سے پیش آتا تھا اور میں کبھی مشائخ عظام کی صحبت میں بغیر احترام اور حسن ادب کے نہیں رہا۔ (فتح ربانی مترجم مجلس ۵۷ صفحہ ۴۹۸ قادری رضوی کتب خانہ لاہور)

مشائخ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کرتے ہیں:

قلائد الجواہر کے اندر محمد بن یحییٰ تاذمی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ شیخ موسیٰ بن ہامان الزولی نے بیان کیا ہے کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اس وقت خیر الناس یعنی لوگوں میں سب سے اچھے اور سلطان اولیاء اور سید العارفین ہیں۔ میں اس شخص کا ادب کیوں نہ کروں کہ جس کا ادب فرشتے بھی کرتے ہیں۔

حضرت شیخ شہاب الدین عمر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۵۰۶ھ میں میرے عم بزرگ شیخ عبدالقادر سہروردی، حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لائے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا۔ میرے عم بزرگ (چچا) جب تک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں بیٹھے رہے اس وقت تک نہایت ادب کے ساتھ خاموش ہو کر بیٹھے رہے اور کلامِ غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ سنتے رہے۔ پھر جب ہم غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے رخصت ہو کر مدرسہ نظامیہ کو جانے لگے تو میں نے راستے میں اپنے چچا سے اس کی وجہ دریافت کی تو فرمایا۔

میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ادب کیوں نہ کروں حالانکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو وجودِ تام اور تصرف کامل عطا کیا گیا ہے اور عالم ملکوت میں آپ رحمۃ اللہ علیہ پر فخر کیا جاتا ہے۔ عالم کون میں آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت منفرد ہیں۔ تمام اولیاء کے دل اور ان کے حال و احوال پر قابو دیا گیا ہے۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ چاہیں تو انہیں

Marfat.com

روک لیں اور چاہیں تو انہیں چھوڑ دیں۔ (قلائد الجواہر مترجم صفحہ ۲۶۹ مطبوعہ کرماں والا بک شاپ لاہور)

امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

شارح مسلم، عظیم محدث حضرت امام یحییٰ بن شرف نووی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۶۷۶ھ) اولیاء کرام کا ذکر نہایت ادب و احترام سے کرتے اور اپنے اساتذہ کی بھی تعظیم بجالاتے۔

۱۔ اپنے شیخ کی تعظیم:

چنانچہ حضرت سیدنا امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "لواقح الانوار القدسیہ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ حضرت کمال اربلی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ساتھ کھانے کے لئے بلایا تو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا یا سیدی! میری معذرت قبول فرمائیے کیونکہ مجھے کوئی عذر ہے۔ شیخ نے معذرت قبول فرمالی۔ بعد میں کسی نے آپ رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اے امام! آپ رحمۃ اللہ علیہ کو کیا عذر تھا؟ فرمایا مجھے خوف تھا کہ کھانے کے دوران میرے شیخ کسی لقمے کو کھانے کا ارادہ فرمائیں اور لاعلمی میں میں اسے کھا جاؤں۔ (لواقح الانوار القدسیہ صفحہ ۳۱ دار احیاء التراث العربی)

سبحان اللہ! امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا کمال کا جذبہ تعظیم تھا۔ کھانا کھانے سے صرف اس لئے معذرت کر لی کہ کہیں میں اس لقمے کو نہ کھا بیٹھوں جس کو میرے پیر نے کھانے کا ارادہ فرمایا ہے گویا یوں سمجھئے کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک ان کی خواہش پیر کی خواہش سے ٹکرائے تو وہ اس کو بے ادبی سمجھتے ہیں۔

ایہہ تن میرا چشمہ ہووے تے میں مرشد ویکھ نہ رجّاں ھو
لوں لوں دے مڈھ لکھ چشمہ ہووے اِک کھولاں اِک کجّاں ھو
اتنا ڈِٹھیاں مینوں صبر نہ آوے تے میں ہور کدے وَل بھجّاں ھو
مرشد دا دیدار ہے باھوؔ مینوں لکھ کروڑاں حجّاں ھو

۲۔ نسبت کی تعظیم:

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے مزید امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تعظیم کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ

Marfat.com

ایک مرتبہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کسی مالکی شخص نے بحث کی اور سختی سے پیش آیا مگر آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی بھی جوابی کاروائی نہ کی۔ کسی نے ایسے صبر و تحمل کی وجہ پوچھی تو ارشاد فرمایا کہ اس شخص کے امام، حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ میرے امام حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے شیخ ہیں اس لئے میں اس شخص سے ادب سے پیش آیا کیونکہ اس شخص کا ادب کرنا اس کے امام کے ادب کرنے کی طرح ہے۔

(سنن الکبریٰ للشعرانی صفحہ ۲۷۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

اگر امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذاتِ اقدس اور نسبت کے بارے میں اندازِ تعظیم دیکھنا ہو تو آپ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف کا مطالعہ کریں۔ یہ حقیقت آپ پر آشکار ہو جائے گی کہ جہاں بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اداؤں کا تذکرہ ہو یا تبرکات شریف کا ذکر ہوا ہے اپنے قلم سے عشق و محبت کے گوہر نایاب امت کے سینوں کو گرمانے کے لئے دیئے ہیں۔

مثال کے طور پر وہ حدیث جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کدو شریف کو پسند فرما کر اس کے ٹکڑے تلاش کر کے کھانے کا ذکر ہے اس کے تحت فرماتے ہیں۔

يَتَبَرَّكُوْنَ بِاٰثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَدْ كَانُوْا يَتَبَرَّكُوْنَ بِبُصَاقِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَنُخَامَتِهٖ وَيَدْلُكُوْنَ بِذٰلِكَ وُجُوْهَهُمْ وَشَرِبَ بَعْضُهُمْ بَوْلَهٗ وَبَعْضُهُمْ دَمَهٗ وَغَيْرَ ذٰلِكَ مِمَّا هُوَ مِنْ عَظِيْمِ اِعْتِنَائِهِمْ بِاٰثَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الَّتِيْ يُخَالِفُهٗ فِيْهَا غَيْرُهٗ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھنے والے (صحابہ کرام رضی اللہ عنہم) تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار سے برکت حاصل کرتے ہیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لعابِ دہن شریف اور رینٹھ مبارک سے برکت حاصل کرتے تھے اور اسے اپنے چہروں پر ملتے تھے۔ بعض نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیشاب پیا ہے اور بعض نے خون مبارک پیا ہے اس کے علاوہ بھی تعظیم کے واقعات ہیں۔" (شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۸۰ قدیمی کتب خانہ کراچی)

Marfat.com

اس طرح حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ نے جو مشکیزے کا منہ کاٹ کر رکھ لیا تھا جس جگہ رسول اللہ ﷺ کا منہ مبارک لگا تھا اس حدیث کو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے عقیدۂ برکت و تبرک کی تائید میں پیش کیا ہے اور پھر فرمایا ہے کہ

اَنْ تَحْفَظَهُ لِلتَّبَرُّكِ بِهٖ وَالْاِسْتِشْفَآءِ

حضرت حسان رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ حضرت کبشہ رضی اللہ عنہا نے مشکیزے کا منہ اس لئے کاٹ کر رکھ لیا تاکہ اس سے برکت حاصل کرتی رہیں اور شفا طلب کرتی رہیں۔

(شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم صفحہ ۱۷۳ جلد ۲ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اسی جلد کے صفحہ ۱۶۹ پر حضرت سہل رضی اللہ عنہ کے رسول اللہ ﷺ کو پیالہ دینے والی روایت ہے کہ اس پیالہ میں رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا تھا اس کے تحت امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ وہ پیالہ سیدنا عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے بطور تبرک مانگ لیا تھا۔ پھر فرماتے ہیں کہ جو چیز رسول اللہ ﷺ نے زیب تن کی ہے یا جس چیز نے آپ ﷺ کے جسم اقدس کو چھوا ہے یا کوئی بھی منسوب چیز ہے تو سلف صالحین کا اس بات پر اجماع اور اتفاق ہے کہ اس چیز سے برکت حاصل کی جائے گی اور اس کی تعظیم کی جائے گی مثلاً رسول اللہ ﷺ کے نماز پڑھنے کی جگہ نماز پڑھنا اور وہ غار جس میں آپ ﷺ نے قدم رنجہ فرمائے تھے اس میں برکت کے لئے جانا اور بنت ملحان کا رسول اللہ ﷺ کا پسینہ مبارک اکٹھا کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا آپ ﷺ کے وضو کے پانی کو ملنا اور رینٹھ مبارک کو چہروں پر ملنا یہ ساری برکت و تعظیم کی دلیلیں ہیں۔ آخر پر یوں مہر لگائی کہ

اَشْبَاهُ هٰذَا كَثِيْرَةٌ مَشْهُوْرَةٌ فِي الصَّحِيْحِ وَكُلُّ ذٰلِكَ وَاضِحٌ لَا شَكَّ فِيْهِ

"ان کی مثالیں بہت زیادہ ہیں، مشہور ہیں جو حدیث صحیح میں وارد ہوئی ہیں اور یہ سب اس طرح واضح ہیں کہ ان میں شک کی گنجائش نہیں ہے۔"

(شرح مسلم للنووی مع صحیح مسلم جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ قدیمی کتب خانہ کراچی)

میرے بھائیو! میں نے یہ صرف تین مثالیں دی ہیں جو امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کی ترجمانی کے لئے کافی ہیں اگر ساری مثالیں وضاحت کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے پیش کی جائیں تو

Marfat.com

بہت لمبی گفتگو ہو جائے گی۔

کی محمد ﷺ سے وفا تو نے ہم تیرے ہیں:

چونکہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے ساری زندگی ناموسِ رسالت ﷺ کا دفاع کیا، تعظیم انبیاء علیہم السلام اور توقیر اولیاء کو اپنا مقصد حیات بنائے رکھا تو وفات کے بعد لوگوں کے دلوں میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عظمت بٹھا دی گئی اور اگر کسی نے بے ادبی کی تو اس کو اللہ کی طرف سے سزا مل گئی چنانچہ المنہاج السوی فی ترجمہ النووی میں ہے کہ جب امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوگئی تو ایک شخص قبر پر آیا اور ہاتھ سے اشارہ کر کے کہنے لگا تم وہی ہو جو امام اوزاعی سے اختلاف کرتے ہوئے یوں کہا کرتے تھے کہ میں اس مسئلہ میں یوں کہتا ہوں۔ ابھی یہ بے ادب شخص اتنا کہنے کے بعد اپنی جگہ سے ہٹا بھی نہیں تھا کہ اس کے پاؤں پر ایک بچھو نے ڈنک مار لیا اور یوں اس کو آپ رحمۃ اللہ علیہ کی بے ادبی کی سزا مل گئی۔

اسی طرح ایک شخص امام نووی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف بڑی بکواس کیا کرتا تھا جب اس کا انتقال ہوا تو جس جگہ اسے غسل دیا جا رہا تھا وہاں ایک بلی آئی اور اس شخص کی زبان کھینچ لی۔ اس طرح یہ واقعہ بھی لوگوں کے لئے عبرت بن گیا۔

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کے اساتذہ میں ہیں اور ان کے عقیدۂ تعظیم کے بارے میں امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

اِنَّهٗ حَيْثُ اَرَادَ الْخُرُوْجَ اِلَى الْعِرَاقِ جَاءَ اِلَى الْمِنْبَرِ فَمَسَّهٗ وَدَعَا

"حضرت یحییٰ بن سعید رحمۃ اللہ علیہ جب عراق جانے کا ارادہ فرماتے تو منبر نبوی ﷺ کے پاس آکر اس پر ہاتھ پھیرتے اور دعا مانگتے۔"

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۱۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

ابوالفضل جوہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

حضرت ابوالفضل جوہری اندلسی رحمۃ اللہ علیہ نے جب مدینہ طیبہ حاضری کا ارادہ فرمایا تو مدینہ شریف کے قریب پہنچ کر اپنی سواری سے اتر پڑے اور پھر یہ شعر پڑھتے ہوئے روتے روتے پیدل چل رہے تھے۔

نَزَلْنَا عَنِ الْاَکْوَارِ نَمْشِیْ کَرَامَۃً
لِمَنْ بَانَ عَنْہُ اَنْ نُّلِمَّ بِہٖ رَکْبًا

"ہم اپنی سواریوں سے اتر پڑے اور اس ذاتِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کے لئے پیدل چلنے لگے جس کی زیارت سواری کی حالت میں ادب کے خلاف ہے۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۷۳ دارالکتب العلمیہ بیروت، وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۲۰۷ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے شفاء شریف میں لکھا ہے کہ

کَانَ قَتَادَۃُ یَسْتَحِبُّ اَنْ لَّا یَقْرَءَ اَحَادِیْثَ النَّبِیِّ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِلَّا عَلٰی وُضُوْءٍ وَّلَا یُحَدِّثَ اِلَّا عَلٰی طَھَارَۃٍ

"حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ اس بات کو پسند فرماتے تھے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث مبارکہ وضو کے ساتھ پڑھیں اور حدیث بیان کریں تو بھی حالت طہارت میں بیان کریں۔" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۰ دارالکتب العلمیہ بیروت)

حضرت اعمش رضی اللہ عنہ کا عقیدۂ تعظیم

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ شفاء شریف میں فرماتے ہیں کہ

کَانَ الْاَعْمَشُ اِذَا اَرَادَ اَنْ یُّحَدِّثَ وَھُوَ عَلٰی غَیْرِ وُضُوْءٍ تَیَمَّمَ

"حضرت امام اعمش رضی اللہ عنہ جب حدیث پاک بیان کرنے کا ارادہ فرماتے اور اس

Marfat.com

وقت بے وضو ہوتے تو (حدیث پاک کی تعظیم کی خاطر) تیمم فرمالیتے۔"

حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کا عقیدہ تعظیم

حضرت سیدنا امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سیدنا سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ کے پاس آیا۔آپ رضی اللہ عنہ اس وقت لیٹے ہوئے تھے۔اس شخص نے آپ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا تو آپ رضی اللہ عنہ اٹھ کر بیٹھ گئے اور پھر حدیث شریف بیان کی۔اس شخص نے عرض کیا میں چاہتا تھا کہ آپ رضی اللہ عنہ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے۔اس پر آپ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا۔

اِنِّیْ کَرِھْتُ اَنْ اُحَدِّثَکَ عَنْ رَّسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَاَنَا مُضْطَجِعٌ

"میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تجھ سے لیٹے لیٹے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث بیان کروں۔"

(الشفاء جلد ۲ صفحہ ۲۸ دارالکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! آپ نے سید التابعین حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ اور دیگر محدثین کرام کا طرزِ عمل دیکھا کہ کس قدر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مبارکہ کی تعظیم فرمارہے ہیں اگرچہ اس قسم کی تعظیم کا ذکر قرآن و حدیث میں صراحۃً موجود تو نہیں ہے لیکن پھر بھی قرآنی حکم

وَتُعَزِّرُوْہُ وَتُوَقِّرُوْہُ (پ ۲۶ سورۃ الفتح آیت ۹)

ترجمہ کنزالایمان: "اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کرو۔"

کے عموم میں داخل ہے۔ان اجلہ آئمہ کرام کا یوں حدیث بیان کرنے کا طریقہ یقیناً قرآن پر عمل ہی شمار ہوگا۔

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام کی تعظیم کی

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ پہلے ایک شرابی تھے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک مرتبہ شراب کے نشہ میں کہیں جا رہے تھے کہ راستے میں کاغذ کا ایک ٹکڑا پڑا ہوا دیکھا جس پر بسم اللہ شریف لکھی ہوئی تھی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ کے اس ٹکڑے کو تعظیماً اٹھایا اور عطر خرید کر معطر کیا۔پھر اسے ایک بلند جگہ پر ادب کے ساتھ رکھ دیا۔

Marfat.com

اسی رات ایک بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔ جاؤ بشر (رحمۃ اللہ علیہ) سے کہہ دو کہ تم نے میرے نام کو معطر کیا اس کی تعظیم کی اور اسے بلند جگہ رکھا ہم بھی تجھے پاک کر دیں گے۔ اس بزرگ نے دل میں سوچا کہ "بشر (رحمۃ اللہ علیہ) تو ایک شرابی ہے شاید مجھے خواب میں غلطی ہوئی ہے۔ انہوں نے وضو کیا نفل پڑھے اور پھر سو رہے۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی یہی خواب آیا اور یہ بھی سنا کہ ہمارا یہ پیغام بشر (رحمۃ اللہ علیہ) ہی کی طرف ہے۔ جاؤ انہیں ہمارا پیغام دے دو چنانچہ وہ بزرگ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کی تلاش میں نکلے۔ ان کو پتہ چلا کہ وہ شراب کی مجلس میں ہیں وہاں پہنچے تو حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو آواز دی۔ لوگوں نے بتایا کہ وہ تو شراب کے نشے میں بدمست ہے۔

اس بزرگ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ان کو کسی طرح بتا دو کہ ایک آدمی آپ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کا پیغام لے آیا ہے اور باہر کھڑا ہے۔ کسی نے اندر جا کر خبر دی۔ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اس سے پوچھو کس کا پیغام لے آیا ہے؟ دریافت کرنے پر بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ کا پیغام لے آیا ہوں۔ جب حضرت بشر رحمۃ اللہ علیہ کو یہ بات بتائی گئی تو جھوم اٹھے۔ فوراً باہر تشریف لائے اور پیغام حق سن کر سچے دل سے توبہ کی اور اس بلند مقام پر جا پہنچے کہ مشاہدۂ حق کے غلبہ کی شدت سے ننگے پاؤں رہنے لگے اسی لئے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حافی یعنی ننگے پاؤں والا کے نام سے مشہور ہو گئے۔ (تذکرۃ الاولیاء للعطار صفحہ ۶۸)

میرے بھائیو! وہ کاغذ کا ٹکڑا جس پر اللہ کا نام لکھا ہوا ہو اس کاغذ کی تعظیم کرنے سے ایک شرابی کو مقامِ ولایت مل گیا اور بارگاہِ خداوندی میں قرب حاصل ہو گیا تو وہ نفوسِ قدسیہ جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کا نام کندہ ہو اور جن کے قلوب ذکر اللہ سے معمور ہوں تو کیا ان مقدس ہستیوں کے ادب کے سبب ہم گنہگار اللہ کریم کے فضل و کرم سے بہرہ ور نہ ہوں گے؟ ان شاء اللہ ضرور ہوں گے۔ خصوصاً وہ ہستی جو کہ فخر آدم و بنی آدم ہیں، سید الانبیاء ہیں یعنی احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ان کا ادب و احترام اللہ تعالیٰ کو کس قدر محبوب ہو گا۔ یقیناً کسی شان والے کے نام کا ادب اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے۔

دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ کے نام کا ادب کیا تو عظمت پائی۔ اگر ہم اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی اسم گرامی کا ادب کریں۔ جب نام پاک سنیں تو انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگائیں اللہ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے ہمیں بھی حلہ کرامت عطا فرمائے گا۔

Marfat.com

اس لئے کہ۔

میں تو مالک ہی کہوں گا کہ ہو مالک کے حبیب
یعنی محبوب ومحب میں نہیں میرا تیرا

محبت ولی بخشش کا سبب:

حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو انتقال کے بعد حضرت قاسم بن منبہ رحمۃ اللہ علیہ نے خواب میں دیکھ کر پوچھا۔

مَا فَعَلَ اللّٰهُ بِكَ

یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا؟ جواب دیا اللہ نے مجھے بخش دیا اور ارشاد فرمایا تم کو بلکہ تمہارے جنازے میں جو شریک ہوئے ان کو بھی میں نے بخش دیا تو میں نے عرض کیا یا اللہ! مجھ سے محبت کرنے والوں کو بھی بخش دے تو اللہ کی رحمت مزید جوش پر آئی اور فرمایا قیامت تک جو تم سے محبت کریں گے ان سب کو بھی میں نے بخش دیا۔ (شرح الصدور صفحہ ۲۸۹)

اعمال نہ دیکھے نہ دیکھا ہے میرے ولی کے در کا گدا
خالق نے مجھے یوں بخش دیا سبحان اللہ سبحان اللہ

الحمدللہ! ہم اہل سنت و جماعت اللہ کے تمام ولیوں سے بھی اور حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ سے بھی پیار کرتے ہیں تو اللہ کی رحمت سے امید ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کے صدقے سے ہم گنہگاروں پر رحمت فرمائے گا۔ انشاءاللہ

مقدس کاغذات کی تعظیم ضروری ہے

میرے بھائیو! دیکھو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ نے کاغذ کا وہ ٹکڑا جس پر اللہ کا نام لکھا تھا اس کا ادب کیا تو ان کا بیڑا پار ہو گیا لہٰذا ہمیں بھی چاہئے کہ جہاں بھی کوئی مقدس کاغذ پڑا ہے اس کو اٹھا لینا چاہئے۔

اس سلسلے میں حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ مکرم، نبی محترم، شفیع معظم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

Marfat.com

"جو کوئی زمین سے ایسا کاغذ اٹھائے جس میں اللہ کے ناموں سے کوئی نام ہو تو اللہ تعالیٰ اس اٹھانے والے کا نام (روحوں کے سب سے اعلیٰ مقام) علیین میں بلند فرمائے گا اور اس کے والدین کے عذاب میں کمی کرے گا اگرچہ اس کے والدین کافر ہی کیوں نہ ہوں۔" (مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ ۳۰۰)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ اوّلاً بڑے فسق و فجور میں گرفتار تھے حتیٰ کہ ہر وقت شراب میں مخمور اور نشے میں چور رہتے تھے۔ ایک بار کہیں جا رہے تھے کہ کاغذ کا ایک پرزہ کیچڑ میں پڑا ہوا نظر آیا، اٹھایا تو دیکھا کہ اس پر اللہ کا نام لکھا ہوا تھا۔ تڑپ گئے اور اسے صاف کیا اور بہت روئے۔ بولے اے پرزے! یہ جگہ تیری نہیں میری ہے اور پھر اسے بڑے احترام سے نہایت محفوظ جگہ پر رکھ دیا۔ بارگاہِ الٰہی میں یہ ادب مقبول ہو گیا، توبہ کی توفیق مل گئی، آستانہ نبوی ﷺ تک رسائی ہو گئی اور اولیاء کاملین میں سے ہو گئے۔

(رسائل نعیمیہ صفحہ ۴۲۲ ضیاء القرآن لاہور)

حضرت سیدنا منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کی توبہ کا یہ سبب ہوا کہ ان کو راستے میں کاغذ کا ٹکڑا ملا جس پر بسم اللہ شریف لکھی تھی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو اس کاغذ کو ادب سے رکھنے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی تو اسے نگل لیا۔ رات خواب دیکھا کوئی کہہ رہا ہے کہ اس مقدس کاغذ کے احترام کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے تجھ پر حکمت کے دروازے کھول دیئے۔ (رسالہ قشیریہ صفحہ ۴۸)

یہی حضرت منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو اسی تعظیم کی بدولت مقام قطبیت ملا۔ "بہجۃ الاسرار" کے اندر عراق کے سات اوتاد میں سے ایک منصور بن عمار رحمۃ اللہ علیہ کو شمار کیا گیا ہے۔ (بہجۃ الاسرار مترجم ۳۸۵)

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدۂ تعظیم

۱۔ حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک دن دیکھا کہ بیت الخلاء میں ایک ایسا مٹی کا پیالہ ہے جس کا کونا ٹوٹا ہوا ہے اور گندگی سے آلودہ بھی ہے جب غور سے دیکھا تو اس پر اللہ لکھا ہوا تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لپک کر پیالہ اٹھا لیا اور خادم سے پانی والا لوٹا منگوا کر اپنے ہاتھ مبارک سے خوب مل مل کر اچھی طرح دھو کر اس کو پاک کیا پھر ایک سفید کپڑے میں لپیٹ کر ادب کے ساتھ اونچی جگہ پر رکھ دیا۔

Marfat.com

آپ رحمۃ اللہ علیہ اسی پیالے میں پانی پیا کرتے۔ایک دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کو الہام فرمایا گیا جس طرح تم نے میرے نام کی تعظیم کی میں بھی دنیا و آخرت میں تمہارا نام اونچا کرتا ہوں۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے اللہ تعالیٰ کے نامِ پاک کا ادب کرنے سے مجھے وہ مقام حاصل ہوا جو سو سال کی عبادت و ریاضت سے بھی حاصل نہ ہو سکتا تھا۔

۲۔ اسی طرح حضور سیدی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن اپنے بچھونے پر تشریف فرما تھے کہ یکا یک بے قرار ہو کر نیچے اتر آئے اور فرمانے لگے معلوم ہوتا ہے اس بچھونے کے نیچے کوئی کاغذ ہے۔

کیا منطق کے اوراق سے استنجاء جائز ہے؟:

اس سے معلوم ہوا کہ بزرگانِ دین سادہ کاغذ کا بھی ادب کرتے تھے اس لئے کہ اس پر قرآن و حدیث اور اسلامی باتیں لکھی جاتی ہیں۔

لیکن آج کل ہمارے مدارس دینیہ میں ایک تصور یہ دیا جاتا ہے کہ منطق کوئی علم وغیرہ نہیں نہ اس کی کوئی قدر ہے یہ لایعنی فن ہے۔

جن صفحات پر منطق لکھی ہو ان صفحات کے ساتھ استنجاء کرنا جائز ہے۔یہ بات ہمارے کچھ بڑے بھی فرما دیتے ہیں اور کتابوں میں لکھی بھی پائی جاتی ہیں۔

غیر مقلدین کے پیشوا وحید الزمان حیدر آبادی نے بھی نزل الابرار میں لکھا ہے کہ

اَمَّا کُتُبُ الْمَنْطِقِ وَالْفَلْسَفَۃِ وَالْکَلَامِ فَلَا عَظْمَۃَ لَھَا وَجَوَّزَ بَعْضُھُمْ الْاِسْتِنْجَاءَ بِاَوْرَاقِھَا

بہر حال منطق، فلسفہ اور علم کلام کی کتابیں ان کی کوئی عظمت نہیں بعض نے تو ان کی کتابوں کے اوراق کے ساتھ استنجاء جائز قرار دیا ہے۔(نزل الابرار حصہ اول صفحہ ۲۷ مطبوعہ بنارس انڈیا)

میرے بھائیو! اگر ہمارے بڑے بھی اس طرح کی گفتگو کریں تو ان سے عرض کرتا ہوں کہ حضور سیدی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ تو سادہ کاغذ کا بھی ادب کر رہے ہیں اس لئے کہ اس پر اسلامی باتیں لکھی جاتی ہیں۔

Marfat.com

مزید یہ کہ جب شہزادۂ اعلیٰ حضرت مفتی اعظم ہند مولانا مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ دارالعلوم ربانیہ باندہ الہند کے دستار بندی کے سالانہ جلسہ میں تشریف لائے۔سواری سے اتر کر چند ہی قدم چلے تھے کہ آپ کی نظر اردو لکھائی والے کاغذ کے چند بوسیدہ ٹکڑوں پر پڑی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ان کو زمین سے اٹھایا اور فرمایا کاغذات اور عربی حروف کا احترام کرنا چاہیئے اس لئے کہ ان سے قرآن عظیم واحادیث مقدسہ اور تفاسیر وغیرہ کتب مرتب ہوتی ہیں۔

ہمیں تو ان اکابرین کے طرزِ عمل سے یہی سمجھ آتا ہے کہ سادہ کاغذ ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب کرنا چاہیئے اور عربی حروف کا بھی ادب ضروری ہے۔آج کل اردو میں جتنے الفاظ استعمال ہو رہے ہیں اکثریت عربی کی ہی ہے۔

اگر کچھ صفحات منطق لکھی ہے تو عربی حروف ہی لکھے ہیں ان کا احترام ضروری ہے۔

بہارِ شریعت میں مفتی امجد علی اعظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

کاغذ سے استنجاء منع ہے اگرچہ اس پر کچھ بھی نہ لکھا ہو یا ابوجہل جیسے کافر کا نام لکھا ہو۔

(بہارِ شریعت جلد ۱ حصہ ۲ استنجاء کا بیان)

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء تصریح (یعنی واضح طور پر) فرماتے ہیں کہ نفس حروف قابل ادب ہیں اگرچہ جدا جدا لکھے ہوں جیسے تختی یا کاغذ پر خواہ ان میں کوئی برا نام لکھا ہو جیسے فرعون، ابوجہل وغیرھما تاہم حروف کی تعظیم کی جائے اگرچہ ان کافروں کا نام لائق اہانت و تذلیل ہے۔(فتاویٰ رضویہ جلد ۲۳ صفحہ ۳۳۶)

خود ابوجہل کی ذات کی کوئی تعظیم نہیں کہ یہ تو سخت کافر تھا مگر چونکہ جو لفظ ہے "ابوجہل" اس کے اندر حروفِ تہجی ہیں۔ا،ب،و،ج،ھ،ل یہ تمام حروف چونکہ قرآن کے اندر بھی ہیں لہٰذا جو لفظ ابوجہل ہے اس کو گندگی وغیرہ جگہ پر نہیں پھینک سکتے، زمین پر نہیں لکھ سکتے اور جوتے بھی مارنے کی اجازت نہیں الغرض ابوجہل وغیرہ کفار کی کوئی عزت نہیں ہے مگر ان کے ناموں کے حروف کی تعظیم صرف اس لئے کی جائے گی کہ یہ حروف قرآنی ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے جب فرعون یا ابوجہل کا نام کسی ہدف یا نشانے پر لکھا ہو تو نشانہ بنا کر

Marfat.com

ان کی طرف تیر پھینکنا مکروہ ہے کہ ان حروف کی بھی عزت و توقیر ہے۔(فتاویٰ ہندیہ جلد ۵ صفحہ ۳۲۳ کوئٹہ)

تو اس ساری گفتگو سے یہ بات واضح ہو گئی کہ جب ایک کافر کے نام کا ادب اس لئے کیا جا رہا ہے کہ اس کے حروف ہجی قرآنی ہیں تو پھر منطق کی کتاب کے اندر لکھے ہوئے حروف کا ادب کیوں نہیں کیا جائے گا اور ان صفحات سے استنجاء کیسے جائز ہو سکتا ہے؟

علامہ شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ نے مراقی الفلاح میں وضو کی قسم مندوب کی وضاحت یوں کی۔

(مندوب) فِیۡ اَحۡوَالٍ کَثِیۡرَۃٍ کَمَسِّ الۡکُتُبِ الشَّرۡعِیَّۃِ

"وضو کرنا مستحب کافی مقام پر ہے جیسے دینی کتابوں کو چھونا۔"

(نور الایضاح مع مراقی الفلاح فصل فی اوصاف الوضوء صفحہ ۵۹)

مراقی الفلاح کی اس عبارت کی وضاحت کرتے ہوئے علامہ شرنبلالی نے امداد الفتاح میں لکھا ہے۔

قَالَ الۡاِمَامُ الۡحَلۡوَانِیُّ اِنَّمَا نِلۡنَا ھٰذَا الۡعِلۡمَ بِالتَّعۡظِیۡمِ فَاِنِّیۡ مَا اَخَذۡتُ الۡکَاغَذَ اِلَّا بِطَھَارَۃٍ وَ کَانَ الۡاِمَامُ السَّرۡخَسِیُّ رحمۃ اللہ علیہ جَعَلَ لَہٗ فِیۡ لَیۡلَۃٍ دَاءُ الۡبَطۡنِ وَھُوَ یُکَرِّرُ دَرۡسَ کِتَابِہٖ فَتَوَضَّأَ تِلۡکَ اللَّیۡلَۃَ سَبۡعَ عَشَرَۃَ مَرَّۃً

"امام حلوانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ہمیں یہ علم کی دولت تعظیم کی وجہ سے ملی ہے اس لئے کہ میں نے کبھی کسی کاغذ کو بغیر وضو ہاتھ نہیں لگایا اور امام سرخسی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک رات پیٹ خراب ہو گیا آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس رات سترہ مرتبہ وضو فرمایا مگر کتاب کا پڑھنا جاری رکھا۔" (امداد الفتاح)

ایک کڑوی حقیقت:

اگر برا نہ مانیں تو ایک حقیقت عرض کروں وہ یہ کہ منطق کے بارے میں الٹی سیدھی باتیں وہی کرتے ہیں جن بے چاروں کو یہ آتی نہیں۔ ہمارے مدارس کی موجودہ تعلیمی صورتحال پہلے سے ناگفتہ بہ ہے۔ ابتداء سے اردو کی منطق کی کتاب پڑھا دی پھر مرقاۃ اور شرح تہذیب مکمل یہ بھی نہیں ہوتیں اس

Marfat.com

کے بعد قطبی کے چند صفحات پڑھ اور پڑھا کر اس فن سے پیچھا چھڑا لیا جاتا ہے۔

میں یہ نہیں کہتا کہ منطق اور فلسفہ کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لو جس طرح ہم نے اپنے دورِ طالب علمی میں چند دوستوں کو دیکھا ہے کہ منطق تو قاضی مبارک اور حمد اللہ پڑھ رہے تھے لیکن فقہ میں بالکل خالی الذہن نظر آتے تھے اور پھر بخاری شریف وغیرہ کتب حدیث پڑھے بغیر مسند تدریس پر بیٹھ گئے۔ ایسی صورتحال میں منطق پڑھنا مذموم ہے اس لئے کہ اصل مقصد تو قرآن و حدیث و فقہ ہے۔ صرف ونحو اور منطق فلسفہ پڑھتے رہیں مقصود کی طرف بالکل التفات ہی نہ ہو تو یہ یقیناً قابل مذمت ہے اس لئے کہ ہمارے بعض علماء منطق کو علیحدہ علم نہیں مانتے بلکہ اس کو قرآن و سنت کے لئے آلہ سمجھتے ہیں۔

اگر منطق پڑھنا پڑھانا فضول ہے اور یہ لایعنی فن ہے تو علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو کیا کہیں گے جو اس فن کے امام ہوئے۔ ان کے والد ماجد علامہ فضل امام رحمۃ اللہ علیہ تو اس منطق کو

هٰذَا فَنِّيْ

یعنی یہ میرا فن ہے کہہ کر یاد کرتے ہیں بلکہ وہ میرے دوست جن کا خیر آبادیات کے مطالعہ کا شغف ہے وہ جانتے ہیں کہ ملا حسن اور ملا جلال جو منطق کی کتب ہیں ان سے تو خیر آبادی خاندان کی عورتیں بھی واقفیت رکھتی تھیں۔ اس کے علاوہ یہ بھی ناقابل تردید حقیقت ہے کہ منطق و فلسفہ سے لاعلمی کی صورت میں شرح ملا جامی کا حاصل محصول بالکل پلے نہیں پڑے گا اور دیگر چند مقامات بھی حل نہیں ہو سکیں گے۔

ہمارے اکابرین منطق و فلسفہ پڑھتے پڑھاتے آئے ہیں۔ استاذ بحر العلوم علامہ عطاء محمد بندیالوی رحمۃ اللہ علیہ کو کون نہیں جانتا؟ عرب و عجم کے استاذ ہیں۔ جب ان کا نام آتا ہے تو لاکھوں گردنیں ادب سے خم ہو جاتی ہیں۔ ان کا زہد و تقویٰ، عبادت و ریاضت تو کمال ہی کمال تھا مگر جو عروج ملا منطق و فلسفہ میں مہارت کی وجہ سے ملا اور اس فن کے امام گردانے جاتے ہیں۔ ان کے بعد استاذی الکریم جامع المعقولات والمنقولات علامہ غلام محمد تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کا مشغلہ تدریس بھی یہی رہا۔ اس کے علاوہ بھی سینکڑوں ہمارے بزرگ مدرسین ہیں جنہوں نے منطق و فلسفہ پڑھایا مقصودِ حیات سمجھ کر نہیں۔ قرآن و سنت کا خادم سمجھ کر۔ یہی وجہ ہے کہ وہ علم کے کوہ ہمالہ تھے اور ہمارے علم میں ذرہ بھر پختگی نہیں۔ ہمارے اکابرین منطق و فلسفہ پڑھتے پڑھاتے رہے مگر قرآن و حدیث میں بھی ید طولیٰ رکھتے تھے اور ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

Marfat.com

چلو ہم منطق کے تو خلاف ہو جائیں، قرآن و حدیث میں ہم کتنی مہارتِ تامہ رکھتے ہیں۔ میرا ہر وہ بھائی جو درسِ نظامی کر رہا ہے۔ میری بات سے یقیناً اتفاق کر رہا ہوگا۔ یہ وقت باتیں کر کے کسی فن سے دور ہونے کا نہیں بلکہ فنون میں ملکہ پیدا کرنے کا وقت ہے۔

میرے بھائیو! یہ چند سطریں منطق کی اہمیت کا مکمل بیان نہیں۔ اگر اہمیت موضوع ہوتی تو ائمہ سابقین کے اقوال بطورِ دلیل پیش کرتا مگر یہ موضوع نہیں۔ مقصد یہ تھا کہ آئینہ دکھایا جائے تاکہ ہم اپنے گریبان میں جھانکیں اور کھویا ہوا علمی مقام حاصل کریں۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب فرمایا تھا۔

کبھی اے نوجواں مسلم تدبر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ٹوٹا ہوا تارا

سیاہی کے نقطے کا ادب:

حضرت محمد ہاشم کشمی فرماتے ہیں کہ میں سلسلہ عالیہ نقشبندیہ کے عظیم پیشوا حضرت سیدنا مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تحریری کام کر رہے تھے۔ ضرورتاً بیت الخلاء گئے مگر فوراً واپس آ کر پانی کا لوٹا منگوایا اور بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کا ناخن مبارک دھویا۔ پھر بیت الخلاء تشریف لے گئے اور بعد فراغت جب تشریف لائے تو فرمایا بیت الخلاء میں جوں ہی بیٹھا کہ میری نظر بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کے ناخن کی پشت پر پڑی جس پر قلم دیکھنے کے لئے کام کر رہا ہے یا نہیں اس موقع کا سیاہی کا نقطہ لگا ہوا تھا چونکہ یہ اسی قلم سے تھا جس سے قرآنی حروف لکھے جاتے ہیں اس لئے بائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر لگے ہوئے اس نقطے کے ساتھ بیت الخلاء میں بیٹھنا ادب کے خلاف تھا حالانکہ بہت شدت سے پیشاب کی حاجت تھی مگر اس تکلیف کے مقابلے میں اس بے ادبی کی تکلیف بہت زیادہ تھی لہٰذا فوراً باہر آ کر سیاہی کے نقطے کو دھو کر پھر بیت الخلاء گیا ہوں۔ (زبدۃ المقامات صفحہ ۱۸۰)

یہ حضور سیدی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کی کمال درجہ کی تعظیم تھی کہ جس قلم سے قرآن کے حروف کو لکھا جاتا ہے اس قلم کی سیاہی کا نقطہ ہاتھ پر لگا ہے تو جب تک اس کو دھو کر صاف نہیں کیا اس وقت تک چین

Marfat.com

نہیں آیا مگر افسوس کہ ہمارے ہاں ایسے آداب کا فقدان ہے کہ سیاہی کے نشانات کا ادب تو درکنار ہم لوگ تو وہ قلم جس قلم سے شب و روز قرآن و حدیث اور شرعی مسائل لکھنے کا کام کیا جاتا ہے۔ وہی قلم اور پنسل وغیرہ ناقابل استعمال ہو جائیں تو ہم اس کو کچرے والے ڈبے میں بے دردی کے ساتھ پھینک دیتے ہیں ایسا کرنا ناجائز اور گناہ تو نہیں ہے مگر علم کے آداب کے خلاف ضرور ہے۔ اس طرح کا ایک جزئیہ بہارِ شریعت میں موجود ہے کہ

نئے قلم کا تراشہ یعنی چھیلن ادھر ادھر پھینک سکتے ہیں مگر استعمال شدہ قلم کا تراشہ ایسی جگہ نہ پھینکا جائے کہ احترام کے خلاف ہو نیز جس کاغذ پر اللہ کا نام لکھا ہو اس میں کوئی چیز رکھنا مکروہ ہے اور تھیلی پر اسمائے الٰہی عزوجل لکھے ہوں اس میں روپیہ پیسہ رکھنا مکروہ نہیں۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو کاغذ سے پونچھنا مکروہ ہے۔ (بہارِ شریعت حصہ ۱۶ صفحہ ۱۱۹)

یہاں کاغذ سے انگلیاں پونچھنا منع کیا گیا ہے جبکہ ٹشو پیپر سے کھانے کے بعد ہاتھ صاف کر سکتے ہیں اس لئے کہ ٹشو پیپر پر لکھا کچھ نہیں ہوتا اور بنائے بھی اسی کام کے لئے جاتے ہیں جبکہ کاغذ ہاتھ صاف کرنے کے لئے نہیں بلکہ لکھنے کے لئے بنایا جاتا ہے۔

جانور بھی اللہ کے پیاروں کا ادب کرتے ہیں

۱۔ یہ جو حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ بیان ہوا ہے جب بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کو اللہ تعالیٰ کا پیغام ملا تو اس کے بعد آپ علیہ الرحمہ ہمیشہ ننگے پاؤں چلنے لگے تھے۔ جب تک بغداد شریف میں زندہ رہے کسی جانور نے راستے میں کبھی گوبر یا پاخانہ نہیں کیا وہ اس ادب کے پیش نظر کے حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ ننگے پاؤں چلتے تھے۔

ایک دن ایک چوپائے نے بغداد شریف کے بازار میں گوبر کر دیا تو اس کا مالک گھبرا گیا کہ ہو نہ ہو آج حضرت بشر حافی رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو گیا ہے ورنہ جانور کبھی راستے میں گوبر نہ کرتا چنانچہ تھوڑی دیر کے بعد اس مالک نے سن لیا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا واقعی انتقال ہو چکا ہے۔ (احسن الوفا صفحہ ۱۳۷)

Marfat.com

جو کہ اس کا در کا ہوا خلقِ خدا اس کی ہوئی
جو کہ اس در سے پھرا اللہ اس سے پھر گیا ۔

ٹھوکریں کھاتے پھرو گے ان کے در پر پڑے ہو
قافلہ تو اے رضا اول گیا آخر گیا

۲۔ حضرت سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی سیرت کا واقعہ ہے کہ ایک شیر راستے میں بیٹھا ہوا تھا اور قافلہ والوں کا راستہ روکے ہوئے تھا۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس کے قریب جا کر فرمایا راستہ سے الگ ہٹ کر کھڑا ہو جا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی یہ ڈانٹ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا راستہ سے دور بھاگ گیا۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ صفحہ ۱۷۹، حجۃ اللہ جلد ۲ صفحہ ۸۶۶)

۳۔ اسی طرح ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ رومی لشکر کے ہاتھوں گرفتار ہوئے اور عہد فاروقی میں جب اسلامی لشکر ادھر پہنچا اور آپ کو معلوم ہوا کہ اسلامی لشکر آیا ہوا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ قید سے بھاگ نکلے۔ ایک جنگل میں پہنچے کہ اچانک شیر سامنے آ گیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے شیر سے فرمایا۔

يَا اَبَا الْحَارِثِ! اَنَا مَوْلٰى رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ مِنْ اَمْرِىْ كَيْتَ وَ كَيْتَ فَاَقْبَلَ الْاَسَدُ لَهٗ بِصَبْعَةٍ حَتّٰى اَقَامَ اِلٰى جَنْبِهٖ كُلَّمَا سَمِعَ صَوْتًا اَهْوٰى اِلَيْهِ ثُمَّ اَقْبَلَ يَمْشِىْ اِلٰى جَنْبِهٖ حَتّٰى بَلَغَ الْجَيْشَ ثُمَّ رَجَعَ الْاَسَدُ

"اے شیر! میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا غلام ہوں۔ میرے ساتھ ایسا ایسا واقعہ ہوا ہے۔ یہ سن کر شیر دم ہلاتا ہوا حضرت سفینہ رضی اللہ عنہ کے قریب آ گیا اور آپ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ جب بھی کوئی خطرناک آواز سنتا تو آپ رضی اللہ عنہ کی طرف جھک کر حفاظت کرتا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے لگا یہاں تک کہ آپ رضی اللہ عنہ اسلامی لشکر میں مل گئے۔ پھر شیر واپس چلا گیا۔"

(مستدرک الحاکم جلد ۲ صفحہ ۶۷۵ رقم الحدیث ۴۲۳۵ دار الکتب العلمیہ بیروت۔ تاریخ الکبیر جلد ۲ صفحہ ۱۹۵ رقم الحدیث ۶۶۳۔ طبرانی کبیر جلد ۷ صفحہ ۸۰ رقم الحدیث ۶۴۳۲ مشکوٰۃ المصابیح باب الکرامات رقم الحدیث ۵۹۴۹)

Marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ انسان تو انسان جانور بھی رسول اللہ ﷺ کے غلاموں کا ادب کر رہے ہیں گویا جانور رسول اللہ ﷺ کی نسبت کی تعظیم کر رہے ہیں کہ ہمیں جو حکم دے رہا ہے یہ رسول اللہ ﷺ کا غلام ہے اس لئے کہ خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

مَا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ شَيْءٌ اِلَّا يَعْلَمُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَّا عَاصِيَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ

"زمین اور آسمان کے درمیان کی ہر شے جانتی ہے کہ میں اللہ کا رسول ہوں سوائے سرکش جنوں اور انسانوں کے۔" (الشفاء جلد ۱ صفحہ ۱۹۳ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۴۔ حضرت عقبہ بن نافع فہری رضی اللہ عنہ کو جب سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے افریقہ کا گورنر بنا کر بھیجا آپ رضی اللہ عنہ نے کچھ علاقے فتح بھی کر لئے پھر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ نے وہاں ایک اسلامی شہر آباد کرنے کا ارادہ کیا۔ اس مقصد کے لئے ماہرین نے جس جگہ کا انتخاب کیا وہ ایک خوفناک اور گنجان جنگل تھا جو کہ درندوں، ہر قسم کے موذی جانوروں، زہریلے حشرات الارض اور جانوروں کا مسکن تھا۔ آپ رضی اللہ عنہ کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے اٹھارہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور بھی تھے۔ ان سب صحابہ رضی اللہ عنہم کو ساتھ لے کر حضرت عقبہ رضی اللہ عنہ اس خوفناک اور گھنے جنگل میں تشریف لے گئے اور بلند آواز سے پکارا۔

اَيَّتُهَا الْحَشَرَاتُ وَالسِّبَاعُ نَحْنُ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَارْحَلُوْا عَنَّا فَاِنَّا نَازِلُوْنَ فَمَنْ وَّجَدْنَاهُ بَعْدُ قَتَلْنَاهُ

"اے درندو اور موذی جانورو! ہم رسول اللہ ﷺ کے صحابہ ہیں اور ہم اس جگہ اپنی بستی آباد کرنا چاہتے ہیں لہٰذا تم سب یہاں سے نکل جاؤ ورنہ اس کے بعد ہم تم میں سے جس کو یہاں دیکھیں گے قتل کر دیں گے۔"

اس اعلان کو سنتے ہی جانوروں میں، درندوں میں اور حشرات الارض میں ایک ہل چل مچ گئی اور غول در غول اس جنگل کے جانور نکلنے لگے۔ شیر اپنے بچوں کو اٹھائے ہوئے۔ بھیڑیئے اپنے پلوں کو لئے ہوئے، سانپ اپنے سنپولیوں کو کمر سے چمٹائے ہوئے جنگل سے باہر نکلے جا رہے تھے۔ یہ ایسا عجیب، ہیبت ناک اور خوفناک منظر تھا نہ پہلے دیکھا گیا نہ کسی کے وہم و گمان میں تھا۔ غرض کہ پورا جنگل خالی ہو

Marfat.com

گیا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور پورے لشکر نے اس جنگل کو کاٹ کر ۵۰ ہجری میں ایک شہر آباد کیا جس کا نام "قیروان" ہے۔ یہ شہر اسی لئے مسلمانوں میں بہت زیادہ قابل احترام شمار کیا جاتا ہے کہ اس شہر کی آباد کاری میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقدس ہاتھوں کا بہت زیادہ حصہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہزاروں جلیل القدر علماء و مشائخ اس سرزمین کی آغوشِ خاک سے اٹھے اور پھر اس مقدس زمین کی آغوش میں دفن ہو کر اس زمین میں آرام فرمانے لگے۔ (معجم البلدان تذکرہ قیرواں حرف القاف باب القاف والباء)

اس روایت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ جانور بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ادب کرتے تھے وہاں یہ بھی واضح ہوا کہ چونکہ شہر قیروان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تعمیر فرمایا تھا اس نسبت کی تعظیم کے پیش نظر مسلمان ہمیشہ اس شہر کا ادب و احترام کرتے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی اپنے مقبول بندوں سے نسبت رکھنے والی چیزوں کا ادب کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

۵۔ حضرت سیدنا سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ ایک مرتبہ نوافل پڑھ رہے تھے اور سر سجدے میں رکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بلند آواز سے مناجات کر رہے تھے اسی دوران حجاج بن یوسف کے سپاہی آپ رضی اللہ عنہ کو گرفتار کرنے کے لئے آئے اور قریب آ کر انہوں نے سلام کیا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سجدے سے سر اٹھایا اور ان کے سلام کا جواب دیا۔ سپاہیوں نے کہا ہم کو حجاج بن یوسف نے بھیجا ہے آپ کو لینے آئے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا حجاج کے پاس جانا ضروری ہے؟ انہوں نے کہا ہاں! آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درودِ پاک پڑھ کر ان سپاہیوں کے ساتھ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ راستے میں ایک پادری کا گرجا آیا جہاں رات ہوئی۔ پادری نے کہا کہ تم سارے میرے گرجے میں آجاؤ کیونکہ رات کے وقت اس گرجا کے پاس ایک شیر اور شیرنی آتے ہیں وہ تمہیں نقصان نہ پہنچائیں۔ تمام سپاہی شام سے پہلے ہی گرجا میں داخل ہو گئے مگر حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے گرجا میں داخل ہونے سے انکار کر دیا اور فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک مشرک کی پناہ نہ لوں گا۔ سپاہیوں نے کہا شاید آپ رضی اللہ عنہ بھاگنا چاہتے ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں۔ انہوں نے کہا درندہ آپ رضی اللہ عنہ کو کھا جائے گا۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرا رب میرے ساتھ ہے وہ درندے کو مجھ سے دور رکھے گا اور اس کو میرا محافظ مقرر فرمائے گا۔ انشاء اللہ۔ انہوں نے کہا تو کوئی نبی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہیں بلکہ اللہ کا ایک بندہ ہوں۔ سپاہیوں نے کہا آپ

Marfat.com

ہمیں نہ بھاگنے کا یقین دلائیں۔آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں اللہ کو ضامن بناتا ہوں کہ صبح تک یہیں رہوں گا۔ جب رات ہوئی تو شیر اور شیرنی آئے۔ پہلے شیرنی آئی اور آپ رضی اللہ عنہ کے پاؤں مبارک چاٹ کر پیچھے ہٹ گئی۔ پھر شیر آیا اس نے بھی یہی کیا۔ پادری یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا۔ جب اس نے یہ کرامت دیکھی تو آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا۔ سپاہی بھی دوڑے آئے اور آ کر آپ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ پھر آپ رضی اللہ عنہ کو حجاج بن یوسف کے پاس لایا گیا تو اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو شہید کرنے کا حکم دیا چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ کا سر اقدس جدا کر دیا گیا مگر کٹے ہوئے سر سے سات مرتبہ آواز آئی۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ

(حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

۶۔ حضرت سیدنا سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں اور حضرت شیبان راعی رحمۃ اللہ علیہ دونوں حج کو چلے۔ ایک راستہ میں پہنچے تو ہمارے سامنے شیر آ گیا۔ میں نے حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ دیکھتے نہیں کہ یہ درندہ سامنے ہے۔ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا سفیان (رحمۃ اللہ علیہ)! ڈرو نہیں۔ شیر نے حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ کا یہ کلام سن لیا تو خوشامد کرنے لگا اور کتے کی طرح دم ہلانے لگا۔ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ اس کی طرف بڑھے اور جا کر شیر کا کان پکڑ لیا۔ حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے کہا یہ کیا شہرت کی بات ہے؟ حضرت شیبان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اے سفیان (رحمۃ اللہ علیہ)! اس میں کون سی شہرت ہے؟ اگر مجھے شہرت کا اندیشہ نہ ہوتا تو اپنا سامانِ سفر مکہ مکرمہ تک اسی کی کمر پر لاد کر لے چلتا۔ (جمال الاولیاء صفحہ ۸۰)

۷۔ شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں علامہ محمد بن یحییٰ تاذفی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ابتدائی پندرہ سال میں شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ جنگل و بیابان میں پھرتے رہے اور مجاہدے فرماتے رہے۔ اسی دوران جنگل کے شیر آپ رحمۃ اللہ علیہ سے انسیت رکھتے تھے اور پرندے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے گرد پھرتے رہتے تھے اور جس جس مقام پر کہ شیر رہتے تھے اور ان کی وجہ سے راستے بند ہو جاتے تھے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ اس مقام پر آ کر شیر کا کان پکڑ لیتے تھے اور ان سے فرماتے تھے کہ کتو! تم یہاں سے چلے جاؤ اور پھر ادھر کا رخ نہ کرنا چنانچہ اس مقام سے تمام شیر چلے جاتے تھے اور اس جگہ پر کبھی دکھائی نہیں دیتے تھے۔

۸۔ شیخ محمد افریقی نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ لکڑیاں کاٹنے والے شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں

Marfat.com

شاکی ہوئے کہ ہمارے جنگل میں شیر بکثرت ہیں جن کی وجہ سے ہمیں نہایت پریشانی رہتی ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خادم سے فرمایا ان کے جنگل میں جاؤ اور بلند آواز سے پکار کر کہہ دو کہ اے گروہِ شیر! شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم یہاں سے نکل کر چلے جاؤ اور پھر ادھر رخ نہ کرنا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ کے خادم کے یہ کہتے ہی اس جنگل کے تمام شیر بچوں کو لے کر وہاں سے چلے گئے اور اس جنگل میں کوئی شیر نہیں رہا اور نہ اس کے بعد کوئی شیر دکھائی دیا۔

۹۔ شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ قحط سالی کے موقع پر میں شیخ ابوالخیر رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اس وقت ایک جنگل میں بیٹھے ہوئے تھے اور وحوش وطیور اور شیر وغیرہ درندے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے اردگرد جمع تھے اور کوئی ایذا نہیں پہنچاتا تھا۔ان میں سے ایک کے بعد ایک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوتا اور با آوازِ بلند چلاتا تھا گویا کہ کسی بات کی شکایت کر رہا ہے۔آپ رحمۃ اللہ علیہ اس سے فرما دیتے تھے کہ جاؤ تمہاری روزی فلاں جگہ پر ہے۔پھر وہ چلا جاتا تھا۔جب یہ سب جانور جا چکے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مجھ سے فرمایا۔

یہ وحوش وطیور میرے پاس بھوک کی شکایت کرنے آئے تھے۔اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی روزی پر مطلع کر دیا تھا اس لئے میں نے انہیں ان کی روزی کے مقامات بتا دیئے ہیں اور وہ اپنی اپنی جگہ پر چلے گئے ہیں۔(قلائد الجواہر مترجم صفحہ ۳۰۷ تا ۳۰۸ کرماں والا بک شاپ لاہور)

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ تعظیم

مختصر تعارف:

مفکرِ اسلام، امام سوادِ اعظم اہلِ سنت والجماعت، صاحب دلائل قاہرہ، مؤید ملت طاہرہ، سلطان العلماء، سید الاولیاء، برہان الفضلاء، قدوۃ الاصفیاء، تاج الفقہاء، امام الشریعۃ و الطریقۃ، مجدد مأۃ حاضرہ و سابقہ، سراج المحققین و المدققین، حامی السنۃ والدین، غیاث الاسلام والمسلمین، شیخ الاسلام والمسلمین، یادگارِ متقدمین، رأس المتقین، عمدۃ العلماء العاملین، مولانا المخدوم، بحر العلوم، امام عشق ومحبت، امام اجل، مجدد اعظم، فقیہہ اعظم، برکۃ الرسول فی الہند، نائب غوثِ اعظم، حسان الہند، ثانی ابوحنیفہ، الحاج، الحافظ، القاری

Marfat.com

حضرت سیدنا اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں قادری برکاتی حنفی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت باسعادت ۱۰ شوال ۱۲۷۲ھ بمطابق ۱۴ جون ۱۸۵۶ء کو ہوئی۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی ذات ستودہ صفات کسی تعارف اور تبصرہ کی محتاج نہیں ہے۔ آج عالم اسلام میں آپ رحمۃ اللہ علیہ ایک عظیم مفکر، بے مثل محقق جلیل القدر محدث وفقیہہ اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی حیثیت سے مشہور ہیں۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ آسمان علم وفضل کا وہ درخشندہ وتابندہ آفتاب ہیں جن کی چمک سے علم و ادب کے ایسے بلند مینار تعمیر ہوئے جن کی ضیاء بار کرنوں سے آفاق میں اجالا پھیلا قلوب واذہان منور ہوئے۔ جہالت و بطالت کی ظلمت وتاریکی کا فور وزائل ہوئی۔ ضلالت وگمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو راہِ حق و ہدایت کا نشان ملا۔ طغیان، سرکشی کے بے آب وگیاہ صحرا میں پھرنے والے مسافروں کو ایقان و عرفان کی منزل ملی۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے علمی قوس قزح سے نجانے کتنی دنیا رنگین ہوئی۔ کتنی منزلوں میں رنگ ونور کا سویرا ہوا۔ یہ علیحدہ موضوع ہے۔ بس یوں سمجھئے کہ جس طرح سارے فقہاء فقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے سامنے بچے نظر آتے ہیں ایسے ہی امام اہل سنت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے ہم عصر علماء علم وفقہات میں طفل مکتب دکھائی دیتے ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ خاصانِ خدا اور اہل اللہ سے ہیں۔ دین و دنیا کی ریاست آپ رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل ہے۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ان نفوسِ قدسیہ اور مقبولانِ بارگاہِ ایزدی سے ہیں جن کو رب قدیر کے فیض سے وہ کچھ ملا کہ تصور نہیں کیا جا سکتا۔

یہی آپ رحمۃ اللہ علیہ کا علم ہے جس کی جھلک آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تصنیف میں نظر آتی ہے۔

جب گستاخانِ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بکواس کی کہ اللہ جھوٹ بول سکتا ہے (نعوذ باللہ) تو ان کے رد میں "سبحان السبوح عن کذب عیب مقبوح" رقم فرما کر باطل کے ایوانوں میں زلزلہ پیدا کر دیا۔

اس کے علاوہ الجبل الثانوی علی کلیات التھانوی، الکلمۃ العلیاء، تجلی الیقین، الامن والعلی، مقامع الحدید، الکوکبۃ الشھابیۃ، سل السیوف الھندیۃ، حیات الموات وغیرھا کتب اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شان و

Marfat.com

شوکت کا منہ بولتا ثبوت بھی ہیں اور آج تک تقریباً ایک صدی گزر جانے کے باوجود بھی کفر کے محلات پر لرزہ طاری کئے ہوئے ہیں اور عقائد باطلہ کے حاملین کے ان کتب کے نام سن کر اوسان خطا ہو جاتے ہیں۔

قرآن پاک کے غلط ترجمے کر کے جن لوگوں نے بھولے بھالے مسلمانوں کے ایمان کو لوٹنے کا کھیل رچایا تو اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے خداداد بصیرت سے بھانپ کر کنزالایمان کے نام سے قرآن مجید کا ترجمہ کیا جو اسم با مسمیٰ ہے یعنی واقعی ایمان کا خزانہ ہے۔ یہ ترجمہ آدابِ الوہیت ومنصب رسالت ﷺ کے تقاضوں کو پورا کرنے والا اور قواعد عربیہ کے عین مطابق ہے۔ مزید سینکڑوں تفسیروں کا نچوڑ ہے۔ اس ترجمہ کنزالایمان کے محاسن پر علماء نے بہت کچھ لکھا ہے۔

اس کے علاوہ فتاویٰ رضویہ شریف ۳۳ جلدوں میں مطبوعہ ہے جو کہ علم وآگہی کا بحرنا پیدا کنار اور فقہی علوم کا انسائیکلو پیڈیا ہے بلکہ موجودہ دور میں کتنے ہی ایسے مفتیانِ اسلام ہیں جو کہ فتاویٰ رضویہ شریف کے فیض سے مستفید ہو کر مسند دارالافتاء کی زینت بنے ہیں۔

اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ سے لے کر آج تک علمائے حق آپ رحمۃ اللہ علیہ کے علمی دسترخوان کے خوشہ چین ہیں اور سارے ہی بالواسطہ یا بلاواسطہ علمی خیرات لینے کے لئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے درِ دولت پر دکھائی دیتے ہیں۔

الغرض اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جدید تحقیق کے مطابق سوا دوسو (۲۲۵) سے زائد علوم وفنون پر تقریباً ایک ہزار کتب تصانیف فرمائی ہیں جو کہ عدیم النظیر سوغات ہونے کے ساتھ ساتھ امت مسلمہ کے لئے گوہر نایاب سے کم نہیں ہے۔ امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ کی ہر تصنیف میں خزانہ علمیہ موجود ہے۔ امت مسلمہ کے فکر ونظر میں انقلاب برپا کر دیا۔ مسلمانوں کی خفیہ صلاحیتوں کو اجاگر کیا۔ جمود کی وادی سے نکال کر علم وعرفان کی منازل پر کھڑا کر دیا۔

امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ علم وفن کے بحر بیکراں ہیں۔ فضل وکمال کے جبل شامخ ہیں۔ خیال و پندار کی بلندیوں کا نام امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فکر ونظر کے آسمان ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے سات سال کی عمر میں روزے رکھنے شروع کر دیئے۔ ایک مہینے کے اندر پورا قرآن پاک حفظ

Marfat.com

کرلیا۔ تیرہ سال دس مہینے اور چار دن کی عمر میں علومِ عقلیہ ونقلیہ پر مہارتِ تامہ پا کر مسندِ افتاء پر رونق افروز ہو کر پہلا فتویٰ صادر فرمایا۔

قارئین کرام! آپ کو بھی یہ جان کر یقیناً خوشی ہوگی کہ ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا انٹرنیشنل کی نگرانی میں ۲۰۱۵ء تک اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت و شخصیت پر ۴۷ پی ایچ ڈی اسناد تفویض ہو چکی ہیں۔ ایم ایس، ایم فل کی ۱۶ اسناد اور متعلقاتِ رضا پر ۱۱ پی ایچ ڈی کی اسناد اور علمائے بریلی پر ایم فل کی ایک سند اور پوسٹ ڈاکٹریٹ کی ایک سند مجموعی طور پر عالمی جامعات سے ۷۶ اسناد جاری کی گئیں جبکہ ۳۲ مقالات زیرِ تکمیل ہیں۔ ریسرچ اسکالرز کی حوصلہ افزائی کے لئے امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ گولڈ میڈل اور سلور میڈل دیا جاتا ہے جبکہ دنیا بھر کی یونیورسٹیز میں ادارہ تحقیقاتِ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے تعاون سے سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور علمی و ادبی اور دینی خدمات پر تحقیق جاری ہے۔

میرے بھائیو! اگر کوئی بھی شخص غیر جانبدار ہو کر فقہ اور تصوف کے مجمع البحرین، عالم ربانی، شیخ الاسلام امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف وکتب کا مطالعہ کرے تو بے ساختہ زبان سے یہی کہے گا کہ

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزاتِ کثیرہ میں سے ایک عظیم معجزہ ہیں اور اللہ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہیں اور امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ چودھویں صدی کے جلیل القدر عالم، فقیہہ عظیم، محدث، ممتاز مفسر، ماہر تعلیم، ریاضی دان، عظیم مسلم سائنسدان، سیاست دان اور شاعر خوش ادا و خوش نوا ہیں۔

امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ عشق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داعی ہیں۔ امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے وہ نمایاں دینی کارنامے سرانجام دیئے کہ جن نے دنیا کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا۔ زمانے کی نگاہیں ان پر جم گئیں. آفاق کی وسعتوں میں ان کا چرچا ہوا، ان کے علمی ترانوں سے دلوں کی کائنات گونج اٹھی۔

فدا ہو کہ تجھ پہ یہ عزت ملی ہے" کا مصداق بنے کہ چار دانگ عالم میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی علمی و دینی خدمات کا ڈنکا بج رہا ہے۔ بیگانے ومخالفین ذریت در ذریت جل کر کباب ہو رہے ہیں۔ اس درخشندہ آفتاب کی طرف منہ کر کے تھوکنے کی ناپاک کوشش سے اپنے سیاہ چہروں کو مزید گندہ کر رہے ہیں جبکہ

Marfat.com

اپنے علماء وعوام، مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم مدحِ رضا میں یوں رطب اللسان ہیں۔

جلوۂ نور ہے کہ سراپا رضا کا ہے
تصویر سنیت ہے کہ چہرہ رضا کا ہے
وادی رضا کی کوہِ ہمالہ رضا کا ہے
جس سمت دیکھئے وہ علاقہ رضا کا ہے
الفاظ بہہ رہے ہیں دلیلوں کی دھار پر
چلتا ہوا قلم ہے کہ دھارا رضا کا ہے
نقطے عبارتوں سے بھرے جاتے ہیں خود بخود
ربط و نظر یہ ایسا اجارہ رضا کا ہے
آپ نے جو لکھ دیا ہے سند ہے دین میں
اہل قلم کی آبرو نقطہ رضا کا ہے
اگلوں نے بھی لکھا ہے بہت علم دین پر
مگر جو اس صدی میں ہے تنہا رضا کا ہے
اس دورِ پرفتن میں نظر خوش عقیدگی
سرکار کا کرم ہے وسیلہ رضا کا ہے

الغرض جتنا بھی کہا جائے اور لکھا جائے پھر بھی تھوڑا ہے۔ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں گفتگو اسی شعر پر ختم کرتا ہوں۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیئے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

سیدی اعلیٰ حضرت فتاویٰ رضویہ شریف میں فرماتے ہیں۔

اللہ فرماتا ہے:

Marfat.com

لِتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ

"تا کہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔"

یہ رسول کا بھیجنا کس لئے ہے جو فرماتا ہے اس لئے کہ یہ اللہ و رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو۔

معلوم ہوا کہ دین و ایمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کا نام ہے جو ان کی تعظیم میں کلام کرے اصل رسالت کو باطل و بیکار کیا چاہتا ہے۔ والعیاذ باللہ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵، صفحہ ۱۶۸)

اسی طرح ایک سوال کے جواب میں فرمایا۔

"نامِ اقدس تعظیم کے ساتھ لینا فرض ہے۔ خالی رسول کہنا اگر بقصد ترکِ تعظیم ہے تو کفر ہے ورنہ بلا ضرورت ہو تو برکات سے محرومی۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۹۹)

اس طرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم پر آیات ذکر کرتے ہوئے سورۃ الحجرات کی دوسری آیت ذکر کی جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اونچی آواز کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اس کو ذکر کر کے بعد وصال تعظیم کی مؤید روایت ذکر کی کہ امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے روضہ انور کے پاس کسی کو اونچی آواز سے بولتے دیکھا تو فرمایا کیا اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند کرتا ہے اور یہی آیت تلاوت کی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۶۹)

اسی طرح صفحہ ۱۷۳ پر فرماتے ہیں۔

اللہ تو فرماتا ہے رسول اللہ علیہ رحمۃ اللہ کے حضور چلا کر نہ بولو جیسے ایک دوسرے کے سامنے چلاتے ہو۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارنا ایک دوسرے کے پکارنے جیسا نہ ٹھہرا لو اور کوئی کہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی ہی تعریف کرو جیسی باہم ایک دوسرے کی کرتے ہو بلکہ اس میں بھی کمی کرو تو پھر

اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۱۷۳)

کعبہ شریف کے غلام کو چومنے کے متعلق کئے گئے سوال کے جواب میں فرماتے ہیں۔

بے شک کعبہ شعائر اللہ ہے تو تعظیم غلاف تعظیم کعبہ، تعظیم کعبہ و تعظیم شعائر اللہ شرعاً مطلوب۔

سیدی اعلیٰ حضرت علیہ رحمۃ اللہ نے اپنے رسالہ "تجلی الیقین بان سید المرسلین" میں فرمایا ہے کہ حضور

Marfat.com

سرور دو عالم ﷺ کا افضل المرسلین و سید الاولین والآخرین ہونا قطعی ایمانی، یقینی، اذغانی، اجماعی، ایقانی مسئلہ ہے جس میں اختلاف نہ کرے گا مگر گمراہ، بد دین، بندۂ شیاطین والعیاذ اللہ رب العالمین۔ کلمہ پڑھ کر اس میں شک عجیب ہے۔ آج نہ کھلا تو کل قریب ہے جس دن تمام مخلوق کو جمع فرمائے گا، سارے مجمع کا دولہا حضور ﷺ کو بنائے گا۔ انبیائے جلیل علیہ السلام تا حضرت خلیل سب حضور ﷺ ہی کے نیازمند ہوں گے۔ موافق و مخالف کی حاجتوں کے ہاتھ انہی کی جانب بلند ہوں گے۔ انہی کا کلمہ پڑھا جاتا ہوگا۔ انہی کی حمد کا ڈنکا بجتا ہوگا۔ جو آج بیاں ہے کل عیاں ہوگا۔ اس دن جو مومن و مقربین نور بار عشرتوں سے شادیاں رچائیں گے الحمد للہ الذی ھدٰنا لھٰذا (سب خوبیاں اللہ کو جس نے ہمیں اس کی راہ دکھائی) اور جو مبطل اور منکر ہیں دلفگار حسرتوں سے ہاتھ چبائیں گے۔

یالیتنا اطعنا اللہ واطعنا الرسول اللّٰھم اجعلنا من المھتدین ولا تجعلنا فتنۃ للقوم الظّٰلمین

"ہائے کسی طرح ہم نے اللہ کا حکم مانا ہوتا اور رسول کا حکم مانا ہوتا اے اللہ! ہم کو ہدایت پانے والوں میں سے بنادے اور ہمیں ظالموں کے لئے آزمائش نہ بنا۔"

تو رسول اللہ ﷺ کی اس افضلیت کے بارے میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

"بلا مبالغہ اگر توفیق مساعد ہو اس عقیدے کی تحقیق مجلدات سے زائد ہو مگر بقدرِ حاجت و وقت فرصت قلب مومن کی تسکین و تثبیت اور منکر بد باطن کی تحزین و تبکیت کو صرف دس آیتوں اور سو حدیثوں پر اختصار مطلب۔"

تو یہ جو افضلیت و سیادت پر جو دس آیتوں کا کہا ان میں سے چھٹی آیت کو یوں دل نشیں انداز میں بیان فرمایا جو کہ رسول اللہ ﷺ کی تعظیم کے سلسلے میں گوہر نایاب سے کم نہیں۔

اس آیت کی مکمل رضوی بحث کو من و عن نقل کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ جَلَّتْ عَظَمَتُہٗ "یٰاٰدَمُ اسْکُنْ اَنْتَ وَزَوْجُكَ الْجَنَّةَ"

"اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم (علیہ السلام)! تو اور تیری بیوی جنت میں رہو۔"

Marfat.com

وَقَالَ تَعَالٰی یٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے نوح (علیہ السلام)! کشتی سے اتر ہماری طرف سے سلام کے ساتھ۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰاِبْرٰهِیْمُ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْیَا

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے ابراہیم (علیہ السلام)! بے شک تو نے خواب سچ کر دکھایا۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰمُوْسٰی اِنِّیْ اَنَا اللّٰهُ

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ (علیہ السلام)! میں ہی ہوں اللہ۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰعِیْسٰی اِنِّیْ مُتَوَفِّیْكَ

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے عیسیٰ (علیہ السلام)! میں تجھے پوری عمر تک پہنچاؤں گا۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰدَاوٗدُ اِنَّا جَعَلْنٰكَ خَلِیْفَةً

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے داؤد (علیہ السلام)! بے شک ہم نے تجھے زمین میں نائب کیا۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰزَكَرِیَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے زکریا (علیہ السلام)! ہم تجھے خوشی سناتے ہیں۔"

وَقَالَ تَعَالٰی یٰیَحْیٰی خُذِ الْكِتٰبَ بِقُوَّةٍ

"اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے یحییٰ (علیہ السلام)! کتاب مضبوط تھام۔"

غرض قرآن عظیم کا عام محاورہ یہ ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو نام لے کر پکارتا ہے مگر جہاں محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب فرمایا ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف جلیلہ و القاب جمیلہ ہی سے یاد کیا ہے۔

یٰاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰكَ

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے تجھے رسول کیا۔"

یٰاَیُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْكَ

"اے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہنچا جو تیری طرف اترا۔"

Marfat.com

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ الَّيْلَ

"اے کپڑا اوڑھے لیٹنے والے! رات میں قیام فرما۔"

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝ قُمْ فَاَنْذِرْ

"اے جھرمٹ مارنے والے! کھڑا ہو اور لوگوں کو ڈرسنا۔"

يٰسٓ ۝ وَالْقُرْاٰنِ الْحَكِيْمِ ۝ اِنَّكَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝

"اے یٰسین! مجھے قسم ہے حکمت والے قرآن کی بے شک تو رسولوں میں سے ہے۔"

طٰهٰ ۝ مَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْقُرْاٰنَ لِتَشْقٰىٓ

"اے طٰہٰ! ہم نے تجھ پر قرآن اس لئے نہیں اتارا کہ تو مشقت میں پڑے۔"

ہر ذی عقل جانتا ہے کہ جو ان نداؤں اور ان خطابوں کو سنے گا بالبداہت حضور سید المرسلین ﷺ وانبیاء سابقین علیہم السلام کا فرق جان جائے گا۔

یا آدم ست با پدر انبیاء خطاب
یا ایہا النبیُّ خطاب محمد است

"اے آدم! نبیوں کے باپ کے لئے خطاب ہے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کے لئے خطاب ہے اے نبی!"

امام احمد عزالدین وغیرہ علماء کرام فرماتے ہیں بادشاہ جب اپنے تمام امراء کو نام لے کر پکارے اور ان میں خاص ایک مقرب کو یوں ندا فرمایا کرے اے مقرب حضرت! اے نائب سلطنت! اے صاحب عزت! اے سردارِ مملکت! تو کسی طرح محل ریب وشک باقی رہے گا کہ یہ بندہ بارگاہِ سلطانی میں سب سے زیادہ عزت ووجاہت والا اور سرکار سلطانی کو تمام عمائد وارا کین سے بڑھ کر پیارا ہے۔

فقیر کہتا ہے غفر اللہ تعالیٰ لہ (سیدی اعلیٰ حضرت) خصوصاً

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ

اور

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ

Marfat.com

تو وہ پیارے خطاب ہیں جن کا مزہ اہل محبت جانتے ہیں۔ ان آیتوں کے نزول کے وقت سید عالم ﷺ بالاپوش اوڑھے، جھرمٹ مارے لیٹے تھے۔ اسی وضع حالت سے حضور ﷺ کو یاد فرما کر ندا کی گئی۔ بلاشبہ جس طرح سچا چاہنے والا اپنے پیارے محبوب کو پکارے او بانکی ٹوپی والے او دھانی ٹوپی والے۔

او دامن اٹھا کے جانے والے

فَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ وَالصَّلٰوةُ الزَّهْرَاءُ عَلَى الْحَبِيْبِ ذِي الْجَاهِ ثُمَّ اَقُوْلُ

(پھر میں کہتا ہوں) اشقیائے یہودِ مدینہ اور مشرکین مکہ جو حضور ﷺ سے جاہلانہ گفتگوئیں کرتے ان مقالاتِ خبیثہ کو بغرضِ ردّ و ابطال مژدہ رسانی عذاب و نکال بارہا نقل فرمایا گیا مگر ان گستاخوں کی اس بے ادبانہ ندا کا نام لے کر حضور ﷺ کو پکارنا (اللہ) محلِ نقل میں بھی ذکر نہ آیا۔ ہاں! جہاں انہوں (یہود و مشرکین) نے وصف کریم سے ندا کی تھی اگرچہ ان کے زعم میں بطور استہزاء تھی اس کو قرآن مجید نقل کرلایا کہ

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْ نُزِّلَ عَلَيْهِ الذِّكْرُ

"بولے اے وہ جس پر قرآن اترا۔"

برخلاف حضرت انبیاء سابقین علیہم السلام کے ان کے کفار کے مخاطب ویسے ہی منقول ہیں۔

يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا

"اے نوح (علیہ السلام)! تم ہم سے جھگڑے۔"

ءَاَنْتَ فَعَلْتَ هٰذَا بِاٰلِهَتِنَا يٰٓاِبْرٰهِيْمُ

"کیا تم نے ہمارے خداؤں کے ساتھ یہ کام کیا اے ابراہیم (علیہ السلام)!۔"

يٰمُوْسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ عِنْدَكَ

"اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لئے اپنے رب سے دعا کرو اس عہد کے سبب جو اس کا تمہارے پاس ہے۔"

يٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَا

"اے صالح (علیہ السلام)! ہم پر لے آؤ جس کا تم وعدہ دے رہے ہو۔"

Marfat.com

یَا شُعَیْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِیْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ

"اے شعیب (علیہ السلام)! ہماری سمجھ میں نہیں آتیں تمہاری بہت سی باتیں۔"

بلکہ اس زمانہ کے مبلغین بھی انبیاء کرام علیہم السلام سے یونہی خطاب کرتے ہیں۔ قرآن عظیم نے اسی طرح ان سے نقل فرمائی۔ اسباط نے کہا۔

یَا مُوْسٰى لَنْ نَّصْبِرَ عَلٰى طَعَامٍ وَّاحِدٍ

"اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہم سے تو ایک کھانے پر ہرگز صبر نہ ہوگا۔"

حواریوں نے کہا۔

یَا عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ هَلْ یَسْتَطِیْعُ رَبُّكَ

"اے عیسیٰ ابن مریم (علیہما السلام)! آپ کا رب ایسا کر سکتا ہے۔"

یہاں اس کا یہ بندوبست فرمایا کہ اس امت مرحومہ پر اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر خطاب کرنا ہی حرام ٹھہرایا۔

قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى لَا تَجْعَلُوْا دُعَاءَ الرَّسُوْلِ بَیْنَكُمْ كَدُعَاءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پکارنا آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسے ایک دوسرے کو پکارتے ہو کہ اے زید! اے عمرو! بلکہ یوں عرض کرو۔

یارسول اللہ، یا نبی اللہ، یا سیّد المرسلین، یا خاتم النبین، یا شفیع المذنبین صلی اللہ تعالیٰ علیك وسلم وعلیٰ اٰلك اجمعین

ابونعیم، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں۔

قَالَ كَانُوْا یَقُوْلُوْنَ یَا مُحَمَّدُ یَا اَبَا الْقَاسِمِ فَنَهٰهُمُ اللّٰهُ عَنْ ذٰلِكَ اِعْظَامًا لِّنَبِیِّهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالُوْا یَا نَبِیَّ اللّٰهِ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

"پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو یا محمد یا ابا القاسم کہا جاتا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی تعظیم کی وجہ سے اس سے منع فرمادیا اور پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا نبی اللہ اور یا رسول اللہ کہا کرتے۔"

(دلائل النبوۃ ابونعیم الجزو اول صفحہ ۷ الفصل الاول عالم الکتب بیروت)

Marfat.com

بیہقی امام علقمہ و امام اسود اور ابونعیم، امام حسن بصری و امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہم سے تفسیر آیت کریمہ مذکورہ میں منقول ہے۔

لَا تَقُوْلُوْا یَا مُحَمَّدُ وَلٰكِنْ قُوْلُوْا یَا رَسُوْلَ اللهِ یَا نَبِیَّ اللهِ

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یا محمد نہ کہو بلکہ یا نبی اللہ، یارسول اللہ کہو۔

(تفسیر الحسن البصری تحت آیت مذکورہ جلد ۲ صفحہ ۱۶۴ المکتبہ النجاریہ مکہ مکرمہ، تفسیر درمنثور بحوالہ عبد بن حمید عن سعید بن جبیر و الحسن تحت آیت مذکورہ جلد ۶ صفحہ ۲۱۱ داراحیاء التراث العربی بیروت)

اسی طرح امام قتادہ رضی اللہ عنہ تلمیذ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے۔

لہٰذا علماء تصریح فرماتے ہیں حضور ﷺ کو نام لے کر ندا کرنا حرام ہے اور واقعی محل انصاف ہے جسے اس کا مالک و مولیٰ تبارک وتعالیٰ نام لے کر نہ پکارے۔ غلام کی کیا مجال ہے کہ راہِ ادب سے تجاوز کرے بلکہ امام زین الدین فراغی وغیرہ محققین نے فرمایا اگر یہ لفظ کسی دعا میں وارد ہو جو خود نبی ﷺ نے تعلیم فرمائی جیسے دعا

یَا مُحَمَّدُ اِنِّیْ تَوَجَّهْتُ بِكَ اِلٰی رَبِّیْ

اے محمد (ﷺ)! میں آپ ﷺ کے توسل سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا۔

تاہم اس کی جگہ یارسول اللہ، یانبی اللہ کہنا چاہئے حالانکہ الفاظِ دعا میں حتی الوسع تغیر نہیں کی جاتی۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۱۵۳ تا ۱۵۷ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "قمر التمام فی نفی الظل عن سید الانام ﷺ" تعظیم مصطفیٰ ﷺ پر گفتگو فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم. حضور رسالت ﷺ میں نہایت ادب اور وقار سے سر جھکائے، آنکھیں نیچی کئے بیٹھے. رعب جلالِ سلطانی ان کے قلوب پر ایسا طاری ہوتا کہ اوپر نگاہ اٹھانا ممکن نہ تھا۔ اس کے بعد آپ نے وہ مشہور عروہ بن مسعود کی مقامِ حدیبیہ والی حدیث ذکر کی جس میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا رسول اللہ ﷺ کی رینٹھ مبارک اور وضو مبارک کے پانی کے آداب کا ذکر ہے اور بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب کا ذکر ہے۔

پھر مزید اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کے آداب کا لحاظ کرنے کے

Marfat.com

حوالے سے فرماتے ہیں کہ اسی وجہ سے (یعنی نگاہ جھکا کر بیٹھنا) سے حلیہ شریف میں اکثر اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم احادیث میں وارد ہے کہ وہ نگاہ بھر کر بھی نہ دیکھ سکتے بلکہ نظر اوپر نہ اٹھاتے بلکہ اس میں کسی حدیث کے ورود کی بھی حاجت کیا تھی؟ عقل سلیم خود گواہی دیتی ہے کہ ادنیٰ ادنیٰ نوابوں اور والیوں کے حاضرین دربار کے ساتھ کس ادب سے پیش آتے ہیں۔ اگر کھڑے ہیں تو نگاہ قدموں سے تجاوز نہیں کرتی۔ بیٹھے ہیں تو زانو سے آگے قدم نہیں رکھتی۔ خود اس حاکم سے نگاہ چار نہیں کرتے پس وپیش یا دائیں بائیں دیکھنا تو بڑی بات ہے حالانکہ اس ادب کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ادب سے کیا نسبت؟ ایمان ان کے دلوں میں پہاڑ سے زیادہ گراں تھا اور دربارِ اقدس کی حاضری ان کے نزدیک ملک السماوات و الارض کا سامنا اور کیوں نہ ہوتا کہ خود قرآن عزیز نے انہیں صدہا جگہ کان کھول کھول کر سنا دیا کہ ہمارا اور ہمارے محبوب ﷺ کا معاملہ واحد ہے۔ اس کا مطیع ہمارا فرمانبردار اور اس کا عاصی ہمارا گنہگار اور ان سے الفت ہمارے ساتھ محبت اور ان سے رنجش ہم سے عداوت۔ ان کی تکریم ہماری تعظیم اور ان کے ساتھ گستاخی ہماری بے ادبی لہٰذا جب ملازمت والا حاصل ہوئی قلب ان کے خوفِ خدا سے ممتلی اور گردنیں خم اور آنکھیں نیچی اور آوازیں پست اور اعضاء ساکن ہو جاتے۔

ایک صفحہ آگے یوں فرماتے ہیں۔

حضور ﷺ کے اخلاق و عادات اور رحمت و الطاف (صحابہ کرام رحمۃ اللہ علیہ کے) جاننے میں آئے۔ حسن و احسان کے جلوے پر دم لطف تازہ دکھاتے۔ قرآن آنکھوں کے سامنے نازل ہوتا اور طرح طرح سے اس بارگاہ کے آداب سکھاتا اور ظاہر فرماتا کہ ہمارا ان کا معاملہ واحد ہے۔ ان کے حضور آواز بلند کرنے سے عمل ضائع ہو جاتے ہیں۔ انہیں نام سے پکارنے والے سخت سزائیں پاتے ہیں۔ اپنے جان و دل کا انہیں مالک جانو۔ ان کے حضور زندہ کو مردہ جانو۔ ہمارا ذکر ان کی یاد کے ساتھ ہے۔ ان کا ہاتھ بعینہٖ ہمارا ہاتھ ہے۔ ان کی رحمت ہماری مہر۔ ان کا غضب ہمارا قہر۔ انہیں قدرِ ملازمت زیادہ ہوتی حضور ﷺ کی عظمت و محبت ترقی پاتی اور وہ حال مذکور یعنی خشوع و خضوع و رعب، ہیبت روز افزوں کرتی۔

قَالَ تَعَالٰی زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آیات ان کے ایمان کو زیادہ کرتی ہیں اور ایمان حضور ﷺ کی تعظیم و

Marfat.com

محبت کا نام ہے۔

کَمَا لَا یَخْفٰی

جیسا کہ پوشیدہ نہیں۔ (فتاویٰ رضویہ جدید جلد ۳۰ صفحہ ۷۲۷ تا ۷۲۹ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

اسی جلد کے صفحہ ۷۳۳ پر فرماتے ہیں۔

احادیث سے ثابت ہے کہ سفر میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، حضور ﷺ کے لئے سایہ دار پیڑ چھوڑ دیتے اور جو کہیں سایہ نہ ملا تو کپڑے وغیرہ کا سایہ کر لیا جیسا کہ روز قدوم مدینہ طیبہ سیدنا ابی بکر رضی اللہ عنہ اور حجۃ الوداع میں واقع ہوا اور قبل از بعثت تو ابر (بادل) سایہ کے لئے متعین تھا ہی۔ جب چلتے ساتھ چلتا اور جب ٹھہرتے تو ٹھہر جاتا اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور ان کے غلام میسرہ نے فرشتوں کو سر اقدس پر سایہ کرتے دیکھا اور سفر شام میں آپ ﷺ کسی حاجت کو تشریف لے گئے تھے لوگوں نے پیڑ کا سایہ گھیر لیا تھا۔ حضور ﷺ دھوپ میں بیٹھ گئے۔ سایہ حضور ﷺ پر جھک گیا۔ بحیرا عالم نصاریٰ نے کہا دیکھو! سایہ ان کی طرف جھکتا ہے اور بعض اسفار میں ایک درخت خشک و بے برگ کے نیچے جلوس فرمایا فوراً زمین حضور ﷺ کے گرد سبزہ زار ہو گئی اور پیڑ ہرا بھرا ہو گیا۔ شاخیں اسی ساعت بڑھ گئیں اور اپنی کمال بلندی کو پہنچ کر سائے کے لئے حضور ﷺ پر لٹک گئیں۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۳۰ صفحہ ۷۳۳ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

الغرض سیدی اعلیٰ حضرت نے ساری زندگی رسول اللہ ﷺ کی ناموس کی حفاظت میں اور تعظیم کے تقاضوں کو پورا کرنے میں بسر کی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی شان میں بے ادبی کرنے والوں کا آپ علیہ الرحمۃ نے رد بلیغ فرمایا تو انہوں نے آپ علیہ الرحمۃ کو برا بھلا کہنا شروع کر دیا۔ ان لوگوں کے رد میں آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ مجھے ہزاروں گالیاں دو، میرے ماں باپ کو رات دن گالیاں دو۔ جو دل میں آئے کہتے رہو مجھے بخوشی قبول ہے۔ میں تمہیں ایک لفظ تک بھی نہیں کہوں گا مگر خدارا میرے محبوب، حبیب خدا ﷺ اور انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کی شان میں بے ادبی کرنا چھوڑ دو۔

تعظیم کے سلسلہ میں آپ علیہ الرحمۃ "الکوکبۃ الشھابیہ" میں فرماتے ہیں۔

"قرآن کی سورتیں محمد رسول اللہ ﷺ کی نعت، ان کے ذکر، ان کی یاد، ان کی تعظیم اور ان کی تکریم سے گونج رہی ہیں۔" (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۰ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

Marfat.com

اسی طرح کچھ آگے جا کر ایک حدیث نقل فرمائی کہ

اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ حَرَّمَ مَكَّةَ وَاِنِّيْ حَرَّمْتُ الْمَدِيْنَةَ مَا بَيْنَ لَا بَتَيْهَا لَا يُقْطَعُ عِضَاهُهَا وَلَا يُصَادُ صَيْدُهَا

"بے شک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنایا اور میں نے مدینہ کو حرم کیا اور نہ کاٹی جائیں اس کی ببولیں اور نہ پکڑا جائے اس کا شکار۔"

(صحیح مسلم جلد ۱ صفحہ ۴۴۰ باب فضائل مدینہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

اس مطلب کی حدیثیں صحاح وسنن ومسانید وغیرہ میں بکثرت ہیں جن میں حضور سید المرسلین ﷺ نے صاف وصریح حکم فرمادیا کہ مدینہ طیبہ اور اس کے گرد وپیش کے جنگل کا وہی ادب کیا جائے جو مکہ معظمہ اور اس کے جنگل کا ہے۔ یہی مذہب ائمہ مالکیہ وشافعیہ وحنبلیہ اور بکثرت ائمہ صحابہ وتابعین رضی اللہ عنہم کا ہے۔ ائمہ حنفیہ اگرچہ اس باب میں اور احادیث پر عمل کرتے ہیں جو شرح معانی الآثار امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ میں مع نظر مذکور مگر ترجیح یا تطبیق یا نسخ دوسری چیز ہے۔ کلام اس میں ہے کہ حضورِ اقدس ﷺ نے تو صراحۃً مدینہ طیبہ کے جنگل کا ادب ارشاد فرمایا۔ (فتاویٰ رضویہ جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۵)

اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت اپنے رسالہ "بدر الانوار فی آداب الآثار" میں ایک سوال کے جواب میں بڑی دل افروز بحث کرتے ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ کے آثار وتبرکات شریفہ کی تعظیم دین مسلمان کا فرضِ عظیم ہے۔ تابوتِ سکینہ جس کا ذکر قرآن عظیم میں ہے جس کی برکت سے بنی اسرائیل ہمیشہ کافروں پر فتح پاتے اس میں کیا تھا۔

موسیٰ و ہارون علیہما السلام کے چھوڑے ہوئے تبرکات سے کچھ بقیہ تھا۔ موسیٰ علیہ السلام کا عصا اور ان کی نعلین مبارک اور ہارون علیہ السلام کا عمامہ وغیرہا۔ لہٰذا تواتر سے ثابت ہے کہ جس چیز کو حضورِ اقدس ﷺ سے کوئی علاقہ بدن اقدس سے چھونے کا ہوتا تو صحابہ وتابعین اور ائمہ دین رضی اللہ عنہم ہمیشہ اس کی تعظیم وحرمت اور اس سے طلب برکت فرماتے آئے اور دین حق کے معظم اماموں نے تصریح فرمائی کہ اس کے لئے کسی سند کی بھی حاجت نہیں ہے بلکہ وہ چیز حضورِ اقدس ﷺ کے نام پاک سے مشہور ہو اس کی تعظیم شعائر دین سے ہے۔ شفاء شریف، مواہب اللدنیہ، مدارج شریف وغیرہا میں ہے۔

Marfat.com

مِنْ اِعْظَامِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِيْعِ اَسْبَابِهٖ وَمَا لَمَسَهٗ اَوْ عُرِفَ بِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم میں سے ہے ان تمام اشیاء کی تعظیم جس کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ علاقہ ہو اور جسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چھوا ہو یا جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پاک سے مشہور ہو۔"

یہاں تک کہ ہر ائمہ دین اور معتمدین نعل اقدس کی شبیہ و مثال کی تعظیم فرماتے رہے اور اس سے صدہا عجیب مدد یں پائیں اور اس کے باب میں مستقل کتابیں تحریر فرمائیں۔ جب نقشے کی یہ برکت و عظمت ہے تو خود نعلِ اقدس کی عظمت و برکت کو خیال کیجئے۔ پھر ردائے اقدس، جبہ مقدسہ، عمامہ مکرمہ پر نظر کیجئے۔ پھر ان تمام آثار و تبرکاتِ شریفہ سے ہزاروں درجے اعظم و اعلیٰ و اکرم و اولیٰ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ناخن پاک کا تراشہ ہے کہ یہ سب ملبوسات تھے اور وہ جزوِ بدن والا ہے اور اس سے اَجل و اعظم و اکرم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ریش مبارک کا موئے مطہر ہے۔ مسلمان کا ایمان گواہ ہے کہ ہفت آسمان و زمین ہرگز اس موئے مبارک کی عظمت کو نہیں پہنچتے اور ابھی تصریحات ائمہ سے معلوم ہو لیا کہ تعظیم کے لئے نہ یقین درکار ہے اور نہ کوئی خاص سند بلکہ صرف نامِ پاک سے اس شے کا اشتہار کافی ہے۔ ایسی جگہ بے ادراک سند تعظیم سے باز نہ رہے مگر بیمار دل پر آزار دل جس میں نہ عظمت شان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بروجہ کافی نہ ایمان کافی۔

اللہ عزوجل فرماتا ہے۔

ان يّك كاذبًا فعليه كذبه وان يّك صادقا يصبكم بعض الذى يعدكم

"اگر یہ جھوٹا ہے تو اس کے جھوٹ کا وبال اس پر اور اگر سچا ہے تو تمہیں پہنچ جائیں گے بعض وہ عذاب جن کا وہ تمہیں وعدہ دیتا ہے۔"

اور خصوصاً جہاں سند بھی موجود ہو پھر تو تعظیم و اعزاز و تکریم سے باز نہیں رہ سکتا مگر کوئی کھلا کافر یا چھپا منافق۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ (فتاویٰ رضویہ جلد ۲۱ صفحہ ۴۱۴ تا ۴۱۵ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

میرے بھائیو! یہ تو میں نے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سے اقتباس ذکر کیا ہے جس میں

Marfat.com

تبرکاتِ شریفہ کی تعظیم کا درس ہے اور نقش نعل پاک کی تعظیم کا بھی ذکر ہے۔ جو تفصیل چاہتا ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا یہی رسالہ "بدر الانوار فی آداب الاثار" کا مطالعہ کرے اور اس کے ساتھ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے دوسرے رسالہ "شفاء الوالہ فی صور الحبیب و مزارہ ونعالہ" کا مطالعہ کرے اور نعل پاک کے حوالے سے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمایا ہے اس کی تفصیل کے لئے اکابرین کی ان کتب کا مطالعہ کرے۔

۱۔ خادم النعل الشریف از حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ متوفی ۹۱۱ھ

۲۔ روضۃ الصفا فی وصف نعالِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم از امام احمد سلیمانی زاد طرابلسی

۳۔ مثال نعال النبی صلی اللہ علیہ وسلم از علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی

۴۔ صفۃ نعالِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم از ابوالیمن بن عسکرم متوفی ۶۶۰ھ

۵۔ فتح المتعال فی وصف النعال از احمد بن محمد بن احمد بن یحییٰ المقری التلسمانی متوفی ۱۰۴۱ھ

میرے بھائیو! یہ چند سطور جو ہم نے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدۂ تعظیم کے حوالے سے لکھے ہیں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے تبحر علمی اور عشق نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ جو تفصیل چاہتا ہے وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی کتب کا مطالعہ کرے۔ ہر کتاب سے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو مہکتی محسوس ہو گی۔ اگر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے بیان کردہ تعظیم کے تمام پہلوؤں کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب بن جائے پس ان کی جھلک دیکھنے کے لئے "منیر العین فی حکم تقبیل الابھامین" کا مطالعہ ضروری ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام گرامی سن کر تعظیماً انگوٹھے چومنے کا مدلل بیان ہے جس کی چند گذارشات ہم نے کتاب کے "حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم والے باب میں عرض کی ہیں۔

اسی طرح قیامِ تعظیمی کے حوالے سے آپ رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "اقامۃ القیامہ" کا مطالعہ ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صدقے اپنے محبوب نبی دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی عقیدت و محبت عطا فرمائے۔ آمین

مجلس میلاد میں بیٹھنے کا انداز:

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ محفل میلاد میں ذکر ولادت کے وقت صلوٰۃ وسلام

Marfat.com

پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے باقی شروع سے آخر تک ادباً دوزانو بیٹھے رہتے۔ یوں ہی وعظ فرماتے۔ چار پانچ گھنٹے کامل دوزانو ہی منبر شریف پر رہتے۔ (حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۹۸)

دینی کتابوں کی تعظیم:

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے جب دوسری بار حجازِ مقدس کا سفر اختیار کیا تو وہاں پر مکہ معظمہ میں قائم شدہ ایک لائبریری میں تشریف لے گئے۔ وہاں ایک صاحب کتابوں سے عبارات نقل کر رہے تھے اور اپنی دوات ایک کتاب پر رکھی ہوئی تھی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے دوات کو اٹھا کر میز پر رکھ دیا۔ اس صاحب نے میز سے اٹھا کر پھر کتاب پر رکھ دی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس دوات کو میز پر رکھ دیا۔ یہ خاموش منارہ چلتا رہا یہاں تک کہ اس صاحب نے ماتھے پر شکن ڈال کر اس کی وجہ پوچھی تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس لائبریری سے ایک کتاب نکالی اور اس کا صفحہ کھولا اور عبارت سامنے رکھ دی۔ اس کتاب کے مطابق روشنائی یقیناً حروفِ قرآنی، حروفِ حدیث اور حروفِ فقہ سب کے لئے کام آتی ہے لیکن جب تک قلم کے ذریعے کاغذ پر نہ آئے اس وقت تک وہ روشنائی ہی رہتی ہے لیکن اس سے کتاب لکھی جائے اور یہ روشنائی کتاب پر منتقل ہو تو اب اس کی عزت کی جائے گی اور اب اس کتاب پر روشنائی نہیں رکھی جا سکتی۔ (ماہنامہ معارف رضا صفحہ ۱۳ اپریل ۲۰۱۴ئ)

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ دینی کتابوں کا کس قدر احترام فرماتے مگر اس صاحب کو آخر پر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے جو جملہ ارشاد فرمایا وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ذہانت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس صاحب کو کتاب سے عبارت دکھا کر فرمایا۔

یہ مسئلہ پہلے سفر حج میں میں نے اس کتاب میں پڑھا تھا۔

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اور نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم:

جس طرح سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر و تقریر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و تکریم کو ملحوظِ خاطر رکھا اسی طرح ساری زندگی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت کا بھی احترام کرتے رہے۔

ملک العلماء ظفر الدین بہاری رحمۃ اللہ علیہ نے جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے حالاتِ زندگی پر کتاب

Marfat.com

بنام "حیات اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لکھی ہے اس میں فرماتے ہیں کہ حضورِ اقدس ﷺ کی محبت و تعظیم سے ہے کہ وہ چیز جس کو حضورِ اقدس ﷺ سے نسبت و اضافت حاصل ہے۔ اس کی تعظیم و توقیر کرنی اور ان میں سادات کرام جزءِ رسول ﷺ ہونے کی وجہ سے زیادہ مستحق توقیر و تعظیم ہیں اور اس پر پورا عمل کرنے والا میں نے اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کو پایا۔ اس لئے کہ کسی سید صاحب کو وہ اس کی ذاتی حیثیت و لیاقت سے نہیں دیکھتے بلکہ اس حیثیت سے ملاحظہ فرماتے کہ سرکارِ دوعالم ﷺ کا جزء ہیں۔ پھر اس اعتقاد ونظریہ کے بعد جو کچھ ان کی تعظیم و توقیر کی جائے سب درست و بجا ہے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنے قصیدۂ نور میں فرماتے ہیں کہ۔

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عین نور تیرا سب گھرانہ نور کا

جناب سید ایوب علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک کم عمر صاجزادے خانہ داری کے کاموں میں امداد کے لئے کاشانہ اقدس میں ملازم ہوئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ یہ سید زادے ہیں لہٰذا سیدی اعلیٰ حضرت نے گھر والوں کو تاکید فرمائی کہ خبردار! صاجزادے سے کوئی کام نہ لیا جائے کہ مخدوم زادہ ہیں۔ کھانا وغیرہ اور جس چیز کی ضرورت ہو حاضر کی جائے۔ جس تنخواہ کا وعدہ ہے وہ بطورِ نذرانہ پیش ہوتا رہے چنانچہ حسب الارشاد تعمیل ہوتی رہی۔ کچھ عرصہ بعد وہ صاجزادے خود ہی تشریف لے گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۲۵۸ مکتبہ نبویہ لاہور)

اسی طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں مجلس میلاد مبارک میں سادات کرام کو یہ نسبت اور لوگوں کے دوگنا حصہ بروقت تقسیم شیرینی کا ملا کرتا ہے۔ اس کی اتباع اہل خاندان بھی کرتے ہیں۔ ایک سال بموقع بارہویں شریف ماہِ ربیع الاول ہجوم میں سید محمود جان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خلافِ معمول ایک حصہ ملا موصوف خاموشی کے ساتھ حصہ لے کر سیدھے حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ حضور کے یہاں سے مجھے آج عام حصہ ملا ہے۔ فرمایا سید صاحب! تشریف رکھئے اور تقسیم کرنے والے کی فوراً طلبی ہوئی اور سخت اظہارِ ناراضی فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ابھی ایک خوان میں جس قدر حصے آسکیں بھر کر لے آؤ چنانچہ فوراً تعمیل ہوئی۔ سید صاحب نے عرض بھی کیا کہ حضور! میرا یہ مقصد نہ تھا ہاں! دل کو ضرور تکلیف ہوئی

Marfat.com

جسے برداشت نہ کرسکا۔فرمایا سید صاحب! یہ شیرینی تقسیم کرنے والے سے فرمایا کہ ایک آدمی کو سید صاحب کے ساتھ کردو جو اس خوان کو مکان پر پہنچا آئے۔انہوں نے فوراً تعمیل کی۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

مزید ایک واقعہ یہ ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نمازِ جمعہ کے بعد پھاٹک یعنی بیٹھک میں تشریف فرماہیں، حاضرین کا مجمع ہے کہ مولوی نور محمد صاحب باہر ہی سے سید ایوب علی کے بھائی سید قناعت علی کو قناعت علی! قناعت علی! پکارنے لگے۔سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے آواز سن کر مولوی نور محمد صاحب کو طلب کرلیا اور ارشاد فرمایا کہ سید صاحب کو اس طرح پکارتے ہو، کبھی مجھے بھی نام لیتے ہوئے سنا ہے۔مولوی نور محمد صاحب نے ندامت سے نظر نیچی کرلی تو فرمایا، تشریف لے چلئے اور آئندہ اس کا لحاظ رکھئے۔

(حیاتِ اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۲۸۸)

ایک دفعہ بریلی شریف کے کسی محلہ میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی گئی تھی۔ارادت مندوں نے اپنے یہاں لانے کے لئے پالکی کا اہتمام کیا چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ پالکی میں سوار ہو گئے اور چار مرد پالکی کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر چل دیئے۔ابھی تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے پالکی میں سے آواز دی "پالکی روک دو"۔پالکی رک گئی۔آپ رحمۃ اللہ علیہ فوراً باہر تشریف لے آئے اور بھرائی ہوئی آواز میں مزدوروں سے فرمایا بتائیں آپ میں سید زادہ کون ہے کیونکہ میرا ذوقِ ایمان سرورِ دو جہاں ﷺ کی خوشبو محسوس کر رہا ہے۔ایک مزدور نے آگے بڑھ کر عرض کی حضور! میں سید ہوں۔ابھی اس کی بات مکمل بھی نہ ہونے پائی تھی کہ عالم اسلام کے مقتدر اپنے وقت کے عظیم مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا عمامہ شریف اس سید زادہ کے قدموں میں رکھ دیا۔پھر اعلیٰ حضرت امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھوں سے ٹپ ٹپ آنسو گر رہے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر التجا کر رہے ہیں کہ معزز شہزادے! میری گستاخی معاف فرما دیجئے اور بے خیالی میں مجھ سے بھول گئی ہے کیا غضب ہوگیا ہے جن کی نعل پاک میرے سر کا تاجِ عزت ہے ان کے کندھے پر میں نے سواری کی۔اگر بروزِ قیامت تاجدارِ رسالت ﷺ نے پوچھا احمد رضا! کیا میرے فرزند کا دوشِ نازنین اس لئے تھا کہ وہ تیری سواری کا بوجھ اٹھائے تو میں کیا جواب دوں گا؟ اس وقت میدانِ محشر میں میرے عشق کی کتنی زبردست رسوائی ہوگی۔کئی بار معاف کروا لینے کے بعد امام اہل سنت

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ نے آخری التجائے شوق پیش کی اے شہزادے! اس لاشعوری میں ہونے والی خطا کا کفارہ جبھی ادا ہو گا کہ اب آپ پالکی میں سوار ہوں گے اور میں پالکی کو کندھا دوں گا۔ اس التجا پر لوگوں کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے اور بعض کی تو چیخیں بھی بلند ہوگئیں۔ انکار کے بعد آخر کار مزدور شہزادے کو پالکی میں سوار ہونا ہی پڑا اور یہ منظر کس قدر دل سوز تھا کہ اہل سنت کا جلیل القدر امام مزدوروں میں شامل ہو کر اپنی خداداد علمیت اور عالمگیر شہرت کا سارا اعزاز خوشنودیٔ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی خاطر ایک گمنام مزدور شہزادے کے قدموں پر نثار کر رہا ہے۔ (انوار رضا صفحہ ۴۱۵ ضیاء القرآن لاہور)

میرے بھائیو! آپ مجدد اعظم سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی سیرتِ مبارکہ کے ان درخشندہ اور تابناک پہلوؤں سے بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کس قدر آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کرتے تھے اور ان کے لئے کس قدر محبت کا سامان مہیا کرتے تھے۔

سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ ساداتِ کرام کی تعظیم کے بارے میں مزید فرماتے ہیں کہ قاضی جو حدودِ الٰہیہ قائم کرنے پر مجبور ہے۔ اس کے سامنے اگر کسی سید پر حد ثابت ہوئی تو باوجود کہ اس پر حد لگانا فرض ہے۔ وہ حد لگائے گا لیکن اس کو حکم ہے کہ سزا دینے کی نیت نہ کرے بلکہ دل میں یہ نیت رکھے کہ شہزادے کے پیر میں کیچڑ لگ گئی ہے اسے صاف کر رہا ہوں۔

(ملفوظاتِ اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۲۹۶)

ایک سید صاحب بہت غریب مفلوک الحال تھے۔ عسرت سے بسر ہوتی تھی اس لئے سوال کیا کرتے تھے مگر سوال کی شان عجیب تھی جہاں پہنچے فرماتے۔

"دلواؤ سید کو۔"

ایک دن اتفاق وقت کہ پھاٹک یعنی باہری دروازہ جہاں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تشریف فرما ہوتے تھے میں کوئی نہ تھا۔ سید صاحب تشریف لائے اور سیدھے زنانہ دروازے پر پہنچے اور صدا لگائی۔

"دلواؤ سید کو۔"

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس دن ذاتی اخراجات علمی یعنی کتاب کاغذ وغیرہ کے لئے دوسو روپے آئے تھے جس میں نوٹ بھی تھے۔ اٹھنی، چونی اور پیسے بھی تھے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ صدا سنتے ہی یہ

Marfat.com

پیسوں والا بکس لا کر سید صاحب کے حاضر کر دیا اور ان کے روبرو لئے کھڑے رہے۔ جناب سید صاحب دیر تک ان سب کو دیکھتے رہے۔ اس کے بعد ایک چونی لے لی۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا حضور! سب حاضر ہے۔ سید صاحب نے فرمایا کہ مجھے اتنا ہی کافی ہے۔ الغرض ایک چونی لے کر سید صاحب سیڑھی سے اتر آئے۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ بھی ساتھ ہی تشریف لائے۔ پھاٹک پر ان کو رخصت کر کے خادم سے فرمایا دیکھو! سید صاحب کو آئندہ آواز دینے کی ضرورت نہ پڑے۔ جس وقت سید صاحب پر نظر پڑے فوراً ایک چونی حاضر کر کے سید صاحب کو رخصت کر دیا کرو۔

سبحان اللہ وبحمدہٖ تعظیم سادات ہو تو ایسی ہو۔

کیوں اپنی گلی میں وہ روادار صدا ہو
جو نذر لئے راہِ گدا دیکھ رہا ہو

(حیات اعلیٰ حضرت جلد ۱ صفحہ ۲۹۳)

جس طرح سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ساداتِ کرام کی تعظیم کی اسی انداز سے اپنی اولاد کی بھی تربیت فرمائی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مفتی اعظم ہند مولانا محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ بھی عالم دین، فاضل جلیل اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند بلند اقبال ہونے کے باوجود ساداتِ کرام کی تعظیم کا خصوصی اہتمام کرتے تھے اور اس سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں فرماتے تھے چنانچہ سید کمیل اشرفی جیلانی سجادہ نشین درگاہ کچھوچھہ شریف فرماتے ہیں مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ میرے طالب علمی کا آخری دور تھا۔ میں رمضان المبارک کی تعطیل میں کچھوچھہ شریف آیا۔ پھر کچھ ایام گزار کر بمبئی آیا۔ مجھے معلوم ہوا کہ مرحوم احمد میاں احمد مرچنٹ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مکان چٹائی بلڈنگ میں خصوصی دعوت دے کر لے گئے ہیں۔ وہاں میرے برادر خورد سید حسین اشرف موجود تھے۔ مغرب کا وقت ہوا تو نماز کے لئے صفیں قائم ہوگئیں۔ ظاہر ہے کہ سب لوگوں کا یہی اشتیاق تھا کہ آج ہم سب حضور مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ لوگ ایک دوسرے کو دیکھ رہے تھے کہ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کب مصلیٰ پر امامت کے لئے تشریف لاتے ہیں اور سب کی تمناؤں کو پورا کرتے ہیں لیکن حیرت انگیز کلمات طیبات آپ رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک سے ادا ہوئے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ آج ہم سب سید

Marfat.com

حسین اشرف کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ ہمارا اشرفی شہزادہ موجود ہے وہ نماز پڑھائے گا۔ نمازیوں کے اندر کتنے عالم و فاضل ہوں گے اور کتنے سن رسیدہ بزرگ اور کتنے دین دار اور پرہیزگار لوگ امامت کے لائق پائے جا رہے تھے لیکن طرزِ انتخاب حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا جواں سال اشرفی شہزادہ پر پڑی۔ اس نے اگرچہ پیہم انکار کیا تاہم وہ اصرار کے باعث حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر نماز پڑھانے کے لیے راضی ہو گئے یعنی سید اشرف میاں نے فریضہ امامت ادا کیا۔ حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے اس عمل و کردار نے نہ صرف یہ واضح کیا کہ سادات کرام کا کتنا احترام کر رہے تھے بلکہ اس سے یہ حقیقت بھی عیاں ہوئی کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ خاکساری اور فروتنی کے ایک پیکر مجسم تھے۔

سید کمیل اشرف مزید بیان فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ صید پور جلسہ میں شرکت کر کے جامع اشرفیہ مبارک پور جا رہا تھا۔ میں صید پور کے ریلوے اسٹیشن سے ٹرین پر سوار ہوا۔ اسی ڈبہ میں ایک بزرگ آخری سیٹ پر تشریف فرما تھے۔ چہرہ سے نورانی شعاعیں جھلک رہی تھیں۔ میں نے دل میں سوچا یہ کون سی شخصیت ہے؟ اتنے میں وہ بزرگ میرے پاس تشریف لائے اور پوچھا کہ صاحبزادے! کہاں جا رہے ہو؟ میں ادباً آمد پر کھڑا ہو گیا اور بتایا کہ میں مدرسہ اشرفیہ جا رہا ہوں۔ ان بزرگ نے مجھ سے پوچھا تمہارا نام کیا ہے؟ میں نے بتایا کہ لوگ مجھے سید کمیل اشرف کہتے ہیں۔ نام سننا تھا کہ میرا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر چوم لیا۔ میں نے بھی محبت سے حضرت کے دست مبارک کو چوم لیا۔ پھر بے اختیار میری زبان سے نکلا آپ کا نام کیا ہے؟ مشفقانہ انداز میں فرمایا میرا نام مصطفیٰ رضا خاں (رحمۃ اللہ علیہ) ہے۔ میری زبان سے برجستہ نکلا حضور! آپ رحمۃ اللہ علیہ مفتی اعظم ہند ہیں؟ پھر گفتگو ہوتی رہی یہاں تک کہ میرا اسٹیشن آ گیا اور میں دست بوسی کر کے رخصت ہوا۔

پھر کچھ دنوں کے بعد حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اشرفیہ تشریف لائے اور استاذی المکرم حضور حافظ ملت رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ آپ رحمۃ اللہ علیہ، سید کمیل اشرف میاں کو بلوائیے۔ ٹرین میں ان سے میری ملاقات ہوئی تھی۔ جب میں حاضر ہوا تو میں نے بڑھ کر حضرت کا ہاتھ چومنا چاہا لیکن علماء کرام کی نگاہیں دیکھ رہی تھیں کہ میں حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ چوم رہا ہوں اور حضور مفتی اعظم رحمۃ اللہ علیہ میرا ہاتھ چوم رہے ہیں۔ اس موقع پر آپ رحمۃ اللہ علیہ حاضرین کو یہ درس دے رہے تھے کہ میں سید کمیل اشرف کا احترام نہیں کر رہا ہوں بلکہ

Marfat.com

دراصل خاندانِ رسالت کا احترام کر رہا ہوں اور گویا وہ فرمارہے تھے کہ یہ میرے والد محترم حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کی عقیدت ومحبت کی بھرپور عکاسی ہے۔

(جہان مفتی اعظم عنوان مفتی اعظم اور عظمت ساداتِ کرام صفحہ ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵ مطبوعہ شبیر برادرز لاہور)

بارگاہِ غوثیت کا ادب:

حضور سیدی امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ کا غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا ادب ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ محدثِ اعظم ہند حضور سید محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فیض یافتہ ہیں اور تلمیذ رشید بھی ہیں ان کے بارے میں جو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سید محمد اشرفی صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو میرے شہزادے ہیں میرے پاس جو کچھ ہے وہ انہی کے جد امجد حضور سیدی غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا عطیہ ہے۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت کا کس قدر لحاظ فرماتے تھے۔

۲۔ یہی سیدی محمد اشرفی کچھوچھوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا چشم دید واقعہ بیان کیا ہے کہ ایک دن خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے گیارہ روپے کی شیرینی منگوائی۔ اپنے پلنگ پر مجھے بٹھایا اور شیرینی رکھ کر فاتحہ غوثیہ پڑھ کر اپنے دست کرم سے شیرینی مجھ کو بھی عطا فرمائی اور حاضرین میں تقسیم کرنے کا بھی حکم دیا ہے۔ اچانک سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ پلنگ سے اٹھ پڑے۔ سب حاضرین بھی ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے کہ شاید کسی شدید حاجت سے اندر تشریف لے جائیں لیکن حیرت بالائے حیرت یہ ہوئی کہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ زمین پر اکڑوں بیٹھ گئے، سمجھ میں نہ آیا یہ کیا ہو رہا ہے؟ دیکھا تو یہ دیکھا کہ تقسیم کرنے والے کی غفلت سے شیرینی کا ایک ذرہ زمین پر گر گیا تھا اور اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اس ذرے کو اپنی زبان کی نوک سے اٹھا رہے ہیں۔ پھر اپنی نشست گاہ پر بدستور تشریف فرما ہوئے۔ اس واقعہ کو دیکھ کر سب حاضرین سرکارِ غوثیت کی عظمت ومحبت میں ڈوب گئے اور پھر فاتحہ غوثیہ کی شیرینی کے ایک ایک ذرے کے تبرک ہو جانے پر کسی دوسری دلیل کی حاجت نہ رہی اور بار بار جو مجھ سے فرمایا جاتا کہ میں کچھ نہیں یہ آپ کے جد امجد کا صدقہ ہے وہ مجھے خاموش کر دینے کے لئے ہی نہ تھا اور نہ صرف مجھ کو شرم دلانا ہی تھا

Marfat.com

بلکہ درحقیقت سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ میں ایسے تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے جس طرح کہ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ، محبوب دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایسے تھے جیسے کاتب کے ہاتھ میں قلم ہوتا ہے۔

۳۔ اسی طرح خود سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب سے مجھے بغداد شریف کی سمت کا علم ہوا اس وقت سے لے کر آج تک کبھی بغداد شریف کی طرف پاؤں نہیں پھیلائے۔

غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں فرماتے ہیں۔

جو ولی قبل تھے یا بعد ہوئے یا ہوں گے
سب ادب رکھتے ہیں دل میں مرے آقا تیرا
مزرعِ چشت و بخارا و عراق و اجمیر
کون سی کشت پہ برسا نہیں جھالا تیرا
کس گلستاں کو نہیں فصلِ بہاری سے نیاز
کون سے سلسلہ میں فیض نہ آیا تیرا
میری قسمت کی قسم کھائیں سگانِ بغداد
ہند میں بھی ہوں تو دیتا رہوں پہرا تیرا
دل اعداء کو رضا تیز نمک کی دھن ہے
اک ذرا اور چھڑکتا رہے خامہ تیرا

کلامِ رضا اور تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

جس طرح سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی زندگی مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم اور ہر نسبت کی تعظیم کا قولاً فعلاً خیال رکھا اور اپنے فتاویٰ میں ایسے بیش قیمت جواہرات نوکِ قلم سے عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا فرمائے اس طرح اپنے نعتیہ دیوان بنام "حدائق بخشش" میں بھی ادب واحترام کے پہلو کو ملحوظ رکھا چنانچہ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

شرک ٹھہرے جس میں تعظیم حبیب
اس برے مذہب پہ لعنت کیجئے

کلامِ رضا کا یہ شعر اپنے دامن میں سینکڑوں مضامین لئے ہوئے ہے۔ یہ شعر قرآن پاک کی کئی آیتوں اور سینکڑوں حدیثوں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے افعال و فرامین کا خلاصہ ہے جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر کو ایمان بتایا گیا ہے اور بے ادبی کو کفر فرمایا گیا ہے۔ سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس مذہب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم صرف بڑے بھائی جتنی کی جائے بلکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سادہ سا انسان سمجھا جائے۔ اس مذہب کے پیروکاروں کو ہم یہی کہیں گے ہمارا نظریہ تو یہ ہے کہ

اللہ کی سرتا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انسان وہ انسان ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ

جبکہ تمہارے مذہب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی جائے تو اسے شرک ٹھہراتے ہو تو پھر ہم تمہارے ایسے بے ادبی والے مذہب پر ہزار لعنت بھیجتے ہیں۔

۲۔

اپنے مولیٰ کی ہے بس شانِ عظیم جانور بھی کریں جن کی تعظیم
سنگ کرتے ہیں ادب سے تسلیم پیڑ سجدے میں گرا کرتے ہیں

ہمارے آقا و مولیٰ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان و عظمت کے کیا کہنے انسان تو انسان رہے جانوروں کے سینوں میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا چراغ روشن فرمایا ہے جیسا کہ شفاء شریف کے حوالے سے آپ پڑھ چکے ہیں کہ بکری، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر تعظیم کرتے ہوئے اچھل کود بند کر دیتی تھی اس کے علاوہ کثیر حیوانات کے واقعات کتب میں موجود ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتھر سلام کیا کرتے تھے جس طرح کہ سیرتِ حلبیہ میں واقعہ موجود ہے۔

تیسرے نمبر پر درختوں کی تعظیم کا ذکر کیا۔ درخت کے چل کر آنے اور سلام کرنے اور رسالت کی

Marfat.com

گواہی دینے کا واقعہ مشہور ہے۔

تو اس شعر کے اندر سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے حیوانات، نباتات اور جمادات کا عقیدۂ تعظیم اجمالاً ذکر کر کے سینکڑوں احادیث کا خلاصہ پیش کیا ہے۔

اس شعر کے اندر بیان کردہ مفاہیم و مطالب کا نچوڑ یہ ہے کہ وہ تمام اشیاء جن میں سے کسی میں تو زندگی اور نشوونما ہے مگر عقل نہیں ہے اور کسی میں نشوونما ہے تو کسی میں نہ زندگی، نہ نشوونما اور نہ عقل۔

الغرض کائنات کی ہر شے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کرتی ہے تو انسان کو بدرجہ اولیٰ چاہئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو نجاتِ اخروی کا ذریعہ سمجھے کہ اللہ نے انسان کو تو عقل کی نعمت بھی عطا فرمائی ہے۔

۳۔

تعظیم سے منکر ہیں دم باز نہیں چھپتے
دل جان سے حاضر ہیں دم ساز نہیں چھپتے
افعیٰ سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں
جاناں کو سلاتے ہیں جانباز نہیں چھپتے

تعظیم: عزت کرنا، دم باز: دھوکہ باز، دم ساز: دوست، افعی: کالا ناگ، گماتے ہیں، گم کرتے ہیں، جاناں: محبوب، جانباز: جان پر کھیل جانے والا۔

پہلے شعر میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دو قسم کے لوگ ہیں۔ ایک وہ طبقہ ہے جو تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر ہے اور عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلیم نہیں کرتا تو یہ دھوکہ باز اور منافق طبقہ ہے جبکہ دوسرا گروہ وہ ہے کہ جان و دل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کرنے کے لئے تیار ہے تو یہ طبقہ ایمان والا، وفادار اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا منظورِ نظر ہے۔ تو اب ایمان والا اپنے ایمان اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپائے پھر بھی چمک نظر آتی ہے اور ان کی ایمانی بشاشت سے لاکھوں مردہ دل جلا پاتے ہیں جبکہ تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا منکر اپنے نفاق کو لاکھوں پردوں میں چھپانا چاہے پھر بھی دل کی نحوست چہرے پر ظاہر ہو جاتی ہے اور بارگاہِ الٰہی سے مردود ہو کر رہتا ہے۔ گویا کہ تلمیح ہے اور اس سے قرآن پاک کی اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

Marfat.com

مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَا اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ ط (پ ۴ آل عمران آیت ۱۷۹)

ترجمہ کنزالایمان: "اللہ مسلمانوں کو اس حال پر چھوڑنے کا نہیں جس پر تم ہو جب تک جدا نہ کر دے گندے کو ستھرے سے۔"

دوسرے شعر میں اس واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے۔ جو غار میں سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیش نظر سانپ کا ڈنک برداشت کیا۔ پاؤں کو حرکت نہ دی کہ کہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند مبارک میں خلل واقع نہ ہو۔ آخر کار اسی سانپ کے زہر سے سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات شریف ہوئی۔ اسی کی طرف اشارہ کر کے ہی تو فرمایا ہے۔

افعیٰ سے کٹاتے ہیں جاں اپنی گماتے ہیں
جاناں کو سلاتے ہیں جانباز نہیں چھپتے

دوسرے مقام پر اس واقعہ کی طرف یوں اشارہ کیا ہے کہ۔

صدیق بلکہ غار میں جان اس پہ دے چکے
اور حفظ جاں تو جانِ فروضِ غرر کی ہے

غرر جمع ہے اغر کی اس کا مطلب ہے روشن تر۔

مطلب یہ ہے کہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے محبوبِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی نیند پر جان قربان کر دی حالانکہ جان کی حفاظت کرنا تمام فرضوں سے اہم فرض ہے لیکن صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تعظیم حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابل جان بچانے کا خیال نہیں رکھا تو واضح کیا کہ سب سے بڑا فرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ادب و احترام ہے۔

۴۔

یہ ادب کہ بلبل بے نوا کبھی کھل کے کر نہ سکے نوا
نہ صبا کو تیز روش روا نہ چھلکتی نہروں کی دھار ہے

ادب: احترام، بے نوا: محتاج، نوا: آواز، صبا: ہوا، تیز روش: تیز چلنا، چھلکتی: اچھلتی، دھار: بہاؤ۔

Marfat.com

اس شعر میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے آداب کا ذکر فرمایا کہ اس بارگاہ کا یہ ادب ہے کہ بلبل جو محتاج ہے وہ کھل کر کبھی چہچہا نہیں سکتی اور نہ ہی ہوا میں اس بارگاہ کے اندر تیز چلنے کی مجال ہے اور نہ ہی دریا کی لہروں کی مجال ہے کہ وہ اپنا بہاؤ تیز کر کے طغیانی لے آئیں۔

الغرض کائنات کی ہر شے تعظیم مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقیدہ کی علمبردار ہے۔

۵۔

بہ ادب جھکا لو سرِ ولا کہ میں نام لوں گل و باغ کا
گل تر محمد مصطفیٰ چمن ان کا پاک دیار ہے

ولا: دوستی ومحبت، تر: تازہ، دیار: گھر۔

اس شعر میں بیان کیا گیا ہے کہ اے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی زلف کے اسیرو اور رخِ انور کے شیدائیو! محبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو سینے میں سجاتے ہوئے ادب کو ملحوظ خاطر رکھو اور اپنے سروں کو جھکا لو کہ میں تمہارے سامنے ایک پھول اور ایک چمن کا ذکر کرنے لگا ہوں۔ تو سنو! اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم! باغِ قدس کے تروتازہ پھول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقدس شہر مدینہ منورہ چمن اور باغ ہے تو اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے واضح کیا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی منسوب اشیاء کا ذکر ہو تو ہماری گردنیں ادب و احترام سے خم ہو جائیں اور زبانِ حال سے یہ گواہی دے رہی ہوں۔

کروں تیرے نام پہ میں جاں فدا
نہ بس ایک جاں دو جہاں فدا
دو جہاں سے بھی نہیں جی بھرا
کروں کیا کروڑوں جہاں نہیں

۶۔

دشت گرد و پیش طیبہ کا ادب
مکہ سا تھا یا سوا پھر تجھ کو کیا

Marfat.com

نجدی مرتا ہے کہ کیوں تعظیم کی
یہ ہمارا دین تھا پھر تجھ کو کیا

دشت: جنگل، گردوپیش: ارد گرد چاروں طرف، سا: کی طرح، سوا: زیادہ۔

ان اشعار میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ ﷺ کے پیارے شہر مدینہ منورہ کے متعلق اپنی عقیدتوں اور محبتوں کا اظہار کرتے ہوئے عقیدۂ تعظیم کو واضح کیا ہے اور جو لوگ رسول اللہ ﷺ سے منسوب اشیاء مثلاً مدینہ شریف کے جنگل وغیرہ کا ادب کرنے کو ناجائز و شرک ٹھہراتے ہیں ان کو مخاطب کر کے سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے غلام مکہ کا بھی ادب کرتے ہیں اور مدینہ پاک کا بھی احترام کرتے ہیں اس لئے کہ جس طرح مکہ حرم ہے اسی طرح مدینہ بھی حرم ہے اسی وجہ سے ہم محبوب ﷺ کے شہر مدینہ پاک کی گلیوں کا بھی احترام کرتے ہیں۔ آس پاس کے جنگل کا بھی ادب کرتے ہیں۔ اب ہم مدینہ شریف کے جنگلات کا مکہ کی طرح ادب کرتے ہیں یا اس سے بھی زیادہ کرتے ہیں۔ یہ ہمارے ایمان کا تقاضہ ہے۔ جب تم عظمت مصطفیٰ ﷺ کے منکر ہو تو تمہیں اس بحث میں دخل اندازی کرنے کی ضرورت نہیں کہ مکہ افضل ہے یا مدینہ؟ مدینہ کے صحراؤں و جنگلات کا ادب زیادہ کریں گے یا مکہ کے صحراؤں اور جنگلات کا؟ یہ ایمان والے لوگوں کا اختلاف ہے اور جن کے دلوں میں عظمت مصطفیٰ ﷺ نہیں ہے ان کو اس بحث سے کیا کام؟

جتنے بھی کام ہیں جن کا تعلق ذاتِ رسول ﷺ سے ہے یا منسوب ہیں ان کی تعظیم کرنا یہ ہمارا دین ہے۔ احادیث میں اسی کا ذکر ہے اور تم جو کہتے ہو جو کوئی کسی پیر، پیغمبر یا بھوت کے مکانوں کے گردوپیش کے جنگل کا ادب کرے اس پر شرک ثابت ہوتا ہے۔ (تقویۃ الایمان باب اوّل توحید اور شرک کا بیان)

تمہارے اس نظریئے کا بطلان روزِ روشن کی طرح واضح طور پر ہو چکا ہے اور یہ تمہاری شقاوت قلبی ہے تم سے یہی کہیں گے۔

خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

ادب و احترام کے اس پہلو کو بیان کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مزید بیان کیا کہ

Marfat.com

۷۔

ان کی حرم کے خار کشیدہ ہیں کس لئے
آنکھوں میں آئیں سر پہ رہیں دل میں گھر کریں

اس شعر میں تو سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مدینہ طیبہ کے کانٹوں سے اپنی عقیدت کا اظہار کیا ہے۔ ویسے مدینہ شریف کے ذرے ذرے کا ادب کرتے ہیں۔ دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

ہمارے دیکھے ہوئے ہیں مدینے کے ذرے
سنا دو مہر کو اب دعویٰ ضیا نہ کرے

ے

اے خارِ صحرائے نبی پاؤں سے کیا کام تجھے
آمیری جان میرے دل میں ہے رستہ تیرا

اسی طرح مزید فرمایا کہ

حرم کی زمیں اور قدم رکھ کے چلنا
ارے سر کا موقع ہے او جانے والے

اس شعر میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ مکہ اور مدینہ کے زائر سے مخاطب ہیں کہ تو قدم رکھ کے چل رہا ہے یہ مقدس زمین تو سر کے بل چلنے کی جگہ ہے۔ چونکہ سر کے بل چلنا تو محال عادی ہے لہٰذا اس سے مراد یہی ہے کہ غایت درجہ کی تعظیم کی جائے کیونکہ

بے ادب محروم انداز فضل رب

۸۔

ارے یہ جلوہ گہ جاناں ہے
کچھ ادب بھی ہے پھڑکنے والے

جلوہ گہ جاناں: محبوب کے جلوہ کی جگہ، پھڑکنا: بے چین و مضطرب ہونا۔

اس شعر میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ، نبی دوعالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اقدس پر حاضری دینے والے زائرین کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس کا ادب سکھا رہے ہیں کہ کیف و سرور کی حالت

Marfat.com

میں ادب کے تقاضوں کا پاس رکھنا اس لئے کہ یہ وہ بارگاہ ہے۔

نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

حضرت جنید بغدادی اور بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابرین یہاں حاضری کے وقت اونچا سانس نہیں لیتے۔

چودہ سو سال سے اس امت کا یہ شعار چلا آرہا ہے کہ جس طرح ظاہری حیاتِ طیبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم ضروری تھی اسی طرح بارگاہِ اقدس کی تعظیم بعد وصال بھی فرض ہے لہٰذا جب اس بارگاہ میں حاضری کے لئے آؤ تو مضطرب ہونے کی ضرورت نہیں اور نہ ہی اچھل کود کرنے کی اجازت ہے اس لئے کہ یہ کسی دنیادار بادشاہ کا دربار نہیں یہ اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا دربار ہے کہ جس کا ادب فرشتے بھی کرتے ہیں۔

۹۔

رضا کسی سگِ طیبہ کے پاؤں بھی چومے
تم اور آہ! کہ اتنا دماغ لے کے چلے

سگِ طیبہ: مدینہ کا کتا، آہ: افسوس، اتنا: اس قدر۔

اس شعر میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کو بیان کرتے ہوئے خود کو مخاطب کر کے ارشاد فرما رہے ہیں۔

اے رضا! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف تو تم نے پالیا۔ مدینہ میں پہنچ گئے اور یہ بھی سعادت مل گئی کیونکہ

وہاں اِک سانس مل جائے یہی ہے زیست کا حاصل
وہ قسمت کا دھنی ہے جو گیا دم بھر مدینے میں

مگر اے رضا! یہ بتا کہ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے کوچے کے کسی کتے کے پاؤں بھی چومے ہیں یا نہیں؟ اپنے آپ کو فرما رہے ہیں کہ یہ افسوس ہے تیرا دماغ اتنا ہی ہے کہ تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی گلی کے کتے کے قدم نہ چوم سکا۔

Marfat.com

پائے سگ بوسید مجنوں خلق گفت ایں چہ بود
گفت ایں سگ گاہے گاہے کوئے لیلیٰ رفتہ بود

"مجنوں نے کتے کے پاؤں چومے تو کسی نے دیکھ کر پوچھا یہ کیا کر رہے ہو؟ تو مجنوں نے جواب دیا یہ کتاب کبھی کبھی لیلیٰ کی گلیوں میں گھومتا ہے۔"

۱۰۔

نکیرین کرتے ہیں تعظیم میری
فدا ہو کے تجھ پہ یہ عزت ملی ہے

نکیرین: قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتے منکر اور نکیر، فدا ہو کے: قربان ہو کے۔

اس شعر میں سیدی اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے نسبت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت کو بیان کیا ہے کہ نکیرین جو کہ قبر میں مردوں کو ڈانٹ کر سوال کرتے ہیں میری قبر میں وہی فرشتے تشریف لائے۔ رسولِ معظم صلی اللہ علیہ وسلم کے صدقے اللہ تعالیٰ نے یہ عزت دی کہ وہی فرشتے میرا احیاء کرنے لگے اور یہ مقام اس وجہ سے ملا کہ ہم نے اپنا سب کچھ محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے قدموں پر قربان کر دیا ہے۔

Marfat.com

متفرق واقعات

نسبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم

۱۔ عَنْ وَهْبِ بْنِ جَرِيْرٍ يَقُوْلُ لِرَجُلٍ مِّنْ وُلْدِ عِيْسٰى بْنِ عَلِيٍّ اِعْظَامُكُمْ اِعْظَامُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

"حضرت وہب بن جریر رضی اللہ عنہ نے حضرت عیسیٰ بن علی بن عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی اولاد میں سے ایک کو کہا کہ تمہاری عزت کرنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت کرنا ہے۔"

(فضائل صحابہ جلد ۲ صفحہ ۴۵۴ ارقم الحدیث ۱۹۵۷ دار ابن جوزی)

۲۔ حضرت علامہ خطیب اہل سنت مولانا شفیع اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "شامِ کربلا" میں حضرت سیدنا امام علی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کے مدفن کا اختلاف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

یزید لعین نے جب حکم دیا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے سرانور کو شہروں میں پھراؤ تو پھرانے والے عسقلان پہنچے تو وہاں کے امیر نے ان سپاہیوں سے سرانور لے کر وہاں دفن کر دیا۔ جب عسقلان پر فرنگیوں کا غلبہ ہوا تو طلائع بن رزیک جس کو صالح کہتے ہیں نے تیس ہزار دینار دے کر فرنگیوں سے سرانور لینے کی اجازت حاصل کر لی۔ اپنی فوج اور خدام کے ساتھ طلائع بن رزیک ننگے پاؤں عسقلان سے ۸ جمادی الآخر ۵۴۸ھ بروز اتوار مصر میں سرانور کو لے آیا۔ اس وقت بھی سرانور کا خون تازہ تھا اور اس سے مشک کی سی خوشبو آرہی تھی۔ اس کے بعد طلائع بن زریک نے سرانور کو سبز ریشم کی تھیلی میں آبنوسی کرسی پر رکھ کر اس کے ہم وزن مشک وعنبر اور خوشبو اس کے نیچے اور ارگرد رکھوا کر اس پر مشہد حسینی بنوایا چنانچہ

Marfat.com

خان خلیلی (جگہ کا نام) کے قریب مشہد حسینی مشہور ہے۔ (شام کربلا صفحہ ۲۴۶)

۳۔ مزید علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا شیخ عبدالفتاح بن ابی بکر بن احمد شافعی خلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے رسالہ "نور العین" میں نقل فرماتے ہیں کہ شیخ الاسلام شمس الدین لقائی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ اپنے وقت کے شیخ الشیوخ مالکیہ ہیں ہمیشہ مشہد مبارک میں سرانور کی زیارت کو حاضر ہوتے اور فرماتے کہ حضرت امام عالی مقام رضی اللہ عنہ کا سرانور اسی مقام پر ہے۔ حضرت سیدنا شیخ شہاب الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میں نے مشہد حسینی کی زیارت کی مگر مجھے شبہ ہو رہا تھا کہ سرانور اس مقام پر ہے یا نہیں؟ اچانک مجھ کو نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا ایک شخص بہ صورت نقیب سر مبارک کے پاس سے نکلا اور حضور پرنور ﷺ کے حجرۂ مبارکہ پر حاضر ہوا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ! احمد بن حلبی اور عبدالوہاب نے آپ ﷺ کے شہزادے امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے مدفن کی زیارت کی ہے۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْھُمَا وَاغْفِرْ لَھُمَا

"اے اللہ! ان دونوں کی زیارت کی حاضری قبول فرما اور دونوں کو بخش دے۔"

حضرت شیخ شہاب الدین حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس دن سے مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت امام عالی مقام امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرانور یہیں تشریف فرما ہے اور پھر مرتے دم تک سرمکرم کی زیارت نہیں چھوڑی۔ (شام کربلا صفحہ ۲۴۷)

۴۔ علامہ اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ مزید تحریر فرماتے ہیں کہ مصر کے سلطان ملک ناصر کو ایک شخص کے متعلق اطلاع دی گئی کہ یہ شخص جانتا ہے کہ اس محل میں خزانہ کہاں دفن ہے مگر بتاتا نہیں؟ سلطان نے اس سے یہ راز اگلوانے کے لئے اس کو اذیت و تکلیف دینے کا حکم فرمایا۔ جس شخص کی سزا دینے پر ڈیوٹی لگی اس نے اس شخص کو پکڑا اور اس کے سر پر خنافس لگائے اور اس پر قرمز لگا کر کپڑا باندھ دیا۔ خنافس، خنفسا کی جمع ہے یہ نجاست اور گوبر میں پیدا ہونے والا سیاہ رنگ کا دو سینگ والا کیڑا ہے۔ اردو میں اس کو گبرید کہتے ہیں۔ قرمز چھوٹے چنے کے برابر سرخ رنگ کے ریشم جیسے کپڑے کو کہتے ہیں۔

یہ سزا وہ خوفناک اذیت ہے جس کو انسان ایک منٹ بھی برداشت نہیں کر سکتا۔ اس سے دماغ پھٹنے لگتا ہے۔ وہ فوراً راز اگل دیتا ہے۔ اگر نہ بتائے تو کچھ دیر بعد تڑپ تڑپ کر مر جاتا ہے۔ اب یہ سزا اس

Marfat.com

خزانہ نہ بتانے والے شخص کو کئی مرتبہ دی گئی مگر اس پر کچھ اثر نہ ہوا بلکہ ہر مرتبہ خنافس مر جاتے تھے۔ لوگوں نے اس کا سبب پوچھا تو اس شخص نے بتایا کہ جب امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مصر میں تشریف لایا تھا تو الحمد للہ میں نے اس کو عقیدت سے اپنے سر پر اٹھایا تھا یہ اسی کی برکت اور کرامت ہے۔ (شام کربلا صفحہ ۲۴۸)

سبحان اللہ! سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کی تعظیم کی برکت سے دنیا کی سخت سے سخت تکلیفیں بھی کچھ نہیں بگاڑ سکتیں۔ انشاء اللہ نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی برکت سے آخرت کی تکالیف سے بھی عقیدۂ تعظیم کے حاملین کو چھٹکارا میسر آئے گا۔

۵۔ اسی طرح سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کی تعظیم پر ایک روایت مزید ملاحظہ فرمائیں۔

سر انور یزید پلید کے خزانہ ہی میں رہا۔ جب بنو امیہ کے بادشاہ سلیمان بن عبد الملک کا دورِ حکومت ۹۶ھ تا ۹۹ھ آیا اور ان کو معلوم ہوا تو انہوں نے سر انور کی زیارت کی سعادت حاصل کی۔ اس وقت سر انور کی مبارک ہڈیاں سفید چاندی کی طرح چمک رہی تھیں۔ بادشاہ نے خوشبو لگائی اور کفن دے کر مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کروا دیا۔ (تہذیب التہذیب جلد ۲ صفحہ ۳۲۶ دار الفکر بیروت)

میرے بھائیو! اس بادشاہ نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر انور کی تعظیم کرتے ہوئے خوشبو لگائی اور کفن دے کر دفن کر دیا تو اب دیکھیں کہ اس تعظیم کا صلہ کیا ملتا ہے؟

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر ہیثمی مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سلیمان بن عبد الملک خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوا اور دیکھتا کیا ہے کہ محبوب دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اس کے ساتھ لطف و کرم فرما رہے ہیں۔ صبح بادشاہ نے حضرت سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ سے اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے فرمایا شاید تو نے آلِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کوئی بھلائی کی ہے۔ عرض کرتا ہے جی ہاں! میں نے امام عالی مقام حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کے مبارک سر کو خزانہ یزید میں پایا تو اس کو کپڑوں کا کفن دے کر اپنے رفقاء کے ساتھ اس پر نماز پڑھ کے اس کو دفن کیا ہے۔ سیدنا امام حسن بصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ تمہارا یہی عمل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا سبب بنا ہے۔ (الصواعق المحرقہ صفحہ ۱۹۹)

اس ساری بحث سے معلوم ہوا کہ جو بھی نسبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتا ہے اللہ اس پر رحمتوں کا

Marfat.com

نزول فرماتا ہے اور دنیاوی ذلت سے بھی محفوظ رکھتا ہے اور جو کوئی آلِ رسول ﷺ سے محبت کا اظہار کرتا ہے رسول اللہ ﷺ اس کے اس فعل سے قبر انور میں واقف ہو جاتے ہیں اور چاہیں تو خواب میں آ کر بگڑی بناتے ہیں اور اس پر لطف و کرم فرماتے ہیں۔

۶۔ مزید یہ کہ آلِ رسول ﷺ کی تعظیم ایمان کی دولت ملنے کا بھی سبب بنتی ہے۔اس سلسلے میں امام عبدالرحمن صفوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سمرقند میں ایک بیوہ سیدزادی رہتی تھی۔اس کے چند بچے تھے۔حالات سے مجبور ہو کر اپنے بھوکے بچوں کو ساتھ لے کر ایک مال دار شخص کے پاس پہنچی اور اس سے سوال کیا کہ میں سیدزادی ہوں میرے بچے بھوکے ہیں ان کو کھانا کھلاؤ۔وہ رئیس آدمی جو دولت کے نشے میں مخمور اور برائے نام مسلمان تھا کہنے لگا تم اگر واقعی سیدزادی ہو تو کوئی دلیل پیش کرو۔سیدزادی بولی میں ایک غریب بیوہ ہوں زبان پر اعتبار کرو کہ سیدزادی ہوں اور دلیل کیا پیش کروں؟ وہ بولا میں زبانی جمع خرچ کا قائل نہیں ہوں اگر کوئی دلیل ہے تو پیش کرو ورنہ جاؤ۔

وہ سیدزادی دل برداشتہ ہو کر اپنے بچوں کو لے کر رنجیدہ رنجیدہ واپس چلی آئی۔پھر ہمت کر کے ایک مجوسی یعنی آتش پرست رئیس کے پاس پہنچی اور اپنا قصہ بیان کیا۔وہ مجوسی بولا محترمہ! میں اگرچہ مسلمان نہیں ہوں مگر تمہارے سیدہ ہونے کی تعظیم و قدر کرتا ہوں۔آؤ اور میرے یہاں ہی قیام کرو۔میں تمہاری روٹی اور کپڑے کا ضامن ہوں۔مجوسی نے یہ کہا اور اپنے ہاں ٹھہرا کر اسے اور اس کے بچوں کو کھانا کھلایا اور ان کی بڑی خدمت کی۔رات ہوئی تو وہ نادان مسلمان رئیس سویا تو اس نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ ایک بہت بڑے نورانی محل کے پاس تشریف فرما ہیں۔اس مسلمان رئیس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! یہ نورانی محل کس کے لئے ہے؟ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا مسلمان کے لئے۔اس نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ! میں بھی تو مسلمان ہوں یہ مجھے عطا فرما دیجئے۔آپ ﷺ نے فرمایا اگر تو مسلمان ہے تو اپنے اسلام کی کوئی دلیل پیش کر۔وہ رئیس یہ سن کر بڑا گھبرایا۔رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا میری دکھیاری بیٹی حالات سے مجبور ہو کر تیرے پاس آئے تو تو اس سے سیدزادی ہونے کی دلیل طلب کرے اور خود دلیل پیش کئے بغیر اس محل میں چلا جائے یہ ناممکن ہے۔

یہ سن کر اس کی آنکھ کھل گئی اور وہ بڑا رویا۔پھر اس سیدزادی کی تلاش میں نکلا تو اسے معلوم ہوا کہ

Marfat.com

فلاں مجوسی کے گھر قیام پذیر ہیں چنانچہ اس مجوسی کے پاس پہنچا اور کہنے لگا ایک ہزار روپیہ لے لو اور وہ سید زادی میرے سپرد کر دو۔ مجوسی بولا کیا میں وہ نورانی محل ایک ہزار روپیہ میں فروخت کر دوں یہ ناممکن ہے۔ سن لو! سرکارِ رسالت، مالک جنت، قاسم نعمت محمد رسول اللہ ﷺ جو تمہیں خواب میں آ کر اس محل سے دور کر گئے ہیں وہ میرے خواب میں تشریف لا کر کلمہ پڑھا کر مجھے اس محل میں داخل فرما گئے ہیں۔ الحمد للہ! اب میں بیوی بچوں سمیت مسلمان ہو چکا ہوں اور مجھے سرکار مدینہ ﷺ بشارت دے گئے ہیں کہ تو اہل وعیال سمیت جنتی ہے۔ (نزہۃ المجالس)

۷۔ حضرت احمد بن فضلویہ جن کا لقب زاہد ہے یہ بہت بڑے مجاہد تھے اور تیراندازی میں بہت ہی باکمال تھے۔ فرماتے ہیں کہ

مَا مَسَسْتُ الْقَوْسَ بِيَدِيْ اِلَّا عَلٰى طَهَارَةٍ مُنْذُ بَلَغَنِيْ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَخَذَ الْقَوْسَ بِيَدِهٖ

"جب سے مجھے یہ حدیث پہنچی ہے کہ حضور انور ﷺ نے اپنے دست مبارک سے کمان بھی اٹھائی ہے اس وقت سے میں کمان کا اتنا ادب کرتا ہوں کہ وضو کے بغیر کسی کمان کو بھی ہاتھ نہیں لگاتا۔" (الشفاء جلد ۲ صفحہ ۳۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

۸۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سرگروہِ اولیاء اور سرخیل اصفیاء ہیں حتیٰ کہ حضور غوثِ پاک سرکارِ بغداد رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ مرشدین سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ پہلے خلیفہ بغداد کے نامی گرامی پہلوان تھے۔ بادشاہ نے اعلان کیا تھا کہ جو ہمارے جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کو پچھاڑے ہم سے منہ مانگا اور من بھاتا انعام لے مگر کسی پہلوان نے مقابلے میں آنے کی ہمت نہ کی۔ ایک سید صاحب جو نہایت پریشان حال اور تنگ دست تھے انہوں نے اپنی بیوی سے کہا میں جنید (رحمۃ اللہ علیہ) سے کشتی لڑوں گا اور اگر جیت گیا تو مالامال ہو جاؤں گا اور اگر ہار گیا تو میرا بگڑتا ہی کیا ہے۔ بی بی صاحبہ نے ہنس کر کہا تم یہ کیا باتیں کر رہے ہو؟ نہ تمہارے جسم میں زور ہے نہ بدن میں طاقت اور نہ تم کشتی کے ہنر سے خبردار اور نہ کسی داؤ پیچ سے واقف۔ سید صاحب بولے یہ تو میں جانتا ہوں مگر داؤ ایسا یاد ہے اگر وہ کام آ گیا تو جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کو پچھاڑ دوں گا۔

آخر کار سید صاحب پہنچ گئے اور اپنے ارادے پر بادشاہ کو مطلع کیا۔ بادشاہ ان کا زرد چہرہ، دبلا بدن،

Marfat.com

کمزور ہاتھ پاؤں دیکھ کر حیران ہو گیا اور کہا اگر آپ کو کشتی کا شوق ہے تو ہمارے کسی اور پہلوان سے کر لو تمہیں جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کی طاقت کی خبر نہیں ہے۔ سید صاحب بولے اے بادشاہ! تو میرے مرجھائے ہوئے بدن کو نہ دیکھ انشاء اللہ میرے جوہر اکھاڑے میں آ کر کھلیں گے۔ بادشاہ بھی راضی ہو گیا اور سارے علاقے میں کشتی کا اعلان کر دیا۔ دور دراز سے لوگ یہ مقابلہ دیکھنے کے لئے جمع ہو گئے۔ بڑے وسیع میدان میں اکھاڑا تیار کیا گیا۔ امراء و وزراء بلکہ بادشاہ بہ نفس نفیس یہ حیرت ناک کشتی دیکھنے کے لئے جلوہ گر ہوا۔ وقت مقررہ پر جنید (رحمۃ اللہ علیہ) مست ہاتھی کی طرح جھومتا ہوا لنگر لنگوٹ کس کر اکھاڑے میں کود پڑے۔ ادھر سید صاحب بھی جنہیں آج کئی دن کا فاقہ تھا افتاں و خیزاں سامنے آ گئے۔ سید صاحب کو یہ بھی خبر نہ تھی کہ کشتی شروع کس طریقے سے کی جاتی ہے؟

جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نے حسب دستور ہاتھ ملایا اور دوسرے ہاتھ سے گردن پکڑی اور سر سے سر ملا تو سید صاحب نے چپکے سے کان میں کہہ دیا کہ میں پہلوان نہیں ہوں سید ہوں اور بھوکا ہوں۔ یہ سنتے ہی جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے پڑ گئے۔ تمام دم خم جاتا رہا اور برائے نام یونہی معمولی زور دکھا کر چت گر گئے اور سید صاحب کو سینے پر لے لیا۔ شور مچ گیا کہ مار دیا۔ بادشاہ بولا کہ شاید ہمارے جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کو دھوکا ہو گیا ہے۔ کشتی پھر ہوئی۔ دونوں دوبارہ پھر کھڑے ہو گئے۔ سر ملتے ہی سید صاحب نے پھر وہی کہا کہ جنید (رحمۃ اللہ علیہ) ایک سید کی تنگ دستی پر نظر رکھنا۔ جنید (رحمۃ اللہ علیہ) پھر تھوڑا سا زور دکھا کر چت گر گئے۔ بادشاہ نے سید صاحب کو انعام و اکرام سے مالا مال کر دیا۔ ادھر جنید (رحمۃ اللہ علیہ) کے ساتھیوں اور شاگردوں کو بڑی ندامت ہوئی اور بولے کہ تمہیں آج کیا ہو گیا تم نے اپنے مقابل کا ہاتھ ڈھیلا کیوں پکڑا اور تم نے فلاں فلاں داؤ پیچ کیوں استعمال نہ کئے؟ جنید (رحمۃ اللہ علیہ) رو پڑے اور بولے کہ میں شمر نہ تھا، یزید نہ تھا، عمرو بن سعد نہ تھا کہ سید کی چھاتی پر بیٹھتا یا ان کے مقابلے میں داؤ پیچ استعمال کرتا۔ میں تو ان کے گھرانے کا پروردہ اور نمک خوار تھا۔

رات کو سوئے تقدیر جاگ گئی، آنکھیں بند ہوئیں نصیب کھل گیا۔ دیکھا کہ دربارِ محمدی ﷺ گرم ہے لاکھوں کا مجمع ہے اور حضور ﷺ فرما رہے ہیں ہمارا پہلوان جنید (رحمۃ اللہ علیہ) نہیں آیا۔ دوڑ کر قدموں سے لپٹ گئے۔ تلوؤں سے آنکھیں اور پتلیاں ملنے لگے تو محبوب ﷺ نے فرمایا تو نے میرے اہل بیت

Marfat.com

کو عزت دی خدا تجھے دونوں جہان میں عزت دے اور تو آج سے سردارِ اولیاء قرار دیا گیا۔

(رسائل نعیمیہ صفحہ ۲۲ ضیاء القرآن لاہور)

پیرومرشد کا ادب

اپنے اسلاف کے چند واقعات تعظیم مرشد کے حوالے سے ذکر کرتا ہوں چنانچہ

ا۔ حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مرشد سے نہ صرف عقیدت تھی بلکہ کمال درجے کا عشق تھا۔ اس کی نادر مثال یہ ہے کہ ایک مرتبہ کسی درویش نے خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آ کر کچھ مانگا مگر اتفاق سے لنگر خانے میں کوئی چیز ایسی نہ تھی جو اسے دی جاتی۔ اسے کل کا کہا گیا مگر دوسرے دن بھی فقیر کو دینے کے لئے کوئی چیز نہ آئی تو خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاؤں سے جوتیاں اتار کر اس فقیر کو دے دیں اور رخصت کر دیا۔

اتفاق سے امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اس وقت بادشاہ کے ساتھ کہیں جا رہے تھے راستے میں وہ درویش مل گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کو جب پتہ چلا کہ میرے مرشد کے شہر سے آ رہا ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے اس درویش سے اپنے پیر و مرشد خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کی خبر پوچھی۔ جب درویش گفتگو کرنے لگا تو امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ بے ساختہ بول پڑے کہ مجھے اپنے پیر کی خوشبو آ رہی ہے شاید ان کی کوئی نشانی تیرے پاس ہے۔ درویش نے یہ سن کر خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نعلین شریف سامنے کر دیں اور کہا کہ یہ مجھے عنایت کی گئی ہیں۔

امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ نے جب اپنے مرشد کی نعلین کو دیکھا تو بے قرار ہو کر درویش سے کہا کیا تم انہیں فروخت کرنے کے لئے تیار ہو؟ درویش فروخت کرنے پر راضی ہو گیا۔ امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ کے پاس اس وقت پانچ لاکھ نقرئی تنکے تھے جو بادشاہ نے دیئے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے وہ ساری رقم درویش کو دے کر اپنے مرشد کی جوتیاں لے لیں اور انہیں سر پر رکھ کر چل پڑے۔ مرشد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ درویش نے نعلین کے بدلے صرف پانچ لاکھ پر ہی اکتفا کر لیا ورنہ وہ ان نعلین کے بدلے میں میری جان بھی مانگتا تو میں جان بھی دے دیتا۔ (آداب مرشد کامل صفحہ ۱۰۹ بحوالہ انوار الاصفیاء)

۲۔ حضرت پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت پیر بڈھن شاہ کلانوی رحمۃ اللہ علیہ کا واقعہ ادب سکھانے کے لئے اکثر سنایا کرتے تھے کہ ایک مرتبہ حضرت بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد کی صاحبزادی کے لئے زیور

Marfat.com

بنوایا۔ جب زیور تیار ہو گیا تو سنار نے عرض کیا حضور! زیور تیار ہے حکم ہو تو لا کر وزن کر دوں۔ اس پر حضرت بڈھن شاہ رحمۃ اللہ علیہ بولے ٹھہرو! وہ زیور میرے مرشد کی صاحبزادی کا سنگھار ہے میں دیکھوں گا تو بے ادب ہو جاؤں گا۔ پھر آپ رحمۃ اللہ علیہ باہر تشریف لے گئے تو سنار نے زیور کا وزن کیا۔ (آداب مرشد کامل صفحہ ۱۱۳)

۳۔ اسی طرح ایک دفعہ حضرت پیر بڈھن شاہ کلانوری رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد کے گاؤں کا خاکروب یعنی جھاڑو دینے والا آپ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ رحمۃ اللہ علیہ کی غیر موجودگی میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی رہائش گاہ پر رکھے ہوئے چمڑے کے بنڈل پر بیٹھ گیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ حجرہ سے باہر تشریف لائے تو خاکروب کو پلنگ پر عمدہ بستر بچھا کر بٹھایا اور خدام کو حکم دیا کہ اس چمڑے کی جوتیاں نہ بنوانا بلکہ ڈول بنا کر کنوئیں پر رکھوا دینا کیونکہ اس چمڑے پر پیر خانے کا مہمان بیٹھ چکا ہے۔ (آداب مرشد کامل صفحہ ۱۱۳)

۴۔ ایک مرتبہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے مریدین کے ساتھ تشریف فرما تھے اور طریقت سے متعلق تربیت فرما رہے تھے مگر دورانِ بیان جب آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نظر دائیں طرف پڑتی تو آپ رحمۃ اللہ علیہ کھڑے ہو جاتے۔ تمام لوگ یہ دیکھ کر حیران تھے کہ پیر و مرشد کس کی تعظیم کے لئے کھڑے ہوتے ہیں چنانچہ انہوں نے اس طرح کئی مرتبہ اپنے پیر و مرشد حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کو قیام کرتے دیکھا مگر ادب کی وجہ سے سوال کرنے کی جرأت نہ ہوئی۔

الغرض جب سب لوگ وہاں سے چلے گئے تو ایک مرید جو مرشد کا منظورِ نظر تھا اس نے موقع پا کر عرض کیا حضور! ہماری تربیت کے دوران کئی مرتبہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے قیام فرمایا یہ کس کی تعظیم کے لئے تھا؟

اس پر سیدی خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا کہ میرے دائیں طرف میرے پیر و مرشد حضرت شیخ عثمان ہارونی رحمۃ اللہ علیہ کا مزارِ مبارک ہے لہٰذا جب میرا رخ پیر و مرشد کے مزارِ پاک کی طرف ہوتا تو میں تعظیم کے لئے کھڑا ہو جاتا پس میں اپنے پیر و مرشد کے روضہ پاک کے لئے قیام کرتا تھا۔ (آداب مرشد کامل صفحہ ۱۱۴ بحوالہ فوائد السالکین)

۵۔ حضرت ابو القاسم قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد حضرت ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ میرے پیر و مرشد ابو علی دقاق رحمۃ اللہ علیہ اپنے پیر و مرشد نصر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس جاتے تو پہلے غسل فرماتے پھر ان کی مجلس میں جاتے۔

Marfat.com

علامہ قشیری رحمۃ اللہ علیہ اپنے بارے میں لکھتے ہیں کہ ابتدائی زمانہ میں جب بھی میں اپنے مرشد کامل ابوعلی دقاق رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں جانے کی سعادت حاصل کرتا تو اس دن روزہ رکھتا، پھر غسل کرتا تب میں اپنے مرشد کی مجلس میں جانے کی ہمت کرتا۔ کئی بار تو ایسا بھی ہوا کہ مدرسے کے دروازے تک پہنچ جاتا مگر شرم کی وجہ سے دروازے سے لوٹ آتا اور اگر جرأت کر کے اندر داخل ہو بھی جاتا مگر جیسے ہی مدرسے کے درمیان تک پہنچتا تو تمام بدن میں ایسی سنسنی پیدا ہو جاتی یعنی بدن ایسے سن ہو جاتا کہ ایسی حالت میں اگر مجھے سوئی بھی چبھو دی جاتی تو شاید میں محسوس نہ کرتا۔

(رسالہ قشیریہ باب الصحبۃ صفحہ ۳۲۸)

۶۔ سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ جو غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ کے خاص خلیفہ ہیں انہوں نے ایک مرتبہ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی دعوت کی۔ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک خاص مرید جن کا نام علی جوسقی رحمۃ اللہ علیہ تھا وہ کھانا لے کر حاضر ہوئے تو سوچنے لگے کہ روٹیاں پہلے کس کے سامنے پیش کروں؟ اگر اپنے مرشد کے سامنے پیش کرتا ہوں تو یہ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی شان کے خلاف ہے اور اگر پہلے حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے رکھتا ہوں تو ارادت تقاضا نہیں کرتی (کیونکہ غوثِ پاک رحمۃ اللہ علیہ کی غلامی کی نسبت تو میں نے اپنے پیر و مرشد علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر مرید ہو کر حاصل کی ہے) اس باادب مرید نے روٹیاں اس ترکیب سے گھمائیں کہ دونوں کی خدمت میں ایک ساتھ پہنچیں۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ سے ارشاد فرمایا یہ تمہارا مرید بہت باادب ہے۔ علی بن ہیتی رحمۃ اللہ علیہ نے عرض کیا حضور! یہ بہت ترقی کر چکا ہے اب آپ رحمۃ اللہ علیہ اس کو اپنی خدمت میں لے لیں۔ علی جوسقی رحمۃ اللہ علیہ یہ سنتے ہی ایک کونے میں گئے اور رونا شروع کر دیا۔ حضور غوثِ اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اس کو اپنے پاس ہی رہنے دو یہ جس پستان سے پلا ہوا ہے اسی سے دودھ پیئے گا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ ۳۰۸)

مرشد کامل کی چار شرائط

میرے بھائیو! پیر و مرشد کے ادب کے حوالے سے چند واقعات عرض کئے ہیں لیکن یہ ذہن میں رہے کہ ایسا ادب صرف مرشد کامل ہی کا کیا جائے اور سیدی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے مرشد کامل کی چار شرائط بیان کی ہیں۔

Marfat.com

پہلی شرط:

مرشد کا سلسلہ باتصال صحیح (یعنی درست واسطوں کے ساتھ تعلق) حضور پرنور سید المرسلین ﷺ تک پہنچا ہو۔ درمیان میں منقطع یعنی جدا نہ ہو کہ منقطع کے ذریعے اتصال ناممکن ہے۔ بعض لوگ بلا بیعت (یعنی مرید ہوئے بغیر) محض بذعم وراثت (یعنی وارث ہونے کے گمان میں) اپنے باپ دادا کے سجادے پر بیٹھ جاتے ہیں یا بیعت کی تھی مگر خلافت نہ ملی تھی بغیر اجازت مرید کرنا شروع کر دیتے ہیں یا سلسلہ ہی وہ ہو کہ قطع کر دیا گیا اس میں فیض نہ رکھا گیا، لوگ برائے ہوس اس میں اذن وخلافت دیتے چلے آتے ہیں یا سلسلہ فی نفسہٖ صحیح تھا مگر درمیان میں ایسا کوئی شخص واقع ہوا جو بوجہ انقطاع بعض شرائط قابل بیعت نہ تھا اس سے جو شاخ چلی وہ درمیان میں منقطع ہے۔ ان تمام صورتوں میں بیعت سے ہرگز اتصال حاصل نہ ہو گا۔

دوسری شرط:

مرشد سنی صحیح العقیدہ ہو اور بدمذہب گمراہ کا سلسلہ شیطان تک پہنچے گا نہ کہ رسول اللہ ﷺ تک۔ آج کل بہت کھلے ہوئے بددینوں بلکہ بے دینوں کہ جو بیعت کے سرے سے منکر و دشمن اولیاء ہیں مکاری کے ساتھ پیری مریدی کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ہوشیار! خبردار! احتیاط! احتیاط!

تیسری شرط:

مرشد عالم ہو یعنی کم از کم اتنا علم ضروری ہے کہ بلاکسی امداد کے اپنی ضروریات کے مسائل کتاب سے نکال سکے۔ کتب بینی یعنی مطالعہ کرکے اور افواہِ رجال سے یعنی لوگوں سے سن سن کر بھی عالم بن سکتا ہے مطلب یہ کہ فارغ التحصیل ہونے کی سند شرط ہے نہ کافی بلکہ علم ہونا چاہئے۔ علم فقہ اس کی اپنی ضرورت کے لئے قابل کافی اور عقائد اہل سنت سے لازمی پورا واقف ہو۔ کفر و اسلام، گمراہی و ہدایت کے فرق کا خوب عارف یعنی جاننے والا ہو۔

چوتھی شرط:

مرشد فاسق معلن (یعنی علانیہ گناہ کرنے والا) نہ ہو۔ اس شرط پر حصولِ اتصال کا توقف نہیں مگر

Marfat.com

پیر کی تعظیم لازم ہے اور فاسق کی توہین واجب ہے اور دونوں کا اجتماع باطل۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۱۳۸)

میرے بھائیو! ان شرائط پر غور کریں اور اپنے اردگرد موجودہ پیری مریدی کے بچھے ہوئے جال کو دیکھیں تو پتہ چلے گا کہ کتنے ہی ایسے پیر ہیں کہ ان کے عقائد کفریہ ہیں مگر عوام پھر بھی ان کو عقیدتوں کا محور بنائے ہوئے ہیں اور تیسری شرط کے حوالے سے تو بڑا المیہ ہے کہ پیر علم کا عالم ہو سند کا نہیں۔ ایسا پیر اگر نایاب نہیں تو کمیاب ضرور ہے۔ اس لئے کہ پیر بیچارے کو نماز و روزہ کے مسائل نہیں آتے مریدوں کی تربیت کیا کرنی ہے؟ موجودہ پیری مریدی کے سلسلے میں سب سے بڑا المیہ یہ ہے کہ اکثر پیر فاسق معلن ہیں۔ کوئی عورتوں کے جھرمٹ میں بیٹھنے سے لطف اندوز ہو رہا ہے تو کوئی داڑھی منڈوا کر یا ایک مٹھی سے گھٹا کر حرام کام کر رہا ہے۔ تو کوئی نمازیں چھوڑ کر حرام کام کر رہا ہے تو کوئی رقص و سرود کی محافل جما کر ان کو شریعت کا نام دے رہا ہے۔ الغرض ایسے فاسق معلن کو پیر بنانا ہی ناجائز ہے بلکہ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ تو فرما رہے ہیں کہ ایسے پیر کی عزت نہیں بلکہ توہین کرنا واجب ہے اور مرشد کامل کا ادب ضروری ہے جیسا کہ:

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مِنْ اَدَبِ الْمُرِيْدِ اَنْ لَّا يَتَكَلَّمَ بَيْنَ يَدِيِ الشَّيْخِ فَاِنَّهٗ سَبَبُ سُقُوْطِهٖ مِنْ اَعْيُنِ الْاَكَابِرِ

"مرید کے لئے ادب یہ ہے کہ اپنے شیخ کے سامنے نہ بولے اس لئے کہ یہ بولنا اکابر کی نظروں سے گرنے کا سبب بن جاتا ہے۔"

(تفسیر روح البیان سورۃ الحجرات آیت ۱)

مؤدبانہ گذارش

میرے بھائیو! آپ کی خدمت میں بڑی دردمندانہ التجا ہے کہ خدا کے واسطے کسی کو پیر بناتے ہوئے اس کی دنیاوی شان و شوکت یا اس کی نسل سے گزرے بزرگوں کو نہ دیکھو بلکہ جس کو اپنا مرشد بنانا چاہتے ہو تو اس میں اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بیان کردہ یہی مذکورہ چار شرائط ضرور دیکھ لو۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو احکام شریعت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے کی سعادت عطا فرمائے۔ آمین

Marfat.com

خاتمہ

خاتمہ اس چیز کے بیان میں کہ:

جس طرح حیاتِ طیبہ میں تعظیم فرض ولازم تھی اسی طرح وصال شریف کے بعد بھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ضروری ہے۔ اُمت مسلمہ آج تک اسی عقیدۂ تعظیم پر ہی پابند ہے۔

Marfat.com

Marfat.com

ہم نے جو شروع میں عقیدۂ تعظیم بیان کیا تھا اور پھر مقدمہ کی صورت میں دعویٰ کیا تھا اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق سے اور نبی محترم، رسول مکرم ﷺ کی نگاہِ رحمت سے دو درجن سے زائد قرآنی نصوص قطعیہ اور سینکڑوں احادیث نبویہ سے اور کثیر صحابہ کرام کے سینکڑوں افعال و اقوال و معمولاتِ شریفہ سے اور سوادِ اعظم، جنتی گروہ، اہل سنت و جماعت کی چودہ سوسالہ تاریخ میں سے حصولِ برکت کے لئے صرف چند اکابرینِ اہلسنت کے عقائد و نظریات اور معمولات کی وساطت سے ہم نے اپنے عقیدۂ تعظیم اور مقدمہ میں بیان کردہ دعویٰ کو روزِ روشن کی طرح واضح کر دیا ہے۔ اس سے انکار صرف وہی کرے گا جو ہٹ دھرم و بدبخت ہے اور اپنے آپ کو جہنم کا ایندھن بنانے والا ہے۔ اس لئے کہ نہ تو چمگادڑ کے انکار سے سورج کے وجود کی نفی ہوتی ہے اور نہ اس بندے کے انکار سے جو دوپہر کے وقت اپنے آپ کو کمرے میں بند کر دے اور سورج کے طلوع ہونے کا ہی منکر ہو بلکہ اس حالت میں تو ایسے بندے کی عقل پر ماتم ہی کیا جا سکتا ہے۔

آنکھ والا تیرا جوبن کا تماشا دیکھے
دیدۂ کور کو کیا نظر آئے کیا دیکھے

الحمدللہ! اس سلسلے میں یہ بات پایۂ ثبوت تک پہنچ چکی ہے کہ جس جس کو بھی دین کے اندر عزت دی گئی ہے اور قربِ خداوندی حاصل ہے اس کی تعظیم کی جائے گی خواہ اس معظم ذات کا تعلق انبیاء کرام علیہم السلام کے مقدس و معصوم گروہ سے ہو یا اولیاء، شہداء، علماء سے شمار کیا جاتا ہو یا والدین اور بوڑھے مسلمان کی صورت میں ہو یا کسی بھی معزز و معظم دینی سے تعلق ہو۔ ان سب کی عزت و تعظیم پر ضمنی بحث ہوگئی ہے لیکن چونکہ ہمارے دلائل و براہین اور قیل و قال کا محور و مرکز رسول باکمال، سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے لال صاحب شیریں مقال، شہنشاہِ خوش خصال، پیکر حسن و جمال، صاحب جود و نوال، رسولِ بے مثال جناب

Marfat.com

محمد مصطفیٰ ﷺ کی تعظیم و توقیر ہے اور بحمدہٖ تعالیٰ اس سلسلے میں بیان کردہ عقیدے کو بھی ہم نے واضح کر دیا ہے۔

وصال شریف کے بعد بھی تعظیم لازم

جس طرح حیاتِ طیبہ میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم لازم اور فرض تھی اسی طرح وفات شریف کے بعد بھی آپ ﷺ کی تعظیم فرض بلکہ تمام فرائض کی اصل اور جڑ ہے اس پر بھی چودہ سو سال سے اُمت کا اجماع چلا آرہا ہے۔

۱۔ اس سلسلہ میں قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَتَوْقِيْرَهٗ وَتَعْظِيْمَهٗ لَازِمٌ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهٖ

"نبی کریم ﷺ کی وفات شریف کے بعد بھی آپ ﷺ کی تعظیم و توقیر اسی طرح لازم وضروری ہے جس طرح کہ حیاتِ مبارکہ میں تعظیم لازم تھی۔"

(الشفاء، الباب الثالث فی تعظیم امرہ، جلد ۲، صفحہ ۲۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

۲۔ اسی طرح علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ:

يَجِبُ عَلَى الْاُمَّةِ اَنْ يُّعَظِّمُوْهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَيُوَقِّرُوْهُ فِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ فِيْ حَالِ حَيَاتِهٖ وَبَعْدَ وَفَاتِهٖ فَاِنَّهٗ بِقَدْرِ ازْدِيَادِ تَعْظِيْمِهٖ وَتَوْقِيْرِهٖ فِي الْقُلُوْبِ يَزْدَادُ نُوْرُ الْاِيْمَانِ فِيْهَا

"اُمت پر واجب ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ہر حال میں تعظیم و توقیر کرے۔ آپ ﷺ کی زندگی مبارکہ میں بھی اور وفات شریف کے بعد بھی اس لئے کہ دلوں میں جس قدر رسول اللہ ﷺ کا ادب واحترام بڑھتا جائے گا اسی قدر دلوں میں نورِ ایمان میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔"

۳۔ اسی طرح کا مفہوم "المعتقد المنتقد" کی عبارت سے ثابت ہوتا ہے کہ:

Marfat.com

اَنَّ حُرْمَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ وَتَوْقِيْرَهٗ وَ تَعْظِيْمَهٗ لَازِمٌ عَلٰى كُلِّ مُسْلِمٍ كَمَا كَانَ حَالَ حَيَاتِهٖ لِاَنَّهُ اَلْاٰنَ حَيٌّ يُرْزَقُ فِيْ عُلُوِّ دَرَجَاتِهٖ وَرِفْعَةِ حَالَاتِهٖ وَذَاكَ عِنْدَ ذِكْرِ حَدِيْثِهٖ وَسُنَّتِهٖ وَسَمَاعِ اِسْمِهٖ وَسِيْرَتِهٖ

"نبی کریم ﷺ کی عزت وتکریم وصال شریف کے بعد بھی ہر مسلمان پر اس طرح لازم ہے جس طرح زندگی مبارکہ میں تعظیم لازم تھی اس لئے کہ آپ ﷺ اب بھی زندہ ہیں، بلند درجات میں ہیں اور آپ ﷺ کو رزق دیا جاتا ہے یہ (وفات شریف کے بعد تعظیم) آپ ﷺ کا ذکر کرتے وقت اور حدیث پاک بیان کرتے وقت، آپ ﷺ کا نام سنتے وقت اور سیرت طیبہ کے واقعات سنتے وقت تعظیم ضروری اور لازم ہے۔" (المعتقد المنتقد "وكذا يجب توقيره۔۔۔۔الخ" صفحہ ۱۴۲)

۴۔ اسی طرح تفسیر ابن کثیر اور معارف القرآن کے اندر بھی یہی ملتی جلتی عبارت یوں ہے کہ:

"علماء کرام فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر شریف کے پاس بلند آواز سے بولنا مکروہ ہے۔ جیسے زندگی میں مکروہ تھا (یعنی ناپسندیدہ) جس طرح رسول اللہ ﷺ اپنی حیاتِ طیبہ میں قابل عزت وقابل احترام تھے اسی طرح ہمیشہ تک اپنی قبرِ انور میں بھی باعزت اور قابلِ احترام ہیں۔"

(تفسیر معارف القرآن وتفسیر ابن کثیر، سورۃ حضرات، تحت آیت نمبر ۲۰۱)

۵۔ خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سورہ حجرات کی آیت: ۲ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

وَاسْتَدَلَّ بِهِ الْعُلَمَآءُ عَلَى الْمَنْعِ مِنْ رَفْعِ الصَّوْتِ بِحَضْرَةِ قَبْرِهٖ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَعِنْدَ قِرَاءَةِ حَدِيْثِهٖ لِاَنَّ حُرْمَتَهٗ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا

"علماء کرام نے اس آیت سے یہ استدلال کیا ہے کہ حضورِ انور ﷺ کی قبر شریف پر

Marfat.com

حاضری کے وقت بھی آواز اونچی کرنا منع ہے اور حدیث شریف کی قراءت کے وقت بھی آواز اونچی کرنا منع ہے اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و احترام وصال شریف کے بعد بھی اسی طرح لازم اور ضروری ہے جس طرح ظاہری حیاتِ طیبہ میں لازم تھی۔" (الاکلیل، صفحہ ۱۹۶، مطبوعہ مصر)

۶۔ امام زرقانی رحمۃ اللہ علیہ "مواہب اللدنیہ" کی شرح میں فرماتے ہیں کہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ اور خلیفہ ابوجعفر منصور کے درمیان جو مسجدِ نبوی میں مناظرہ ہوا تھا اور خلیفہ کی آواز اونچی ہوئی تھی تو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اِنَّ حُرْمَتَهٗ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا اِذْهُوَ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ فَيَجِبُ اَنْ يُّرَاعٰى بَعْدَ مَمَاتِهٖ مَا كَانَ لَهٗ فِيْ حَيَاتِهٖ

"وفات شریف کے بعد نبی کریم ﷺ کی عزت اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ زندگی مبارکہ میں لازم تھی اور نبی کریم ﷺ کے جن جن حقوق کی رعایت زندگی مبارکہ میں لازم تھی ان حقوق کی ادائیگی وصال شریف کے بعد بھی لازم ہے اس لئے کہ آپ ﷺ قبرِ انور میں زندہ ہیں۔" (زرقانی شرح مواہب، جلد ۶، صفحہ ۲۴۹)

۷۔ اسی طرح جب حجرۂ مقدسہ کی دیوار میں ازواجِ مطہرات کے کمروں کی طرف سے بڑھئی کے کیل لگایا تھا تو سیدہ اُمّ المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اس کو کیل لگانے سے سختی سے منع کیا اور فرمایا:

اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ حُرْمَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ مَيِّتًا كَحُرْمَتِهٖ حَيًّا

"کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی عزت و تعظیم وفات شریف کے بعد بھی اسی طرح لازم ہے جس طرح کہ زندگی مبارکہ میں لازم تھی۔" (وصف مسجد النبوی شریف، صفحہ ۲۲)

۸۔ امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نقل کرتے ہیں کہ:

قَالَ الشَّيْخُ عِزُّ الدِّيْنِ بْنُ عَبْدِ السَّلَامِ: وَاِذَا اَرَدْتَ صَلَاةً فَلَا تَجْعَلْ حُجْرَتَهٗ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ وَرَاءَ ظَهْرِكَ وَلَا بَيْنَ يَدَيْكَ وَالْاَدَبُ

Marfat.com

مَعَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ وَفَاتِهٖ مِثْلُهُ فِيْ حَيَاتِهٖ فَمَا كُنْتَ صَانِعَهُ فِيْ حَيَاتِهٖ فَاصْنَعْهُ بَعْدَ وَفَاتِهٖ: مِنْ اِحْتِرَامِهٖ وَالْاِطْرَاقِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَرْكِ الْخِصَامِ

"شیخ عزالدین بن عبدالسلام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ جب اے زائر تو مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کا ارادہ کرے منہ تو قبرِ انور کی طرف کرنا نہیں لیکن پیٹھ بھی روضہ پاک کی طرف نہ ہونے پائے۔ وفات شریف کے بعد بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ادب اسی طرح ہے جس طرح زندگی مبارکہ میں تھا۔ جو عمل سرکار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی مبارکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کرتے تھے وہی کام بعد وصال شریف بھی لازمی ہے جس طرح کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا احترام کرنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں خاموش رہنا اور جھگڑے کا ترک کرنا۔"

۹۔ علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَقَدْ كَرِهَ بَعْضُ الْعُلَمَآءِ رَفْعَ الصَّوْتِ عِنْدَ قَبْرِهٖ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ لِاَنَّهٗ حَيٌّ فِيْ قَبْرِهٖ

"بعض علماء نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کے پاس آواز بلند کرنے کو ناپسند کیا ہے اس لئے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر انور میں زندہ ہیں۔" (روح البیان، سورۃ حجرات، تحت آیت ۲)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ جس طرح زندگی مبارکہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم ضروری تھی اسی طرح بعد وصال بھی تعظیم لازم ہے۔ اس لئے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی تربت پرنور میں حیاتِ حقیقی، حسی اور جسمانی کے ساتھ زندہ تشریف فرما ہیں۔ اسی لئے تو محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ انور کی تعظیم بھی اسی لئے ضروری ہے کہ محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زندہ تشریف فرما ہیں۔

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِيْ بَعْدَ مَوْتِيْ كَانَ كَمَنْ زَارَنِيْ فِيْ حَيَاتِيْ

جس نے میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی گویا اس نے میری زندگی میں

Marfat.com

میری زیارت کی۔(وفاء الوفا، جلد ۴، صفحہ ۱۷۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۱۔ قبر رسول ﷺ کی تعظیم کرنا چودہ سو سال سے عاشقانِ رسول ﷺ کا دستور ہے۔اسی ضمن میں دو روایتیں عرض کرتا ہوں۔ چنانچہ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ:

قَدِمَ عَلَيْنَا اَعْرَابِيٌّ بَعْدَمَا دَفَنَّا رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بِثَلَاثَةِ اَيَّامٍ فَرَمٰى بِنَفْسِهٖ عَلٰى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ وَحَثٰى مِنْ تُرَابِهٖ عَلٰى رَاسِهٖ وَقَالَ يَارَسُوْلَ اللهِ! قُلْتَ فَسَمِعْنَا قَوْلَكَ وَوَعَيْتَ عَنِ اللهِ تَعَالٰى وَمَا وَعَيْنَا عَنْكَ وَكَانَ فِيْمَا اَنْزَلَ اللهُ عَلَيْكَ (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ) (النساء:۶۴) وَقَدْ ظَلَمْتُ وَجِئْتُكَ تَسْتَغْفِرْلِيْ فَنُوْدِيَ مِنَ الْقَبْرِ اِنَّهٗ قَدْ غَفَرَلَكَ

"رسول اللہ ﷺ کے وصال شریف کے تین دن بعد ایک دیہاتی آیا۔آتے ہی اس نے اپنے آپ کو نبی کریم ﷺ کی قبر انور پر گرا دیا اور قبر شریف کی مٹی کو اپنے سر میں ڈالنے لگا پھر صدا لگائی، یا رسول اللہ ﷺ! آپ نے فرمایا تو ہم نے آپ کے فرمان مبارک کو سنا۔آپ ﷺ نے اللہ سے قبول کیا اور ہم نے آپ ﷺ سے قبول نہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے جو آپ ﷺ پر کلام اُتارا اس میں یہ ہے ("اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔") (یا رسول اللہ ﷺ) میں ظلم کر بیٹھا ہوں اور آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہو گیا ہوں۔میرے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب فرمائیے۔یہ کہنا تھا کہ قبر انور سے آواز آئی۔"بے شک اللہ تعالیٰ نے تیرے گناہوں کو بخش دیا۔"

(وفاء الوفا، جلد ۴، صفحہ ۱۸۶، دار الکتب العلمیہ بیروت)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کی قبر انور سے شفا حاصل کرنا درست ہے اور بعد وفات بھی یا رسول اللہ ﷺ کہنا درست ہے اور قبر انور کی تعظیم بھی ثابت ہوئی۔

Marfat.com

اب ان ساری باتوں پر دلیل صرف اعرابی کا فعل نہیں بلکہ بڑی دلیل یہ ہے کہ سارے صحابہ کے سامنے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سامنے یہ تعظیم رسول والا فعل ہوا، صحابہ نے منع نہیں فرمایا بلکہ سکوت اختیار کیا تو یہ حدیث تقریری کے حکم میں ہے۔

۱۲۔ اسی طرح آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر چہرہ رکھے ہوئے تھے کہ خلیفہ مروان بن حکم نے کہا ہے کہ یہ کیا کر رہے ہو اسے پتہ نہیں تھا کہ یہ میزبانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔

خلیفہ مروان کے کہنے پر حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔

لَمْ آتِ الْحَجَرَ اِنَّمَا جِئْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

میں کسی پتھر کے پاس نہیں آیا میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا ہوں۔

(وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۴، دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۳۔ اسی طرح حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عقیدۂ تعظیم کے تحت آپ نے پڑھا کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی تو حضرت بلال ملک شام سے مدینہ طیبہ حاضر ہوئے تو:

فَأَتَى قَبْرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ فَجَعَلَ يَبْكِي عِنْدَهٗ وَيُمَرِّغُ وَجْهَهٗ عَلَيْهِ

حضرت بلال رضی اللہ عنہ قبر رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آئے اور قبر کے پاس رونا شروع کر دیا اور اپنے چہرے کو قبر انور پر رگڑنا شروع کر دیا۔ (وفاء الوفاء جلد ۴ صفحہ ۱۸۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

۱۴۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال شریف کے بعد شہزادی کونین فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بھی قبر انور پر آئی تھیں تو:

اَخَذَتْ قَبْضَةً مِّنْ تُرَابِ الْقَبْرِ وَوَضَعَتْ عَلٰى عَيْنَيْهَا

قبر انور کی مٹی سے ایک مٹھی اٹھائی اور اپنی آنکھوں پر رکھی۔

پھر مزید اشعار بھی پڑھے تھے جن کی تفصیل گزر چکی ہے۔

(وفاء الوفاء، جلد ۴ صفحہ ۲۱۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مبارک عمل وصال شریف کے بعد قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم بھی ثابت کر رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ ہونے پر بھی واضح ثبوت ہیں۔

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ

میرے چشم عالم سے چھپ جانے والے

ان تین صحابہ کے واقعات کا صرف ایک ایک حوالہ نقل کیا ہے اس لئے کہ مذکورہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عقائد کے تحت اس کی وضاحت بھی گزر چکی ہے اور حوالہ جات بھی کافی نقل کئے ہیں۔

وَمَا تَوْفِيْقِيْ اِلَّا بِاللهِ

۱۵۔ اسی طرح امام ابن کثیر نے ایک حکایت نقل کی ہے کہ امام عتبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

كُنْتُ جَالِسًا عِنْدَ قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمْ فَجَاءَ اَعْرَابِيٌّ فَقَالَ: اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ. سَمِعْتُ اللهَ يَقُوْلُ: (وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُ و اللهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْا اللهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا) وَقَدْ جِئْتُكَ مُسْتَغْفِرًا لِذَنْبِيْ مُسْتَشْفِعًا بِكَ اِلٰى رَبِّيْ ثُمَّ اَنْشَا يَقُوْلُ:

"میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر انور کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک دیہاتی آیا اور کہا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلام ہو۔ میں نے اللہ کا تعالیٰ کا یہ فرمان سنا ہے۔" اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔" میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں اپنے گناہوں کی بخشش چاہتا ہوں اور اپنے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت چاہتا ہوں۔ پھر اس دیہاتی نے یہ شعر پڑھنے شروع کر دیئے۔

يَاخَيْرَ مَنْ دُفِنَتْ بِالْقَاعِ اَعْظُمُهٗ

فَطَابَ مِنْ طِيْبِهِنَّ الْقَاعُ وَالْاَكَمُ

Marfat.com

نَفْسِی الْفِدَاءُ لِقَبْرٍ اَنْتَ سَاكِنُهٗ
فِيْهِ الْعِفَافُ وَفِيْهِ الْجُوْدُ وَالْكَرَمُ

"اے وہ بہترین ہستی جن کا جسم اقدس اس میدان میں دفن کیا گیا تو اس کی خوشبو سے میدان اور ٹیلے مہک اٹھے۔ میری جان فدا ہو اس روضۂ اقدس پر جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں اس میں سراپا پاک دامنی ہیں اور اس میں صاحبِ جود و کرم ہیں۔"

ثُمَّ انْصَرَفَ الْاَعْرَابِیُّ فَغَلَبَتْنِیْ عَيْنَیَّ فَرَءَيْتُ النَّبِیَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِی النَّوْمِ فَقَالَ: يَاعُتْبِیُّ اَلْحِقِ الْاَعْرَابِیَّ فَبَشِّرْهُ اَنَّ اللهَ قَدْ غَفَرَلَهٗ

"پھر وہ دیہاتی چلا گیا امام عتبی فرماتے ہیں میں وہیں سو گیا تو میں نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اے عتبی اس دیہاتی سے جا کر ملو اور اسے یہ خوشخبری سناؤ کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرمادی ہے۔" (تفسیر ابن کثیر، سورہ النساء، تحت آیت: ۶۴)

امام بوصیری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

لَاطِيْبَ يَعْدِلُ تُرْبًا ضَمَّ اَعْظُمَهٗ
طُوْبٰى لِمُنْتَشِقٍ مِّنْهُ وَمُلْتَثِمٖ

ترجمہ: "کوئی خوشبو اس مٹی کا مقابلہ نہیں کرسکتی۔ جو مٹی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم اقدس کو چھو رہی ہے۔ خوشخبری ہے اس مٹی کو سونگھنے اور چومنے والے کے لئے۔"

قبرِ انور کی زیارت:

حضرت علامہ قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مشہور کتاب "الشفاء" میں اُمت پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حقوق کو مفصل بیان کیا ہے۔ ان حقوق میں سے ایک تو "تعظیم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم" ہے۔ جو ہماری کتاب کا

Marfat.com

موضوع بھی ہے جبکہ ایک دوسرا حق "قبر انور کی زیارت" بھی ہے اگر دلائل کی روشنی میں دیکھا جائے تو قبر انور کی زیارت بھی دراصل رسول کریم ﷺ کی تعظیم ہی ہے۔

اسی خاتمہ میں پچھلے عنوان میں جو بعد وصال تعظیم پر ہم نے گزارشات پیش کی ہیں وہ ساری قبر انور کی زیارت سے بھی متعلقہ ہیں۔

علماء کرام ارشاد فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت سنّت مؤکدہ قریب واجب ہے۔ لہٰذا اُمتی پر یہ حق ہے کہ وہ رسول اکرم، نبی محترم ﷺ کی قبر انور کی زیارت کرے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝

ترجمہ کنزالایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔ (پ۵، النساء، آیت ۶۴)

خود نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مَنْ زَارَ قَبْرِیْ وَجَبَتْ لَهٗ شَفَاعَتِیْ

جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(سنن الدارقطنی، کتاب الحج، باب المواقیت، رقم الحدیث: ۲۶۶۹)

مَنْ حَجَّ الْبَیْتَ وَلَمْ یَزُرْنِیْ فَقَدْ جَفَانِیْ

جس نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔

(الکامل فی ضعفاء الرجال، النعمان بن شبل الباھلی العصری، جلد ۸، صفحہ ۲۴۸)

اور آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

مَنْ حَجَّ اِلٰی مَكَّةَ ثُمَّ قَصَدَنِیْ فِیْ مَسْجِدِیْ كُتِبَتْ لَهٗ حَجَّتَانِ مَبْرُوْرَتَانِ

جس نے مکہ شریف میں حج ادا کیا پھر مجھے ملنے کے ارادے سے میری مسجد میں آیا

Marfat.com

اس کے لئے دو مقبول حج کا ثواب لکھا جائے گا۔ (وفاء الوفا، جلد ۴، صفحہ ۱۷۵)

مزید ارشاد فرمایا۔

مَنْ حَجَّ فَزَارَ قَبْرِیْ بَعْدَ وَفَاتِیْ کَانَ کَمَنْ زَارَنِیْ فِیْ حَیَاتِیْ

جس نے حج ادا کیا پھر میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اسی طرح ہے جس طرح اس نے مجھے میری زندگی میں دیکھا۔ (وفاء الوفاء جلد ۴، صفحہ ۱۷۱)

میرے بھائیو! یہ چار حدیثیں اس بات کو ثابت کرنے کے لئے پیش کی ہیں کہ قبر انور کی زیارت کرنا اُمتی پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حق ہے۔ مزید احادیث بھی کثیر تعداد میں پیش کی جاسکتی ہیں مگر طوالت کے خوف کے پیش نظر ذکر نہیں کیں۔

حدیث "لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ" کی وضاحت:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ قَالَ: لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ اَلْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الرَّسُوْلِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمْ وَمَسْجِدِ الْاَقْصٰی

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "کجاوے نہ باندھے جائیں مگر صرف تین مسجدوں یعنی مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کی طرف۔" (صحیح بخاری، جلد ۱، صفحہ ۱۵۸، باب فضل الصلوٰۃ فی مسجد مکہ والمدینہ رقم الحدیث: ۱۱۸۹)

یہ وہ حدیث ہے کہ جس کو پڑھ کر منکرین عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سادہ مسلمانوں کا ایمان خراب کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ دیکھو حدیث میں آیا ہے صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کرنا جائز ہے ان کے علاوہ کہیں بھی خصوصیت کے ساتھ سفر کر کے جانا ناجائز ہے۔

یہاں تک کہ ابن تیمیہ متوفی ۷۲۸ھ نے سب سے پہلے اس حدیث پاک پر گھناؤنی واردات کی اور یہ فتویٰ دیا کہ چونکہ صرف تین مسجدوں کی طرف سفر کر کے جانا جائز ہے تو پھر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ مقدسہ کی زیارت کی نیت سے سفر کر کے مدینہ شریف جانا گناہ ہے۔ اور اس سفر میں جو نمازیں ہوں

Marfat.com

گی ان میں قصر بھی جائز نہیں ہے۔(معاذ اللہ)

ابن تیمیہ کے اس فتویٰ سے مصر اور شام میں بہت بڑا فتنہ برپا ہوگیا۔ چنانچہ شامیوں نے ابن تیمیہ کے بارے میں علماء حق سے فتویٰ طلب کیا تو علامہ برہان بن کاح فزاری رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چالیس سطروں میں فتویٰ لکھ کر ابن تیمیہ کو کافر بتایا، اور پھر علامہ شہاب بن جہبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس فتویٰ پر اپنی مہر تصدیق لگائی، پھر مصر میں یہی فتویٰ حنفی، شافعی، مالکی اور حنبلی چاروں مذہب کے قاضیوں کے سامنے پیش کیا گیا۔ چنانچہ علامہ بدر الدین جماعہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر یہ فیصلہ تحریر فرمایا کہ ابن تیمیہ کو ایسے فتاویٰ باطلہ سے زجر و توبیخ کے ساتھ منع کیا جائے اگر باز نہ آئے تو اس کو قید کر دیا جائے۔ محمد بن الجریری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم دیا کہ اسی وقت بغیر کسی شرط کے ابن تیمیہ کو قید کیا جائے۔ محمد بن ابی بکر مالکی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حکم دیا کہ اس کو اس طرح کی ڈانٹ ڈپٹ کی جائے کہ یہ ایسے مفاسد سے باز آ جائے۔

علامہ احمد بن عمر مقدسی حنبلی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسا ہی حکم لکھا۔ جب علماء کرام اور چاروں مذاہب کے قاضیوں کا حکم آ گیا تو نتیجہ یہ ہوا کہ ابن تیمیہ کو شعبان ۷۲۶ھ میں دمشق کے قلعہ میں قید کر دیا گیا اور ۷۲۸ھ کو جیل ہی میں مر گیا۔ مواخذہ اخروی ابھی باقی ہے۔ (سیرتِ رسول عربی باب امت پر حقوق، صفحہ ۵۰۔۵۱)

میرے بھائیو! یہ تو ابن تیمیہ اور اس کی معنوی اولاد کا حدیث پاک کا مفہوم بگاڑنے کا ناپاک ارادہ تھا جس کو اس وقت کے علماء اسلام نے خاک ملا دیا اور ابن تیمیہ بھی ذلت کی موت مرا۔ حالانکہ اس کے برعکس علماء ملت اسلامیہ کے بیان کردہ مفہوم کو دیکھا جائے تو وہ یہی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کا جو مفہوم ہے کہ صرف مسجد حرام، مسجد رسول اور مسجد اقصیٰ کی طرف کجاوے باندھ کر سفر کیا جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کو ساری دنیا کی مسجدوں پر فضیلت حاصل ہے کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے اور دنیا کی بقایا مسجدیں میں ثواب کے لحاظ سے برابر ہیں تو لہٰذا نماز پڑھنے کے لئے دور دور سے سفر کر کے ان مسجدوں میں آئیں گے تو فضیلت ہے کسی اور مسجد میں صرف نماز پڑھنے کے لئے دور سے سفر کر کے جائیں تو اس میں فضیلت نہیں اگرچہ یہ سفر بھی جائز ہے گویا کہ اس حدیث میں تین مسجدوں کے علاوہ سفر کی جو ممانعت ہے وہ صرف دوسری مسجدوں میں نماز کے لئے ہے اور علماء نے منع نہیں فرمایا بلکہ اتنا فرمایا کہ کسی اور مسجد میں نماز پڑھنے سے ثواب زیادہ نہیں ملے گا۔

Marfat.com

اس معنیٰ کو امام عینی رحمۃ اللہ علیہ میں فرماتے ہیں۔

فَقَالَ النَّوَوِيُّ: مَعْنَاهُ لَا فَضِيلَةَ فِي شَدِّ الرِّحَالِ إِلَى مَسْجِدٍ مَّا غَيْرِ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ وَنَقَلَهُ عَنْ جُمْهُوْرِ الْعُلَمَاءِ

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ حدیث کا معنی یہ ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے باندھ کر سفر کرنے میں فضیلت نہیں اور امام نووی نے اس بات کو جمہور علماء سے نقل کیا ہے۔ (عمدۃ القاری، جلد ۷، صفحہ ۳۶۹)

شیخ زین الدین کے حوالے سے نقل فرماتے ہیں کہ:

اَنَّ الْمُرَادَ مِنْهُ حُكْمُ الْمَسَاجِدِ فَقَطْ وَاَنَّهُ لَا يُشَدُّ الرَّحْلُ إِلٰى مَسْجِدٍ مِّنَ الْمَسَاجِدِ غَيْرِ هٰذِهِ الثَّلَاثَةِ

اس حدیث میں صرف مسجدوں کا حکم بیان ہوا ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف خصوصیت کے ساتھ سفر کر کے جانا ضروری نہیں ہے۔

فَاَمَّا قَصْدُ غَيْرِ الْمَسَاجِدِ مِنَ الرِّحْلَةِ فِي طَلَبِ الْعِلْمِ وَفِي التِّجَارَةِ وَالتَّنَزُّهِ وَزِيَارَةِ الصَّالِحِيْنَ وَالْمَشَاهِدِ وَ زِيَارَةِ وَالْاِخْوَانِ وَنَحْوِ ذٰلِكَ فَلَيْسَ دَاخِلًا فِي النَّهْيِ

بہر حال مسجدوں کے علاوہ خصوصیت کے ساتھ سفر کرنا جسے علم دین حاصل کرنے کے لئے تجارت کا سفر، سیر و تفریح کے لئے جانا، نیک لوگوں سے ملنے کے لئے جانا اور اپنے بھائیوں کی ملاقات کے لئے جانا اور اس طرح کے اور بھی جو سفر ہیں یہ سب اس حدیث میں منع نہیں کئے گئے۔ (عمدۃ القاری، جلد ۷، صفحہ ۳۷۰)

امام نور الدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

فَمَعْنَاهُ لَا تَشُدُّوْا الرِّحَالَ إِلٰى مَسْجِدٍ إِلَّا إِلَى الْمَسَاجِدِ الثَّلَاثَةِ

اس حدیث کا مطلب ہے کہ ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کی طرف کجاوے باندھ کر سفر نہیں کرنا چاہیے۔

Marfat.com

اِذْ شَدُّ الرِّحَالِ اِلٰی عَرَفَۃَ لِقَضَاءِ النُّسُكِ وَاجِبٌ بِالْاِجْمَاعِ وَاَجْمَعُوْا عَلٰی جَوَازِ شَدِّ الرِّحَالِ لِلتِّجَارَۃِ وَمَصَالِحِ الدُّنْیَا

عرفہ کی طرف قربانی کی ادائیگی کے لے سفر کر کے جانا اجماع سے واجب ہے۔ سفر تجارت اور دنیاوی معاملات کے لئے کجاوے باندھ کر سفر کرنے کے جواز پر بھی اجماع ہے۔

(وفاء الوفا، جلد ۴ صفحہ ۱۸۸، دارالکتب العلمیہ بیروت)

اسی صفحہ پہ امام سمہودی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ جب اتنے سفر جائز ہیں اور منع صرف دوسری مسجدوں سے کیا گیا ہے تو پھر رسول اللہ ﷺ کی قبر انور کی زیارت کے لئے سفر کر کے آنا مشروع اور جائز ہے۔ اس لئے کہ نبی کریم ﷺ کا فرمان مَنْ زَارَ قَبْرِیْ اور مَنْ جَاءَنِیْ زَائِرًا عام ہیں اور اس قبر کی زیارت پہ ثواب بھی بیان کیا گیا ہے (اسے شفاعت نصیب ہوگی دو مقبول حجوں کا ثواب ملے گا) تو جب زیارت قبر رسول ﷺ ثواب ہے تو پھر اس کی طرف سفر کر کے جانا بھی ثواب ہے۔ اس لئے کہ خود رسول اللہ ﷺ شہداء بدر کی قبروں پہ سفر کر کے آتے تھے۔

میرے بھائیو! خلاصۂ کلام یہ ہوا کہ ان تین مسجدوں میں نماز کا ثواب زیادہ ہے ان کے علاوہ کسی اور مسجد میں صرف نماز پڑھنے کے لئے دور دور سے سفر کر کے جانا اور یہ سمجھنا کہ یہاں زیادہ ثواب ہے تو ایسی بات نہیں اس لئے کہ نماز کا ثواب ان تین مسجدوں کے علاوہ سب مسجدوں میں برابر ہے۔ الغرض حدیث میں بات صرف مسجدوں کی ہوئی ہے۔

اس حدیث کو پڑھ کر عاشقانِ رسول ﷺ کو گنبد خضریٰ کی زیارت کے سفر سے روکنا یا اولیاء اللہ کے مزاروں پہ جانے سے روکنا مفہوم حدیث سے بغاوت ہے جس طرح کہ آپ محدثین کی آراء پڑھ چکے ہیں۔

ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب کہا تھا۔

دو حرفے بر مرادِ دل بگوئیم
بپائے خواجہ چشماں بمالیم

آؤ دربارِ رسول ﷺ میں حاضر ہو کر دل کی مراد عرض کریں اور اپنے آقا کے قدموں

Marfat.com

پر آنکھیں ملیں۔

فرشتے بھی بارگاہِ مصطفیٰ ﷺ کا ادب کرتے ہیں:

میرے بھائیو! صرف انسان نہیں بلکہ فرشتے بھی رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ کا ادب کرتے رہے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں۔ جس طرح کہ امام عبدالوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث نقل فرمائی ہے کہ:

كَانَ جِبْرَئِيْلَ اِذَا اَتَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ يَقِفُ عَلٰى بَابٍ ثُمَّ يَسْتَاذِنُ رَسُوْلَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ

حضرت جبرئیل امین علیہ السلام جب رسول للہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو دروازے پر کھڑے ہو جاتے پھر آپ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کرتے۔

گل طیبہ کی ثناء گاتے ہیں
نخل طوبیٰ پہ چہکنے والے

مولانا حسن رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بے اجازت جن کے گھر جبریل آتے نہیں
قدر والے جانتے ہیں عز و شان اہلبیت

اسی طرح حافظ ابونعیم اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ نے ملک الموت عزرائیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ میرے محبوب ﷺ کے پاس اچھی صورت میں جاؤ اور نرمی کے ساتھ روح قبض کرنا۔ حکم خداوندی سن کر ملک الموت علیہ السلام حاضر خدمت ہوئے مگر وَقَفَ بِالْبَابِ ایک اعرابی کی صورت اختیار کر کے دروازے پر کھڑے ہوئے۔ پھر یوں سلام کیا:

اے اہل بیت نبوت تم پر سلام ہو۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے پوچھا کون ہے؟ دروازے کے باہر سے جواب دیا ایک دیہاتی ہوں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا اے دیہاتی واپس

Marfat.com

چلا جا میرے ابا جان کی طبیعت ناساز ہے پھر آ جانا۔ دوسری اور تیسری مرتبہ بھی ملک الموت علیہ السلام نے دروازے کے باہر کھڑے ہو کر سلام کیا اور اجازت طلب کی مگر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا منع فرماتی رہیں۔ تیسری مرتبہ کی آواز خود رسول اللہ ﷺ نے سن لی اور اپنی لختِ جگر فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا۔

اے بیٹی! جانتی ہو یہ کون ہے؟ یہ وہ ہے جو لذتوں کو توڑنے والا ہے اسی سے گھر ویران اور قبرستان آباد ہوتے ہیں۔ یہ موت کا فرشتہ ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ملک الموت علیہ السلام کو داخل ہونے کی اجازت دی تو وہ اندر آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ اے ملک الموت!

جِئْتَنِیْ زَائِرًا اَمْ قَابِضًا

زیارت کے لئے حاضر ہوئے یا روح قبض کرنے کے لئے۔ ملک الموت علیہ السلام نے عرض کی زیارت بھی کرنی تھی اور روح بھی قبض کرنے کا حکم ملا ہے۔

اَمَرَنِیَ اللّٰہُ اَنْ لَّا اَدْخُلَ عَلَیْكَ اِلَّا بِاِذْنِكَ وَلَا اَقْبِضُ رُوْحَكَ اِلَّا بِاِذْنِكَ فَاِنْ اَذِنْتَ وَاِلَّا رَجَعْتُ اِلٰی رَبِّیْ

اللہ نے حکم دیا ہے کہ آپ ﷺ سے اجازت لے کر اندر داخل ہوں اور اجازت لے کر روح قبض کروں۔ اگر آپ ﷺ اجازت فرما دیں تو روح قبض کروں گا ورنہ واپس رب تعالیٰ کے پاس لوٹ جاؤں گا۔

نبی کریم ﷺ نے اجازت عطا فرما دی اور فرشتے بھی صفیں بنا کر کھڑے ہیں اور حوریں استقبال کے لئے زینت کر رہی ہیں۔ (حلیۃ الاولیاء، جلد ۴، صفحہ ۷۶)

میرے بھائیو! ملک الموت علیہ السلام کبھی کسی کے پاس اجازت لے کر نہیں آتے۔ پہلے کے انبیاء کرام علیہم السلام کی خدمت میں بھی روح قبض کرنے کے لئے بغیر اجازت حاضر ہوتے رہے لیکن رسول اللہ ﷺ کا احترام کرتے ہوئے دروازے کے باہر سے ہی اجازت مانگ رہے ہیں۔

میرے بھائیو! فرشتوں کی تو تمنا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں حاضری کا شرف پائیں خود فرشتوں کے سردار حضرت جبرئیل امین علیہ السلام کے بارے میں تو محدثین کرام رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی مبارکہ میں جبرئیل امین علیہ السلام نے چوبیس ہزار مرتبہ بارگاہِ اقدس میں حاضری

Marfat.com

کا شرف حاصل کیا ہے۔

جس طرح رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ ظاہری میں فرشتے حاضرِ خدمت ہوتے رہے اسی طرح وصال شریف کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

امام نورالدین سمہودی رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ حضرت سیدنا کعب الاحبار رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

مَا مِنْ فَجْرٍ يَطْلُعُ اِلَّا نَزَلَ سَبْعُوْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ حَتّٰى يَحُفُّوْا بِالْقَبْرِ يَضْرِبُوْنَ بِاَجْنِحَتِهِمْ وَيُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ حَتّٰى اِذَا اَمْسَوْا عَرَجُوْا وَهَبَطَ مِثْلُهُمْ فَصَنَعُوْا مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى اِذَا انْشَقَّتِ الْاَرْضُ خَرَجَ فِيْ سَبْعِيْنَ اَلْفًا مِّنَ الْمَلٰئِكَةِ

"طلوعِ فجر کے وقت ستر ہزار فرشتے نازل ہوتے ہیں اور قبر انور کو گھیر لیتے ہیں اور اپنے پروں کے ساتھ سایہ کرتے ہیں۔ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود پڑھتے ہیں جب شام ہوتی ہے تو وہ چلے جاتے ہیں اور دوسرے ستر ہزار فرشتے اترتے ہیں صبح تک یہی عمل کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ ﷺ قبر انور سے باہر تشریف لائیں گے تو ستر ہزار فرشتوں کے جھرمٹ میں ہوں گے۔"

امام سمہودی رحمۃ اللہ علیہ مزید نقل فرماتے ہیں کہ امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا جس میں یہ ہے کہ:

سَبْعُوْنَ اَلْفًا بِاللَّيْلِ وَسَبْعُوْنَ اَلْفًا بِالنَّهَارِ

ستر ہزار فرشتے رات کو اور ستر ہزار دن کو نازل ہوتے ہیں۔

ذَكَرَهٗ فِيْ بَابِ مَا اَكْرَمَ اللهُ بِهٖ نَبِيَّهٗ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَآلِهٖ وَسَلَّمَ بَعْدَ مَوْتِهٖ۔ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِيْ شُعَبِهٖ

امام دارمی رحمۃ اللہ علیہ نے اس روایت کو اس باب میں ذکر کیا ہے جس کا مطلب ہے کہ فرشتوں کو اتار کر اللہ نے اپنے محبوب ﷺ کے وصالِ ظاہری کے بعد عزت بڑھائی ہے۔

Marfat.com

اس روایت کو امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے شعب الایمان میں روایت فرمایا ہے۔

(وفاء الوفا جلد ۲، صفحہ ۱۲۲، دار الکتب العلمیہ بیروت)

میرے بھائیو! بارگاہِ رسالت ﷺ میں فرشتوں کی یہ حاضری اتنی تعداد میں ہے کہ جس فرشتے کو ایک مرتبہ حاضری کا موقع نصیب ہو گیا قیامت تک دوبارہ نہیں مل سکے۔

حسان الہند، برکۃ الرسول فی الہند، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے نعتیہ دیوان "حدائق بخشش" میں اس ساری وضاحت کو یوں بیان کیا ہے۔

ستر ہزار صبح ہیں ستر ہزار شام
یوں بندگی زلف و رخ آٹھوں پہر کی ہے
جو ایک بار آئے دوبارہ نہ آئیں گے
رخصت ہی بارگاہ سے بس اس قدر کی ہے
تڑپا کریں بدل کے پھر آنا کہاں نصیب
بے حکم کب مجال پرندے کو پَر کی ہے
اے وائے بے کسی تمنا کہ اب اُمید
دن کو نہ شام کی ہے نہ شب کو سحر کی ہے
یہ بدلیاں نہ ہوں تو کروروں کی آس جائے
اور بارگاہ مرحمت عام تر کی ہے
معصوموں کو ہے عمر میں صرف ایک بار بار
عاصی پڑے رہیں تو صلا عمر بھر کی ہے
زندہ رہیں تو حاضری بارگہ نصیب
مر جائیں تو حیاتِ ابد عیش گھر کی ہے

الغرض انبیاء کرام، فرشتے، صحابہ کرام، اولیاء کاملین، مومن مرد و عورت اور دیگر کائنات کی ہر شے چرند پرند وحوش وطیور، جمادات و نباتات سب ہی رسول مکرم، نبی محترم شفیع معظم ﷺ کی عظمت کے گیت گا

Marfat.com

رہے ہیں۔

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

اختتامی دُعا:

آخر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کی مانگی ہوئی دعا عرض کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ یہ دعا ہمارے حق میں بھی قبول فرمائے۔ آمین

لَكَ الْحَمْدُ يَاذَا الْجُوْدِ وَالْمَجْدِ وَالْعُلَا
تَبَارَكْتَ تُعْطِيْ مَنْ تَشَاءُ وَتَمْنَعُ
اِلٰهِيْ لَئِنْ جَلَّتْ وَجَمَّتْ خَطِيْئَتِيْ
فَعَفْوُكَ عَنْ ذَنْبِيْ اَجَلُّ وَاَوْسَعُ
اِلٰهِيْ وَخَلَّاقِيْ وَحِرْزِيْ وَمَوْئِلِيْ
اِلَيْكَ لَدَى الْاِعْسَارِ وَالْيُسْرِ اَفْزَعُ
اِلٰهِيْ لَئِنْ اَعْطَيْتُ نَفْسِيْ سُؤْلَهَا
فَهَا نَافِيْ رَوْضِ النَّدَامَةِ اَرْتَعُ
اِلٰهِيْ تَرٰى حَالِيْ وَفَقْرِيْ وَفَاقَتِيْ
وَاَنْتَ مُنَاجَاتِيَ الْخَفِيَّةَ تَسْمَعُ

Marfat.com

ماخذ و مراجع

1	قرآنِ مجید	کلام الٰہی عزوجل	مکتبۃ المدینہ کراچی
کتب حدیث			
2	مسند امام اعظم	امام ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، متوفی ۱۵۰ھ	میر محمد کتب خانہ کراچی
3	موطا امام مالک	امام مالک بن انس اصبحی، متوفی ۱۷۹ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
4	کتاب الزھد	امام عبداللہ بن مبارک، متوفی ۱۸۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
5	موطا امام محمد	امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
6	کتاب الآثار	امام محمد بن حسن شیبانی، متوفی ۱۸۹ھ	مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور
7	المسند	امام عبداللہ بن زُبَیر الحمیدی، متوفی ۲۱۹ھ	مکتبۃ عالم الکتب بیروت
8	مصنف ابن ابی شیبہ	امام ابوبکر عبداللہ بن محمد بن ابی شیبہ، متوفی ۲۳۵ھ	مجلس علمی بیروت
9	المسند	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
10	سنن دارمی	امام ابوعبداللہ بن عبدالرحمن دارمی، متوفی ۲۵۰ھ	دارالکتاب العربی بیروت
11	صحیح بخاری	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی

Marfat.com

12	الادب المفرد	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
13	صحیح مسلم	امام ابوالحسن مسلم بن حجاج قشیری، متوفی ۲۶۱ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
14	سنن ابن ماجہ	امام ابوعبداللہ محمد بن یزید ابن ماجہ، متوفی ۲۷۳ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
15	سنن ابوداؤد	امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، متوفی ۲۷۵ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
16	سنن ترمذی	امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی، متوفی ۲۷۹ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
17	سنن دارقطنی	امام علی بن عمر دارقطنی، متوفی ۲۸۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
18	سنن نسائی	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
19	سنن کبریٰ	امام ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب نسائی، متوفی ۳۰۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
20	مسند ابویعلی موصلی	امام احمد بن علی المثنی التمیمی، متوفی ۳۰۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
21	شرح معانی الآثار	امام ابوجعفر احمد بن محمد الطحاوی، متوفی ۳۲۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
22	صحیح ابن حبان	امام ابوحاتم محمد حبان البستی، متوفی ۳۵۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
23	مسند شامیین	امام ابوالقاسم سلیمان بن احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	مکتبہ شاملہ
24	معجم صغیر	امام ابوالقاسم سلیمان احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
25	معجم اوسط	امام ابوالقاسم سلیمان احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

26	معجم کبیر	امام ابوالقاسم سلیمان احمد الطبرانی، متوفی ۳۶۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
27	الکامل فی ضعفاء الرجال	امام عبداللہ بن عدی الجرجانی متوفی ۳۶۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
28	المستدرک	امام ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حاکم نیشاپوری متوفی ۴۰۵ھ	دارالمعرفہ بیروت
29	حلیۃ الاولیاء	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
30	دلائل النبوۃ	امام ابونعیم احمد بن عبداللہ اصبہانی، متوفی ۴۳۰ھ	دارالنفائس بیروت
31	سنن کبریٰ	امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
32	دلائل النبوۃ	امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالحدیث قاہرہ مصر
33	کتاب الآدب	امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	مکتبہ شاملہ
34	شعب الایمان	امام ابوبکر احمد بن حسن بیہقی، متوفی ۴۵۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
35	الفردوس لماثور الخطاب	امام ابوشجاع شیرویہ بن شہردار بن شیرویہ الدیلمی متوفی ۵۰۹ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
36	تاریخ دمشق کبیر	امام ابوالقاسم علی بن حسن ابن عساکر، متوفی ۵۷۱ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
37	الترغیب والترهیب	امام زکی الدین عبدالعظیم بن عبدالقوی المنذری، متوفی ۶۵۶ھ	دارالفکر بیروت
38	مشکوٰۃ المصابیح	امام ولی الدین تبریزی، متوفی ۷۴۲ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
39	ریاض الصالحین	امام محی الدین یحییٰ بن نووی شافعی، متوفی ۶۷۶ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
40	مسند ابن الجعد	ابوالحسن علی بن جعجہ جوہری	مکتبہ شاملہ

Marfat.com

41	مجمع الزوائد	حافظ نورالدین علی بن ابی بکر الہیثمی، متوفی ۸۰۷ھ	الکتاب العربی بیروت
42	الجامع الصغیر	حافظ جلال الدین سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
43	جامع الاحادیث الکبیر	حافظ جلال الدین سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
44	جمع الجوامع	حافظ جلال الدین سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
45	الخصائص الکبریٰ	حافظ جلال الدین سیوطی شافعی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
46	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، برہان پوری، متوفی ۹۷۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
47	القول البدیع	حافظ محمد بن عبدالرحمٰن السخاوی، متوفی ۹۰۴ھ	مکتبہ نوریہ رضویہ لاہور
48	کشف الغمہ	امام عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
49	المنن الکبریٰ	امام عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
50	تنبیہ الغافلین	فقیہہ ابواللیث محمد بن احمد سمرقندی	دارالکتب العلمیہ بیروت
51	المستطرف	علامہ شہاب الدین محمد بن ابواحمد	مکتبہ حقانیہ پشاور
52	اتحاف السادۃ المتقین	علامہ سید محمد بن محمد الحسینی الزبیدی، متوفی ۱۲۰۵ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
53	کنزالعمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، متوفی ۹۷۵ھ	مؤسسۃ الرسالہ بیروت
54	الفتح الکبیر		دارالکتب العلمیہ بیروت
55	ترجمان السنۃ	امام حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور

Marfat.com

56	زاد المسلم	امام شنقیطی	احیاء التراث العربی بیروت
57	کنز العمال	علامہ علی متقی بن حسام الدین ہندی، متوفی ۹۷۵ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
58	امتاع الاسماع		دار الکتب العلمیہ بیروت
59	مسند حمیدی	ابی کبر عبد اللہ بن زبیر بن عیسیٰ حمیدی، متوفی ۲۱۹ھ	مکتبہ شاملہ
		کتب تفاسیر	
60	جامع البیان	امام ابو جعفر محمد بن جریر طبری، متوفی ۳۱۱ھ	دار المعرفہ بیروت
61	تفسیر القرآن العزیز	امام عبد الرحمٰن بن محمد بن ادریس بن ابی خاتم رازی، متوفی ۳۲۷ھ	مکتبہ نزار مصطفی الباز مکہ مکرمہ
62	معالم التنزیل	امام حسین بن مسعود بغوی، متوفی ۵۱۶ھ	دار الکتب العلمیہ
63	تفسیر کبیر	امام فخر الدین محمد بن ضیاء الدین عمر رازی، متوفی ۶۰۶ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
64	الجامع لاحکام القرآن	امام ابو عبد اللہ محمد بن احمد مالکی قرطبی، متوفی ۶۶۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
65	انوار التنزیل	قاضی عبد اللہ بن عمر بیضاوی شیرازی شافعی، متوفی ۶۸۵ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
66	تفسیر الخازن	علامہ علی بن محمد بن ابراہیم الشہیر بالخازن، متوفی ۷۴۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
67	مدارک التنزیل	علامہ ابو البرکات احمد بن محمد نسفی، متوفی ۷۱۰ھ	دار الکتب العربیہ پشاور

Marfat.com

68	روح البیان	الشیخ امام اسماعیل حقی البروسوی، متوفی ۱۱۳۷ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
69	روح المعانی	علامہ ابوالفضل سید محمود آلوسی، حنفی، متوفی ۱۲۷۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
70	درمنثور	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
71	المحرر الوجیز	قاضی عبدالحق بن غالب بن عطیہ اندلسی، متوفی ۵۴۶ھ	مکتبہ شاملہ
72	النکت والعیون	علامہ علی بن محمد بن حبیب ماوردی شافعی، متوفی ۴۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
73	تفسیر نیشاپوری	علامہ نظام الدین حسین بن محمد قمی، متوفی ۸۲۸ھ	دارالمعرفۃ بیروت
74	تفسیر ابن کثیر	حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر، متوفی ۷۷۴ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
75	تفسیر عزیزی	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی متوفی ۱۲۳۹ھ	مکتبہ نبویہ لاہور
76	خزائن العرفان	صدرالافاضل محمد نعیم الدین مرادآبادی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
77	تفسیر نعیمی	مفسر شہیر مفتی احمد یار خان نعیمی، متوفی ۱۳۹۱ھ	نعیمی کتب خانہ
78	معارف القرآن	شیخ محمد شفیع، متوفی ۱۳۹۶ھ	ادارۃ المعارف کراچی
79	تفسیر العثیمین	محمد بن صالح العثیمین	مکتبہ شاملہ
80	تفسیر ثعلبی	عبدالرحمٰن بن محمد بن مخلوف ثعالبی، متوفی ۸۷۵ھ	داراحیاء التراث العربی بیروت
81	تفسیر کشاف	جاراللہ محمود بن عمر زمخشری، متوفی ۵۳۸ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
82	حاشیہ صاوی علی الجلالین	علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی، متوفی ۱۲۲۳ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور

Marfat.com

83	تفسیر مظہری	قاضی ثناء اللہ پانی پتی، متوفی ۱۲۲۵ھ	ضیاء القرآن لاہور
84	تفسیر جلالین	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی

کتب شروح حدیث

85	شرح مسلم	علامہ یحیٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دار الحدیث قاہرہ
86	شرح اربعین	علامہ یحیٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
87	فتح الباری	حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	مکتبۃ الغزالی شام
88	فتح الباری	حافظ شہاب الدین احمد بن علی حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الحدیث قاہرہ مصر
89	عمدۃ القاری	حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی، متوفی ۸۵۵ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
90	عمدۃ القاری	حافظ بدر الدین محمود بن احمد عینی حنفی، متوفی ۸۵۵ھ	دار احیاء التراث العربی بیروت
91	ارشاد الساری	علامہ احمد قسطلانی، متوفی ۹۱۱ھ	دار احیاء التراث بیروت
92	فیض القدیر	علامہ عبد الرؤف مناوی شافعی، متوفی ۱۰۰۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
93	شرح مسند ابی حنیفہ	علامہ علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	مطبع محمدی لاہور
94	مرقاۃ شرح مشکوۃ	علامہ علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
95	اشعۃ اللمعات	علامہ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، متوفی ۱۰۵۲ھ	مکتبہ حقانیہ پشاور
96	فیض الباری	شیخ انور شاہ کشمیری، متوفی ۱۳۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
97	عون المعبود	شیخ شمس الحق عظیم آبادی، متوفی ۱۳۲۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
98	مظاہر حق شرح مشکوٰۃ	نواب محمد قطب الدین خان دہلوی	مکتبۃ العلم لاہور

Marfat.com

کتب فقہ

99	ہدایہ	علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی، متوفی ۵۹۳ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
100	مجموعۃ الفتاویٰ	شیخ تقی الدین بن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ	یاسر فہد بن عبد العزیز سعودیہ
101	فتح القدیر	علامہ کمال الدین بن ہمام، متوفی ۸۶۱ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
102	الحاوی للفتاویٰ	علامہ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	نوریہ رضویہ فیصل آباد
103	الدر المختار	علامہ علاء الدین محمد بن علی بن محمد حصکفی، متوفی ۱۰۸۸ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
104	المسلک المتقسط	ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	دار الفکر بیروت
105	فتاویٰ عالمگیری	علامہ نظام الدین وعلماء ہند، متوفی ۱۱۶۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
106	نور الایضاح مع مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار مصری شرنبلابی حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	مکتبہ المدینہ کراچی
107	امداد الفتاح	علامہ حسن بن عمار مصری شرنبلابی حنفی، متوفی ۱۰۶۹ھ	
108	ردّ المختار	علامہ سید محمد امین ابن عابدین شامی، متوفی ۱۲۵۲ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
109	المغنی	علامہ عبد اللہ بن احمد بن قدامہ حنبلی، متوفی ۶۲۰ھ	دار الفکر بیروت
110	المدخل	ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج مکی متوفی ۷۳۷ھ	قاہرہ مصر
111	فتاویٰ رضویہ	مجدد اعظم امام احمد رضا خان محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور

Marfat.com

112	فتاویٰ افریقہ	مجددِ اعظم امام احمد رضا خان محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	نذیر سنز پبلشرز لاہور
113	بہارِ شریعت	صدر الشریعۃ مفتی امجد علی اعظمی، متوفی ۱۳۶۷ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
114	نزل الابرار	شیخ وحید الزمان حیدر آبادی، متوفی ۱۳۴۸ھ	بنارس انڈیا
115	نیل الاوطار	شیخ محمد بن علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ	الکلیات الازہریہ مصر
116	فتاویٰ عبدالحی	مولوی عبدالحی فرنگی محلی	کراچی

کتب اسماء الرجال

117	التاریخ الکبیر	امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاری، متوفی ۲۵۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
118	الثقات	امام ابوحاتم محمد بن حبان البستی، متوفی ۳۵۴ھ	دارالفکر بیروت
119	تاریخِ بغداد	امام ابوبکر احمد بن علی خطیب بغدادی، متوفی ۴۶۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
120	میزان الاعتدال	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارابن جوزی سعودیہ
121	العلل المتناھیۃ	علامہ ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی الجوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبہ اثریہ فیصل آباد
122	تہذیب التہذیب	حافظ شہاب الدین احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
123	المقاصد الحسنہ	ابوالخیر شمس الدین سخاوی، متوفی ۹۰۲ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
124	مرآۃ الجنان	امام عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی، متوفی ۷۶۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
125	معجم الشیوخ	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
126	کشف الخفاء	علامہ اسماعیل بن محمد العجلونی، متوفی ۱۱۶۲ھ	مکتبۃ الغزالی دمشق

Marfat.com

127	موضوعاتِ کبیر	ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	مطبع مجتبائی دہلی

کتب عقائد وکلام

128	شرح عقائدِ نسفی	علامہ سعد الدین تفتازانی، متوفی ۷۹۱ھ	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
129	نبراس شرح شرح عقائد	مولانا عبدالعزیز ہاروی	مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ
130	شرح فقہ اکبر	ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	قدیمی کتب خانہ کراچی
131	المعتقد المنتقد	علامہ فضل رسول قادری بدایونی، متوفی ۱۲۸۹ھ	برکاتی پبلشرز کراچی
132	تجلی الیقین	مجدد اعظم امام احمد رضا خاں محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	رضا فاؤنڈیشن لاہور
133	الفرقۃ الناجیہ	شیخ تقی الدین ابن تیمیہ، متوفی ۷۲۸ھ	مکتبہ شاملہ

کتب تاریخ، سیرت وفضائل

134	الطبقات الکبریٰ	امام محمد بن سعد، متوفی ۲۳۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
135	تاریخ مدینہ	امام ابن شبہ النمیری متوفی ۲۶۲ھ	مکتبہ شاملہ
136	تاریخ اسلام	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتاب العربی بیروت
137	سیر اعلام النبلاء	حافظ شمس الدین محمد بن احمد ذہبی، متوفی ۷۴۸ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
138	الاستیعاب	امام یوسف بن عبداللہ بن محمد بن عبدالبر، متوفی ۴۶۳ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
139	الشفا	قاضی عیاض بن موسیٰ مالکی، متوفی ۵۴۴ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
140	الوفا باحوال المصطفیٰ ﷺ	علامہ عبدالرحمٰن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

141	اسد الغابہ	علامہ علی بن ابی الکرم شیبانی المعروف بابن اثیر، متوفی ۶۳۰ھ	دار الفکر بیروت
142	فضائل صحابہ	امام احمد بن حنبل، متوفی ۲۴۱ھ	دار ابن جوزی سعودیہ
143	وفیات الاعیان	علامہ احمد بن محمد بن ابی بکر بن خلکان، متوفی ۶۸۱ھ	دار المعرفہ بیروت
144	البدایہ والنہایہ	حافظ عماد الدین اسماعیل بن عمر بن کثیر شافعی، متوفی ۷۷۴ھ	دار ابن کثیر بیروت
145	الاصابہ	حافظ احمد بن علی حجر عسقلانی شافعی، متوفی ۸۵۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
146	وفاء الوفاء	علامہ نور الدین علی بن احمد سمہودی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
147	المواہب للدنیہ	علامہ احمد بن محمد قسطلانی، متوفی ۹۱۱ھ	المکتبۃ الاسلامی بیروت
148	سبل الہدیٰ دار اشاد	علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی، متوفی ۹۴۲ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
149	مناقب امام احمد	علامہ عبدالرحمن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
150	نسیم الریاض	علامہ احمد شہاب الدین خفاجی، متوفی ۱۰۶۹ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
151	شرح المواہب اللدنیہ	علامہ محمد عبد الباقی زرقانی، متوفی ۱۱۲۴ھ	دار الفکر بیروت
152	الصواعق المحرقہ	علامہ احمد بن حجر مکی شامی، متوفی ۹۷۴ھ	نوریہ رضویہ لاہور
153	الملل والنحل	شیخ علی بن احمد بن حزم اندلسی متوفی ۴۵۶ھ	
154	فتوح البلدان		مکتبہ شاملہ
155	لواقح الانوار القدسیۃ	امام عبدالوہاب بن احمد بن علی الشعرانی، متوفی ۹۷۳ھ	مصطفیٰ البابی مصر
156	سیرت ابن جوزی		دار الکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

157	المرآۃ الجنان	عبداللہ بن اسعد بن علی یافعی	دارالکتب العلمیہ بیروت
158	کتاب الاذکار	علامہ یحییٰ بن شرف نووی، متوفی ۶۷۶ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
159	تفریح الخاطر	سید عبدالقادر اربلی	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
160	قلائد الجواہر	شیخ محمد بن یحییٰ تادفی، متوفی ۹۶۳ھ	کرماں والا بک شاپ لاہور
161	سیرت غوث الثقلین	علامہ ضیاء اللہ قادری	قادری کتب خانہ سیالکوٹ
162	بہجۃ الاسرار	امام علی بن یوسف الشطنوفی، متوفی ۷۱۳ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
163	الفتح الربانی	غوث الاعظم سید عبدالقادر جیلانی	قادری رضوی کتب خانہ لاہور
164	نفحات الانس	علامہ عبدالرحمٰن جامی	پروگریسو بکس لاہور
165	الرسالۃ القشیریۃ	امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن قشیری	دارالکتب العلمیہ بیروت
166	نزہۃ المجالس	علامہ عبدالرحمٰن بن عبدالسلام صفوری	دارالکتب العلمیہ بیروت
167	شرح الصدور	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
168	تمہید الایمان	مجدد اعظم امام احمد رضا خان محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
169	حدائق بخشش	مجدد اعظم امام احمد رضا خان محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
170	صفۃ الصفوۃ	ابوالفرج عبدالرحمٰن بن علی جوزی، متوفی ۵۹۷ھ	مکتبہ شاملہ
171	تاریخ الخلفاء	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	ضیاء القرآن لاہور

Marfat.com

172	جواہر البحار	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	دارالفکر بیروت
173	الشرف المؤبد	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	
174	حجۃ اللہ علی العلمین	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	مرکز اہل سنت برکات رضا ہند
175	سعادۃ الدارین	علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی، متوفی ۱۳۵۰ھ	دارالکتب العلمیہ بیروت
176	الملفوظ	مجدد اعظم امام احمد رضا خان محدث بریلوی، متوفی ۱۳۴۰ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
177	سیرت رسولِ عربی ﷺ	علامہ نور بخش توکلی	شبیر برادرز لاہور
178	سیرتِ مصطفیٰ ﷺ	عبد المصطفیٰ اعظمی	مکتبۃ المدینہ کراچی
179	معدنِ اخلاق	علامہ محمد رمضان علی قادری	دارالکتب حنفیہ کراچی
180	شامِ کربلا	علامہ محمد شفیع اوکاڑوی	ضیاء القرآن لاہور
181	تنویر الابصار	شیخ الاسلام خواجہ قمر الدین سیالوی	ضیاء القرآن کراچی
182	نور الایمان	عبد الحلیم لکھنوی	لکھنؤ
183	رسائل نعیمیہ	حکیم الامت مفتی احمد یار خان نعیمی	ضیاء القرآن لاہور
184	معارج النبوۃ	ملا معین الحاج محمد الکاشفی الھروی، متوفی ۹۵۴ھ	مکتبہ نبویہ لاہور
185	مدارج النبوۃ	شیخ عبد الحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ	نوریہ رضویہ سکھر
186	سیرۃ حلبیہ	علامہ علی بن برہان الدین حلبی، متوفی ۱۰۴۴	دارالکتب العلمیہ بیروت
187	مناقب امام اعظم	امام موفق بن احمد مکی، متوفی ۵۶۸ھ	کوئٹہ
188	احیاء علوم الدین	امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی، متوفی ۵۰۵ھ	دار سادر بیروت
189	الریاض النضرۃ	علامہ ابو جعفر احمد الشہیر محب طبری	دارالکتب العلمیہ بیروت

Marfat.com

190	الخیرات الحسان	علامہ شہاب الدین احمد بن حجر الہیتمی	دار الکتب العلمیہ بیروت
191	شفاء السقام	امام تقی الدین سبکی، متوفی	دار الکتب العلمیہ بیروت
192	حیاتِ اعلیٰ حضرت	ملک العلماء ظفر الدین بہاری	مکتبہ نبویہ لاہور
193	انوارِ احمدی	علامہ نور اللہ چشتی حیدر آباد دکن	نوریہ رضویہ پبلشرز، لاہور
194	وصف المسجد النبوی الشریف	ڈاکٹر خالد محمود خالد	دار الفاروق مصر
195	کراماتِ صحابہ	عبد المصطفیٰ اعظمی	پروگریسو بکس لاہور
196	معارج النبوۃ	ملا معین الدین محمد الکاشفی الھروی، متوفی ۹۵۴ھ	نورانی کتب خانہ پشاور
197	تحفۂ اثنا عشریہ	حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی	اشاعتِ اسلام مٹیا محل دہلی
198	الدر الثمین	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	
199	ازالۃ الخفاء	شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، متوفی ۱۱۷۶ھ	
200	تذکرۃ الاولیاء	شیخ فرید الدین عطاء نیشاپوری، متوفی ۶۲۸ھ	قاری رضوی لاہور
201	قوت القلوب	شیخ ابو طالب محمد بن علی مکی متوفی ۲۸۶ھ	مکتبۃ المدینہ کراچی
202	جامع الآثار فی مولد النبی المختار		دار الکتب العلمیہ بیروت
203	جہانِ مفتی اعظم	محمد احمد مصباحی، عبد المبین نعمانی	شبیر برادرز لاہور
204	سیرت نبویہ	عبد المالک بن ہشام مصری، متوفی ۲۱۳ھ	ضیاء القرآن
205	بشیر الکامل	امام النحو غلام جیلانی میرٹھی	
206	آدابِ مرشد کامل		مکتبۃ المدینہ کراچی
207	فوائد الفواد		

Marfat.com

208	قصص الاکابر	شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
209	امداد المشتاق	شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
210	آداب المساجد	شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ	جامعہ اسلامیہ اقبال ٹاؤن لاہور
211	نشر الطیب	شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
212	جمال الاولیاء	شیخ اشرف علی تھانوی، متوفی ۱۳۶۲ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
213	سیرتِ مصطفےٰ ﷺ	محمد ادریس کاندھلوی	
214	اسلام میں بنیادی حقوق	محمد بن صالح العثیمین	حکومت سعودیہ
215	مشاہداتِ معصومیہ		حکومت سعودیہ
216	الرحیق المختوم	شیخ صفی الرحمٰن مبارک پوری	مکتبہ سلفیہ لاہور
217	عشق رسول اور علماء دیوبند	اظہار الحسن	مکتبہ الحسن لاہور
218	راہِ سنت	شیخ محمد سرفراز گکھڑوی	مکتبہ صفوریہ گوجرانوالہ
219	سماع الموتیٰ	شیخ محمد سرفراز گکھڑوی	مکتبہ صفوریہ گوجرانوالہ
220	الصارم المسلول	شیخ تقی الدین بن تیمیہ۔۔۔متوفی ۷۲۸ھ	نشر السنہ ملتان
221	جلاء الافہام	شیخ شمس الدین ابن قیم جوزی، متوفی ۷۵۱ھ	نوریہ رضویہ فیصل آباد
222	اہل دل کے تڑپا دینیوالے واقعات	شیخ ذوالفقار نقشبندی	مکتبۃ الفقیر فیصل آباد
223	السیرۃ النبویہ	شیخ عبدالوہاب النجار	دارالکتب العلمیہ بیروت
224	شمائل رسول	حافظ عماد الدین ابن کثیر	

Marfat.com

متفرقات

225	تلخیص الحبیر	حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی، متوفی ۸۵۲ھ	مکتبہ شاملہ
226	تدریب الراوی	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار ابن جوزی سعودیہ
227	شرح الصدور	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
228	کشف المحجوب	سند الواصلین علی بن عثمان داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ	
229	بغیۃ الحارث	حافظ نور الدین علی بن ابی بکر ہیثمی متوفی ۸۰۷ھ	
230	بذیل الجواہر	ملا علی بن سلطان محمد القاری، متوفی ۱۰۱۴ھ	
231	الاکلیل	حافظ جلال الدین سیوطی، متوفی ۹۱۱ھ	مصر
232	نور الانوار	ملا احمد جونپوری، متوفی ۱۱۳۰ھ	مکتبہ رحمانیہ لاہور
233	الزھد وصفت الابرار	ابن عربی	مکتبہ شاملہ
234	کشف الظنون	علامہ مصطفیٰ بن عبد اللہ الشہیر بحاجی خلیفہ	دار الکتب العلمیہ بیروت
235	الفوائد المجموعہ	قاضی محمد علی شوکانی، متوفی ۱۲۵۰ھ	دار الکتب العلمیہ بیروت
236	الروض الفائق	شیخ شعیب متوفی ۸۱۰ھ	مکتبہ المدینہ کراچی
237	احسن الوعاء	رئیس المتکلمین علامہ نقی علی خان	مکتبۃ المدینہ کراچی
238	سبع سنابل	میر سید عبد الواحد بلگرامی، متوفی ۱۰۱۱ھ	پروگریسو بکس لاہور
239	تحفۃ الصلوٰۃ	حافظ عنایت اللہ	
240	فیصلہ ہفت مسئلہ	حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، متوفی ۱۳۱۷ھ	مدنی کتب خانہ ملتان
241	اتحاف النبلاء	نواب صدیق حسن خان بھوپالی	
242	انوارِ رضا		ضیاء القرآن لاہور
243	ماہنامہ معارفِ رضا	اپریل ۲۰۱۴، صفحہ ۳	ادارہ تحقیقات امام احمد رضا

Marfat.com

يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ

اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرو اور (اللہ کے اس خاص) رسول کی اطاعت کرو (النساء : ۵۹)

صحیح بخاری شریف

مع ترجمہ تخریج

مکمل 3 جلد

تصنیف

امیر المؤمنین فی الحدیث

امام ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل الجعفی بخاری

متوفی ۲۵۶ھ

سقی اللہ ثراہ وجعل الجنۃ مثواہ

مترجم

علامہ ابو التراب محمد ناصر الدین ناصر المدنی عطاری

پروگریسو بکس

یوسف مارکیٹ ○ غزنی سٹریٹ
اُردو بازار ○ لاہور
فون 042-37124354 فیکس 042-37352795

پروگریسو بکس

Marfat.com

۲۴۳ کتابوں کے ایک ہزار حوالہ جات سے مزین تقریباً ۱۱۰ آیات کریمہ اور ۲۹۰ احادیث طیبہ اور آثار کی مدد سے مقبولانِ بارگاہِ ایزدی کی تعظیم پر اپنے موضوع کے اعتبار سے منفرد اور پہلی اور حسین کتاب

لُطفُ المنّان

فی

تعظیمِ سیّدِ الانسِ والجانّ

المعروف

تعظیمِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم: خادم العلم والعلماء
ابو المغنی فرید حسین رضوی عفی عنہ
ایم ایس سی فزکس + ایم اے اسلامیات (پنجاب یونیورسٹی)
بی۔ایڈ، الشہادۃ العالیہ

پروگریسو بکس

Marfat.com